لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

مسمّٰی باسم تاریخی

کنز الآخرۃ

۱۳۰۹ھ

معروف بہ

شریعت نامہ

تصنیف لطیف جناب تقدس مآب مولانا چودھری
محمد عبدالحمید خانصاحب رئیس قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

باہتمام منشی عبدالعزیز خاں صاحب پرنٹر
عزیزی پریس آگرہ میں چھپی

مضامین کتاب کنز الآخرۃ بقید عنوان مضمون و نمبر

تمہید بابت اشاعت اوّل کنز الآخرۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اما بعد یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار امیدوار رحمت پروردگار ہیچمدان بلید محمد عبد الحمید عفی عنہ۔ متوطن قصبہ سہاور ضلع ایٹہ قسمت آگرہ عرض کرتا ہے کہ جبکہ ۱۲۹۹ھ قدسی میں اس احقر نے صرف و نحو کو ختم کر کے شرح وقایہ عربی شروع کیا اور اسکے ساتھ دوسرے وقت مشکوٰۃ شریف کا درس لیا چونکہ یہ احقر ہمیشہ سے ضعیف القویٰ و دائم المرض و نیز ضعف دماغ و آشوب چشم میں مبتلا رہتا تھا بدیں وجہ اکثر سبق ناغہ ہوا کرتے تھے کہ بعض اوقات چار چار چھ چھ ماہ تک مسلسل۔ کتاب دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی جس سے استفادات علمیہ میں سخت نقصان پہنچتا تھا و بفحوائے لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَۃٌ وَلِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ تعلیم میں بہت حرج واقع ہوتا تھا پس بسبب ضعف دماغ و استیلاء سہو و نسیان و ستم قوت حافظہ و انقطاع سلسلۂ درس تدریس مسائل فقہیہ یاد نہیں رہتے تھے جسکی شکایت میں اکثر اپنے استاد حضرت مولانا و بالفضل اولانا وسیدنا و معتمدنا المدعو بہ حافظ امیر حسن ثانی سہسوانی انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا کرتا تھا ایک روز حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے فرمایا کہ مسائل کی یادداشت اور اسکی سہولت تحفظ و تذکر کی یہ تدبیر بہت اچھی ہے کہ جو سبق روزانہ تم پڑھو اسکا ترجمہ اردو میں نظم کرتے جاؤ اس سے مسائل کی یادداشت تمکو بخوبی بنی رہے گی کیونکہ ان مفہومات عربیہ و مسائل فقہیہ کو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے اوّلاً الی منثورہ کو سلک نظم میں پرونے میں جو تدبر و غور تمکو کرنا پڑیگا تو بخوبی بہ نہایت آسانی سے جلد تر ہر جزئی و کلی مسئلہ ذہن میں راسخ اور نقش اسکا لوح حافظہ میں ثابت ہوتا رہیگا اور آخر میں وہ ایک کتاب منظوم و مستقل ہو جائے گی کہ جو دیگر فارسی و اردو خواں طالبعلموں کو بہت فائدہ بخشے گی۔ خاصکر ان لڑکیوں کو جو کہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد اردو مسئلہ مسائل کی ضروری کتابیں پڑھنا چاہتی ہیں انکو یہ نفع عظیم بخشے گی۔ کیونکہ اسمیں تمام ضروری مسائل نظم میں آجائیں گے اور نظم کا یاد کرنا بہ نسبت نثر کے بہت آسان ہے اور ایسی کوئی کتاب جامع نظم اردو میں آجتک نہیں ہے کہ جس میں جمیع ضروری مسائل عبادات و معاملات کے موجود ہوں پس یہ رسالہ منظوم اس مقصد کیواسطے نہایت مناسب و فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ چونکہ اس زمانہ میں مجکو ایک گونہ شعر اشعار سے شوق بھی تھا تو حضرت استاد کا یہ ارشاد میرے دل میں سرایت کر گیا اور اسی وقت میں نے شرح وقایہ کو لیکر کتاب الطہارت باب الوضوء سے نظم میں ترجمہ بامحاورہ کرنا شروع کر دیا اور جو ترجمہ کہ روزانہ میں نظم کرتا تھا وہ حضرت مولانا کو ملاحظہ کراتا تھا مولانا اس کی اصلاح فرماتے تھے اور نیز مسائل کی مطابقت کنز الدقائق و در مختار سے کرتے جاتے تھے اور واجبات و سنن و مستحبات نماز و حج وغیرہ میں اکثر مطابق در مختار کے تحریر کراتے تھے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ باتیں ایسی بسط و تفصیل کے ساتھ نہیں ہیں جسطرح کہ در مختار میں ہیں۔ اور مسائل مختلف فیہ امام اعظم و صاحبین رحمہم اللہ میں یا تو وہ در مختار کے مفتی بہ مسئلہ کے بموجب عمل کرنیکا حکم دیتے تھے یا اپنا اور اپنے استاد حضرت مولانا مولوی تراب علی صاحب مرحوم لکھنوی کا معمول بہ قرار دیکر اسکے موافق ہدایت فرماتے تھے اور یہ احقر اسی کے مطابق نظم کے پیرایہ میں لا کر زیب صفحۂ قرطاس کرتا تھا چنانچہ اسی اصول کے موافق یہ سلسلہ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۲ھ تک جاری رہا اور رسالہ ہذا کتاب الفرائض کے آخر تک منظوم ہو کر تیار ہو گیا۔ کتاب الفرائض سراجی شریفی سے ترجمہ کیگئی ہے۔ رسالہ ہذا کے عبادات تو قریب قریب سب نظم کر لئے گئے ہیں ولیکن معاملات میں البتہ ضروری ضروری باتیں کار آمد لیگئی ہیں اور باقی کو بسبب طوالت کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ من بعد حضرت مولانا کو یکایک سفر گجرات پیش آیا اور یہاں سے رخصت ہو کر سنہ ۱۳۰۲ھ سے سنہ ۱۳۰۹ھ تک گجرات و بڑودہ و ملک متوسط کے سفر میں حضرت مولانا سیاحت فرماتے رہے اور یہ سلسلہ درس و تدریس و نظم رسالہ کا معرض التوا میں پڑ گیا۔ آخر ۱۹۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۹ھ کو میری والدہ ماجدہ مرحومہ نے سفر آخرت قبول فرمایا کہ باران رحمت برو برسے اسوقت مولانا موصوف بہ تعزیت مرحومہ پھر یہاں تشریف لائے اور رسالہ منظوم کی بابت فرمایا کہ وہ کہاں ہے اس کو تلاش کرا کر نکلوایا تو فرمایا کہ اس میں حمد و نعت اور لکھو اور اسی کے ذیل میں عقائد کے ضروری مسائل بھی شامل کرو اس کے بعد اسپر نظر ثانی کر کے صاف کرو اور پھر اسکو بطور یادگار اپنی والدہ مرحومہ کے چھپوا دو تاکہ ہر ایک مسلمان کے وہ کار آمد و فائدہ بخش ہو اور تمہاری والدہ کی روح کو ثواب پہنچے چنانچہ اس وقت کتاب الایمان سے کتاب الوضوء تک پھر نظم کیا گیا اور مولانا موصوف نے اس کا تاریخی نام کنز الآخرۃ اس وقت تجویز فرمایا اور اس ناچیز نے اس کا دوسرا نام غیر تاریخی شریعت نامہ رکھا اور یہ دونوں

تمام عنوان کتاب پر درج کیے گئے۔ بعد ازاں مولینا موصوف نے اسکے چھپنے کی تاکید بعجلت فرما کر مکان کو تشریف لیگئے اور وہ رسالہ پھر تعویق تاخیر
میں پڑگیا اور رسالہ مذکور پر نظر ثانی کرکے صاف کرنے اور سواد سے بیاض میں لانے کی نوبت نہ پہنچی حتی کہ اسکے تھوڑے زمانہ کے بعد یہ ریاست سہاور
بعلت زیر باری قرضہ زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس آگئی اور حسب الحکم حضرت والد ماجد قبلہ و کعبہ جناب چودھری صاحب مرحوم و مغفور مالک ریاست
یہ ناچیز اسکا منیجر و مہتمم قرار دیا گیا اور یہ سلسلہ کورٹ کا ۳۱ اگست ۱۹۱۹ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ تک برابر قائم رہا اور اس دوران میں
کثرت کار کی وجہ سے ایکبار بھی رسالہ مذکور پر تکرار نظر کی یا مطالعہ کی نوبت نہیں آئی حالانکہ اس درمیان میں مولانا صاحب کے متعدد خطوط
بھی آئے اور وہ ایک مرتبہ مولینا موصوف خود بھی تشریف لائے اور رسالہ کی جلدی اشاعت کی تاکید شدید فرمائی ولیکن رسالہ مذکور پر نظر
ثانی کرنا اور اس کے محکوک و مشکوک حروف کو صاف کرکے مکرر تحریر کرنا اس وقت تک میسر نہیں ہوا جبتک کہ کورٹ آف وارڈس کا طوفان
بے تمیزی میرے سر پر جوش زن رہا۔ مَا کُلُّ مَا یَتَمَنَّی الْمَرْءُ یُدْرِکُہٗ ؎ تَجْرِی الرِّیَاحُ بِمَا لَا تَشْتَہِی السُّفُنُ
آخر الامر خدا خدا کرکے ۳۱ اگست ۱۹۱۹ء کو ریاست سہاور قرضہ سے پاک ہو کر کورٹ آف وارڈس سے واگذاشت ہوئی اور سرکاری جوابدہی سے
مجھکو نجات ملی اگرچہ ریاست کے کام سے پھر بھی سبکدوشی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ جناب چودھری صاحب مرحوم و مغفور نے سلسلہ کام کا بدستور
میرے ہی ذمہ بمصداق۔ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند۔ قائم رکھا مگر تاہم وہ جوابدہی اور کثرت کار کہ جو سرکاری ضابطہ میں منسلک ہونے
سے رہتی تھی وہ اب نہیں رہی اور ایک گونہ کام سے فارغ البالی اور آزادی حاصل ہوئی۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس اطمینان کے حاصل
ہونے پر مولانا صاحب ممدوح کا وصال ہو چکا تھا۔ اور اس بنا پر اب خود مجھکو نہایت عجلت و فکر ان کی تعمیل ارشاد و تکمیل وصیت کی نسبت
لاحق ہوئی۔ بعد واگذاشتگی کورٹ اول میں نے جناب قبلہ و کعبہ چودھری صاحب مرحوم و مغفور سے رسالہ مذکور کے صرفہ اشاعت
کیواسطے عرض کیا چنانچہ مرحوم و مغفور نے اسی وقت مبلغ ایک ہزار روپیہ تک اسکی اشاعت میں صرف کر دینے کی منظوری عطا فرمائی اور
میں نے اس حکم مسرت بخش کے حاصل ہو جانے پر فوراً رسالہ مذکور کو نکال کر نظر ثانی کرنا اور صاف کرکے تحریر کرنا شروع کر دیا اور بجائے
اس کے مسائل کی توضیح اور اشعار کی تشریح میں حواشی اضافہ کرکے حاشیہ کتاب پر درج کرتا گیا اگرچہ یہ نظر ثانی اور حاشیہ نگاری بھی
نہایت تردد و بے اطمینانی کے ساتھ وقوع میں آئی کیونکہ ایسا موقع اب بھی مجھکو ہاتھ نہ آیا کہ میں اس کام کو بالکل یکسو اور مطمئن ہو کر انجام
دیتا کیونکہ اسلئے کہ پھر بھی ریاست کا کام اور اہل معاملہ کا ہجوم ہمہ وقت اس میں خلل انداز و جمعیت خاطر میں تفرقہ پرداز ہوتا تھا مگر باایں ہمہ
جیسا کچھ کہ مجھ سے ہو سکا نظر سرسری کے ساتھ قلم برداشتہ لکھتا گیا اور رسالہ مذکور کو صاف کرکے حاشیہ چڑھاتا گیا اور اگرچہ اس پر بھی
بعض اوقات ایک ایک دو دو ماہ کا وقفہ و ہرج اسمیں پڑتا رہا تاہم اس کام کو اب میں نے چھوڑا نہیں اور موقع بموقع کیے گیا تا آنکہ اسی
دوران میں ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۲۱ء کو بوقت ظہر میرے والد ماجد عالیجناب قبلہ و کعبہ چودھری محمد نور اللہ خانصاحب
رئیس مالک ریاست سہاور نور اللہ تربتہ نے اپنا ظل عاطفت ہم پس ماندگان کے سر سے اٹھا کر داعی اجل کو لبیک جا پکارا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس وقت دفعتاً کوہ ہم و غم میرے سر پر آن ٹوٹا اور تمام عالم تیرہ و تار مجھکو نظر آنے لگا اور جو خیالات و
وساوس کہ اب تک مطلق میرے وہم و گمان میں بھی نہ گذرے تھے اب وہ باد صرصر کی طرح میرے دل و دماغ میں سرایت کرکے مجھکو بیچین کرنے
لگے اور داعی اجل کی مہیب آواز میرے کانوں میں بھی سرسراہٹ پیدا کرنے لگی اسوقت میں نے نہایت عجلت کیساتھ اس رسالہ مع حواشی کے
مسودہ و حاشیہ کو نیم پختہ اٹھا کر اور مسودہ کو نیم رس لیکر صاحب مطبع عزیزی آگرہ کی خدمت میں بھیجدیا اور انکو ہدایت کی کہ وہ فوراً اسکی طبع
شروع کراویں۔ رسالہ مذکورہ کے آخری اجزا جو صاف ہونے کو رہ گئے تھے وہ اس دوران طبع میں صاف کرکے اور حاشیہ چڑھا کر میں روانہ کرتا رہا
چنانچہ بفضلہ و کرمہ اب یہ رسالہ طبع ہو کر تیار ہو گیا۔ چونکہ بسبب قلت فرصت و واقعات مندرجہ بالا رسالہ ہذا کی طبع میں بہت عجلت کیگئی ہے اور
جس طرح پر کہ میرا دل چاہتا تھا اس طرح اس کی تکمیل نہیں ہوئی ہے بدیں وجہ صاحبان اہل علم و فضل کی خدمت بابرکت میں گذارش ہے کہ رسالہ ہذا
کو از اول تا آخر حرف بحرف ملاحظہ فرما کر اور اس کے حسن و قبح پر نظر تامل ڈالکر جو جو نقائص و فروگذاشتیں کہ اسمیں پیدا ہوں وہ براہ کرم قلمبند
کرکے مجھکو ان سے اطلاع بخشیں میں بسعید و منت انکا ممنون و شکرگذار ہونگا اور جن جن نقائص پر کہ متعدد دفعتاً بالغ النظر کا اتفاق
ہوگا انکی رسالہ مذکور میں ترمیم کرونگا۔ اور بعد ترمیم اگر خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے مجھکو مزید مہلت عطا فرمائی تو رسالہ مذکور
انشاء اللہ مکرر طبع کرا کر شائع کرونگا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَهُوَ حَسْبِیْ وَلَا مُعِیْنَ سِوَاہُ۔

فقط حررہ عبد الحمید عفی عنہ بماہ رمضان المبارک ۱۳۴۰ھ ہجری

۴۸۶

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

مسمّٰی باسم تاریخی

کنز الآخرۃ

۱۳۰۹ھ

معروف بہ

شریعت نامہ

تصنیف لطیف جناب تقدس مآب مولینا چودھری محمد عبد الحمید خاں صاحب

رئیس قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

باہتمام منشی عبد العزیز خاں پرنٹر

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں چھپی

نحمدہٗ ونصلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے مخصوص اُس اللہ کو
نوربخشا جس نے مہر و ماہ کو

ہے وہ فرد وقادر وحیّ وصمد
لم یلد لم یولد و واحد احد

وہ صفات وذات میں سب سے بڑا
اور نہیں مثل اُسکے کوئی دوسرا

ممتنع[1] بالذات ہے اُس کا نظیر
کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا الْقَدِیْرُ

حدث سے وہ پاک ہے اور لازوال
ہے قدیمی ذات اُسکی ذوالجلال

ہیں صفات وذات سب اسکے قدیم
ہے وہ بیچون وچگوں بے خوف وبیم

وہ[2] یگانہ ہے صفات وذات میں
حکم میں۔ افعال میں۔ ہر بات میں

وہ نہ کہاتا[3] ہے نہ پیتا ہے۔ اخی
اور نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے کبھی

---

[1] ممتنع بالذات ہے الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ کا نظیر ومثل ممتنع بالذات ہے یعنی کہ غیر ممکن ہے مثل اُس کا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا ہے اور سوائے اُس قادر برحق کے تمام چیزیں ہلاک وفنا ہونے والی ہیں اور حادث ہیں بقا وقدامت اُسی کی ذات بابرکات کے واسطے لازمی وقطعی ہے اور اُس کے بارے میں چون وچرا کرنا ناجائز ہے ۱۲ [2] وہ یگانہ ہے الخ یعنی وہ حق سبحانہ تعالیٰ ذات وغیرہ صفات میں یکتا ہے کہ نہ اُس کی سی ذات کسی دوسری ذات ہو اور نہ جیسی اُس کی صفات ہیں ویسی دوسرے میں صفات ہو سکتی ہیں نہ اُس کا سا حکم کسی دوسرے کا حکم ہے کہ اُس کا حکم اٹل ہے اور نہ اُس کا سا فعل کسی دوسرے کا فعل ہے کہ وہ اپنے فعل میں مختار کامل ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اُس کا مانع ومزاحم نہیں ہو سکتا یہ بات ہرگز کسی اور کو نہیں حاصل ہے کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اُس کو یقینی کرلے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن کسی طرح اُس کو پورا نہیں کرسکتا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ۔ پس یہ بات ہی اُسی کے اختیار وقبضۂ قدرت میں ہے کہ کسی کے ارادے کو پورا کرے یا نہ کرے غرضکہ وہ قادر مطلق ہر بات میں یکتا وبے مثل ہے ۱۲ [3] وہ نہ کہاتا ہے الخ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے اوپر جو کہا گیا کہ وہ ہر بات میں یکتا ہے اُس کا یہ بیان ہے کہ وہ نہ کہاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے وہ قایم ودائم ہے اور یہ اُسی کے ساتھ خاص ہے۔ منہ ۱۲

قائم و دائم ہے اور واجب وجود ۔ ساری چیزوں کی اُسی سے ہے نمود

ہے وہی خلاق مخلوقات کا ۔ ہے وُہی رزاق مرزوقات کا

سب کا خالق ہے نہیں مخلوق وہ ۔ سب کا رازق ہے نہیں مرزوق وہ

وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہاں ۔ اُسکے سب محتاج ہیں خورد و کلاں

پاک ہے ہر حاجت و ہر عیب سے ۔ سب کا وہ حاجت روا ہے غیب سے

مالک ملک زمین و آسماں ۔ خالق کون و مکان و این و آں

خالق انکا ان سے پہلے جیسے تھا ۔ ان کے ہونے پر بھی ویسا ہی رہا

گھٹتا اور بڑھتا نہیں وہ لم یزل ۔ دائما یکساں ہے وہ عز و جل

ہے منزہ جسم سے وہ پاک ذات ۔ بے زمان و بے مکان و بے جہات

جسم و جوہر سے عرض سے پاک ہے ۔ مادہ سے اور مرض سے پاک ہے

ہاتھ پاؤں آنکھ اور منہ اُسکے سب ۔ ہیں صفاتی جسمیت ہے اُن میں کب

---

۵۱ واجب وجود - الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ لم یزل ولایزال واجب الوجود ہے اور وجود ذاتی اسی سے خاص ہے کہ نہ کبھی موجود کے بذات خود موجود ہے باقی تمام سوا اس کے وجود ما سوا اسی کے وجود سے موجود ہے پس مرتبہ وجود ذاتی میں تمام عالم معدوم ہے اسی لئے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ فرمایا اور مرتبہ وجود عطائی میں عالم کا وجود حق ہے محض وہم و خیال نہیں ہے جیسا کہ بعض فرقۂ باطلہ و ملاحدہ کا عقیدہ فاسدہ ہے منہ ۵۲ ہے وہی خلاق الخ یعنی وُہی حی قیوم واجب الوجود جل اسمہٗ آسمان و زمین و ما فیہما و جمیع کائنات و مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ كُنْ فَيَكُونُ سے روشن ہے اور وہی رزاق قادر مطلق تمام جانداروں کا رزق بہم پہنچاتا ہے ضروری انساں ہے جیسا کہ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا سے ظاہر ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ اس پر شاہد ہے ۔ چنان پہن خوان کرم گسترد کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد - منہ ۵۳ سب کا خالق ہے الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جمیع کائنات کا خالق ہے اور وہ خود مخلوق نہیں ہے کیونکہ اس کی ذات مبارکہ قدیم ہے اور قدیم کی صفت یہی ہے کہ وہ مخلوق نہ ہو اور اسی طرح وہ سب جاندار چیزوں کی پرورش کرتا ہے اور ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے اور وہ خود بذات خاص رزق سے بے نیاز ہے - منہ

۵۴ وہ کسی کا بھی نہیں - الخ یعنی وہ بے نیاز کسی غیر کا کسی کام میں محتاج نہیں ہے اور تمام مخلوق اس کی ہر بات میں محتاج ہے خواہ کوئی عنصر ہو خواہ کوئی اکسیر ہو بغیر اس کی مدد و اعانت کے کسی کا کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۱۲ منہ

۵۵ پاک ہے ہر حاجت و الخ یعنی وہ حق سبحانہ تعالیٰ ذو المجد والکرم ہر قسم کی حاجت و ضرورت سے پاک ہے کہ حاجت ہی عیب ہے اور وہ ہر عیب سے منزہ ہے اور وہ قاضی حاجات سب حاجت مندوں کی حاجتوں کا غیب سے پورا کرنے والا ہے کہ کسی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارا یہ کام کیسے اور کہاں سے ہوا اور اُسکی قدرت سے بے شان و گمان وہ کام پورا ہو جاتا ہے الحق کہ - ایں کار حق دیگرے کے می کند - منہ ۱۲

۵۶ خالق ان کا ان سے پہلے - الخ یعنی زمین آسمان مکان و جمیع کائنات و موجودات کا خالق جیسا کہ وہ ان چیزوں کے خلق کرنے سے پہلے تھا بعینہ ویسا ہی اب بھی ان چیزوں کی پیدائش کے بعد ہے۔ ان چیزوں کے پیدا کرنے سے اس کی ذات مستجمع صفات میں کچھ کمی یا بیشی نہیں ہوئی کیونکہ وہ لم یزل ایسا عالی ذات ہے کہ جس میں گھٹنے اور بڑھنے کی کوئی بات نہیں ہے وہ عز و جل ہمیشہ در ہمیشہ اور ابد الآباد یکساں قائم و دائم ہے جل جلالہٗ - منہ ۵۷ ہے منزہ جسم سے الخ یعنی وہ بیچون و بیچگون جسم سے مطلقاً پاک ہے - کیونکہ جسم اس کو کہتے ہیں کہ جس میں طول و عرض و عمق لازم ہو اور ان باتوں کے واسطے زمانیت و مکانیت و جہت لازم ہے اور وہ پاک ذات ان سب سے منزہ ہے پس جو لوگ کہ یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی اور جسموں کی طرح ایک جسم ہے وہ لوگ مجسمہ ہیں اور کافر ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم تو ہے مگر اور جسموں کی طرح نہیں ہے جس کے واسطے کہ طول و عرض و عمق لازم ہے وہ بھی گمراہ و بہکے ہوئے ہیں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ہر معنی کے ہر قسم کے جسم سے بالکل منزہ و مبرا ہے منہ ۵۸ بے زمان و بے مکان - الخ - یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جس طرح جسم سے منزہ ہے اسی طرح زمان و مکان و جہات سے بھی بکسر منزہ و پاک ہے کہ - سب چیزیں حادث ہیں اور جسم کے واسطے لازمی ہیں اس کو ان کی کچھ ضرورت نہیں ہے یہ سب چیزیں اسی نے پیدا کی ہیں ان کے پیدا کرنے سے پہلے جیسا وہ تھا ویسا ہی اب بھی ہے وہ پیدا نہیں اور وہ ہمیشہ ویسا ہی رہے گا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ بذات خاص اوپر ہے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

یاد رکھ ہیں[۵۱] جسقدر اس کے صفات	وہ نہ عین ذات ہیں نے غیر ذات
ہے کلام[۵۲] اس کا بغیر آواز کے	بے حروف و بے زبان و ساز کے
کذب[۵۳] اس کا ممتنع بالذات ہے	قول امکاں تہمت و بدبات ہے
پاک ہے وہ سارے عیبوں سے سدا	ہے نہ اس کی ابتدا نے انتہا
اوّل[۵۴] و آخر وہی معبود ہے	ظاہر و باطن وہی موجود ہے
ہے[۵۵] وہی ہر چیز کا شاہد بصیر	کچھ نہیں پوشیدہ تجھ سے اے خبیر
جانتا[۵۶] ہے رازہائے سینہ کو	دیکھتا ہے دل میں خبث و کینہ کو
ہے[۵۷] وہی اللہ علام الغیوب	حال کا۔ ماضی کا مستقبل کا خوب
دیکھتا ہے اور وہ سنتا بھی ہے خوب	جانتا ہے اور چھپاتا ہے عیوب
وہ مجیب[۵۸] العرض والدعوات ہے	بالیقیں وہ قاضی حاجات ہے
ہے[۵۹] وہی موجد حقیقی بالیقیں	بے مشیت اس کے کچھ ہوتا نہیں

۵۱ یاد رکھ ہیں الخ یعنی یہ بات بھی یاد رکھ کہ حق تعالیٰ کی جس قدر صفات ہیں وہ نہ عین ذات ہیں کہ ذات و صفات بالکل ایک ہوں کہ اُن میں کچھ فرق نہ ہو اور نہ وہ غیر ذات ہیں کہ اس سے بالکل علیحدہ و منفک ہوں اور یہ اور ہوں اور وہ اور ہوں بلکہ مثالاً مثل آب و حباب کے سمجھنا چاہیے اور زیادہ اس کے سمجھنے کے درپے ہرگز نہیں ہونا چاہیے تاکہ غیر حق کو حق نہ سمجھنے لگے یہاں ملائکہ و قدسیوں کی عقول بھی گم و حیرت زدہ ہیں تا بشر خاکی چہ رسد بیت ٭ نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد ٭ نہ فکرت بغور صفاتش رسد ٭ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ ۵۲ ہے کلام اس کا الخ یعنی باری تعالیٰ کے کلام میں آواز نہیں ہے کہ آواز آلہ مخلوق سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کیا خوب نظامی نے کہا ہے کہ ٭ کلامیکہ بے آلہ آمد شنید ٭ کہ ایسا کلام حق سبحانہٗ کا ہے۔ اور وہ کلام نہ حادث ہے نہ ساختہ ہے بلکہ وہ اس کی صفت قدیمہ ہے کہ اس کی ذات سے قائم اور نفس ذات کو لازم جس طرح اس کی اور سب صفات ہیں کہ نہ خالق ہیں نہ مخلوق ۱۲ منہ ۵۳ کذب اس کا ممتنع الخ یعنی کذب باری تعالیٰ ممتنع بالذات ہے کہ وہ قطعی غیر ممکن ہے اور امکان کذب کا جو قول یا معقول ہے وہ بہت بیجا اور بد ہے اور ذات بابرکات مستجمع صفات باری تعالیٰ پر تہمت و بہتان لگانا ہے کیونکہ کذب بہت بڑا عیب ہے کہ جس کے مرتکب پر لعنت وارد ہے اور کوئی عیب اس کی ذات میں اصلاً ممکن نہیں ہے پس ایسے سخت عیب سے اس کی ذات پاک کو متہم کرنا کس درجہ مقبوح و معیوب ہے۔ محال کی قدرت محال ہے ورنہ وہ اپنے فنا پر بھی قادر ہو اور اگر یہ ہو تو پھر اس کا عدم بھی ممکن ہو اور اگر ایسا ہو تو پھر اس کا وجود بھی واجب نہ رہے اور جب یہ ہو تو خدا خدا نہ رہے استعیذ اللہ مما یعتقدون٭ کذب باری ممتنع بالذات قدرت باری وسیع البیان دونوں میں سمجھنا منافات عقل کی کوتاہی دین کی تباہی کا باعث ہے فتدبر و تامل ۱۲ منہ ۵۴ اوّل و آخر الخ یعنی خداوند عالم ایسا اول ہے کہ جس سے اوّل کوئی نہیں ہے اور اسی طرح آخر میں اس کے ساتھ کوئی نہیں کیونکہ وہ قدیم ہے اور قدیم کی صفت یہ ہے کہ جسکی نہ ابتدا ہو نہ انتہا ہو اور ظاہر و باطن میں بھی اسی کا جلوہ موجود ہے کہ ھو الاوّل والاٰخر والظاھر والباطن اسی معبود واجب الوجود کی شان ہے منہ ۵۵ ہے وہی ہر چیز کا شاہد الخ یعنی یہ صفت بھی اسی کی ہے کہ وہ ہر شے کو دیکھ رہا ہے کہ اِنّ اللہ بصیرٌ بالعباد حق ہے اور نیز وہ ہر چیز پر شاہد ہے کہ وَاللہُ علیٰ کلِّ شَیءٍ شہید وارد ہے۔ اور طبقات ارض و سمٰوات میں کوئی شے اس سے مخفی نہیں ہے کہ اِنّ اللہ لا یخفیٰ علیہ شیءٌ فی الارض ولا فی السّمآء ۱۲ منہ ۵۶ جانتا ہے۔ الخ یعنی وہ معبود ایسا علیم و بصیر ہے کہ ہر ایک دلوں کے بھیدوں کو بھی خوب جانتا ہے کہ واللہ علیمٌ بذات الصّدور اس کا ارشاد ہے ۱۲ منہ ۵۷ ہے وہی اللہ۔ الخ موجودہ اور گزشتہ اور آیندہ تینوں زمانہ کا حال وہی عالم الغیب خوب جانتا ہے اور نیز اپنے بندوں کے عیبوں سے واقف ہے اور ان کی پردہ پوشی کرتا ہے کہ وہ ستار ہے ۱۲ ۵۸ وہ مجیب العرض الخ۔ یعنی حق سبحانہٗ تعالیٰ دعاؤں کا قبول کرنیوالا اور حاجات پورا کرنیوالا ہے کہ اُجیب دعوۃ الدّاعِ اِذا دعانِ۔ اس پر شاہد ہے ۱۲ منہ ۵۹ ہے وہی موجد حقیقی الخ یعنی تمام باتوں کا پیدا کرنے والا اور خالق حقیقی وہی ہے کہ بغیر حکم اس کے کچھ نہیں ہوتا۔ لا تتحرک ذرّۃ الا باذن اللہ اسی کی شان ہے ۱۲ منہ

۵۱ ہرچہ خواہد۔ الخ۔ یعنی خداوند عالم جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اس کا مانع و مزاحم نہیں ہے یفعل اللّٰہ مایشاء اُسی کی شان ہے مگر جو کام وہ کرتا ہے وہ بغیر حکمت کے نہیں کرتا کیا معنی کہ اس میں کچھ نہ کچھ حکمت مندرج ہوتی ہے اور وہ کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ منہ ۱۲ ۵۲ کرد پیدا جملہ چیز۔ الخ یعنی جس قدر کائنات و موجودات ہیں وہ سب اُسی حکیم مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے پیدا کی ہے اور پھر وہی قادر برحق ایک نہ ایک روز ان سب کو ناپید و فنا کر دے گا اور بجز سوائے اس حی قیوم کے تمام زمین و آسمان و ما فیہما میں کچھ باقی نہ رہے گا کل شیء ھالک الا وجھہ ۱۲ ۵۳ جملہ خوبیہا و۔ الخ یعنی تمام خوبیاں اور اوصاف کاملہ اور کمالات نامحدود حق سبحانہ کی ذات بابرکات میں موجود ہیں کہ ایسے کسی دوسرے میں نہیں ہیں اور وہ صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات فتدبر منہ ۱۲ ۵۴ ہیں دلیلیں۔ الخ یعنی ایسے دلائل و براہین معتبر بیشمار ہیں جن سے کہ اللہ برترکی الوہیت و وحدانیت ثابت ہوتی ہے مثلاً لو کان فیہما آلھۃ الا اللّٰہ لفسدتا ط و کذا ۱۲ منہ ۵۵ خالق ہر خیر و شر الخ۔ یعنی جملہ خیر و شر کا خالق وہی حق سبحانہ ہے کما قال اللّٰہ تعالیٰ۔ واللّٰہ خلقکم وما تعملون ط اور دوسری جگہ ہے خالق کل شیء ط و کذا ۱۲۔ مگر اعمال ہر خیر و شر کا کسب کنندہ بندہ ہے۔ منہ ۱۲

مے جاذبرق را با کر و فر	مے دواند ابر را بے پاؤ پر
گاہ زاں ابر آب ہا آرد ہمی	گاہ از وے ژالہ ہا بارد ہمی
ہرچہ[51] خواہد می کند پروردگار	لیک بے حکمت نباشد ہیچ کار
کرد[52] پیدا جملہ چیز از حکمتش	باز ناپیدا کند از قدرتش
جملہ[53] خوبی ہا و اوصاف و کمال	ہست بس در ذات آں یک ذو الجلال
کچھ احاطہ اُسکی قدرت کا نہیں	قادر مطلق ہے رب العالمین
کچھ نہیں ہیں فہم و ادراک و شعور	جو حقایق ہیں کریں اُس کے عبور
ہیں[54] دلیلیں گو کہ لاکھوں معتبر	جو دلالت کرتی ہیں اللہ پر
سب سے دلیل و حجت و برہان ولیک	ہم نے پہچانا ہے وہ معبود ایک
بیشک و بے شبہ برحق بالیقیں	ایک ہے اللہ رب العالمین
خالق[55] ہر خیر و شر اللہ ہے	ایک کاسب اُس کا عبد اللہ ہے

۵۱ ہیں مشیت سے خدا کے الخ یعنی تمام باتیں اور حرکتیں خداوند عزاسمہٗ کی مشیت اور ارادہ اور حکم اور قضا سے ہوتی ہیں ولیکن بندہ کو اختیاری کسب پر جو بظاہر اس کو دیا گیا ہے سزا معصیۃ و جزا طاعت رکھی گئی ہے رضینا بقضائہٖ گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش گین گناہ منست۔ ما شاء اللہ کان و ما لم یشأ لم یکن۔ منہ ۵۲ طاعت و الخ۔ یعنی حق سبحانہ ایمان اور طاعت یعنی فرمانبرداری بندہ سے راضی و خوش ہے اور اس کے شرک و کفر میں مبتلا ہونے سے سخت بیزار و ناخوش ہے کہ ان الشرک لظلم عظیم اسی کا ارشاد ہے اور اس کے بعد دیگر فسق و فجور و نافرمانی سے بھی ناخوش ہے منہ ۱۲ ۵۳ اس نے سب مخلوق کو الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ نے تمام ذی عقل مخلوق کو پیدا کر کے ان میں انبیا علیہم السلام کو رہبر و ہادی بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان کو راہ راست بتائیں اور شرک و کفر کی قعر ہلاک سے بچائیں اگر اس پر بھی ان کا کہنا نہ مانیں تو اپنے کئے کی سزا پائیں۔ منہ ۱۲ ۵۴ انبیا الخ یعنی جس قدر انبیا آدم علیہ السلام ابو البشر سے لیکر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک مبعوث ہوئے وہ سب حق ہیں اب یہاں سے بیان وحدانیت و صفات حق سبحانہ و عزاسمہٗ کے جو اور امورات کہ نص قطعی سے ثابت ہیں اور جن پر اہل حق کا اجماع ہے اور جن پر ایمان لانا اور یقین رکھنا فرض ہے ان کا بیان حق کے ساتھ شروع ہوا کیا معنی کہ یہ امورات حق ہیں جن میں شک و شبہ کو مطلق راہ نہیں ہے۔ کلمہ حق بیان تصدیق کلام کی ہے اور چونکہ وحدانیت حق سبحانہ کے بعد نبوت و رسالت کی تصدیق لازمی ہے کہ بغیر اس کے حق و باطل کی تمیز نہیں ہو سکتی ہے لہذا اول جملہ انبیا کی حقانیت بیان کی گئی کہ جملہ انبیا کی نبوت برحق ہے اور ان کے معجزے بھی حق ہیں معجزہ خرق عادات کا نام ہے کہ جس سے نبی کی نبوت ظاہر ہوتی ہے اور وہ باعث گرویدگی خلق اللہ کا ہوتا ہے منہ ۱۲ ۵۵ فرق ہے درجات میں الخ یعنی جملہ انبیا علیہم السلام رتبہ نبوت میں تو سب ایک ہیں کہ لا نفرق بین احد من رسلہٖ ولیکن بعض بعضوں پر فضیلت رکھتے ہیں کہ فضلنا بعضھم علیٰ بعض۔ منہ ۱۲ ۵۶ نام ہے جن کا الخ یعنی تمام انبیا میں سب سے پہلے نبی سید عالم و اولاد آدم ہیں جن کا نام نامی و اسم گرامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان کا خاتم الانبیا ہونا حق ہے اگر ان کو کوئی خاتم الانبیا نہ سمجھے یا ان کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز جانے یا خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا کے سوا کسی اور بات یا افضل وغیرہ کے بتائے تو وہ کافر ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے لا نبی بعدی اور یہ اسی کے معنی بیان فرمائے ہو کہ حق سبحانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ارشاد فرمایا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ منہ ۱۲

ہیں مشیت سے خدا کی جملہ امر	اختیاری کسب پر ہے اجر و زجر
طاعت و ایماں سے راضی ہے وہ حق	شرک و کفر و فسق سے ناخوش وہ ہی
اس نے سب مخلوق کو پیدا کیا	خلق میں ہادی بنائے انبیا
انبیا حق ہیں اور انکے معجزے	ایک ہیں نفس نبوت میں وے
فرق ہے درجات میں اے ذی شعور	بعض افضل بعض سے ہیں پر ضرور
اول انکے آدم جنت مکاں	آخر ان کے سید ہر دو جہاں
نام ہے جن کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفےٰ	حق ہے ہونا ان کا ختم الانبیا
اشرف المخلوق ہیں سب انبیا	انبیا میں سب سے افضل مصطفےٰ
ہیں وہ فخر اولین و آخریں	اور وہی ہیں رحمۃ للعالمیں
کیا بیاں ہوں انکے اوصاف و کمال	ہیں وہ محبوب خدائے ذوالجلال
علم ان کو وہ کیا حق نے عطا	ما یکون ما کان جس کا جزو ہوا

۵۷ اشرف المخلوق ہیں الخ۔ یعنی جس قدر انبیا حضرت آدم سے لیکر خاتم الانبیا تک گذرے ہیں وہ سب کے سب جملہ مخلوقات میں اشرف و معزز ہیں۔ کیا معنی کہ جملہ ملائکہ مقربین و جن و انس وغیرہم سب کائنات سے وہ اشرف و اعلیٰ ہیں اور ان سب انبیا میں نبی آخر الزماں حضرت ابو القاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل و اکرم ہیں کیونکہ فرمایا حضرت نے انا سید ولد آدم ولا فخر اور فرمایا حق سبحانہ نے کنتم خیر امۃ الخ منہ ۵۸ ہیں وہ فخر الخ یعنی ہمارے پیغمبر تمام انبیائے اولین و آخرین کے فخر ہیں اور اسی وجہ سے ہر ایک نبی نے آپ کی امت میں ہونے کی اپنے لئے تمنا کی ہے اور یہ تمنا حضرت عیسیٰ روح اللہ کی پوری ہوئی ہے کہ وہ آپ کی امت میں داخل ہو کر آسمان سے (بقیہ حاشیہ نمبر ۵۸ صفحہ میں دیکھیں)

کردیا ہے اُن پہ روشن لاکلام ۔ ختم تک دُنیا و ما فیہا تمام
ہو الم نشرح سے جو سینہ کھلا ۔ شرح اُنکے علم کی کب ہو بھلا
جن کو ہو۔ اِنّا فتحنا۔ کا خطاب ۔ اُن کی فتح و معرفت کا کیا حساب
جن کے دل میں ہو۔ فاوحی کی ندا ۔ پس فراست کا ہو اُنکے ذکر کیا
نص۔ مازاغ البصر ہو جنکی شان ۔ پھر بصیرت کا ہو اُنکے کیا بیان
جو کریں تنقیص شانِ شاہِ دین ۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
مصطفٰے ہی ہیں قیامت میں شفیع ۔ ہے اُنہیں کا حصہ یہ شانِ رفیع
فاتح بابِ شفاعت ہیں وُہی ۔ کہف اربابِ شفاعت ہیں وُہی
جو کبائر والے ہیں توبہ مریں ۔ وہ کریم اُنکی شفاعت بھی کریں
وہ نہوں شافع ہمارے گر وہاں ۔ کہئے ہم سوں کا ٹھکانا پھر کہاں
اک اشارے میں قمر کو شق کیا ۔ ہاں کیا۔ بیشک کیا۔ الحق کیا

۵۱ کردیا ہے اُن پہ روشن الخ- طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ جَلْیَانًا مِّنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِنَبِیِّهٖ کَمَا جَلَّاهُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِیْ بیشک اللہ نے میرے سامنے دُنیا کو اٹھالیا تو میں ساری دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو میں ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنی اس ہتھیلی کو۔ اللہ کی طرف کی روشنی ہے کہ اس نے میرے لئے کی جیسی اس نے مجھ سے اگلے انبیا کے لئے کی تھی ۱۲ منہ ۵۲ مصطفٰے ہی ہیں۔ الخ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَّمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنْ قَبْلِیْ (الی قولہ) وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں الیٰ آخرہ شفاعت کا منصب ہے کہ یہ بھی خاص مجھی کو ملا ۱۲ منہ ۵۳ فاتح باب شفاعت الخ- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ سب سے پہلے شفیع میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ یہ حدیث صحیح مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ جب قیامت کا دن ہوگا میں تمام انبیا کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے میں نہیں فرماتا یہ صحیح حدیث ترمذی و ابن ماجہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۱۲ منہ ۵۴ جو کبائر والے الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ابو داؤد و ترمذی ونسائی نے انس رضی اللہ عنہ اور ترمذی و ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور اس مضمون کی بکثرت حدیثیں مروی ہیں۔ ۱۲ منہ ۵۵ اک اشارے میں الخ انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کردینا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معجزہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی نزدیک آئی قیامت اور شق ہوگیا چاند اور کافر اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو منہ پھیر لیں کہ یہ جادو ہے کہ چلا آتا ہے۔ پس جن لوگوں نے کہ اپنے فلسفیانہ خیال سے اس معجزہ کو قیامت کے روز شق ہونے پر محمول کیا ہے انہوں نے آیۃ کے معنی بدل کر معجزہ کی تکذیب کی ہے غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قادر مطلق تو فرمائے کہ چاند شق ہوگیا اور وہ لوگ کہیں کہ قیامت کے دن شق ہوگا۔ قیامت کے روز آسمانوں کا پھٹنا اور ستاروں کا جھڑ پڑنا مذکور ہوا ہے نہ کہ ستاروں کا شق ہونا اور اگر یہ بھی سہی تو قیامت کے روز تو سورج چاند تارے وغیرہ سب شق ہونگے پھر چاند کی تخصیص کی وجہ کیا تھی اور پھر اس روز کون اس کو جادو بتا سکتا ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ چاند شق تو ہوچکا مگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہ تھا یہ قول بھی انکا باجماع امت مردود ہے چاند شق ہونا یقینی ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اور اس کے بارہ میں علاوہ آیۃ کریمہ مذکورہ کے احادیث صحیحہ بھی وارد ہیں پس مصرعۂ دوم میں جو تاکیدات ہیں وہ انہیں منکرین کی رد میں واقع ہیں فتدبر منہ ۱۲۔

سنگریزے ہاتھ میں گویا ہوئے	مرغ وحشی پابنی کہنے لگے
وہ کیا توحید کا مضموں بیاں	لات وعزیٰ ہوگئے جس سے نہاں
دھو دیا ظلمات شرک وگبر کو	کھو دیا دنیا سے ظلم وجبر کو
دین حق عالم میں ظاہر کردیا	اُن سے چمکا آفتاب اسلام کا
بھیج یا اللہ صلوات وسلام	بر رسول وآل واصحابش تمام
موتنو حق ہیں تمام احکام رب	حق ہیں ارشادِ رسول اللہ سب
حق نماز وروزہ و حج وزکوٰۃ	فرض پنجم حق جہاد اے نیک ذات
حق ہے معراج محمدؐ دیں پناہ	آسمانوں پر لِمَا شَاءَ اِلٰہ
مصطفیٰ کا دیکھنا۔ اللہ کو	لیلۃ الاسرا میں حق ہوا سے نکو
حق ہیں توریت وزبور انجیل سب	حق ہی یہ قرآں کلام پاک رب
ہیں صحیفے آسمانی حق تمام	اور فرشتے بھی ہیں حق اے نیکنام

[۵۱] موتنو حق ہیں الخ۔ اب یہاں سے بعد اقرار وحدانیت وتصدیق رسالت اُن چیزوں کا ذکر شروع ہوا کہ جو بذریعہ رسول احکام شریعت نص قطعی سے ثابت ہیں اور جن کا منکر درحقیقت خدا ورسول پر ایمان نہیں رکھتا جس طرح اللہ ورسول پر ایمان لانا واجب ہے اُسی طرح اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات وارشادات پر ایمان لانا واجب ہے اگر ایک حکم کی بھی جو کہ نص قطعی سے ثابت ہے انکار کریگا تو ایمان اس کا معتبر نہ ہوگا اور دائرہ اسلام سے وہ خارج ہوجائیگا اسی واسطے پیشتر بالاجمال تمام احکامات وارشادات خداوندی جملہ ارشادات نبوی کی تصدیق بیان کی گئی کہ جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے وہ سب حق ہے اب اس کے بعد بعض اُن احکامات کی تشریح کی جاتی ہے کہ جن پر اہل حق کا اجماع ہے ۱۲ منہ [۵۲] حق نماز الخ یعنی منجملہ دیگر احکامات وارشادات خداوندی ونبوت کے وظائف خمسہ کی تصدیق لازمی ہے کہ وہ نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ وجہاد ہیں کہ یہ سب حق ہیں اور نص قطعی سے ثابت ہیں۔ نماز اور زکوٰۃ اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ سے اور روزے ماہ رمضان کے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ اور حج وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا سے اور جہاد وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ سے فرض کی گئی ہیں۔ منہ ۱۲ [۵۳] حق ہے معراج۔ الخ۔ یعنی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج اس جسم بشری کے ساتھ حق ہے کیا معنی کہ لیلۃ الاسرا میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس ہوکر آسمانوں پر حضرت کا تشریف لیجانا الیٰ ماشاء اللہ حق ہے الیٰ ماشاء اللہ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں کے اوپر جہاں تک خدا کو منظور تھا وہاں تک حضرت کو لیجانا اور عجائب ملکوت وغرائب لاہوت کی سیر کرانا حق ہے مصرعہ ثانی میں جو لما شاء الالہ ہے تو اس میں لام اول بمعنی (واسطے) کے ہے اور اِلٰہ بمعنی اللہ کے جس سے مراد الیٰ ماشاء اللہ ہے پس انتہائے سیر کی بابت قطعی طور سے نہیں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کہاں تک تشریف لے گئے اور کیا کیا عجائب وغرائب آپ نے وہاں ملاحظہ فرمائے کہ اس میں نص قطعی نہیں ہے اسی واسطے الیٰ ماشاء اللہ کہا گیا اور یہی ہے عقاید کا مسئلہ۔ منہ ۱۲ [۵۴] مصطفیٰ کا دیکھنا الخ۔ یعنی معراج کی رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق سبحانہ کو دیکھنا حق ہے۔ یہاں دیکھنے میں اختلاف ہے بعض علما وصحابہ کا قول یہ ہے کہ شب معراج میں حضرت نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور یہ قول ہے حضرت ابن عباس وکعب احبار وغیرہم رضی اللہ عنہم کا اور نظامی گنجوی نے بھی اسی کو لیا ہے جو کہا ہے کہ۔ دید خدارا نہ بچشم دگر ۔ بلکہ بدیں چشم وبدیں چشم سر۔ اور بعض علما وصحابہ کا یہ ظن ہے کہ حضرت نے حق سبحانہ کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور یہ ہی عقیدہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ وابن مسعود وغیرہما رضی اللہ عنہم کا چنانچہ جب مسروق تابعی رحمۃ اللہ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب اپنے کو چشم ظاہر سے تو جواب دیا اُنھوں نے کہ کھڑے ہوگئے بال بدن میرے کے بسبب اس سوال تیرے کے اور جس کسی نے تجھ سے یہ کہا کہ دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو چشم ظاہر سے اس نے بہتان کیا حضرت پر اور جو روایت کہ سورہ نجم میں رویۃ کی مذکور ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں جو لئے مسروق چنانچہ اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے اُن کو معانی ومطالب آیات سورہ مذکورہ کے سمجھائے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہیں[۱] فرشتے اور نبی معصوم سب ❊ ہے فرشتوں کی غذا تسبیحِ رب

ہے[۲] فرشتوں میں نہ مردی نے زنی ❊ اور نہیں ہے اُنہیں کچھ ماؤ منی

وہ[۳] نہیں کرتے خلافِ حکمِ رب ❊ ہیں مطیعِ حکمِ حق وہ سب کے سب

انبیا[۴] سے آدم افضل ہیں تمام ❊ سب رسولوں پر فرشتونکے مدام

اور[۵] ہیں افضل مومنینِ کاملین ❊ سب فرشتوں سے سوائے مرسلین

ہاں رسولانِ ملائک ہیں بڑے ❊ مرتبے میں مومنینِ انس سے

نیز[۶] برحق ہیں شہید و اولیا ❊ حق کرامت اولیا کی بے خطا

کیا[۷] فرشتے کیا نبی کیا اولیا ❊ سب ہیں پیارے بندگانِ کبریا

ہے شفاعت انبیا کی حق بجا ❊ اور بزرگونکی بھی حق روزِ جزا

خلق[۸] میں افضل ہیں بعدِ انبیا ❊ حضرت بوبکر۔ تاج الاتقیا

جانشینِ مسندِ خیر الورا ❊ ہیں یہی صدیق اکبر با صفا

---

[۱] ہیں فرشتے اور نبی الخ۔ یعنی فرشتے اور انبیا یہ سب معصوم ہیں کیا معنی کہ گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہیں اور اُن کا معصوم ہونا حق ہے جو کوئی سوائے انبیا و ملائکہ کے کسی اور کو بنی آدم یا جن میں سے معصوم جانے وہ اہل حق کے خلاف ہے اور فرشتوں کی غذا حق سبحانہ کی تسبیح و تہلیل ہے کیا معنی کہ اگرچہ وہ ذی روح و ذی عقل ہیں اور ذی روح کے قیام حیات کے واسطے غذا درکار ہے پس ملائکہ کی غذا تسبیح و تہلیل باری تعالیٰ ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور یہی بات حق ہے کہ نص سے ثابت ہے منہ ۱۲۔ [۲] ہے فرشتوں میں نہ مردی۔ الخ۔ یعنی فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت ہیں۔ ان دونوں صفات سے وہ بری ہیں اور نہ اُن میں کچھ حرص و شر و فساد کا مادہ ہے۔ منہ ۱۲ [۳] وہ نہیں کرتے خلاف۔ الخ۔ یعنی تمام ملائکہ حق سبحانہ کے تابعدار اور فرمانبردار بندے ہیں اور اللہ برتر کے حکم کے خلاف وہ کچھ کام نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں ۱۲ منہ۔ [۴] انبیا سے آدم افضل ہیں۔ الخ۔ یعنی انبیائے بنی آدم ملائکہ سے بہتر و افضل ہیں۔ واضح ہو کہ جس طرح پر جن اور انسانوں میں واسطے فلاح دین و دنیا اُن کے نبی اور رسول ہوئے ہیں اسی طرح فرشتوں میں بھی واسطے تبلیغ حکم احکامات الٰہی کے رسول ہوتے ہیں اور رسول بالعموم تمام افراد قوم سے افضل ہوتے ہیں لہٰذا یہاں عقائد کا مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ ملائکہ نوری ہیں اور نیز صفات مردی و زنی سے وہ پاک ہیں اور سب کے سب معصوم بھی ہیں اور تسبیح و تہلیل کے سوا ان کا کچھ کام بھی نہیں ہے باینہمہ ملائکہ کے رسولوں سے ہمارے انبیا علیہم السّلام افضل و اشرف ہیں۔ منہ ۱۲ [۵] اور ہیں افضل۔ الخ۔ یعنی بشر میں جو اولیا و صالحین ہیں وہ تمام فرشتوں سے سوائے رسل ملائکہ کے افضل و اشرف ہیں اور اسی واسطے انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے اور وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ کا معزز خطاب بارگاہ خداوندی میں اسکو ملا ہے لہٰذا ہر فرد و بشر کو چاہیئے کہ اس پاک خطاب کی قدر کرے اور اپنے آپ میں وہ صفات پیدا کرے جو باعث اشرف المخلوقات ہونے کے اس کے واسطے ہوں نہ کہ وہ کام جو بہائم سے بھی بدتر اس کو بنا دیں کہ جس کے بارہ میں اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ارشاد ہے اس سے اپنے آپ کو بچائے اور اُن صفات عالیہ میں جس سے کہ آدمی اشرف المخلوقات ہو جاتا ہے مقدم ایمان ہے اور اس کے بعد تقویٰ و طہارت و سخاوت ہے سچ ہے ؎ شرف مرد بجود است و کرامت بسجود ٭ ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود ٭ [۶] نیز برحق ہیں۔ الخ۔ یعنی شہدا اور اولیا کا ہونا اور اُن سے کرامت کا ہونا یہ سب حق ہے منہ ۱۲۔ [۷] کیا فرشتے الخ۔ یعنی ملائکہ اور انبیا چونکہ معصوم ہیں اور تمام اولیا چونکہ محفوظ ہیں وہ اللہ کے خاص برگزیدہ دوست ہیں اور سب کے سب اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے بندے ہیں اور کسی بات میں اللہ کے شریک ہرگز نہیں ہیں۔ منہ ۱۲ [۸] خلق میں۔ الخ۔ یعنی جملہ انبیا و مرسل کے بعد تمام مخلوقات و کائنات میں علو مرتبت عند اللہ میں حضرت ابوبکر صدیق افضل و بہتر ہیں کیونکہ آپ تمام امت میں سب متقیوں کے سرتاج و نہایت درجہ دیندار و متقی و پرہیزگار ہیں اور کمال اتباع سنت آپ کی ذات بابرکات میں نمایاں وجہ آپ افضل الناس بعد الانبیا قرار پائے فرمایا خدائے برتر نے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (ترجمہ) یعنی اے مسلمانو تم سب میں اللہ کے نزدیک وہ افضل و اکرم ہے جو متقی زیادہ ہے علاوہ ازیں کہا عمر نے (باقی حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

مصطفےٰ ہیں شمس اور یہ ہیں قمر
مصطفےٰ ہیں شیر اور یہ ہیں شکر

یار غارِ مصطفےٰ یہ ہی تو ہیں
جاں نثار مجتبےٰ یہ ہی تو ہیں

یار پر جس نے لٹایا گھر تمام
وہ یہی ہی خادم خیر الانام

جس نے سب قرباں کئے اہل و عیال
مصطفےٰ پر وہ یہی ہیں ذو الخلال

مال و جاں ہے جسکا ایثارِ نبی
وہ حبیب اللہ ہی یہ ہی سخی

لن تنالوا البر حتی تنفقوا
راہِ حق میں جان و مال و آبرو

ہے خلافت اسکی برحق بالیقیں
جو کرے شک مومن صادق نہیں

پھر عمر ہیں پھر ہیں عثمان غنی
پھر امام مرتضےٰ حضرت علی

حیدر کرار شیر کبریا
آں علی زوج بتولِ پارسا

آں علی مولائے ایں امت تمام
آں علی کو بود امیر خاص و عام

آں علی کو باب شہر علم بود
معدن جود و سخا و حلم بود

[1] مصطفےٰ ہیں شمس۔ الخ۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم۔ آفتاب دین ہیں اور یہ ابوبکر قمر دین ہیں اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ شیر ہیں اور یہ ابوبکر بمنزلہ شکر کے ہیں کیا معنی کہ ان دونوں میں یگانگت و اتصال بدرجہ کمال ہے کہ جس طرح شیر و شکر باہم یک ذات ہوتی ہیں و یا کہ شمس و قمر آمنے سامنے رہتے ہیں اور جدا نہیں ہوتے اسی طرح ابوبکر ہمہ وقت اپنے خلیل کے روبرو حاضر رہتے تھے اور کبھی جدا نہ ہوتے تھے چاند کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ سورج کے بالمقابل پھرتا رہتا ہے اور اس کے مقابلہ سے علیحدہ نہیں ہوتا اگر اس کے روبرو آفتاب کے مقابلہ میں کوئی چیز آن کر حائل ہو جاتی ہے تو اسی وقت اس کی روشنی جاتی رہتی ہے نور القمر مستفاد من نور الشمس پس چاند میں جو کچھ روشنی و آب و تاب ہے وہ آفتاب کی بدولت ہے اسی طرح ابوبکر صدیق میں یہ جو کچھ کرامت و فضیلت ہے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور ان کی متابعت کی برکت ہے منہ ۱۲

[2] یار غار مصطفےٰ الخ۔ یعنی یار غار و جاں نثار سید ابرار کے یہی ہی صدیق اکبر ہیں کیونکہ جب رسول خدا کو بسبب غلبۂ کفار نابہجار کے مدینہ کی ہجرت کرنے کا حکم صادر ہوا تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر گئے اور حکم خداوندی سے ان کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ چل پس صدیق اکبر یہ سنتے ہی بے چون و چرا بغیر زاد و راحلہ سب گھربار کو چھوڑ کر رسول خدا کے ساتھ مدینہ منورہ کو چل دیئے اور چونکہ کفار آپ کے درپے آزار تھے لہٰذا آپ نے اول شب غار ثور میں مقام فرمایا غار کے پہنچنے سے پہلے آپ کے پائے مبارک بہ سبب برہنہ پا چلنے کے فرسودہ و متورم ہو گئے اس وقت صدیق اکبر نے آپ کو اپنے دوش پر سوار کرا کر غار تک پہنچایا چنانچہ کسی شاعر بیگانہ نے خوب کہا ہے اور اگرچہ وہ بیگانہ ہے گر حق کو نہیں چھپا سکا ہے بمضمون الحق یعلو ولا یعلیٰ

چو بوبکر زاں حال آگاہ شد
ز خانہ بروں رفت ہمراہ شد
گرفتند پس راہ یثرب سے پیش
نبی کند نعلین از پائے خویش
بسر پنجہ آں راہ رفتن گرفت
پئے خود ز دشمن نہفتن گرفت
چو رفتند چندے ز دامان دشت
قدوم فلک سائے مجروح گشت
زہے راکب و مرکب شاہوار
ولے پیش نہاد بوبکر پائے
سیکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا
نشستند یک جا بہم ہر دو یار
کہ بر روئے سوراخ بود استوار
پیمبر لبوس بکو بسگرید

چو پائے مبارک ز رفتن بماند
بدید مد غارسے دراں تیرہ شب
ہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید
براں رخنہ کو بید آں یار غار
وزاں پس بہ جا بید خیر البشر
رسیدش ز دندان ماری گزند
در وش چنیں گفت آں یار غار

ابوبکر آنگہ بدوشش نشاند
کہ خوانندے عرب غار ثورش لقب
قبا را اندر ید آں را بچید
کف پائے خود را نمود استوار
بہ پہلوئے صدیق بنہادہ سر
وزاں درد انگشش بفتاد چند
کف پائے من خستہ دندان مار

بدینساں سایندہ شد را بغار
گرفتند در جوف آں غار جائے
بدینگونہ تا شد تمام آں قبا
در آمد رسول خدا پس نہ غار
در آمدم کف پائے آں یار غار
چو اشکش بروئے پیمبر چکید

(بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

پھر[1] حسن کی بھی خلافت حق ہے اور	چھ مہینے۔ یوں رہا سی سال دور
پھر خلافت راشدہ جاتی رہی	بعد اسکے مملکت قایم ہوئی
جنتی[2] ہونا ہے حق اُسے اہلِ دیں	دس مبشر صاحبوں کا بالیقیں
ایسے[3] ہی حق ہے بفرمانِ نبی	فاطمہ زہرا کا ہونا جنتی
جنتی[4] ہونا ہے حق سبطین کا	ہے یہ فرمانِ محمد مصطفےٰ
حق[5] ہے حبِ اہل بیتِ مصطفا	حق ہے ذکرِ خیر اصحاب وفا
جنتی[6] ہیں ازواج ختم المرسلین	ہیں وہ برحق اُمہات المومنین
نیز باقی سب[7] صحابی نیک ہیں	متحد آپسمیں ہیں سب ایک ہیں
جو کرے کچھ لعن طعن اُن پر کبھی	ہے وہ بیشک رافضی یا خارجی
ہو یہ ارشادِ نبی۔ سُن رکھو تم	لعنۃ اللہ علےٰ من سبہم
حق ہیں لوح و عرش و کرسی و قلم	حق ہے شیطان کا وجود اے نیکدم

[1] پھر حسن کی الخ۔ یعنی بعد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے امام حسن بن علی مرتضیٰ کی خلافت بھی حق ہے کہ بعد شہادت حضرت مرتضیٰ کے چالیس ہزار صحابہ و تابعین کے اجماع سے خلیفہ مقرر ہوئے اور بعد گذرنے مدت چھ ماہ کے آپ نے خلافت کو چھوڑ دیا اور امر حکومت کو معویہ بن ابی سفیان کے سپرد کر دیا اور اس طرح پر پورے تیس برس خلافت راشدہ کا دور قائم رہا یعنی دو برس حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت رہی اور ساڑھے دس برس حضرت فاروق اور ساڑھے بارہ برس حضرت عثمان غنی کی خلافت رہی اور ساڑھے چار برس تک علی مرتضیٰ کی خلافت اور پھر چھ مہینے تک امام حسن کی خلافت رہی یہ سب ملکر پوری تیس برس ہوئے اور حضرت نے فرمایا تھا کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم تصیر ملکا عضوضا یعنی میرے بعد خلافت تیس برس قائم رہیگی۔ پھر مملکت کشکشی ہو جائے گی بدینوجہ امام ہمام نے تیس برس پورے ہوتے ہی خلافت کو چھوڑ دیا جب لوگوں نے آپ سے خلافت کے چھوڑنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ یعنی خلافت راشدہ جو کہ مالکل منہاج نبوت پر ہوگی میرے بعد تیس برس تک قائم رہے گی امام ممدوح نے فرمایا کہ اس وقت وہ تیس برس پورے ہو چکے لہٰذا اس کو میں نے چھوڑ دیا یہاں انصاف اور کمال اتباع سنت امام ممدوح دیکھنا چاہیئے کہ مدت مذکور پوری ہوتے ہی ایسے آپ خلافت سے معزول ہو گئے اور امیر معویہ کو بارگراں بوجھ اُتار دیا کہ وہ اُس کے خواہشمند تھے اور چونکہ حکومت ناقص۔ پچکی تھی اسی وجہ سے اُنہوں نے اپنے برادر عزیز حضرت امام حسین شہید کو جو بطرح پر اُس کے قائل و مستحق تھے حوالہ نہیں کیا کہ۔ آنچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگری میسند فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین ط ترجمہ۔ یعنی تحقیق یہ بیٹا میرا حسن سید ہے اور قریب ہے کہ صلح کرا دیگا اللہ بسبب اُس کے درمیان دو لشکروں بڑے کے مسلمانان میں سے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے امیر معاویہ کو حکومت دیکر دفع فتنہ و فساد بند کر دیا اور امام حسن علیہ السلام کے حسنات و برکات اس قدر ہیں کہ احاطہ بیان میں نہیں آسکتے اور کافی ہے ان کی شرافت و سیادت کیواسطے یہ بات کہ وہ راکب دوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور یہ زہر سے شہید کئے گئے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم۔ منہ ۱۲۔

[2] جنتی ہونا ہے حق الخ یعنی عشرہ مبشرہ کا قطعی جنتی ہونا حق ہے اور وہ دس نفر ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو حضرت نے ایک حدیث میں جنتی ہونے کی بشارت دی ہے حیث قال ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحہ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبدالرحمٰن فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابوعبیدہ بن الجراح فی الجنۃ ترجمہ یعنی فرمایا حضرت نے کہ۔ ابوبکر جنتی ہے اور عمر جنتی ہے اور عثمان جنتی ہے اور علی جنتی ہے اور طلحہ جنتی ہے اور زبیر جنتی ہے اور عبدالرحمٰن جنتی ہے۔ پس ہم تو یہ کہ ان میں سے کسی ایک کے بھی جنتی ہونے کا بالیقین منکر ہے گا وہ دائرہ اہل سنت سے باہر ہے منہ ۱۲

[3] ایسے ہی حق ہے۔ الخ یعنی جس طرح پر کہ عشرہ مبشرہ کو جنتی ہونا حق ہے اسی طرح پر حضرت فاطمہ زہرا کا جنتی ہونا حق ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے اِنَّ فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ (بقیہ حاشیہ تتمیہ میں دیکھیں)

ہے سوال قبر[1] اے دین شعار	اجر و زجر قبر بھی حق کر شمار
ہے قیامت[2] حق نہ کر اسمیں کلام	اور علامات قیامت بھی تمام
حق امام[3] پاک مہدی کا ظہور	حق ہے پھر دجال کا آنا ضرور
پھر نزول[4] حضرت عیسیٰ بھی حق	مارنا دجال کا اُن کا ہے حق
ہے خروج[5] دابہ حق سب بے خطا	پھیلنا یاجوج اور ماجوج کا
حق ہے[6] مغرب سے طلوع آفتاب	حشر کرنا آگ کا حق ہے جناب
کانپنا[7] پھٹنا زمیں کا جان حق	گرنا تاروں کا فلک کا ہونا شق
سب کا[8] مرنا اور پھر اُٹھنا قبر سے	حق ہے نفخ صور دونوں بار کے
حق ہے[9] جنت حق ہے دوزخ حق حساب	حق ہے جنت کا ثواب اسکا عذاب
حق ہیں[10] جوئے شہد جوئے سلسبیل	حق ہیں جوئے شیر و عین زنجبیل
حور و غلماں حق ہیں اور حق بالیقین	نہر خمر لذۃ للشاربین

[1] ہے سوال قبر حق۔ الخ۔ یعنی مسلمانوں سے قبر کے اندر منکر نکیر فرشتوں کا سوال کرنا اور اس بنا پر پھر قبر کے اندر آرام و آسائش پانا یا رنج و مصیبت اُٹھانا یہ سب حق ہے کہ نص صریح میں وارد ہے۔ آیا ہے کہ جب مسلمان مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو دو فرشتے جن کا نام منکر نکیر ہے اُس کے پاس آتے ہیں اور بحکم خدائے قیوم اُس کو زندہ کرتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ یعنی کون ہے رب تیرا اور کیا ہے دین تیرا اور کیا کہتا تھا تو ان کے اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پس جو مسلمان کہ نیک ہوتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے اور یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے نبی و رسول ہیں پس یہ سنکر وہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں سو جا مثل سو جانے دلہن کے اور اُسکو سُلا کر چلے جاتے ہیں اور رحمت کی کھڑکی قبر میں کھل جاتی ہے اور وہ قبر مثل باغ و بہار کے اس پر ہو جاتی ہے اگر وہ بندہ مسلمان دل کا منافق ہوتا تو نکیرین کے جواب میں کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا کہ اللہ کون ہے اور رسول کون ہے اور دین کیا ہے پس وہ نکیرین اس پر ناخوش ہوتے ہیں اور اس پر سختی کرتے ہیں جیسا جو کچھ کہ اللہ کو منظور ہوتا ہے العیاذ باللہ منہا۔ منہ ۱۲

[2] ہے قیامت الخ یعنی قیامت کا آنا حق ہے قیامت اُس کا نام ہے جب تمام دنیا آسمان و زمین و ما فیہا فنا ہو کر پھر تمام مخلوق سارے حساب کتاب و سزا و جزا روز آخرت کو پھر اٹھائے جاویں گے جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالے نے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ط پس اُسی دن کا نام قیامت ہے اور واضح ہو کہ قیامت کی تین قسمیں ہیں ایک صغریٰ اور دوسری وسطےٰ اور تیسری کبریٰ۔ صغریٰ یہ ہے کہ آدمی جس وقت مرا اُسکی وہی قیامت ہے اور وسطےٰ وہ ہے کہ ایک وقت میں جتنے انسان ہیں کہ روئے زمین پر موجود ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے سب فنا ہو جاویں اور کبریٰ وہ ہے جو اوپر بیان کی گئی کہ جس کا نام یوم الآخر ہے اور قیامت کے بارے میں نص قطعی الثبوت درکثیر وارد ہیں اور منکر اس کا کافر ہے اور قیامت کے قائم ہونے سے پیشتر اس کی علامتیں اور نشانیاں ظاہر ہونا بھی حق ہیں جن میں سے بعض کا بیان آگے اشعار میں مذکور ہے۔ منہ ۱۲

[3] حق امام پاک مہدی۔ الخ۔ یعنی امام آخر الزماں حضرت مہدی علیہ السلام کا قریب قیامت کے پیدا ہونا اور مکہ معظمہ میں ظہور فرمانا اور زمین کو کہ تمام و کمال ظلم سے بھر گئی ہو گی عدل سے بھر دینا حق ہے اور پھر ان کے آخر وقت میں دجال خبیث کہ اس کانے خبیث کا نکلنا اور اس کا دعویٰ خدائی کرنا اور تمام زمین میں فساد برپا کرنا اور مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا حق ہے دجال ملعون ساری دنیا میں گشت کرے گا اور دعویٰ خدائی کرے گا جو کوئی اس کو جھٹلائے گا اور اس پر ایمان نہ لائے گا اس کو وہ طرح طرح کی سزائیں دے گا اور وہ سزائیں در حقیقت اس کے واسطے نعمتیں ہوں گی اور جو کوئی اس کی تصدیق کریگا اور اس پر ایمان لائیگا وہ اس مرتد کو بہت کچھ خوش کریگا اور انواع و اقسام کی نعمتیں اس کو دیگا اور وہ عطائیں اس کی در حقیقت اس کے واسطے سخت عقوبتیں ہوں گی اور وہ دجال ملعون کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر کفر کا لفظ لکھا ہوگا جس کو مومن پڑھیگا اور دجال ملعون سب فتنوں سے بڑا ہوگا۔ منہ ۱۲

[4] پھر نزول حضرت عیسیٰ ہے۔ الخ یعنی منجملہ علامات قیامت کے حضرت عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے زمین دنیا پر نزول کرنا اور دین محمدی کے تابع ہونا حق ہے۔ اور احادیث صحیحہ اس باب میں (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

حق ہے کوثر[1] حق ہے دیدارِ خدا ۔ مومنوں کو ہو جو بے پردہ عطا

حق ہے میزاں[2] جس ہو وزنِ نیک و بد ۔ حق شہادت دست و پا کی بہرِ خود

پشتِ دوزخ پر ہی برحق پُلِ صراط ۔ کچھ نہ کر شک اسمیں اے با احتیاط

ہی گذرگاہِ خلایق اُس کی دہار ۔ حق ہے نیکوں کا گذرنا اُسکے پار

تیغ سے باریک اُس کی دہار ہے ۔ مومنوں کا اُس سے بیڑا پار ہے

حق ہے لغزش کافروں کی بار میں ۔ کٹ کے گرنا اُس ہی قعرِ نار میں

حق ہے قعرِ نار میں جملہ عذاب ۔ دوزخی کو جیسے تھوہر کا لعاب

گرم[3] پانی پیپ لو ہو چاٹنا ۔ سانپ کا اور بچھوؤں کا کاٹنا

ہو مسلماں[4] سے اگر کوئی گناہ ۔ وہ صغیرہ یا کبیرہ ہو وہ خواہ

خارج از ایماں نہو گا اُس سے وہ ۔ ہے گنہگار اپنے رب کا اُس سے وہ

سب[5] مسلماں ہیں بالآخر جنتی ۔ ہاویہ ماں ہے سب اہلِ کفر کی

[1] حق ہے کوثر۔ الخ۔ یعنی جنت میں حوض کوثر حق ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے انا اعطیناک الکوثر یعنی تحقیق عطا کی ہے ہم نے تجکو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کوثر جنت میں ایک نہر یا چشمہ مستطیل ہے کہ بصورت حوض واقع ہے اور پانی اُس کا دودھ سے زیادہ سفید ہے اور نہایت شیریں و خوشگوار ہے کہ اگر اُس میں سے ایک مرتبہ بھی کوئی پی لیوے تو پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے اور وہ نہر مخصوص نام نہاد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے کہ آپ اُس میں سے جس کو چاہیں گے اُس کو مرحمت فرمائیں گے اور اُس کے پانی میں علاوہ خوش ذائقی کے مشک کی خوشبو آتی ہوگی اور اُس حوض پر جو پیالے رکھے ہیں وہ نہایت آبدار اور مثل تاروں کے چمکدار ہیں اللھم اسقنا منہ بنیت۔ مجھکو پلوانا الٰہی ایک جام مای کوثر سے کوثر پر تمام [2] حق ہے میزان الخ۔ یعنی میزان جس میں کہ اعمال نیک و بد تولے جائیں گے وہ حق ہے اور اسی طرح ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں کا اسی کی ذات کے واسطے گواہی دینا کہ ہم نے یا ہمارے صاحب نے یہ یہ کام کئے تھے یہ سب حق ہے اور اسی طرح دوزخ کے اوپر پُل صراط کا قائم ہونا اور اُس پر عام و خاص کا گذر ہونا اور دیندار وں کا اُس سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جانا اور مشرکوں اور کافروں کا اُس سے کٹکر دوزخ میں گرنا یہ سب باتیں حق ہیں منہ ۱۲ [3] گرم پانی الخ یعنی دوزخیوں کو علاوہ تھوہڑ کی غذا کے گرم پانی پینا اور بچھوؤں کا ڈسنا یہ سب حق ہیں کہ ثابت ہیں نص صریح سے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الحمیم لیصب علی رؤسھم فینفذ الحمیم حتی یخلص الی جوفہ فیسلت ما فی جوفہ حتی یمرق من قدمیہ وھو الصھر ثم یعاد کما کان۔ یعنی تحقیق گرم پانی ڈالا جائیگا دوزخیوں کے سروں پر پس گھس جائیگا وہ پانی ان کے پیٹوں میں اور وہ کاٹ ڈالے گا اپنی تیزی و گرمی سے پیٹ کی آنتوں اور جھلیوں کو اور پھر وہ پانی نکل جائیگا اُس کے قدموں کے نیچے سے اور اس جلا دینے کا نام صہر ہے اور اسی طرح یہ پانی ہر دفعہ سر سے پاؤں تک گذر کر برابر لوٹتا پلٹتا رہے گا۔ اور فرمایا حق تعالے نے یسقی من ماء صدید یتجرعہ۔ ترجمہ یعنی پلایا جائیگا دوزخیوں کو زرد آب جرعہ جرعہ فرمایا حضرت نے کہ زرد آب کہ دوزخیوں کو پلایا جائیگا وہ بھون دیگا دوزخی کے منہ کو اور گرا دے گا پوست سر اُس کے کا اور ٹکڑا ٹکڑا کر دیگا آنتوں کو اور نکل جائیگا پھر وہ زرد آب اُس کے دُبر سے ھکذا فی دھکذا منہ ۱۲ [4] ہو مسلماں سے اگر کوئی۔ الخ۔ یعنی اگر مسلماں آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاوے اور وہ گناہ خواہ صغیرہ ہو جیسے کسی اجنبی عورت کی طرف دیکھنا یا کبیرہ ہو جیسے مارنا یا شراب پینا تو ان باتوں سے آدمی ایماں سے خارج نہیں ہوتا کیا معنی کہ کافر نہیں ہو جاتا ہے البتہ گنہگار ضرور ہوتا ہے اور خارجی سمجھتے ہیں کہ مرتکب گناہ کبیرہ کا فر ہو جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ نہ مسلمان رہتا ہے نہ کافر ہو جاتا ہے درمیانی حالت میں رہتا ہے لہذا یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں اور اہل حق سے جدا ہیں۔ منہ ۱۲ [5] سب مسلماں۔ الخ۔ یعنی جو لوگ کہ سچے دل سے اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہ سب ایک نہ ایک دن جنت میں جائیں گے اور جو لوگ کہ شرک و کفر میں گرفتار ہیں اور اسی حالت میں مر گئے ہیں وہ قطعی دوزخی ہونگے کہ اُنکی بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے اُنکی ماں ہاویہ یعنی دوزخ ہے کہ اُسکی گود میں اس طرح رہیں گے جس طرح بچے ماں کی گود میں۔

ؔ۵۱ اہل ایمان جو کہ الخ - یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ان سے گناہ سرزد ہوئے ہیں وہ لوگ بقدر اپنے گناہ کے عذاب کے مستحق ہیں لیکن اگر ان پر عذاب ہوگا بھی تو ایک مدت قلیل معین تک جس کی مدت سات ہزار برس سے زیادہ نہیں ہے اور بعد بھگتنے اپنی سزائے مقدر کے پھر وہ مومنین بشفاعت شفیع المذنبین دوزخ سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جاویں گے - اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ اَوَّلَ مَرَّۃٍ منہ ۱۲ ؔ۵۲ جس کو چاہے بخشے الخ - یعنی جس مسلمان گنہگار کو خداوند کریم چاہے تو عذاب بالکل نہ دے اور بغیر سزا دئیے اس کو اول ہی دفعہ بخش دیوے کیونکہ وہ غفور رحیم بہت بڑے فضل و کرم والا ہے اس کو کسی بات کی پرواہ نہیں ہے نہ اس کو طاعت کی ضرورت ہے نہ معصیت سے نقصان ہے غنی حمید ہے وہ اپنے حکم کے خلاف ورزی سے البتہ ناخوش ضرور ہوتا ہے مگر وہ مختار ہے کہ جس قدر بھی کسی کے گناہ ہوں ان سب سے درگذر کرے - اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ ط ترجمہ کریمہ یعنی تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے شرک کو اور اس کے ماسوا جس گناہ کو چاہے بخشدیوے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ بغیر توبہ کے کبیرہ گناہ خدا معاف نہیں کر سکتا استغفر اللہ - منہ - ۱۲ -

ؔ۵۳ حق ہے رہنا الخ - یعنی جبکہ کفار و مشرکین دوزخ میں ڈالدئیے جائیں گے اور مومنین جبکہ جنت میں داخل کر دئیے جائیں گے تو پھر وہ دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یعنی جنت میں رہیں گے اور دوزخی دوزخ میں پڑے رہیں گے اور پھر وہ ان سے باہر نہیں ہونگے کیونکہ ان دونوں کے بارے میں قرآن مجید میں بہت جگہ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا آیا ہے جس کے معنی دوام کے ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ وَیُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ط یعنی جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے درگذر کریگا اللہ اس کے گناہوں سے اور داخل کرے گا اس کو جنتوں میں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور پھر وہ جنتی لوگ ہمیشہ درہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بہت بڑا ثواب ہے اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا اور جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو وہ لوگ دوزخی ہیں اور ہمیشہ اسی دوزخ میں پڑے رہیں گے اور وہ دوزخ بہت بری جگہ ہے منہ ۱۲ ؔ۵۴ یعنی اللہ رب العالمین اور اس کے رسول سے جو نص صریح سے فرما دیا ہے وہ سب حق ہے کہ جس میں ذرہ بھر تمسک و شبہ کو دخل نہیں ہے اور اہل حق کے یہی عقیدے ہیں جو بیان کئے گئے جو شخص کہ زبان و دل دونوں سے ان کی تصدیق کرے وہی مسلمان ہے اور وہی مومن ہے اور ان دونوں کلموں میں کچھ مباینت نہیں ہے - منہ ۱۲ -

اہلِ ایماں جو کہ عصیاں کار ہیں[۵۱]	حسب عصیاں وہ سزائے نار ہیں
جائیں بھی تو باہر آئیں گے ضرور	پھر وہ سب جنت میں جائینگے ضرور
جس کو چاہے بخشے[۵۲] پہلے ہی کریم	کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ ذُوْفَضْلٍ عَظِیْم
جا کے دوزخ سے نہ نکلیں مشرکین	اور نہ پھر جنت سے نکلیں مومنین
حق ہے[۵۳] رہنا کافروں کا نار میں	مومنوں کا دائمی گلزار میں
کیونکہ حق میں دونوں کے ہی خالدین	حق ہے جو ہے حکم ربّ العالمین
حق ہیں[۵۴] سب فرمودہ خیر الانام	اہلِ حق کے یہ عقیدے ہیں تمام
جو کرے اقرار ان کا برملا	اور کرے تصدیق دل سے بیخطا
ہے وہی مومن مسلماں ہے وہی	جو خلاف اسلام کے ہے وہ غوی
بالیقیں برحق یہ دین اسلام ہے[۵۵]	جو پھرا اس سے وہی ناکام ہے

ؔ۵۵ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ - یعنی جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین چاہے گا تو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں میں ہے ۱۲ منہ

—— —— ——

اصطلاحات شریعت کا بیان

بعد ایمانِ خدا و مصطفیٰ ❊ فرض ہے شرعِ نبی کی اقتدا
جان لے کہتے ہیں کسکو حق طلب ❊ فرض و واجب یا کہ سنت مستحب
فرض ہی وہ حکم مولائے جلیل ❊ جس کی مثبت ہو کوئی قطعی دلیل
جیسے ہو قرآں میں حکم اسکا صاف ❊ یا احادیثِ تواتر بے خلاف
جس کا کرنا لازم و مشروع ہو ❊ ترک جس کا سخت تر ممنوع ہو
ترک پر ہو جس کے دوزخ کا عذاب ❊ اور بجا لانے میں جسکے ہو ثواب
منکر اُس کا کافر اور تارک ہے بد ❊ جسطرح صوم و صلوٰۃ اے معتمد
ہو وہ واجب نزد احناف نبیل ❊ جس کی مثبت ہو کوئی ظنی دلیل
یعنی ایسے خلف[۱] کا ہو محتمل ❊ جو نہ ہمسر ہو نہ یکسر مضمحل

[۱] خلف کا احتمال - یعنی وہ دلیل حکم خلاف کا بھی احتمال رکھتی ہو وہ دلیل [illegible] ہو مگر احتمال خلاف محتمل مگر وہ احتمال نہ تو قوت میں دلیل کا ہمسر و برابر ہو کہ یوں شک پیدا ہوگا [illegible] طرفین مساوی ہوتے ہیں اور واجب کے [illegible] ظن چاہیے جس میں جانب ثبوت راجح و غالب ہے اور نہ اتنا ضعیف ہو کہ بالکل مضمحل ہو جائے اور قابل التفات نہ رہے کہ ایسا احتمال بے اصل قطعیت کے منافی نہیں ہوتا تو اس سے فرضیت ثابت ہوگی نہ کہ وجوب - ۱۲

منکر اس کا ضال ہے کافر نہیں ‏ اور سزا کے مستحق ہیں تارکین
جیسے پڑہنا وتر کا بعد از عشا ‏ یا غنی پر صدقہ عید الفطر کا
کہتے ہیں سُنّت[٥١] اُسے حنفی سبہی ‏ ہو جو قول و فعل و تقریر نبی
ہیں[٥٢] وے سُنت کی دو قسمیں عیاں ‏ اک ہدیٰ ہی اک زوائد بیگماں
وہ ہدیٰ ہی جو کہ ہو طاعات میں ‏ وہ زوائد جو کہ ہو عادات میں
پہر ہدیٰ کی بہی ہیں دو قسمیں یہ اب ‏ اک مؤکد دوسری ہے مستحب
وہ مؤکد جس کا کرنا ہو ضرور ‏ جس میں ہو تاکید حضرت کی و فور
یا کیا ہو اُس کو اکثر آپ نے ‏ اور کبہی چھوڑا ہو خوف فرض سے
تارک اُسکا ہے سزاوار عتاب ‏ بلکہ ممکن ہے کہ ہو تھوڑا عذاب
جس کے کرنیمیں بہت کچھ ہو ثواب ‏ جیسے سُنّت[٥٣] فجر کی ہیں ای جناب
اسکا اور[٥٤] واجب کا رتبہ ایک ہے ‏ ہے بہت ہی فرق کم ای نیک پے

[٥١] کہتے ہیں سنت۔ الخ۔ یعنی سنت اُس کو کہتے ہیں کہ جس بات کو حضور اقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہو یا کرنے کو فرمایا ہو و یا کہ کرتے دیکہا ہو اور منع نہ فرمایا ہو۔ جس کے کرنے کا ارشاد فرمایا ہو اُس کو سنت قولی کہتے ہیں اور جس کو خود کیا ہو اور کرنے کو نہ فرمایا ہو اُس کو سُنت فعلی کہتے ہیں اور جس کو کرتے دیکہا اور منع نہ فرمایا اُس کو سُنت تقریری کہتے ہیں ١٢ منہ

[٥٢] ہیں وے سُنت کی الخ۔ یعنی سُنت جس کا بیان اوپر ہوا اُس کی دو قسمیں ہیں اوّل سُنت ہدےٰ دوم سنت زوائد۔ ہدیٰ وہ ہے جو کہ عبادات میں وارد ہو مثلاً نماز یا روزہ یا زکوٰۃ یا حج وغیرہ میں اور زوائد وہ ہیں جو کہ عادات میں جاری ہو مثلاً کہانے یا پینے یا سونے یا اُٹہنے وغیرہ میں۔ پہر سُنت ہدیٰ کی بہی دو قسمیں ہیں ایک سنت مؤکدہ دوم سنت مستحب سنت موکدہ وہ ہے جس کے کرنے کی حضرت نے تاکید فرمائی ہو یا کہ اُس کو بطریق دوام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور گاہے چھوڑ بہی دیا ہو یا بخوف اس کے کہ کہیں وہ آپ کے دوام عمل میں لانے سے فرض نہ ہو جائے اور پہر وہ باعث تکلیف امت ہو اور ایسی سنت مؤکدہ کا تارک قابل ملامت ہے اور آخرت میں قابل عتاب روبروئے مالک حساب وکتاب ہے اور اگر اُس کے ترک پر اصرار و تکرار کرے گا یا آنکہ ہمیشہ ترک کریگا تو یہ بہی ممکن ہے کہ اُس کو کچہہ عذاب دیا جائے اور اُس کے بجا لانے میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور ان سب باتوں کا بیان اگلے شعروں میں بالتفصیل موجود ہے جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ولیکن بطور وضاحت تفصیل بہی کر دی گئی۔ منہ ١٢۔

[٥٣] سنت فجر کی۔ الخ۔ یعنی سنت موکدہ جس کا بیان اوپر کیا گیا اس کی مثال میں دوگانہ سنت فجر کو سمجہنا چاہیے کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں اور ان کے پڑہنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ منہ ١٢۔

[٥٤] اس کا اور واجب کا الخ۔ یعنی سنت فجر کا اور واجب کا درجہ قریب قریب برابر کے ہے کہ بعض نے تو ان کو واجب ہی کہا ہے کیا معنے کہ دوگانہ سنت فجر اسقدر موکد ہیں کہ جو بہ سبب کثرت تاکید کے واجب کے مشابہ ہیں کہ جس سے بعض علماء کو ان کے واجب ہونے کا بہی شبہ ہے منہ ١٢۔

مستحب وہ جس کا کرنا خوب ہو — اور خلاف اُس کا نہ کچھ معیوب ہو
جس کو رغبت[1] سے کیا شہ نے کبھی — یا بلا تاکید ترغیب اس کی دی
جس کے کرنے میں امیدِ اجر ہو — ترک میں جس کے نہ اصلا زجر ہو
بعد اس کے اب تجھے یہ ہی صلاح — سُن حرام و شبہ مکروہ و مباح
وہ ہوا قطعی حرام اے مومنو — جو کہ ثابت فرض کی مانند ہو
فعل جس کا سخت تر مبغوض ہو — اُس سے بچنا لازم و مفروض ہو
جس کا فاعل مستحقِ نار ہو — خمر پینا جس طرح اے نیک خو
اور وہ ہے مکروہ[2] ہے جس کی نکیر — واجب و سنّت کے مثبت کی نظیر
اس کی دو قسمیں ہیں اسکو یاد کر — ایک تحریمی ہے تنزیہی دگر
ہے وہ تحریمی جو ہو قربِ حرام — اور شبہ بھی ہے مثل اُسکے مدام
ترک ان دونوں کا واجب از حدیث — مرتکب عاصی مصراں پر خبیث

ف۱ رغبت سے کیا۔ الخ۔ یعنی سنت مستحب ویا کہ سنت غیر مؤکدہ وہ ہے کہ جس کو حضرت نے گاہے برغبت کیا ہو اور اکثر نہ کیا ہو یا کہ اُس کے کرنے کا بلا تاکید شوق دلایا ہو اور مباح و خلاف اولیٰ اس سے خارج ہے کہ وہ نادر طور پر بیان جواز کے لئے حضرت نے کبھی کیا ہے اور سنت مستحب کے کرنے میں ثواب و اتباع سنت ہے اور نہ کرنے میں مطلق عذاب یا عتاب یا حساب نہیں ہے اور نہ تارک پر کچھ ملامت ہے منہ ۱۲۔

ف۲ اور وہ ہے مکروہ۔ الخ۔ یعنی مکروہ وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے کی ممانعت ہو اور اُس کی مثبت وہ نظیر ہے جو کہ واجب و سنت کی مثبت ہے کیا معنی کہ جس قسم کی نظیر سے کہ واجب ثابت ہوتا ہے اسی قسم کی نظیر سے مکروہ تحریمی یا شبہ ثابت ہوتا ہے اور جس سے مستحب مسنون ثابت ہوتا ہے اسی قسم سے مکروہ تنزیہی ثابت ہوتا ہے پس مکروہ تحریمی یا شبہ کا مرتکب قابل عذاب و عتاب ہے اور مکروہ تنزیہی کا مرتکب قابل [illegible] نہیں ہے ہاں اگر اُس پر کچھ تھوڑا سا مواخذہ ہو جائے تو بعید نہیں منہ ۱۲۔

ہے وہ تنزیہی جو ہو قرب حلال / ترک اسکا خوب ہے بے قیل و قال
جسکے کرنیمیں ہو چنداں قصور / لیکن اس کا ترک اولیٰ ہے ضرور
کہتے ہیں اسکو مباح اے نیک خو / جس کا کرنا یا نہ کرنا ایک ہو
فرض[51] کی ضد ہے حرام اے معتمد / اس کا کرنا لازم اس کا فعل بد
ضد واجب جان مکروہ کبیر / ضد ہو اسنت کی مکروہ صغیر
لیک جو سنت مؤکد مانئے / اس کی ضد کا نام اسارت جانئے
اور علاوہ ان سبھوں کے ہے حلال / جسکے کرنیمیں ہو کچھ قیل و قال
ہو نکرنے میں بھی نقصاں کچھ ذرا / اس کے کرنیمیں نہ سمجھے گر برا
جسکی حلت ہو یقینی۔ گو مباح / جسطرح ثابت ہے بیوہ کا نکاح
اس[52] کا منکر بھی ہے کافر لاکلام / جسطرح سے منکر فرض و حرام
واجب و مکروہ تحریمی سے جو / ہوگا منکر فاسق و گمراہ ہو

[51] فرض کی ضد ہے حرام الخ یعنی کہ فرض کے برخلاف حرام ہے کہ اس کا نہ کرنا فرض ہے اور اسی طرح فرض کا ترک کر دینا حرام ہے سو فرض و حرام ایک دوسرے کا ضد ہے کہ اس کا کرنا اور اس کا نہ کرنا فرض ہے اور اس کا نہ کرنا اور اس کا کرنا حرام ہے اور واجب کی ضد مکروہ تحریمی ہے کہ اس کا کرنا اور اس کا نہ کرنا واجب و ضروری ہے اور اسی طرح سنت مؤکدہ کی ضد اسارت ہے اور اس کا نکرنا اور اس کا کرنا بڑا مستوجب عتاب ہے اور سنت غیر مؤکدہ کی ضد مکروہ تنزیہی ہے کہ اس کا نہ کرنا اور اس کا کرنا غیر پسندیدہ و معیوب ہے اور مستحب مندوب کی ضد ترک اولیٰ ہے کہ اس کا کرنا اور اس کا نہ کرنا مرغوب و محبوب ہے اور مباح تنہا ہے کہ اس کا کرنا نہ کرنا مساوی ہے۔

[52] اس کا منکر الخ۔ یعنی فرض کی فرضیت اور حرام کی حرمت کا انکار جس طرح کہ کفر ہے مثلاً جو کہے کہ نماز یا صوم رمضان یا زکوٰۃ فرض نہیں یا یہ کہ شراب پینا اور سور کھانا یا زنا کرنا اور سود لینا حرام نہیں تو وہ قطعی کافر ہے پس اسی طرح حلال کا منکر کہ جس کی حلت دلیل قطعی سے ثابت ہے اُسے حلال نہ جاننے والا بھی کافر ہوگا جیسا کہ بیوہ عورت کے نکاح کو اگر کوئی شرعاً حلال نہ سمجھے گا تو کافر ہوگا اور اگر حلال تو سمجھے ولیکن کرے نہیں تو کچھ حرج نہیں نہ کافر ہوگا نہ عاصی معیوب جانے گا تو کافر نہ ہوگا خاطی ہوگا یا یہ کہ گائے کے گوشت کو شرعاً اگر حلال نہ جانے گا تو کافر ہے اگر طبعاً اپنے مزاج کے مخالف و مضر سمجھکر برا جانے گا تو حرج نہیں ہے۔ منہ ۱۱۔

پر نہیں یہ حکم اُس کے واسطے[۵۱] — جو ہو منکر شبہ و تاویل سے

یاد رکھ ان سب کو خوب اے پاکباز — اب بیاں ہوتے ہیں احکام نماز

نماز کا بیان

بعد اسلام اور ایماں کے سدا — رکن اول ہے نماز اسلام کا

حشر کے دن جبکہ ہو ہل چل مچی — پہلے پرسش ہو نماز فرض کی

عاقل و بالغ مسلماں پر نماز — پنج وقتی فرض ہے[۵۲] اے پاکباز

ترک کر دینا نماز فرض کا[۵۳] — ہے قریب کفر نزد اتقیا

بے نمازی واجب التعزیر ہے[۵۴] — قتل تک اُسکی سزا تحریر ہے

چھوڑ دینا[۵۵] ایک وقتی بھی نماز — باعث ذلت ہے پیش بے نیاز

پنجگانہ چھوڑ دے جو بے شعور — سب مسلماں بھی اُسے چھوڑیں ضرور

---

۵۱ پر نہیں یہ حکم۔ الخ۔ یعنی اگرچہ فرض و حرام کا انکار کفر اور واجب و مکروہ تحریمہ کا انکار بدعت و ضلالت ہے لیکن جو شخص کہ کسی دلیل شرعی یا شبہ سے انکار کرے اور اُس کے جواب میں دوسری دلیل شرعی پیش کرے تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے جس طرح ائمہ مجتہدین کا اختلاف کہ ایک کے نزدیک ایک چیز فرض و واجب یا حرام و مکروہ ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ ایسی نہیں جس طرح کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا شافعی کے یہاں واجب اور ہمارے یہاں اس کا ترک واجب ہے یا متروک التسمیہ عمداً اُن کے نزدیک حلال اور ہمارے نزدیک حرام وغیرہ اور ہر ایک کے پاس اُسکے ثبوت میں دلائل شرعیہ موجود ہیں ایسی صورت میں وہ انکار نہیں سمجھا جائیگا اور اُس کو اختلاف کہا جائیگا۔ اختلاف ائمہ مجتہدین کا تو باعث رحمت ہے ہاں جو شخص کہ نفسانیت سے بلا دلیل شرعی اپنی طرف سے کسی واجب یا حرام کا انکار کریگا اُس کے لیے کفر و بدعت کا فتویٰ نافذ ہوگا منہ ۱۲

۵۲ پنج وقتی فرض ہے۔ الخ۔ پنج وقتی یعنی نماز فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے جیسا کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس صلوات افترضهن اللہ تعالیٰ الخ۔ یعنی پانچوں وقت کی نمازیں فرض کیا ہے اُن کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر منہ ۱۲

۵۳ ترک کر دینا۔ الخ۔ یعنی پنجگانہ نماز فرض کا ترک کرنا بہت قریب ہے طرف کفر کے نزدیک متدینین کے موجب حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا معنی کہ ترک صلوٰۃ پر خوف ہے اس بات کا کہ کہیں وہ کافر ہو جاوے العیاذ باللہ جیسا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بین العبد و بین الکفر ترك الصلوٰۃ یعنی درمیان بندہ کے اور درمیان کفر کے کچھ فرق نہیں ہے جبکہ وہ نماز کو ترک کر دے منہ ۱۲

۵۴ بے نمازی واجب الخ۔ یعنی جو شخص کہ نماز نہ پڑھتا ہو اور سمجھانے سے نماز کا پابند نہ ہو تو وہ شخص واجب التعزیر ہے کیا معنی کہ وہ اس قابل ہے کہ اُس پر زجر و توبیخ و زد و کوب کیا جاوے تاکہ ترک نماز سے باز آوے جیسا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين الخ۔ اور مارو تم لڑکوں کو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کی عمر کے بعد نماز نہ پڑھیں آخر حدیث تک منہ ۱۲

۵۵ چھوڑ دینا الخ۔ یعنی ایک نماز فرض کا بھی بلا وجہ ترک کر دینا باعث ذلت و خواری کا خدا کے نزدیک ہے کہ قیامت کے روز خدا وند تعالیٰ اُس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھیگا اور چاہے گا تو عذاب کریگا الا ماشاء غفرله والعیاذ باللہ اور جو شخص کہ پانچوں نمازیں ترک کرے تو لوگوں کو لازم ہے کہ وہ بھی تارک صلوٰۃ کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیں اور اُسکو خوشی و غمی میں اپنے شریک نہ کریں تاکہ اُس پر بار پڑے اور وہ ذلیل و خوار ہو اور پھر وہ مجبور ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اُس کا پابند ہو جائے جب وہ نماز کا پابند ہو جائے تو پھر اُس کو نہایت خوشی و مہربانی کے ساتھ اپنا شریک کر لیں اور لقول ص۵ از ان محبوب تر باشی کہ بودی پر عمل کریں تاکہ دیگر تارکان صلوٰۃ کو بھی نماز کا شوق پیدا ہو۔ منہ ۱۲

ترک سے جبتک کہ وہ تائب نہو — وہ شریک مومناں صاحب نہ ہو

بے[51] نمازی کو عذاب سخت ہے — بے نمازی سخت ہی بدبخت ہے

بے نمازی حشر کے میدان میں — جا ملیں فرعون اور ہامان میں

حق تعالیٰ اور رسول اللہ کا — جتنا ناخوش بے نمازوں پر ہوا

دوسرے سے اُسقدر ناخوش نہیں — اور نمازی سے وہ خوش ہیں بالیقیں

تارک الصلوٰۃ [illegible] منہ ۱۲

مسدّس در صفتِ نماز

مو[52] منو مفتاح جنت ہے نماز — خلق پر خالق کی منّت ہے نماز

اتّباعِ فرض وسنت ہے نماز — مسجدوں کی زیب زینت ہی نماز

رونقِ دین عزتِ اسلام ہے
اہل ایماں کا اسی سے نام ہے

۵۱ بے نمازی کو الخ - یعنی جو شخص کہ بے نماز ہے اُس کو عذاب سخت دیا جاویگا کہ اس کے بارے میں نہایت سخت سخت وعیدیں آئیں ہیں اور بے نمازی کے بدنصیب ہونے میں کچھ شک نہیں ہے کہ قیامت کے دن اُس کو قارون وفرعون وہامان وابی بن خلف کے ساتھ اُٹھائے جانے کی وعید آئی ہے العیاذ باللہ - منہ ۱۲-

۵۲ مفتاح جنت - الخ - یعنی نماز جنت کے دروازے کی کنجی ہے کہ بغیر اس کنجی کے وہ دروازہ نہیں کھلتا جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ ۱۲ یعنی کنجی جنت کی نماز ہے پس جو کوئی نماز کو پابندی اور محافظت کے ساتھ پڑھے گا جنت کا دروازہ اُس کے واسطے کھلا رہے گا اور پھر اُس کے واسطے کچھ روک ٹوک نہ ہو گی اور درحقیقت یہ نماز پنجگانہ خداوند عزاسمہٗ کی طرف سے بندوں کے لئے بہت بڑا احسان وفضل وکرم ہے کہ اُسکی وجہ سے طرح طرح کے الزامات ومواخذات سے بری رہیں گے - خداوند کریم ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے توفیق محافظت نماز کی عطا کرے آمین منہ

اغنیا کو کانِ عظمت ہے نماز
بینوا کو خوانِ نعمت ہے نماز

متقی کو آبِ رحمت ہے نماز
فلسفی کو بابِ حکمت ہے نماز

عالموں کو علم کا گنجینہ ہے
عارفوں کو معرفت کا زینہ ہے

عابدوں کو بس عبادت ہی نماز
نیک بختوں کو سعادت ہی نماز

اہلِ ایماں کی شہادت ہی نماز
سب مسلمانوں کی عادت ہی نماز

مومنوں کی دین ہے ایمان ہی
مسلموں کی یہ بڑی پہچان ہے

واسطے مردوں کے غیرت ہی نماز
عورتوں کو سترِ عورت ہی نماز

افسروں کو شان و شہرت ہی نماز
حاکموں کو فتح و نصرت ہی نماز

بادشاہوں کے لئے یہ تاج ہے

عاشقوں کے واسطے معراج ہے

اہلِ ظاہر کو شریعت ہے نماز
اہلِ باطن کو طریقت ہے نماز

اہلِ دُنیا کو نصیحت ہے نماز
اہلِ مولیٰ کو حقیقت ہے نماز

سب مریدوں کے واسطے پیر ہے
مرشدوں کے واسطے اکسیر ہے

کعبۂ دیں کی عمارت ہے نماز
باغِ رضواں کی زیارت ہے نماز

خبثِ[۵۱] باطن کی طہارت ہے نماز
طالبِ حق کی بشارت ہے نماز

حاجیوں کو حج بیت اللہ ہے
راہ گیروں[۵۲] کو یہ سیدھی راہ ہے

مخزنِ[۵۳] آیاتِ قرآں ہے نماز
معدنِ کلماتِ سبحاں ہے نماز

مومنوں کو دین و ایماں ہے نماز
حشر کے دن[۵۴] نور و برہاں ہے نماز

۵۱ خبث باطن الخ - یعنی تصفیۂ باطن نماز سے خوب ہوتا ہے اور طالب حق کے واسطے یہ نماز بڑی بشارت ہے کہ قد افلح المؤمنین الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون کا ترجمہ یہی فرمایا اللہ برتر نے کہ البتہ فلاحیت پائی اُن مسلمانوں نے کہ جنھوں نے اپنی نمازوں کو عاجزی اور فروتنی اور خلوص کے ساتھ ادا کیا - منہ ۱۲ ۵۲ راہ گیروں سے مراد یہاں پر رہروانِ راہ اسلام ہیں - منہ ۱۲
۵۳ حشر کے دن نور الخ - فرمایا نبی کیا چیز ہے وہ آیات قرآنی کی مخزن ہے کہ اس میں تمام قرأت قرآن وقتاً فوقتاً پڑھی جاتی ہے اور چونکہ قرآن کلام الٰہی ہے اور افضل الاذکار ہے لہٰذا نماز افضل العبادت ٹھہری ہوئی اور اسی طرح پر اس میں علاوہ قرأت کلام ملک العلام کے دیگر کلمات طیبات و تحیات مبارکات و تسبیحات و تحمیدات بھی شامل ہیں کہ جس سے مل کر نماز خلاصۂ مجموعہ عبادات قرار پائی منہ ۱۲ ۵۴ حشر کے دن نور - الخ - فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے من حافظ علیہا کانت له نوراً و برهاناً و نجاةً یوم القیامة الیٰ آخر الحدیث یعنی جس مسلمان نے محافظت کی نماز کی پس وہ نماز ہوگی واسطے اس کے نور اور برہان اور نجات قیامت کے دن آخر حدیث تک اور اسی طرح پر ایک جگہ پر فرمایا کہ الصلوٰۃ نور یعنی نماز نور ہے و ہکذا او ہکذا - منہ ۱۲-

مجمع اوراد و الاذکار ہے
منبع انوار و الاسرار ہے

دیں[۵۱] شعاروں کی کمائی ہو نماز
ذکر و فکر کبریائی ہے نماز

دین و دنیا کی بھلائی ہے نماز
سچ ہے محبوب خدائی ہے نماز

زائران[۵۲] فرش کی رہبر یہ ہے
طائران عرش کی شہپر یہ ہے

وقت[۵۳] آخر کام آتی ہے نماز
کلمۂ طیب پڑھاتی ہے نماز

مکر شیطاں سے بچاتی ہے نماز
خاتمہ بالخیر لاتی ہے نماز

یہ محافظ دین اور ایماں کی ہے
تازیانہ نفس اور شیطاں کی ہے

سایۂ حق روز محشر ہے نماز
تشنہ لب کو آب کوثر ہے نماز

[۵۱] دیں شعاروں کی کمائی الخ۔ یعنی جو لوگ کہ دیندار ہیں اُن کی کمائی یہی ہے کہ وہ نماز پڑھا کرتے ہیں اور اسی کی جزا ملتی ہے کیونکہ نماز دین و دنیا دونوں کی بھلائی و بہبودی ہے اور نماز کیا چیز ہے ذکر و فکر کبریائی ہے کہ اس میں ذکر حق عز اسمہٗ ہوتا ہے اور اسی طرف غور و فکر سے دل کھچا رہتا ہے اور ما سوا سے منہ پھیرا جاتا ہے اور اسی واسطے نماز اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت محبوب و پسند ہے جیسا کہ فرمایا حضرت نے احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الصلوٰۃ لوقتہا یعنی محبوب ترین عملوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز فرض ہے اپنے وقت مقررہ پر منہ ۱۲

[۵۲] زائران الخ۔ زائران فرش سے یہاں مراد ابدال ہیں کہ جو بموجب حکم الٰہی کے ہمیشہ فرش زمین کا گشت کرتے رہتے ہیں اور وہ بڑے درجہ کے اولیا اللہ ہیں کہ جو مدام سیر و سیاحت میں رہتے ہیں کیا معنی کہ اسی نماز کی برکت سے اُن کو بھی یہ ابدالیت کا درجہ حاصل ہوا ہے اور اسی طرح پر طائران عرش کی یہ نماز شہپر ہے طائران عرش سے مراد فرشتے ہیں جنھیں اولی اجنحہ بھی کہتے ہیں اُن کے بازو ہوتے ہیں جن سے وہ اُڑتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ملائکہ میں جو قوت پرواز ہے وہ بھی اسی کی بدولت ہے کہ وہ بھی افعال نماز بجالاتے ہیں کوئی قیام کوئی رکوع کوئی سجود کوئی قعود لیس اُن سب کو بھی تقرب و تقدس افعال نماز کے ہی سبب سے حاصل ہے فتدبر منہ ۱۲

[۵۳] وقت آخر کیا معنی کہ مرتے وقت نماز بہت کام آتی ہے کہ شیطاں کے بہکانے سے بچاتی ہے اور کلمۂ طیب کو یاد دلا کر خاتمہ بخیر کراتی ہے اور ایمان سلامت رکھتی ہے منہ ۱۲۔

قبر میں[۵۱] حامی و یاور ہے نماز ۔۔۔ اور براق و برق۔ پل پر ہے نماز

بیکسوں کی ہر جگہ یہ یار ہے
عاصیوں کا اس سے بیڑا پار ہے

مانع[۵۲] فحشاء و منکر ہے نماز ۔۔۔ دافعِ ہر فتنہ و شر ہے نماز
قامعِ بدعاتِ ابتر ہے نماز ۔۔۔ جامعِ برکاتِ اکثر ہے نماز

زنگِ دل کیواسطے صیقل یہ ہے
گورِ باطن کے لئے مشعل یہ ہے

نورِ ایماں سے منور ہے نماز ۔۔۔ عطرِ عرفاں سے معطر ہے نماز
آسمانِ دیں کی اختر ہے نماز ۔۔۔ سارے[۵۳] اعمالوں سے بہتر ہے نماز

دیں شعار دل کیلئے یہ زین ہے
اہلِ دنیا کو یہ خوش آئین ہے

۵۱ قبر میں حامی و یاور۔ الخ۔ یعنی جب مسلمان مرتا ہے اور قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس وقت وہاں بھی نماز مددگار اور یاور ہوتی ہے کہ نماز کی برکت سے منکر و نکیر کے سوالات کے جوابات نمازی بخوبی دیتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے فتنہ قبر سے مامون و محفوظ رہتا ہے اور تاقیامت دلہن کی مانند خواب استراحت میں آرام کرتا ہے اور اسی طرح پلصراط کے اوپر یہ نماز براق برق رفتار کی مانند بنکر نمازی کو پار کر دیتی ہے۔ غرضکہ نماز بیچاروں و بیکسوں و گنہگاروں کی ہر جگہ و ہر موقع پر مدد کرتی ہے منہ ۱۲۔

۵۲ مانع فحشاء و منکر ہے۔ الخ یہ اشارہ ہے طرف آیۃ کریمہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کے منہ ۱۲۔

۵۳ سارے اعمالوں سے بہتر ہے الخ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ ترجمہ۔ اور خوب یاد رکھو کہ بہترین عملوں میں تمہاری نماز ہے۔ منہ ۱۲

روزِ اوّل سے مقدر ہے نماز
پنجگانہ جو مقرر ہے نماز
فرض ہر جن و بشر پر ہے نماز
شربتِ قندِ مکرر ہے نماز

دل کو یہ مرغوب اور محبوب ہے
باعثِ تسکینِ خاطر خوب ہے

قرۃ العینِ[54] پیمبر ہے نماز
قبلۂ آلِ مطہر ہے نماز
درد و سوزِ جانِ حیدر ہے نماز
کعبۂ اصحابِ سرور ہے نماز

شیوۂ ابرار و الاخیار ہے
سرمۂ چشمِ اولی الابصار ہے

جائے[55] سرگوشیِ داور ہے نماز
جلوہ گاہِ روئے دلبر ہے نماز
مطلعِ خورشیدِ خاور ہے نماز
محرمِ اللہ اکبر ہے نماز

سالکوں کو منزلِ مقصود ہے

[54] قرۃ العین الخ۔ ھذا اشارۃ الی جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی فرماتا ہے حضرت نے کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے منہ ۱۲

[55] جائے سرگوشی۔ الخ۔ سرگوشی کان میں چپکے چپکے بات کرنے کو کہتے ہیں یعنی نماز کیا چیز ہے نماز وہ چیز ہے کہ جس میں بندہ اپنے مالک حقیقی سے سرگوشی کرتا ہے اور مالک حقیقی حق تعالیٰ عزاسمہٗ اُس بندہ کی طرف متوجہ ہو کر جو کچھ یہ اُس سے کہتا ہے اُس کو بخوبی سنتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان المصلی یناجی ربہ فلینظر ما یناجیہ بہ۔ ترجمہ۔ یعنی البتہ نمازی سرگوشی کرتا ہے رب اپنے سے نماز میں پس چاہئے کہ وہ غور کرے اور سمجھے اس بات کو کہ وہ کیا سرگوشی کرتا ہے ساتھ پروردگار اپنے کے غور کرنا چاہئے کہ نماز کا کیا رتبہ ہے کہ جس کے پڑھنے والے کو پروردگار عالم سے سرگوشی کرنے والا قرار دیا گیا۔ سبحان اللہ گویا کہ نماز کی حالت میں آدمی مصاحب وجلیس پروردگار عالم کا بن جاتا ہے اللھم ارزقنا حلاوتہ محرم اُس کو کہتے ہیں کہ جس سے کسی قسم کا پردہ نہ ہو لہذا آدمی جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا محرم راز بنجاتا ہے مجازاً اور اگر عارف کامل ہو تو حقیقتہ محرم بنجاتا ہے اور تمام پردے اُس سے اٹھ جاتے ہیں فتدبر منہ۔ ۱۲۔

عارفوں کو محفل معبود ہے

چاہیئے[۵۱] اخلاص بہر ہر نماز	پڑھ حضورِ دل سے تو اکثر نماز
دہیان[۵۲] رکہہ اس بات کا اندر نماز	دیکھتا ہے خالقِ بر تر نماز

جو نماز اس طور پر معمول ہے
وہ نماز اللہ کو مقبول ہے

کیا کہوں کہتی ہی کیا درجے نماز	پڑہی بالکل یمن و برکت سے نماز
سارے دردوں کی دوا بخشے نماز	سوچ اپنے دلمیں کچھ ای بے نماز

خوبیوں سے اسکے جگ آگاہ ہی
حق تو یہ ہے رحمتِ اللہ ہے

پاک[۵۳] ہونا شرط اسکے واسطے	ہی بیاں پاکی کا اوّل اسلئے

---

۵۱ چاہیئے اخلاص۔ الخ یعنی ہر نماز پنجگانہ کے واسطے اخلاص اور حضورِ قلب کا ہونا لازمی ہے کہ بغیر اس کے نماز کا اثر مترتب نہیں ہوتا۔ منہ
۵۲ یعنی نماز کی حالت میں اس بات کا دہیان اور غور رکہنا چاہیئے کہ جس کے سامنے قیام و قعود و رکوع و سجود یہ کرتا ہے وہ اس کو دیکھ رہا ہے اور وہ اس کے حرکات و سکنات سے خوب خبردار ہے پس جبکہ اس کا یہ دہیان اور غور خوب کامل و پختہ ہو جائیگا تو اس کو حضورِ قلب و اخلاص پورا حاصل ہوگا اور خیال غیر مٹجائیگا فتدبر منہ ۱۲
۵۳ پاک ہونا شرط ہے۔ الخ یعنی نماز پڑہنے کے واسطے پاک ہونا کیا معنی کہ باوضو ہونا شرط ہے کہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی کیونکہ فرمایا ہے حضرت نے لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہٗ ترجمہ یعنی نہیں ہوئی نماز اس کی کہ جس کا وضو نہ ہووے پس اس سے ظاہر ہے کہ نماز کے واسطے طہارت کا ہونا شرط ہے اور اگر جنب ہو تو اس کے واسطے غسل بہی شرط ہے غسل اور وضو دونوں طہارت میں داخل ہیں اسلئے نماز سے پہلے وضو اور غسل کا بیان کیا جاتا ہے منہ ۱۲

وضو کا بیان

قال اللہ تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ؕ

ہیں وضو میں چار فرض اے نیک تن
پہلے[۱] سب منہ دھونا با زیر ذقن

ہاتھ[۲] دھونا دونوں کہنی سمیت
پاؤں[۳] دھونا تیسری ٹخنے سمیت

ترجمہ آیۃ کریمہ :- اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرو پس دھوؤ تم موہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں سمیت اور مسح کرو تم اپنے سروں پر۔ اور دھوؤ تم پیروں اپنوں کو ٹخنوں کے اوپر تک۔

[۱] پہلے سب منہ۔ الخ۔ یعنی وضو میں چار چیزوں کا پاک کرنا فرض ہے جیسا کہ آیۃ کریمہ میں مذکور ہے ان چاروں میں اوّل سب سے منہ کا دھونا فرض ہے پیشانی کے اوپر بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک کا سارا بشرہ دھونا چاہیئے دوم ہر دو ہاتھوں کو انگلیوں سے لیکر کہنی کے اوپر تک دھونا چاہیئے اور ان کے بعد سر پر مسح کرنا چاہیئے چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور سارے سر کا مسح سنت ہے جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوا ہے اور بعد مسح کرنے کے دونوں پاؤں کو ٹخنوں کے اوپر تک دھونا چاہیئے بس اسی کا نام وضو ہے ان میں سے اگر ایک بال کے برابر بھی خشک رہجائے گا تو وضو نہیں ہوگا اشعار میں جو ہاتھوں کے بعد پاؤں کا دھونا بیان کیا گیا ہے وہ اعضائے وضو کے دھونے کی ترتیب میں اور شعر کی ضرورت کے سبب سے بیان کیا گیا ہے ورنہ ترتیب وضو میں بیشتر سر کا مسح کرکے پاؤں دھونا چاہیے کہ اس طرح پر دھونا سنت ہے۔ منہ۔ ۱۲۔

مسح ہے چوتھائی سر کا فرض ہاں ۔ ان فرائض میں سے بس ای مومناں

بال بھر بھی خشک اگر رہجائیگا ۔ پھر وضو ہرگز نہ ہوگا آپ کا

اب یہاں سے سنتوں کا ہی بیاں ۔ سنت اول ہے نیت بیگماں

پھر ہے بسم اللہ کا کہنا ضرور ۔ ہاتھ دھونا بند تک پھر بے قصور

بعدہٗ مسواک اور پھر غرغرہ ۔ پھر ہے استنشاق سہ سہ مرتبہ

انگلیوں کا ہاتھ پاؤں کے خلال ۔ اور ہے داڑھی کا خلال ای باجمال

جملہ اعضا کا ہے دھونا تین بار ۔ سارے سر پر مسح یکبار ای نگار

مسح ہر دو کان کا پھر ایک بار ۔ باقیماندہ آب مسح سر سے یار

ششم شو اعضا کی با ترتیب ہے ۔ نیز پھر ان سب کا دھونا پے بہ پے

ہیں وضو میں چند چیزیں مستحب ۔ ایک ہے گردن کا مسح باادب

کہنا بسم اللہ کا ہر عضو پر ۔ خاتم اور چھلے گھمانا ۔ پھر مگر

۵۱ پھر ہے استنشاق سہ سہ مرتبہ ۔ الخ ۔ استنشاق پانی سونگھکر یا سانس لیکر ناک میں چڑھانے کو کہتے ہیں سہ سہ مرتبہ ۔ مسواک اور غرغرہ و استنشاق ان تینوں باتوں سے تعلق ہے یعنی مسواک کم از کم تین مرتبہ کرنا اور غرغرہ پورے تین بار اور ناک میں پانی دینا پورے تین بار مسنون ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۲ جملہ اعضا کا الخ ۔ یعنی سب اعضاء وضو کا تین تین بار دھونا سنت ہے ایک ایک بار دھونا تو فرض ہے جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا اور ان کو تین تین بار دھونا سنت ہے ۱۲ ۵۳ سارے سر پر مسح یکبار ۔ الخ ۔ یعنی تمام و کمال سر کا ایک بار مسح کرنا مسنون ہے چوتھائی سر کا مسح تو فرض ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا لیکن پورے سر کا مسح کرنا سنت موکدہ ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۴ یعنی دونوں کانوں کا مسح کرنا سر کے مسح کے باقی ماندہ پانی سے مسنون ہے منہ ۱۲ ۵۵ ششم شو اعضا کی با ترتیب ہے ۔ الخ ۔ یعنی تمام اعضا کا ترتیب سے یکے بعد دیگرے دھونا مسنون ہے ترتیب سے مراد وہ ترتیب ہے کہ جو آیت کریمہ میں یکے بعد دیگرے مذکور ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۶ پے بہ پے دھونا الخ ۔ یعنی جملہ اعضاء وضو کا پے بہ پے دھونا مسنون ہے کیا معنی کہ ایک کے بعد دوسرے کو فوراً دھو دے اس طرح پر کہ ایک کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا دھو لے اس کا نام پے در پے ہے منہ ۱۲ ۵۷ کہنا بسم اللہ کا ہر عضو پر ۔ الخ ۔ یعنی ہر وقت کے دھونے کے شروع میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے مطلب یہ ہے کہ ابتداء وضو میں ہاتھ دھونے کے وقت ایک بار بسم اللہ کہنا تو سنت موکدہ ہے جیسا کہ سنتوں کے بیان میں گذر گیا اور ہر عضو کے دھونے کے وقت بسم اللہ کا ورد کرنا مستحب ہے منہ ۱۲ ۵۸ خاتم اور چھلے گھمانا ۔ الخ ۔ یعنی اگر کوئی مرد یا عورت انگوٹھی یا چھلے پہنے ہو تو اس کو حرکت دینا اور گھمانا مستحب ہے تاکہ اس کے تلے پانی کے پہنچ جانے میں کچھ شک و شبہ باقی نہ رہے ۔ منہ ۱۲ ۔

۵۱ سارے اعضا کا ہے ملنا الخ یعنی جو جو عضو کہ وضو میں دھوئے جاتے ہیں اُن کو بیشتر تر ہاتھوں سے مل لینا مستحب ہی تاکہ اول ہی مرتبہ پانی سب میں سرایت کر جاوے اور بہ آسانی تمام جوڑوں میں بالوں کی جڑوں تک پہنچ جاوے ۔منہ ۱۲ ۵۲ اور مدد کا بھی نہ لینا۔ الخ یعنی وضو کرنے میں کسی دوسرے آدمی سے مدد کا نہ لینا بھی مستحب ہی کیا معنی کہ جب وضو کرے تو خود ہی کرے یہ نہیں کہ ایک اور آدمی پانی ڈالتا جاوے اور یہ شخص وضو کرتا جاوے کہ ایسا کرنا خلاف استحباب کے ہے اگر کسی عذر سے یا مرض کی وجہ سے دوسرے سے مدد لے تو کچھ مضایقہ نہیں ہے منہ ۔ ۱۲۔

۵۳ ہے تیامن ہی ۔الخ ۔تیامن سیدھی طرف سے ایک کام کے شروع کرنے کو کہتے ہیں ۔یعنی اعضا وضو کے دھونے میں ہر سیدھی عضو کا بیشتر دھونا مستحب ہے ۔منہ ۱۲ ۵۴ ۔گفتگو ۔الخ ۔یعنی وضو کرنے میں دنیاوی بات چیت نہ کرنا مستحب ہے اور اگر ناکارا اور بیہودہ باتیں وضو کرنے میں کریگا تو سخت مکروہ ہے منہ ۱۲ ۵۵ بولنا کلمہ شہادت کا ۔الخ یعنی جب وضو کر چکے تو اس وقت آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر فوراً کلمہ شہادت پڑھے اور اس کے آخر میں دعا توبہ و تطہیر کو جس طرح کہ حدیث میں وارد ہے لاوے یعنی اس طرح پر کہے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله اللهم اجعلني من التوابين و اجعلني من المتطهرين ۔کہ یہ مستحب ہے واضح ہو کہ اس دعا کا بعد وضو کے پڑھنا نہایت ثواب ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی وضو کے بعد اس کو پڑھیگا اس کے واسطے آٹھوں دروازے بہشت کے کھل جائیں گے ۔جس میں سے چاہے بہشت میں چلا جاوے ۔منہ ۱۲ ۵۶ بعد اس کے پڑھ ۔درود ۔الخ کیا معنی کہ کلمہ مذکور کے بعد درود شریف ایک مرتبہ پڑھے کہ وہ بھی مستحب ہے منہ ۱۲

سارے اعضا کا ہی ملنا پہلی بار	اور مدد کا بھی نہ لینا زینہار
ہی تیامن بھی وضو میں مستحب	گفتگو کا بھی نہ کرنا ہے ادب
پانی پہنچانا ہی دونوں کونچوں میں	اور بھوؤں میں یوں ہی اور مونچھوں میں
اور وضو قبلہ کی جانب بیٹھ کر	اور بچے پانی کا پینا اے پسر
اور وضو کرنا کسی اونچی جگہ	تاکہ چھینٹوں سے نہو تو مشتبہ
پھر وضو کے خاتمہ پر لا کلام	بولنا کلمہ شہادت کا مدام
اور دعائے توبہ و تطہیر کو	آخر کلمہ میں کرنا وصل تو
بعد اس کے پڑھ درود اے نیکنام	بر محمد صد درود و صد سلام

وضو کی توڑنیوالی چیزوں کا بیان

جن سے جاتا ہی وضو اے نیک پے	وہ براز و بول ہیں اور بھر منہ قے

۵۷ جس سے جاتا ہے وضو ۔الخ ۔یعنی جن جن باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں پاخانہ پھرنا ۔پیشاب کرنا یا بھر منہ قے کرنا یا کسی زخم وغیرہ سے خون بہ نکلنا یا پیپ نکلنا یا ریح کا صادر ہونا ۔یا لیٹ کر سونا یا ٹیک لگا کر اس طرح سونا کہ دونوں چوتڑ زمین پر پورے طور پر نہ جمے ہوں یا بیہوش ہو جانا یا مست ہو جانا کسی نشہ سے یا مجنوں ہو جانا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا رکوع اور سجدے والی نمازمیں کیا معنی کہ نماز جنازہ کے سوا دیگر نمازوں میں بالغ شخص کا قہقہہ مار کر ہنسنا یا ودی کا نکلنا یا مذی کا نکلنا یا آگے پیچھے سے کسی چیز کا نکلنا مثلاً منی اگرچہ بلا شہوت نکلے ان سب باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر منی سوتے میں نکلے گی یا جاگتے میں بہ شہوت خارج ہوگی تو اس صورت میں بجائے وضو کے غسل فرض ہو جائیگا جیسا کہ غسل کے بیان میں آئیگا منہ ۔۱۲۔

اور نکلنا خون[٦] کا یا پیپ[٧] کا   یا کہ چھٹنا[٩] ریح کا اے با صفا

لیٹ[٨] کر سونا ہو یا یوں بیٹھ کے   دو سُرین جسمیں نہ ہوں پورے جمے

پھر ہے بیہوشی و مستی و جنون   فرج سے بے پردہ ملنا فرج و کون

یا نماز با رکوع و سجدہ میں   بالغین آواز سے خندہ کریں

یا کہ نکلے آگے پیچھے سے نجس   جسم ظاہر سے و یا ہو منبجس

غسل کا بیان

موجبات غسل سب آئے ہیں چار   ہی نہانا جن سے فرض ای دیں شعار

اس منی[١١] کا باہر آنا عضو سے   جو بشہوت پشت سینہ سی گرے

مل کے دو کس یا کریں صحبت[١٢] کہیں   شرط کچھ انزال کی اسمیں نہیں

جبکہ غائب قدر حشفہ ہو ذکر   فرج داخل یا دُبر میں اے بشر

ملہ اس منی کا الخ - اس یہاں سے موجبات غسل کا بیان شروع ہوا - موجبات غسل یعنی غسل کی فرض کرنیوالی چار چیزیں ہیں اوّل اس منی کا شرم گاہ سے باہر آنا ہے جو اپنی جگہ سے جدا ہوتے وقت شہوت کے ساتھ جدا ہوئی ہو اگرچہ باہر آتے وقت شہوت نہ ہی ہو اور منی کی جگہ مرد میں پشت ہے اور عورت میں سینہ - کیا معنی کہ منی کا اپنی جائے پشت و سینہ سے سرکنا شہوت کے ساتھ غسل کے لئے شرط ہے شہوت کے ساتھ باہر نکلنا شرط نہیں ہو جب کبھی اس طریق پر منی اپنی جگہ سے حرکت کر کے سرکے گی اور عضو مخصوص سے باہر آئیگی خواہ بیداری میں ہو خواہ سوتے میں خواہ باختیار ہو خواہ بلا اختیار غسل فرض ہوجائیگا - منہ ٢

ملہ مل کے دو کس الخ - یعنی جب کبھی دو آدمی بالغ باہم جماع کریں اور وہ دونوں خواہ رنڈی ہوں یا کہ دونوں مرد ہوں اور مرد کا بدن بقدر حشفہ عورت کی فرج میں داخل یا عورت یا مرد کی پاخانہ کی جگہ غائب ہوجائے تو غسل ان دونوں فاعل و مفعول پر فرض ہوجاتا ہے جبکہ وہ دونوں کس بالغ ہوں اور اگرچہ ان کو انزال ہو یا نہ ہو غسل ہر حال میں فرض ہے اور اگر ان میں کوئی نابالغ ہے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور احتیاط اسمیں ہے کہ پھر بھی غسل کریں - ١٢ -

فرض دونوں پر نہانا ہے مُدام	شبہ اسمیں کچھ نہیں اے نیکنام
یا نہانے[51] کی ہو حاجت خواب میں	اور اثر باہر بھی اُسکا دیکھ لیں
فرض چوتھا غور تو میں کر قیاس	ٹوٹ جانے[52] جب حیض و نفاس
حیض کی مدت ہے کم کی تین دن	بڑھ سے بڑھ دس تک تو وہ ایام گن
اور پھر تو مدّتِ خونِ نفاس	بڑھ سے بڑھ چالیس دن تک کر قیاس
کم کی[53] کچھ مدت نہیں اسکی کبھی	بیس دن ہی ایک دن ہی لحظہ ہی
پس نمازیں[54] اُن دنوں کی اے حسین	عفو ہیں۔ اُنکی قضا واجب نہیں
روزۂ رمضاں[55] ہیں لیکن بیش کے	فرض ہے اُنکی قضا رکھنی تجھے
ہے یہی[56] حکم خدا و مصطفا	اسمیں پھر دم مارنیکی کیا ہے جا
لڑکوں کو جب احتلام آنے لگے	لڑکیوں کو حیض جب آنے لگے
ہوگئے بالغ[57] وہ دونوں اصل و فرع	فرض اُن پر ہوگئے احکام شرع

[51] یا نہانے کی ہو۔ الخ۔ تیسری شرط خواب میں احتلام کا ہوتا ہے اور کپڑے پر یا ذکر پر تری کا پایا جانا کیا معنی جب تک کہ کوئی علامت منی کے نکلنے کی باہر ثابت نہ ہوگی محض خواب کے دیکھنے سے غسل فرض نہیں ہوگا اور اگر کپڑے یا بدن یا سرِ ذکر پر منی کی تری پائی جاوے اور خواب کا دیکھنا یاد نہ ہو تو غسل کرنا فرض ہوجاتا ہے غرضکہ علامت ظاہری کے پائے جانے سے غسل فرض ہے محض خواب کے دیکھنے سے غسل فرض نہیں ہے اسی واسطے خواب میں نہانے کی حاجت دیکھنے والے کو باہر بھی علامت کا دیکھ لینا غسل واجب ہونے کے واسطے شرط ہے جیسا کہ شعر میں صاف صاف بیان موجود ہے۔ منہ ۱۲

[52] حیض و نفاس۔ الخ۔ یعنی غسل کے فرض ہونے کے واسطے چوتھی شرط حیض و نفاس کا عورتوں سے منقطع ہوتا ہے اور حیض کم سے کم تین دن اور رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور رات تک آتا ہے اور نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک آتا ہے حیض بالغہ عورتوں کو اکثر ہر مہینہ میں جاری ہوتا ہے اور نفاس بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے اُس کو کہتے ہیں اور یہ دونوں خون بالغہ عورت کے رحم سے جھڑتے ہیں۔ منہ ۱۲

[53] کم کی کچھ مدت نہیں اس کی۔ الخ۔ یعنی خون نفاس کی انتہائی مدت تو معین ہے کہ وہ چالیس دن سے زیادہ نہیں آتا لیکن اُس کی کمی کے واسطے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کبھی وہ بیس دن تک جاری رہتا ہے اور کبھی ایک ہی دن چل کر موقوف ہوجاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ولادت کے بعد ایک لحظہ بھر خون آیا اور بند ہوگیا یہ مستورات کی قوت و نیز عادت پر منحصر ہے پس جس وقت یہ خون بند ہوجائے اسی وقت زچہ کو چاہئے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے بشرطیکہ غسل کرنا کسی وجہ سے اُس وقت اُس کو مضر نہ ہو اور اگر غسل مضر ہو تو بجائے غسل کے تیمم کرے اور پھر وضو کرے اور پھر نماز پڑھے اور یہ جو اکثر ناواقف عورتیں خواہ مخواہ چلّہ نہانے کا انتظار کرتی ہیں کہ خواہ نفاس بیس دن یا اُس سے کم میں ہی بند ہوگیا ہو لیکن وہ حسبِ رسم و رواج چالیس دن تک بیٹھی رہیں گی اور چلّہ گذر جانے پر غسل کرکے نماز پڑھینگی یہ سخت حرام ہے اور باعث وبالِ آخرت کا ہے اُن کو لازم ہے کہ جس وقت یہ خون موقوف ہوتی وقت غسل کریں اگر وہ مضر ہو ورنہ تیمم کریں اور وضو کریں اور نماز پڑھیں اور واقف کار مرد عورتوں پر فرض ہے کہ وہ ایسی عورتوں کو ہدایت کریں کہ وہ بعد منقطع ہوجانے خون نفاس کے چلّہ کا ہرگز انتظار نہ کریں اور فی الوقت غسل کرکے فرایض کو ادا کریں۔ منہ ۱۲

[54] پس نمازیں۔ الخ۔ یعنی اُن دنوں کی نمازیں کہ جن دنوں میں خون حیض یا نفاس جب تک کہ اپنی مدت معینہ کے بھیتر جاری رہا ہو معاف ہیں اور اُن کی قضا واجب نہیں ہے۔ منہ ۱۲

[55] روزۂ رمضان۔ الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا قضا کرنا حائضہ نفسا پر بعد فراغت و طہارت بیشک فرض ہے کہ جس میں کوئی کلام نہیں۔ منہ ۱۲

[56] ہے یہی حکم خدا و۔ الخ۔ یعنی فرض نماز کی قضا نہ کرنا اور فرض روزے کی قضا کرنا اللہ اور اُس کے رسول کا یہی حکم ہے اس میں مجال نہیں کہ کوئی کہے کہ جب نماز جو کہ روزہ سے زیادہ موکد ہے اُس کی قضا واجب نہیں تو پھر روزے کی قضا کیوں واجب ہے حضرت عائشہ سے کسی عورت نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم کو نماز کے قضا کرنے کا حکم نہیں ہے اور روزہ کے قضا کرنے کا حکم ہے آپ نے یہی اُس کو جواب دیا کہ ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے پھر اسمیں کیا چون و چرا ہے ۱۲ النبیہ

ف۱ نو برس سے کم میں حیض ۔الخ۔ یعنی عورتوں کو نو برس کی عمر سے کم میں حیض جاری نہیں ہوتا اور اسی طرح یہ حیض پچپن سال کی عمر سے زیادہ بکما جاری نہیں رہتا ظاہر مذہب میں کیا معنی کہ نو برس سے زائد دس خواہ گیارہ یا بارہ یا تیرہ یا چودہ یا پندرہ برس کی عمر میں تو یہ خون عورتوں کو آنا شروع ہوتا ہے مگر نو برس سے کم کی عمر میں یہ خون کبہی نہیں آئیگا اور اسی طرح پچپن برس سے اوپر جا کر جاری نہیں رہیگا اور اگر ایسا ہو تو وہ استحاضہ ہوگا۔ جیسا کہ آگے اسکا مشرح بیان موجود ہے منہ ۱۲۔ ف۲ پہر اگر خون۔ الخ۔ یعنی جبکہ یہ بات مقرر ہو چکی کہ نو برس کی عمر سے پہلے اور پچپن برس سے زائد کی عمر میں خون حیض جاری نہیں ہوتا تو اب اگر کسی عورت کو نو برس کی عمر سے بیشتر اور پچپن برس کی عمر سے اوپر جا کر خون جاری ہو تو وہ استحاضہ ہے جیسے کہ اگلے ۲ مامیں اس کی خبر موجود ہے کیا معنی کہ وہ خون حیض نہیں ہے بلکہ خون استحاضہ ہے جو کہ ادائے فرایض کا مانع نہیں ہے واضح ہو کہ اس سے بیشتر کنز الآخرۃ کی اشاعت اوّل میں خون حیض کی انتہائی مدت پچپن برس تک لکہی گئی تہی اور اب اس اشاعت ثانی میں اس کی انتہائی مدت پچپن برس تحریر ہوئی اسکی وجہ یہ ہے کہ اشاعت اوّل پر بعض فقہائے معتمد و معتبر نے اس پر اعتراض کیا کہ اس کی انتہائی مدت پچپن برس ہی ساٹہہ نہیں ہیں چونکہ فی الواقع ظاہر مذہب میں مذہب مختار و مفتی یہ یہی ہے کہ انتہائی مدت آجرائے خون حیض وسن آیاس پچپن برس ہیں لہٰذا میں نے بہی اشاعت سابقہ کی مدت کو ترمیم کر کے پچپن برس تحریر کی اور یہی صحیح ہیں اور یہ بہی معلوم رہے کہ اس بارہ میں فقہا کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک پچاس برس کی عمر میں خون حیض بند ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک پچپن برس ہیں اور بعض کے نزدیک ساٹہہ برس کی عمر تک خون حیض جاری رہ سکتا ہے مگر مفتی بہ پچپن برس ہی ہیں مایں ہمہ متون فقہ کا اسیر اتفاق ہے کہ اگر پچپن برس کے بعد بہی خون خالص کہ وہ خوب سُرخ یا خوب سیاہ ہوتا ہے اگر دیکہا جائے تو وہ خون حیض ہی قرار پائیگا اور نماز روزہ موقوف کرنا پڑے گا جیسا کہ شرح وقایہ میں اس پر فتویٰ مذکور ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ پچپن برس کے بعد بہی خون حیض کا جاری رہنا ممکن ہے اور اسی کی تائید قول حکما سے بہی ہوتی ہے چنانچہ اکسیر اعظم میں وارد ہے کہ (حیض طبعی زنان از سن دہ سال شروع میشود و انقطاع او در بعضے از سی و شش بعد از آں تا شصت سال میگردد) اور چونکہ ابدان کے متعلق قول حکمت قابل قبول ہے لہٰذا یہی روایت صحیح ہے بہر حال کچہ بہی ہو فتویٰ اسی بات پر ہے کہ جب تک خون خالص کہ وہ خوب سُرخ و سیاہ رنگ کا ہوتا ہے عورت کو جاری رہتا ہے تو وہ حیض میں شمار ہے خواہ پچپن برس تک آوے خواہ ساٹہہ برس تک آوے لیکن ساٹہہ برس کے بعد اس کا ظاہر ہونا قطعی غیر ممکن ہے منہ ۱۲ ف۳ حیض جب دس دن سے الخ۔ یعنی جبکہ خون حیض جس کی حد اجراء دس دن رات مقرر ہو چکی ہے اور نفاس جس کی حد اجراء چالیس دن رات قرار پا چکی ہے وہ اگر اپنی حد مقررہ سے زاید دونوں تک جاری رہیں تب اس کا مفصل بیان آگے ہوگا منہ ۱۲ ف۴ یا کہ عادت والی کو۔ الخ۔ یہ معتادہ عورت کے حیض و نفاس کا بیان ہے اور اس کی تفصیل بہی آگے مذکور ہے۔ اس شعر میں اگرچہ نفاس کا ذکر نہیں ہے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکہو)

نو برس[۱] سے کم میں حیض آتا نہیں	آگے پچپن سال سے جاتا نہیں
پہر اگر خون[۲] نو برس سے کم میں آئے	یا کہ پچپن سال سے آگے دکہائے
استحاضہ ہے وہ پس ای پاک دیں	وہ ادائے فرض کا مانع نہیں
حیض[۳] جب دس دن سے زاید ہو چلے	یا کہ چلہ سے نفاس آگے بڑہے
یا کہ عادت[۴] والی کو اے دلربا	حیض آئے اسکی عادت کے سوا
اور بڑہے وہ حیض کی مدت سے بہی	تو یہ فاضل استحاضہ ہے اخی
جیسے ایک عورت کو ای گیتی فروز	حیض آتا تہا ہمیشہ سات روز
پہر کسی باعث سے اُسکو ناگہاں	حیض آیا بارہ دن تک بے گماں
پس یہ فاضل پانچ دن تک ای باشعور	استحاضہ میں ہے داخل پر ضرور
اور اگر نو دن تک آئے یا کہ دس	تو یہ سب دن حیض ہی ہیں سمجہئے بس
کیونکہ ہیں مُدت میں اندر حیض کے	اس لئے شامل اسی میں ہو گئے

[۵۱] حیض کی مدت ہو پوری جس گھڑی	پس نہانا چاہیئے اُس وقت ہی
استحاضہ پھر اگر جاری رہے	تو وضو ہر وقت تازہ چاہیئے
[۵۲] استحاضہ مانع صوم و صلاۃ	ہی نہیں سب کر ادا اے نیک ذات
[۵۳] تین دن سے خون کم آئے اگر	وہ نہیں حیض - استحاضہ ہی مگر
[۵۴] تو نمازیں اُس کی کرلینا قضا	ہی یہی حکم شریعت - لا بجا
[۵۵] حاملہ عورت کو خون آئے اگر	پس ہے وہ بھی استحاضہ بے خطر
[۵۶] رکھہ کے نامہ یا کہ کپڑا اپنیٹر	یا لنگوٹی کس کے خوں کو بند کر
پھر طہارت کرکے تو اے دلنواز	سب ادا کر اس میں روزہ اور نماز
استحاضہ کے لئے اے خوبرو	فرض ہی ہر وقت تجدید وضو
[۵۷] غسل جن پر فرض ہو اے نیکنام	اُن کو ہی قرآن کا پڑھنا حرام
اُن کو مسجد میں بھی جانا ہی حرام	اور طواف کعبہ بھی اے خوش خرام

[۵۱] حیض کی مدت ہو۔ الخ۔ یعنی جب وقت حیض کی مدت حائضہ کو پوری ہو جائے اسی طرح نفاس کی مدت نفسا کو جب پوری ہو جائے مثلاً حائضہ کو دس دن پورے ہو جائیں یا نفسا کو چالیس دن پورے ہو جائیں تو اس مدت کے پورے ہونے کے ساتھ ہی فی الفور اس کو نہانا چاہیئے کہ وہ فرض ہے پھر اگر اس کے بعد خون استحاضہ جاری ہو جائے تو ہر بار فرض کے وقت تازہ وضو کرنا مستحاضہ مذکورہ پر فرض ہے کہ ایسی حالت میں ایک وضو سے دو وقت کی نماز علیحدہ علیحدہ کیا معنی کہ اپنے اپنے وقت معینہ پر جائز نہیں ہے تازہ وضو اس کے واسطے بمنزلہ غسل کے رکھا گیا ہے کہ بغیر اس کے دوسرے وقت کی نماز جائز نہیں ہے منہ ۱۲ [۵۲] استحاضہ مانع۔ الخ یعنی خون استحاضہ جس کا ذکر کیا گیا وہ نماز روزہ کا مانع نہیں ہے اُس میں شرائط مذکورہ کے مطابق نماز روزہ سب بطور فرض ادا کرنا چاہیئے منہ ۱۲ [۵۳] تین دن سے خون۔ الخ یعنی جس عورت کو تین دن سے خون کم آئے مثلاً ایک دن آئے یا دو دن آئے تو وہ بھی حیض میں شمار نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کیونکہ حیض کی مدت معینہ سے کم ہے کہ وہ تین دن رات ہیں منہ ۱۲ [۵۴] تو نمازیں اُس کی کرلینا۔ الخ۔ یعنی اے مستحاضہ تو اُن دنوں کی نمازیں جن میں کہ تین دن رات سے خون کم آئے بطور قضا پھر لینا کیا معنی کہ بوقت شروع ہونے خون کے جو نمازیں موقوف کردی گئیں تھیں بخیال اس کے کہ یہ خون حیض ہے اور یہ وہ خون مدت معینہ تین دن رات سے کم آنے کی وجہ سے حیض ثابت نہ ہوا بلکہ استحاضہ قرار پایا تو اب ضرور بالکہ فرض ہے کہ اُن دنوں کی نمازیں قضا کی جائیں کیونکہ جو نمازیں معاف ہیں وہ حیض کے وقت کی نمازیں ہیں اور استحاضہ کے دنوں کی نمازیں معاف نہیں ہیں پس جب کبھی حیض کے شبہ کی وجہ سے نمازیں موقوف کی جائیں تو بعد رفع ہو جانے شبہ کے اور ثابت ہونے خون استحاضہ کے جملہ فوت شدہ فرض نمازوں کا اعادہ فرض ہے اور یہی حکم شریعت ہے پس اے نمازی پارسا بی بی تو اس حکم کو دل و جان سے بجا لا منہ ۱۲ [۵۵] حاملہ عورت کو خون آئے۔ الخ۔ یعنی اگر حاملہ عورت کو اتفاقیہ خون آجائے تو وہ خون بھی استحاضہ کا خون ہے حیض کا خون نہیں ہے کیونکہ حاملہ کو حیض جاری نہیں ہوتا منہ ۱۲ [۵۶] رکھہ کے نامہ۔ الخ اب یہاں سے استحاضہ والی عورت کے خون استحاضہ روک دینے کا بیان ہے یعنی جب عورت کو خون استحاضہ جاری ہو جائے اسکو چاہیئے کہ اول وہ مقام خاص میں نامہ رکھے اور اس سے خون روکے اگر اس سے خون نہ رکے تو اس کے اوپر کھوڑے کی سم کی طرح کپڑے کی لنگوٹی چڑھا لیوے اور اگر اس سے بھی خون بند نہ ہو تو نامہ کے اوپر اور لنگوٹی کے نیچے ایک اور فاضل کپڑا رکھہ کر خون کو روک دے غرضکہ جس طرح ممکن ہو خون کو روکے اور اس کے بعد وضو کرے اور نماز روزہ ادا کرے اگر خون استحاضہ اس کثرت سے چلتا ہو کہ باوجود ترکیب مندرجہ بالا کے خون نہ بند ہو اور وہ باہر بہتا رہے اور نماز کا ایک وقت کامل شروع سے آخر تک اسی حالت میں گذر جائے کہ فرض ادا کرنے کی مہلت اس خون کے چلنے سے نہ پائے تو وہ اب معذور کے حکم میں ہوگی پس جب تک کہ یہ عارضہ پانچوں وقت میں ایک ایک بار بھی کم سے کم ہوتا رہے پانچوں وقت تازہ وضو کرے اور نماز روزہ ادا کرے کہ مستحاضہ کے لئے ہر فرض نماز کے وقت تجدید وضو شرط ہو چکا کہ اس سے پہلے ہی اکثر بیان کیا گیا (الفقیہ ضمیمہ اخبار)

بے وضو کو ہی قرآں پڑہنا درست ۔ لیک چھونا اُسکو بہی ہے نادرست
فرض اک غسل اور ہے پر غیر پر ۔ یعنی میّت کا نہانا اے پسر
غسل یہ آئے ہیں سنّت مستحب ۔ جمعہ و احرام و عرفہ عید سب

غسل کے فرض اور سُنتوں کا بیان

غسل میں سن فرض کل آئے ہیں تین ۔ پہلے ہی کلی کا کرنا بالیقین
ناک میں پانی چلانا ہے دوم ۔ پانی سرتا پا بہانا ہے سوم
اس میں گر اک بال بہی سوکہا رہا ۔ غسل ہرگز پہر نہ اُترے گا ترا
پانچ سنّت اس میں ہیں بے ریب شک ۔ پہلے دونوں ہاتھ دہونا گٹوں تک
پہر مقام خاص دہونا ہے ہراس ۔ پہر پلیدی دور کرنا آس پاس
پہر وضو کرنا ہی پہر اے ہوشیار ۔ جسم پر پانی بہانا تین بار

۵۱ بے وضو کو ہے ۔ الخ ۔ یعنی جو شخص کہ بے وضو ہو اُس کو قرآن شریف کی تلاوت کرنا تو درست ہے و لیکن چھونا مصحف پاک کا اُس کو ہی نادرست ہے کہ لا یمسّہٗ الا المطہّرون ما النص قطعی ہے منہ ۱۲ ۵۲ فرض اک غسل ۔ الخ یعنی ایک غسل میت کا ہی فرض ہے کہ وہ میت پر تو فرض نہیں ہے مگر دوسروں پر ہے کیا معنی کہ اُس کے عزیزوں پر اور سوا اُنکے ہوں تو تمام مسلمانوں پر اُسکو نہلانا فرض کفایہ ہے منہ ۱۲ ۵۳ غسل یہ آئے ہیں ۔ الخ ۔ یعنی یہ غسل مسنون ہیں کیا معنی کہ مستحب موکد ہیں ایک تو جمعہ کی نماز کے واسطے غسل کرنا دوسرے احرام باندہنے کے وقت غسل کرنا تیسرے عرفہ کے دن عرفات میں غسل کرنا چوتہے دونوں عیدوں کو غسل کرنا منہ ۱۲ ۵۴ غسل میں سن فرض کل آئے ہیں ۔ الخ یعنی فرض غسل میں تین چیزیں فرض ہیں اوّل کلی کرنا دوسرے ناک میں نرم بانسے تک پانی پہنچانا اور یہ دونوں باتیں وضو میں سنت ہیں تیسرے تمام ظاہر بدن پر پانی بہانا کیا معنی کہ سر کے اوپر سے کف پا تک سب جگہ پانی بہانا فرض ہے اگر اسمیں ایک بال برابر بھی تر ہونے سے اور پانی پہنچنے سے باقی رہجائیگا تو غسل پورا نہ ہوگا اور وہ بدستور نجس بنا رہیگا جبتک کہ وہ مقام بھی تر نہ ہو جائے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ تحت کل شعرۃ جنابۃ یعنی ہر بال کے نیچے جنابۃ و نجاست سرایت کر جاتی ہے ۔ حق ہے اللہ پاک اور اُس کے حبیب لولاک کا ارشاد اسمیں کچہ شک نہیں کہ جب مسلمان کو فرض غسل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو اُس کو ظاہر طور و کُھلم کُھلا اپنا تمام بدن نجس و ناپاک معلوم ہونے لگتا ہے اور پہر جبتک کہ وہ غسل نہیں کر لیتا وہ کراہت دور نہیں ہوتی پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ غسل جنابت میں تاخیر مطلق نہ کیا کرے اور با احتیاط تمام بہ پابندی شرائط جلد غسل کر لیا کرے تا کہ جنابت کی کراہت سے محفوظ رہے ۔ منہ ۱۲ ۵۵ پہر وضو کرنا ہے الخ ۔ یعنی مقام خاص کو پانی سے صاف کرنے کے بعد اور اُس کے گردو پیش کی نجاست دہو ڈالنے کے بعد غسل کرنے سے پہلے وضو کا کرنا سنت ہے کیا معنی گو کہ غسل میں وضو بھی ہو جاتا ہے اور تمام بدن کے دہو جانے سے وضو کی ضرورت نہیں رہتی مگر چونکہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل سے پہلے وضو بھی اکثر کیا ہے لہذا اُس کا کرنا سنت موکدہ ہے اور تارک اُسکا قابل ملامت ہے وضو کرنے سے سنت بھی ادا ہوتی ہے اور غسل کے دو فرض ایک کلی کرنا دوم ناک میں پانی پہنچانا وضو کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں اگر کسی خاص وجہ سے وضو نہ کرے اور تنہا غسل کرے تو اُسوقت کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا فرض رہیگا منہ ۱۲ ۵۶ جسم پر پانی ۔ الخ یعنی تمام جسم پر تین بار پانی بہانا یہ بھی سنت موکدہ ہے کیا معنی کہ ایکبار پانی بہانا تو فرض ہے کہ بغیر اُسکے

استنجے اور نجاستوں کا بیان

جاکے پاخانہ کو یا پیشاب کو — کیجو استنجا بھی اُسکے بعد تو
ایک[۱] استنجا تو واجب ہے مدام — تانجاست دور ہو جائے تمام
بعد[۲] اُس کے مستحب ہے دوسرا — یہ طریقہ ہے اولی الالباب کا
یعنی پہلے صاف کر ڈھیلے سے تو — بعدہٗ پانی سے دھو ای خوبرو
لید سے گوبر سے ہڈی سے تمام — سخت ہی ممنوع استنجا مدام
وقت پاخانہ کے یا پیشاب کے — منع ہی گر رو بہ قبلہ بیٹھیے
پُشت بھی اُسوقت ادھر ممنوع ہی — اس سے بچکر بیٹھنا مشروع ہی
جائے پاخانہ میں جب ای نیکخو — پہلے اُلٹا پاؤں رکھہ یہ کہکے تو
چاہتا[۳] ہوں ای خدا تیری پناہ — رکھ مجھے خبث و خبائث سی نگاہ

[۱] ایک استنجا تو واجب ہے۔ الخ۔ یعنی پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجا کرنا واجب ہی تاکہ پلیدی دور ہو اور طہارت حاصل ہو اور وہ استنجا اوّل مرتبہ خواہ ڈھیلے اور پتھر سے ہو خواہ پانی سے واجب ہی ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز سے استنجا کر لینے سے بلا کراہت واجب ادا ہو جاتا ہے منہ ۱۲

[۲] بعد اس کے الخ۔ یعنی اول استنجا کر لینے کے بعد دوسرا استنجا پھر کرنا یہ مستحب مسنون ہے اس طریق پر کہ اوّل ڈھیلے سے صاف کرکے پھر پانی سے پاک کرلے۔ منہ۔ ۱۲۔

[۳] چاہتا ہوں۔ الخ۔ یعنی جب مسلمان آدمی قضاء حاجت ضروری کے واسطے پاخانہ میں جاوے تو اول اُس میں بایاں پاؤں داخل کرے اور پاؤں داخل کرنے سے پہلے کہے کہ اَللّٰھُمَّ انی اعوذ بك من الخبث والخبائث ۱۲ منہ

پھر نکال اس سے یہ کہکر دہنا پیر[۵۱]	اے خدا دے مجھکو بخشش اور خیر
جو نجاست[۵۲] آکے لگجائے کہیں	پاک کر اُسکو مدام اے پاک بین
خشک[۵۳] ہو کر پاک ہوجاتی ہی خاک	ہو رگڑ دینے[۵۴] سے جوتا موزہ پاک
جز منی[۵۵] دہونے سے لیکن پاک ہو	جبکہ کوئی عضو یا پوشاک ہو
پاک پانی سے اُسے دہونا تمام	شرط کر کے تین بار ای نیکنام

پانی کا بیان

پاک پانی سے وضو اور غسل کر	شبہ جسمیں کچھ نہ ہو اے معتبر
آب مستعمل[۵۶] سے مت کرنا کہیں	کیونکہ طاہر ہے مطہر وہ نہیں
کر کنوئے[۵۷] سے یا بڑی تالاب سے	مینہ کے پانی سے جاری آب سے
اور جو ہو جائے کنواں ناپاک اگر	پاک کر پانی[۵۸] کو اُسکے کھینچ کر

[۵۱] پھر نکال اس سے الخ یعنی جب قضا حاجت سے فراغت پاکر باہر آئے تو اول اپنا پاؤں باہر نکالے پھر دوسرا پاؤں باہر رکھے اُس وقت یہ دُعا کہے اللهم غفرانك مطلب یہ ہے کہ پاخانہ کے باہر اُس کے کنارے پر آتے جاتے وقت یہ دونوں دُعائیں پڑھے پاخانہ کے اندر داخل ہو کر الله کا نام زبان سے نہ لے اس کا خیال رہے۔ منہ ۱۲ [۵۲] جو نجاست الخ یعنی جب کبھی نجاست غلیظہ یا خفیفہ بدن پر یا کپڑے پر لگ جائے تو اُس کو پاک کرنا چاہئے اور نجاست غلیظہ اُس کو کہتے ہیں کہ جس کی نجاست نص سے ثابت ہو اور اُس کے خلاف میں کوئی دوسری نص موجود نہ ہو جس طرح غیر ماکول کا پیشاب یا شراب یا خون رواں یا بیٹ مرغی کی یا پیشاب بلی اور چوہے اور گدہے کا اور لید و گوبر و پاخانہ یہ سب نجس غلیظ ہیں اور پیشاب جانوران مذبوح کا اور بیٹ حلال پرندوں مردار کی نجاست خفیفہ ہے پانی سے ان کے پاک کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ اگر نجاست بدن پر لگ جائے تو اُسے تین بار دہو کر صاف کر دے اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو اُس کو اول خوب مل کر دہوے اور اُس کے بعد خوب زور سے اُس نجس کپڑے کو نچوڑ ڈالے۔ ایسا نچوڑے کہ پھر اُس میں سے بوند نہ ٹپکے بعدہٗ پھر کپڑا پانی سے دہوئے پھر دسے ہی نچوڑے اور پھر دہوئے اور پھر نچوڑے غرضکہ تین بار ایسا کرے پس اُسوقت وہ کپڑا پاک ہو جائیگا اور اسی کا نام شرط ہے اور پانی سے ہر قسم کی نجاست غلیظہ و خفیفہ خشک و تر پاک ہو جاتی ہے اگر نجاست غلیظہ ایک درہم کے برابر اور نجاست خفیفہ چہارم حصہ شے کے برابر یا اُس سے زائد ہو تو اُس کا پاک کرنا فرض ہے اور اگر اُس سے کم ہو تو فرض نہیں ہے ولیکن اُس کا پاک کرنا ہی بہت ضروری و لازمی ہے منہ ۱۲ [۵۳] خشک ہو کر الخ یعنی زمین پر اگر پیشاب وغیرہ پڑ گیا اور وہ ایسا خشک ہو گیا کہ اُس کی رنگت و بو جاتی رہے تو زمین نماز پڑہنے کے لئے پاک ہو جاتی ہے مگر اُس سے تیمم نہیں کر سکتے منہ ۱۲ [۵۴] ہو رگڑ دینے سے الخ۔ یہ خصوصیت جوتے اور موزے کے لئے ہے کہ اُن میں اگر دلدار نجاست لگ جائے تو وہ رگڑ دینے سے پاک ہو جاتے ہیں اور اسی طرح تلوار یا چھری یا چاقو وغیرہ رگڑنے اور ملنے سے پاک ہو جاتے ہیں منہ ۱۲ [۵۵] جز منی الخ یعنی منی کا جسم اور کپڑے میں بھی یہی حکم ہے جو کہ دیگر نجاست کا جوتے اور موزے میں تھا کہ منی خشک و دلدار بدن و کپڑے سے کھرچ ڈالنے سے ہی پاک ہوتی ہیں اور رقیق و تر منی بھی بغیر دہوئے رگڑنے سے پاک نہیں ہوتی پس جبکہ آدمی کا بدن یا کپڑا ایسی کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو اُس کو پاک پانی سے تین بار شرط کر کے دھو ڈالنا چاہئے جیسا کہ اُس کا مفصل بیان ابھی گذرا منہ ۱۲ [۵۶] آب مستعمل۔ الخ۔ یعنی استعمالی پانی جس طرح پر وضو کیا ہوا یا غسل کیا ہوا پانی وہ بذاتہ پاک تو ہے کہ اُس کے لگ جانے سے کپڑا یا بدن نجس نہیں ہوتا لیکن مطہر اور پاک کرنے والا دوسری نجس چیز کا نہیں ہے یہ حکم ہے آب مستعمل کا منہ ۱۲ [۵۷] کر کنوئے سے الخ۔ یعنی کنوئیں کے پانی سے اور بڑے تالاب کے پانی سے اور مینہ کے جمع ہوئے پانی سے اور بہتے پانی سے وضو کرنا اور غسل کرنا اور دیگر نجاسات پاک کرنا چاہئے کہ یہ تمام پانی پاک اور پاک کرنیوالے ہیں اور بڑے تالاب سے حوض دہ در دہ مراد ہے منہ ۱۲ [۵۸] پاک کر پانی کو اُس کے۔ الخ یعنی اگر کسی نجاست کے گر جانے سے کنواں نجس ہو جاوے تو اُس کا پانی کھینچکر پاک کر لینا چاہئے۔ منہ ۱۲

[۵۱] اس کنوئیں کا - الخ - یعنی اگر کسی کنوئیں میں یا جاہ یا میتاب گر جائے یا کوئی جاندار چیز اس میں جس میں کہ بہتا ہوا خون ہوتا ہے گر کر مر جائے اور وہ پھٹ جائے یا پھول جائے یا کوئی بڑا جانور مثلاً آدمی یا بکری گر کر مر جائے تو اس کا پانی تمام و کمال نکال کر پھینک دینا لازم ہے اس کے بعد پھر جو پانی اس میں سے اُبلے وہ پاک ہے اور اگر کوئی کنواں ایسا ہو کہ جس کا پانی کھینچنے سے کم ہی نہ ہوتا ہو تو اس کا پانی ناپ لیں کہ اتنے ڈول ہے۔ اسی قدر نکال ڈالیں اس کے بعد پانی پاک ہو جاویگا اور اس کے ناپنے کی ترکیب یہ ہے کہ مثلاً رسی میں کوئی بھاری چیز باندھ کر بیچ کنوئیں میں ڈالیں اس طرح کہ رسی میں خم نہ آئے جب وہ رسی تہ پر پہنچے تو اس کو نکال لیں اور جتنی بھیگی ہو اس کو ناپیں کہ کتنے ہاتھ ہے اس کے بعد تین چار آدمی خوب مضبوط سو ڈول جلد جلد اس میں سے کھینچیں اور معاً پھر ناپیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ سو ڈول میں کتنا پانی گھٹ گیا اسی حساب سے ڈول نکال کر پانی پھینک دیں مثلاً پہلے ناپ میں سات ہاتھ پانی آیا تھا اور سو ڈول نکالنے کے بعد چھ ہاتھ رہا تو چھ سو ڈول اور نکال لیں کنواں پاک ہو جائیگا اور آب جاری یعنی

جب غلاظت اسمیں یا حیوان گرے — خون والا - اور پھٹے پھولے مرے
یا پڑا ہو جیسے بکری آدمی — گرچہ کھال اسکی سلامت سب ہی
اس کنوئیں کا پانی بالکل کھینچ ڈال — تھاہ ہو تو ناپ کر اتنا نکال
ناپنا بھی ہو نہ ممکن گر کہیں — کر کے تخمینہ نکالیں ماہرین
جب نجس بدلے کسی پانی کی بو — یا مزہ - یا رنگ - گو کتنا ہی ہو
ہر گز استعمال اس کا پھر نہ کر — وہ نجس ہے مطلقاً اے باخبر
پاک شے سے بدلیں اوصاف اگر — پس نہیں کچھ خوف اسمیں اے پسر

تیمم کا بیان

ہو مضر پانی کا استعمال اگر — یا ہو وہ مفقود یا دور از نظر
یعنی چاروں سمت میں ایک ایک میل — ہو نہ کچھ پانی کے ملنے کی سبیل

دریا و چشمہ کا پانی کسی نجاست کے پڑنے سے نجس نہیں ہوتا ہے جبتک نجاست سے اس کا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے - منہ ۱۲ [۵۲] ناپنا بھی ہو نہ ممکن گر کہیں - الخ - یعنی اگر کہیں ایسا کنواں ہو کہ جس کے پانی کی ناپ تول ممکن نہ ہو کیونکہ اکثر تلی ٹوٹے ہوئے کنوئیں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا پانی چاہے جسقدر کھینچتے چلے جاؤ ایک انگل بھر پانی کم نہیں ہونے پاتا جس قدر پانی نکل جاتا ہے اسی قدر اسی آن پھر اس میں پانی آجاتا ہے (جیسا کہ موضع بھوری ضلع علیگڈھ میں ایک کنواں ایسا ہی موجود ہے) ایسے موقع پر کم سے کم دو ماہر آدمی جن کو پانی کی پیمائش میں مہارت کامل حاصل ہے اس کنوئیں سے پانی کا تخمینہ کریں کہ اس میں اتنے چرس پانی (دولاب) ہوگا مثلاً دو سو یا تین سو چرس یا اس سے بھی زائد جس قدر کہ ان کے تخمینہ میں آئے پس اس قدر پانی اس میں سے نکلوا دیا جائے کنواں مذکور پاک ہو جائیگا اور بعض کے نزدیک ایسا کنواں کسی نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا کہ وہ چشمہ کا حکم رکھتا ہے ولیکن یہ قول ضعیف ہے اور پانی کا نکال دینا ہر صورت سے لازم ہے منہ ۱۲ [۵۳] جب نجس بدلے - الخ - یعنی جبکہ نجاست کثیرہ کسی پانی کے مزے اور رنگ اور بو کو بدل دے اگرچہ وہ پانی کتنا ہی کیوں نہ ہو مثلاً کنوئیں کا یا حوض دہ در دہ کا یا چشمہ وغیرہ کا - پس اس صورت میں وہ پانی بھی نجس ہو جائیگا اور اس کا استعمال ناجائز ہوگا جبتک کہ پانی کا مزہ اور رنگ اور بو صاف ہو کر اپنی اصلی حالت پر نہ آجائے - اور سب گھڑے اور مٹکے اور دیگ وغیرہ اور چھوٹے حوض جو کہ دہ در دہ سے کم ہوں ان کا پانی تو ایک قطرۂ پیشاب یا خون یا شراب وغیرہ کے پڑنے سے نجس ہو جائیگا اگرچہ ان کا رنگ و مزہ و بو کچھ نہ بدلے منہ ۱۲ [۵۴] پاک شے سے - الخ - یعنی پانی کا مزہ اور رنگ اور بو اگر کسی پاک چیز کے پڑنے سے بدل جائے مثلاً دوا یا شکر یا گھاس یا درخت کے پتوں وغیرہ سے - تو وہ پانی نجس نہ ہوگا اور اس کے استعمال میں کسی قسم کا حرج و خوف نہیں ہے منہ ۱۲ [۵۵] ہو مضر پانی کا استعمال - الخ - یعنی اگر کسی شخص کو پانی کا ہاتھ پاؤں یا بدن پر ڈالنا نقصان کرتا ہو اور وہ نقصان خواہ بسبب کسی بیماری یا زخم وغیرہ کے ہو (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

یا نجس پانی ہو اور صافی نہ ہو — یا کنواں ہو ڈول یا رسّی نہو

یا مسافر کو کمی کا ہو خیال — یہ کہ پیاسا رہیگا یا عیال

اصل یہ ہی کوئی صورت ہو سُنو — جسمیں صرفِ آب پر قدرت نہو

پس تیمم چاہیئے کرنا مُدام — بے وضو اور غسل والے کو تمام

کر تیمم[۱] پاک جنسِ خاک سے — ایک ہی غسل و وضو کے واسطے

جو کہ قادر ہو وضو پر بے ضرر — اور نہ ہو قادر نہانے پر اگر

چاہیئے اُس کو تیمم غُسل کا — اور وضو کی جا وضو لازم ہوا

ہے تیمم میں[۲] نیت فرض طور — اور دو ارکان ہیں اسمیں ضرور

یعنی دو ضربیں ہیں فرض اسمیں مُدام — پہلی مُنہ کو دوسری ہاتھونکو تمام

دونوں چنگل مل کے خاکِ پاک سے — اوّل انکو سارے مُنہ پر پھیر لے

پھر دوبارہ مار کر پھیرا سے پسر — کہنیوں کیساتھ دونوں ہاتھ پر

[۱] کر تیمم پاک جنس۔ الخ۔ یعنی تیمم کرنا درست ہے اس چیز سے کہ جو جنس خاک سے ہو اور وہ جنس پاک ہو مثلاً مٹی ہو یا ریتا ہو خواہ پتھر ہو اگرچہ غبار آلود نہ ہو لیکن راکھ نہ ہو کہ سوختہ شے سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے اور تیمم غسل کا اور وضو کا ایک طرح پر ہوتا ہے اس کی ترکیب علیحدہ علیحدہ نہیں ہے منہ ۱۲

[۲] ہے تیمم میں الخ یعنی تیمم میں طہارت وضو کے واسطے نیت کرنا فرض ہے اور ساتھ ہی یعنی تیمم میں دو رکن ہیں جن کا بیان اگلے شعروں میں موجود ہے منہ ۱۲

گر تیمم میں[51] نیت دونوں کی کی ۔۔۔ تو وہ دونوں سے ہی کافی اے ذکی
اور جو اُس نے[52] ایک کی ہی کی نیت ۔۔۔ تو اُسی سے ہوگا جسکی کی نیت
لیکن اُس سے بھی[53] روا ہوگی نماز ۔۔۔ کچھ نہیں اسمیں نیت کا امتیاز
جن سے جاتا ہے وضو کے حساب ۔۔۔ اُن سے ہی جاتا ہے تیمم بھی شتاب
ہاتھ آنا[54] پانی کا قدرت کے ساتھ ۔۔۔ توڑ دیتا ہے تیمم ہاتھوں ہاتھ

مسح کا بیان

زخم پر پٹی بندھی ہو تیرے گر ۔۔۔ اور ہو اُسکے کھولنے میں کچھ ضرر
مسح[55] بس جائز ہے اُس پر لاکلام ۔۔۔ مسح موزوں[56] پر بھی جائز ہے تمام
جبکہ پہنا ہو طہارت پر اُنہیں ۔۔۔ ایک دن اور ایک شب تک کریں
اور مُسافر تین دن اور رات تک ۔۔۔ مسح موزوں پر کریں بے ریب و شک

۵۱ اگر تیمم میں نیت الخ یعنی اگر تیمم میں تیمم نے غسل اور وضو دونوں کے واسطے نام لیکر شامل نیت کی یا ایسی ایک عام نیت کی جو دونوں کو حاوی ہو مثلاً طہارت بدن یا جواز نماز کی تو وہ تیمم دونوں کے لئے کافی ہے منہ ۱۲ ۵۲ اور جو اُس نے۔ الخ۔ یعنی اگر تیمم سے ایک ہی چیز کی نیت کی مثلاً صرف طہارت غسل کی یا صرف طہارت وضو کی تو اُس صورت میں وہ تیمم ایک ہی کی طرف سے واقع ہوگا لیکن منہ ۱۲ ۵۳ لیکن اُس سے بھی۔ الخ۔ یعنی اُس تیمم سے بھی جو صرف غسل یا صرف وضو کے واسطے کیا گیا ہے طہارت پوری حاصل ہوگی اور نماز اُس سے جائز ہوگی اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کو نہانے کی ضرورت تھی اور اس نے پیشاب بھی کیا اور پانی پر قادر نہیں اس اُس نے تیمم کیا اگر اس تیمم میں وضو و غسل دونوں کی طرف سے نیت کی یا ایک عام نیت کی جو دونوں کو شامل ہوگئی جیسے طہارت یا جواز نماز کی جب تو یہ تیمم اُن دونوں کی طرف سے واقع ہوگیا اب اگر وہ اتنا پانی پائے کہ وضو کو کافی ہو اور غسل کو کافی نہ ہو تو وہ تیمم نہ ٹوٹے گا اور اگر اُس نے مثلاً تنہا وضو کی نیت کی تو اُسے پاکی تو پوری حاصل ہوگئی نماز اُس سے پڑھ سکتا ہے غسل کیطرف سے دوسرے تیمم کی حاجت نہیں یہی صحیح ہے۔ مگر یہ تیمم صرف وضو کی طرف سے واقع ہوا جس کی نیت کی تھی ولہٰذا اگر اتنا پانی پائے گا کہ وضو کو کافی نہ ہو جب بھی یہ تیمم ٹوٹ جائیگا اور اُس وقت پھر از سر نو غسل کے لئے تیمم اور حدث کے لئے پانی سے وضو کرنا فرض ہوگا فافہم منہ ۱۲ ۵۴ ہاتھ آنا۔ الخ۔ یعنی تیمم والے کو پانی کا ہاتھ آنا کیا معنی کہ ملجانا اور اُس کے استعمال پر قادر ہونا یہ بھی تیمم کو فوراً توڑ دیتا ہے اگرچہ تیمم والا نماز کے اندر کیوں نہ ہو۔ ہاتھ آنا بمعنی حاصل ہونے و مل جانے کسی شے کے مستعمل ہے۔ اور ہاتھوں ہاتھ محاورہ ہے جو فوراً۔ اور جلد تر اور اُسی آن کے معنوں میں مستعمل ہے منہ ۱۲ ۵۵ مسح بس جائز ہے۔ الخ۔ یعنی اگر کسی جگہ زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کے کھولنے میں ضرور نقصان ہو تو ایسی صورت میں صرف پٹی کے اوپر تر انگلیوں سے مسح کر لینا درست ہے جیسا کہ تیمم کے بیان میں پہلے شعر کے حاشیہ پر مفصل شرح کر دی گئی منہ ۱۲ ۵۶ مسح موزوں پر۔ الخ۔ یعنی مسح کرنا موزوں پر بھی درست ہے بشرطیکہ وہ موزے چمڑے کے ہوں یا چمڑے کا تلا اُن میں لگا ہو اور کہیں سے پھٹے نہ ہوں اور پیروں کے ٹخنے سے اوپر تک چڑھے ہوں اور اُن موزوں کو بحالت وضو پہنا ہو تو ایسی حالت میں بے وضو ہو جانے کے بعد مقیم کو ایک دن اور رات تک یعنی پانچ فرضی نمازوں کے ادا کرنے تک اور مسافر کو تین دن اور رات تک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور واضح ہو کہ اس درمیان میں جس وقت موزہ اُتار لیگا اُسی وقت پیر کا دھونا فرض ہو جائیگا اور بوٹ جوتا جو کہ انگلیوں سے لیکر ٹخنوں کے اوپر تک پہنے ہو اور وہ پاک بھی ہو تو اُس پر بھی مسح جائز ہے کیونکہ وہ موزوں کے حکم میں ہے اور اگر ایسے موزے یا بوٹ کے مابین کپڑے کی جرابیں بھی پہنے ہو تو کچھ ہرج نہیں ہے۔ اور موزوں پر مسح کرنا سنت و اجماع امت سے ثابت ہے اور منکر اُس کا اہل بدعت و ضلالت سے ہے کہ جس پر کفر کا خوف ہے اور طریق مسنون موزے سے مسح کا یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو تر کرکے دونوں پاؤں کے پنجوں کے اوپر ہاتھوں کی تین انگلیاں رکھے اور اُن کو ٹخنوں کے اوپر تک سیدھا کھینچ لیجائے منہ ۱۲

[51] وہ سپیدی ہے الخ - یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی فجر جو کہ رات کے ختم ہونے پر تمام عالم میں نمودار ہوتی ہے وہ اس سپیدی کا نام ہے جو شرق کی جانب اس کے چوڑان میں ٹھیک سورج کے نکلنے کی جگہ کے اوپر آسمان کے کنارہ میں پیدا ہوتی ہے اور اس کو سب لوگ صبح صادق کہتے ہیں منہ

[52] یعنی وہ ضو ہے الخ - یہ شعر اپنے اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی وہ فجر کی سپیدی ایک روشنی اور نور کی جھلک ہے جو مشرق کے چوڑان میں پھیلی ہوتی ہے اور دمبدم بڑھتی جاتی ہے جس وقت یہ روشنی ابتداءً نمودار ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اب رات ختم ہو گئی اور فجر یا صبح صادق طلوع ہو گئی اور اس سے پہلے جو سپیدی آسمان کے لمبان میں یعنی پورب سے پچھاؤں کی طرف نمودار و ظاہر ہوتی ہے وہ صبح کاذب ہے اور وہ رات میں داخل ہے اور اس وقت نماز فجر کا وقت نہیں ہوتا بلکہ وہ نماز تہجد اور سحری کھانے کا وقت ہے منہ ۱۲

[53] ختم اس کا ہے الخ یعنی فجر کا وقت آفتاب کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کی جھلک نمودار ہونے کے وقت سے لے کر سورج کے کنارہ نکلنے تک فجر کا وقت ہے اور گھڑی کے حساب سے ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک یہ وقت رہتا ہے اس مقدار سے کم یا زیادہ کبھی نہیں ہوتا [illegible] مارچ کو ٹھیک ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے اس کے بعد پھر بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ - جون کو پورا ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہوتا ہے اس کے بعد پھر بڑھتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹہ اٹھائیس منٹ ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر گھٹتا ہے یہاں تک کہ اکیس مارچ کو پھر ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ پر آ جاتا ہے جیسا کہ ابتداءً مذکور ہوا - یہ وقت یوں ہی دوازدہ ماہ برابر دورہ کرتا رہتا ہے تو جو کوئی صحیح وقت جانتا ہو وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہ جانے اسے چاہیئے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کچھ زیادہ باقی رہنے پر چھوڑ دے خاص کر ماہ دسمبر میں - اور مارچ و ستمبر کے اواخر میں جبکہ دن رات برابر ہونے لگتا ہے تو سحری کو ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ پر چھوڑے اور ہر موسم میں جو وقت سحری ہم نے بیان کیا اس سے دس منٹ بعد اذان صبح ہو تاکہ ہر طرف احتیاط قائم رہے اور یہ جو بعض ناواقف لوگ بہت اندھیرے سے دو یا پونے دو گھنٹے پیشتر اذان صبح دیدیتے ہیں خاص کر ماہ رمضان المبارک میں اور پھر اسی وقت سنت فجر یا نماز فرض بھی کسی ضرورت سے پڑھ لیتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں اتنی جلد پڑھنے میں نہ اذان جائز ہوتی ہے اور نہ سنت نہ نماز فرض اپنے وقت پر ادا ہوتی ہے اور فرض بدستور ان کے ذمہ باقی رہتا ہے اکثر لوگوں نے جو ساتویں حصہ شب کو فجر کا وقت سمجھ رکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں ہے اور جن کتاب والوں نے اس کی تائید کی ہے ان کا تجربہ غلط ہے ماہ جون و جولائی میں جبکہ دن بہت بڑا ہوتا ہے اور رات دس گھنٹے یا اس کے قریب رہ جاتی ہے اس وقت تو البتہ فجر کا وقت ساتویں حصہ شب میں یا اس سے بھی چند منٹ پہلے ہونے لگتا ہے لیکن موسم سرما میں خاص کر ماہ دسمبر و ماہ جنوری میں جبکہ رات قریب چودہ گھنٹے کے ہوتی ہے اس وقت فجر کا وقت اس کے نویں حصہ سے بھی کم ہوتا ہے تو پھر بھلا ساتواں حصہ فجر کے لئے کیونکر ٹھیک ہو سکتا ہے - غرضکہ فجر کا وقت باختلاف موسم (بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible] میں دیکھیں)

نماز کے اوقات اور رکعات کا بیان

ہیں نمازیں پانچ فرض اے باصفا / فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشا

رات ہو چکتی ہے جب اے مومناں / فجر تب عالم میں ہوتی ہے عیاں

وہ سپیدی[51] ہے عریض شرق پر / صبح صادق جسکو کہتے ہیں بشر

یعنی وہ[52] ضو ہے جھلکنا نور کا / شرق کے چوڑان میں پھیلا ہوا

ختم[53] اسکا ہے طلوع شمس سے / ظہر[54] آجاتا ہے پھر سورج ڈھلے

ختم[55] ہو جاتا ہے ظہر اک مثل پر / سایۂ اصلی کو لیکن چھوڑ کر

دو روایت[56] اسمیں ہیں اے باصفا / ایک ہے اک مثل کی مفتی بہا

دوسری[57] دو مثل کی ہے جان لے / دونوں مروی ہیں امام پاک سے

مثل[58] کے راوی حسن اے نور عین / کہتے ہیں یہ ہی زفر اور صاحبین

اس کے ناقل ہیں فتاوائے عزر | فیض و برہان - درمختار و عزر
نیز کہتے ہیں یہی تینوں امام | شافعی و مالک و حنبل - تمام
کہتے ہیں اکثر محدث بھی یہی | ابن اسماعیل و مسلم - ترمذی
اسپہ ہے اجماع علماے حرم | اور عمل بھی ہے اسی پہ لاجرم
مثل ثانی تک - دوم میں ہے ڈلے | کہتے ہیں ظاہر روایت وہ جسے
گو کہ مفتی اسکے بھی ہیں سب شریف | ہی روایت اصل ہیں لیکن ضعیف
ماحصل اسکا یہی ہے لاکلام | ظہر پڑہنا مثل کے اندر مدام
ہے اسی میں احتیاط اے ہوشیار | مثل ثانی تک نہ کرنا انتظار
ہوگیا جب ظہر کا وقت اختتام | عصر کا وقت آگیا پس لاکلام
احتیاط اسمیں بھی لازم ہے مگر | پہنچے سایہ شے کا جب دو مثل پر
عصر کو اسوقت پڑہنا بے خلل | تاکہ ہو دونوں روایت پر عمل

[illegible]

صحیح بلکہ مستحسن است ۱۲

۵۱ اس کے ناقل ہیں - الخ - یعنی اسی ایک مثل کی روایت کو فتاواے معتبر اعنی فیض و برہان و درمختار و عزر الاذکار نے بھی منقولہا قرار دیکر نقل فرمایا ہے عزر الاذکار میں ہے کہ یہی قول ایک مثل کا عام طور پر مروج ہے اور کتاب فیض میں ہے کہ اسی ایک مثل کی روایت پر فی زماننا سب جگہ عملدرآمد ہے برہان میں ہے وَهُوَ الْأَظْهَرُ لِبَيَانِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ نَصٌّ فِي الْبَابِ یعنی یہی قول ایک مثل کا ظاہر تر ہے جبرئیل علیہ السلام کے ظاہر کر دینے سے اور وہی نص صریح ہے وقتوں کے باب میں درمختار میں ہے وبہ یفتی - یعنی اسی ایک مثل کے قول پر فتویٰ ہے - انتہیٰ قولہ - تو اب معلوم ہوا کہ وہ روایت جو دو مثل کی آئی ہے وہ ان فتاواؤں کی رو سے منسوخ ہے جیسا کہ بعض ثقات معتمد نے اس روایت سے امام ہمام کا رجوع فرمانا بھی ثابت کیا ہے ۱۲ - منہ ۵۲ نیز کہتے ہیں - الخ - یعنی امام شافعی رح و امام مالک رح اور امام احمد حنبل رح یہ تینوں آئمہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت ہے - منہ ۱۲ ۵۳ کہتے ہیں اکثر محدث - الخ یعنی اکثر محدثین کا مسلک بھی یہی ہے کہ وقت ظہر ایک مثل تک ہے اور اسکے بعد عصر کا وقت ہے انہیں سے محمد بن اسمٰعیل بخاری و مسلم قشیری و محمد بن عیسیٰ ترمذی وغیرہم رضی اللہ عنہم ہیں اور نیز ایک جماعت صحابۂ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی بھی اسی پر ہے اور احادیث صحیحہ بالتواتر بھی اسی کی ہدایت کرتے ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ الی آخرہ یعنی ظہر کا وقت سورج ڈھلے سے شروع ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جبتک کہ آدمی کا سایہ اسکے برابر ہو جائے اور اس کے بعد عصر آجاتا ہے آخر حدیث تک - روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری حدیث امامت جبرئیل کی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس کو مختار و فیض نے سند پکڑا ہے اور وہ یہ ہے قَالَ أَمَّنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ یعنی فرمایا حضرتؐ نے کہ امامت کی میری جبرئیل نے نزدیک خانہ کعبہ کے دو بار یعنی کہ دو دن تک برابر پس نماز پڑھائی ظہر کی مجکو بروقت ڈھل جانے آفتاب کے اور سایہ اصلی اس روز بقدر چوڑان تسمہ جوتے کے تھا اور پھر نماز پڑھائی انہوں نے مجہ کو عصر کی اس وقت جبکہ سایہ ہر شے کا اسکے برابر ہوگیا - آخر حدیث تک - روایت کی ترمذی نے اور اسی امامت کی حدیث کو مع قدری تغیر کے بخاری نے بھی روایت کیا ہے اور ان میں سے کسی نے اسکو منسوخ نہیں کیا اور اب جو کوئی اس کو منسوخ کہے وہ اسکا اپنا ایک قول ہے کہ جو چاہے سو کہے وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِنْ كَانَ الْفَيْءُ ... إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ - الخ - یعنی روایت ہے حضرت عمر بن خطاب خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا اپنے عاملوں کو بعد نصیحت مما تعلقت نماز کے کہ نماز پڑھا کرو تم ظہر کی بوقت ہو جانے سایہ اصلی کے ایک گز ... سایہ اصلی اسوقت ایک گز پر تھا پھر اسکو بعد دو فرمادیا ۔ (بقیہ حاشیہ نمبر ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ ضمیمہ میں دیکھیے)

۵۱ دونوں جانب ہیں الخ - یعنی اس طرف ظہر میں اور اس طرف عصر میں ہمنے پوری احتیاط ملحوظ رکھی ہے تاکہ ان دونوں نمازوں میں سے بسبب اختلاف آئمہ رواۃ کے کوئی نماز کسی امام کے نزدیک قضا یا باطل نہ ہونے پائے کیا معنی کہ نماز ظہر خاص مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ پر بموجب روایت قوی دمفتی بہا ایک مثل کے اندر پڑھنی بتائی تھی کہ ایک مثل سے بے نماز ظہر ان کے نزدیک روایہ مذکورسے بموجب قضا ہوجائیگی تو اب یہاں نماز عصر جو بموجب ظاہر الروایہ دو مثل سے پہلے نہ پڑھنی چاہیے کہ اس روایت کے بموجب ان کے نزدیک وہ نماز قبل از دو مثل باطل ہوگی تو اس ہمارے مقرر کردہ اوقات میں اعظم احتیاط ہے کہ دونوں نمازوں میں سے کوئی نماز کسی کے نزدیک خلاف وقت نہ ادا ہو - منہ ۱۲ ۵۲ ورنہ جو خط ظہر کا ہے الخ - یعنی یہ جو ہم نے اوپر دونوں نمازوں کا وقت بیان کیا کہ ظہر کا وقت ہو جب مذہب قوی ومفتی وا ایک مثل تک ہے اور عصر کا وقت بموجب ظاہر الروایہ دو مثل کے بعد ہے؛ اور یہ بھی دونوں بقیت قوی صواب اور قابل عمل درآمد کے ہیں) تو یہ احتیاطی وقت ہے کہ جس میں ذرہ بھر شک و شبہ کو دخل نہیں ہے ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ جس خط مستقیم پر ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے اسی جگہ سے ٹھیک عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں دراصل کوئی وقت مہمل نہیں ہے فتدبر و تامل - منہ ۱۲ ۵۳ شمس کا جب - الخ - یعنی جبکہ آفتاب عالمتاب افق مغرب میں سب دبجاوے تو اسوقت عصر کا وقت ختم ہوجاتا ہے - منہ ۱۲ ۵۴ ہاں وہاں - الخ - یعنی خبردار ہو کہ جب آفتاب تمام و کمال غروب ہو جائے تو پھر اسی وقت فی الفور مغرب کی نماز کا وقت بھی آجاتا ہے شتاب کا لفظ جو قافیہ میں ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ بعد غروب آفتاب مغرب کے وقت آنیمیں پھر دیر نہیں ہوتی کیا معنی کہ جس وقت آفتاب غروب ہوگیا اس وقت بلا توقف مغرب کا وقت آگیا اور وہی افطار روزہ کا بھی وقت مستحب ہے منہ ۵۵ جب شفق مغرب میں ہو - الخ یعنی جس وقت شفق مغرب میں پردہ نشیں ہوگیا معنی کہ غائب ہوجائے اور کنارہ غربی آسمان اول سے چھپ جائے پس اسوقت نماز مغرب کا وقت جاتا رہتا ہے اور فوراً اسی آن عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور ان دونوں کے بیچ میں بھی کوئی وقت مہمل نہیں ہے اور شفق صاحبین کے نزدیک سرخی کا نام ہے جو غروب آفتاب کے بعد پہاڑوں میں کنارہ آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اور اسی پر شرح وقایہ میں فتوی ہے لیکن امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو کنارہ آسمان پر غائب ہونے سرخی سے پیدا ہوتی ہے اور صبح کی سپیدی کی طرح چوڑان مغرب میں پھیل رہتی ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور یہی بات قرین ثواب بھی ہے کیونکہ جب یہی سپیدی ابتدا مشرق میں نمودار ہوتی ہے تو وہ صبح صادق کہلاتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ جب وہی سپیدی مغرب میں آکر نمودار ہو تو وہ شام کے وقت میں شمار نہو اور ماشبہ رات کے گیں لہذا مناسب یہ ہے کہ نماز مغرب ہمیشہ سرخی کے غائب ہونے سے پیشتر اور نماز عشا سفر حضر مطلع وغیرہ میں سفیدی کے غائب ہونیکے بعد ادا کیا کریں تاکہ فرض میں خلل واقع نہ ہو اور واضح ہو کہ غروب (بقیہ حاشیہ نمبرہ کا ۵۵ و ۵۶ و ۵۸ و ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

دونوں جانب ہیں رکھی احتیاط [۵۱]	تا ہو بطلان و قضا کی احتیاط
ورنہ جو خط ظہر کا ہو منتہا [۵۲]	پس وہی خط عصر کا ہو مبتدا
شمس کا جب قرص سارا ڈب گیا [۵۳]	اسے نمازی عصر کا وقت اب گیا
ہاں ہاں جب تو دبجائے آفتاب [۵۴]	آگیا اسوقت مغرب ہی شتاب
جب شفق مغرب میں ہو پردہ نشیں [۵۵]	جائے مغرب اور عشا آئے وہیں
یعنی مغرب کی ہو جس جا انتہا [۵۶]	پس عشا کی ہو وہاں سے ابتدا
صبح صادق تک عشا کا وقت ہے [۵۷]	لیک بعد نصف شب وقت ہے
وتر کا وقت اور عشا کا ایک ہے [۵۸]	ہاں مقدم وتر پر وہ لیک ہے

مستحب و مختار اوقات کا بیان

روشنی میں فجر پڑھنا مستحب	اسفروا بالفجر پڑھ اے حق طلب

گرمیوں میں ظہر میں تاخیر کر | ابردوا بالظہر پر کر لے نظر
سرد موسم میں ڈھلے ای باصفا | مستحب ہے جلد پڑھنا ظہر کا
ڈھلتے ہی سایہ کے سرا میں امام | کر نماز ظہر کا تو اہتمام
جمعہ کا اور ظہر کا وقت ایک ہے | جمعہ میں عجلت نہایت نیک ہے
کچھ توقف کرکے پڑھ پھر عصر کو | ہے یہی وسطیٰ نماز ای نیک خو
عصر میں ہے دیر کرنا مستحب | پر نہ اتنی دیر جس میں ہے سبب
بے تکلف آنکھ ٹھہرے شمس پر | کیونکہ ہے مکروہ تاخیر اس قدر
اس میں ناقص وقت کو لینا نہ تو | ہاں یہ دولت ہاتھ سے دینا نہ تو
اسکی تاکید آئی ہے قرآن میں | آیت وسطیٰ ہے اسکی شان میں
اسمیں زائد دیر کرنا ہے گناہ | تو نہ چل مکروہ تحریمی کی راہ
زردی خور تک کرے تاخیر جو | وہ وعید سخت کا مصداق ہو

۵ گرمیوں میں ظہر - الخ - یعنی موسم گرم میں نماز ظہر کو وقت زوال سے تاخیر کرکے پڑھنا مستحب ہے تاکہ گرمی کا جوش جاتا رہے اور نماز خاطر جمعی کے ساتھ ادا ہو کیونکہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم یعنی جب گرمی بڑھ جائے تو تم ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرو ظہر کی کیونکہ گرمی کی تیزی دوزخ کی بھاپ سے ہے اور دوسری حدیث میں حضرت انس سے روایت ہے اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل (ترجمہ یعنی کہا جناب انس صحابی نے کہ جب ہوتا موسم گرم تب حضرت ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے ظہر کی اور جب ہوتا موسم سرد تب اول وقت نماز پڑھتے) اور ایک اور حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کان قدر صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ اقدام - یعنی کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ تھا اندازہ نماز ظہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم تک اور جاڑوں میں پانچ قدم سے سات قدم تک - اس حدیث سے ہی نماز ظہر کی گرمیوں میں بہت تاخیر سمجھی جاتی ہے - واضح ہو کہ قدم ہر شے کے طول کے ساتویں حصہ سے مراد ہے خواہ آدمی ہو خواہ دوسری چیز اور یہ بھی معلوم رہنا چاہئے کہ اس حدیث میں مقدار طول وقت ظہر کا بیان نہیں ہے کہ ظہر کا وقت کہاں سے کہاں تک رہتا ہے بلکہ محض اس وقت خاص کا بیان ہے جس وقت گرمی وسردی میں آنحضرت اکثر نماز ظہر ادا فرمایا کرتے تھے اس لئے راوی نے سایہ اصلی سمیت واسطے نماز ظہر کا وقت بتایا ہے گو چونکہ موسم گرما میں مکہ معظمہ میں سایہ اصلی بالکل مفقود ہوجاتا ہے اور بعض وقت قریب مفقود ہونے کے ہوتا ہے پس اس صورت میں سایہ کی پیمائش شے کے نیچے سے ہوگی لہذا راوی کا مقصود یہ ہے کہ ایسے موسم گرم میں جب کہ سایہ اصلی مفقود ہوتا تھا یا قریب مفقود ہونے کے ہوتا ہے پس اس صورت نماز ظہر کو سایہ کے تین قدم سے لیکر پانچ قدم تک گذر جانے پر ادا فرماتے تھے کیا معنی کہ کبھی تین قدم پر اور کبھی چار پر اور کبھی پانچ قدم پر - کیونکہ تین سے لیکر پانچ تک ان کے مابین سب کو شامل ہے تین قدم سایہ گذر جانے پر گرمیوں میں خاص کر ماہ جون وجولائی میں وقت ظہر نصف سے زائد گذر جاتا ہے اگرچہ قدموں کے حساب سے ساڑھے تین قدم پر نصف وقت سمجھا جاتا ہے مگر چونکہ بعد زوال سایہ شے اول قدم پر بہت دیر میں گذرتا ہے اور دوسرے قدم پر اس سے کم دیر میں اور تیسرے پر اس سے بھی کم دیر میں اسی طرح ساتویں قدم تک بہ نسبت ایک دوسرے کے سایہ کے گذرنے میں کم دیر ہوتی جاتی ہے - اس لئے تین قدم اول پر سایہ شے کے گذرنے میں گھڑی کے حساب سے نصف وقت ظہر سے زائد گذر جاتا ہے اور پانچ قدم پر تین حصے سے بھی زیادہ وقت گذر جاتا ہے اور چہارم سے کم باقی رہتا ہے پس اس بیان سے بخوبی روشن ہے کہ آنحضرت موسم گرما میں نماز ظہر کو بہت دیر کر پڑھتے تھے کہ اگر جلد سے جلد پڑھتے تو نصف وقت گذر جانے کے بعد پڑھتے (بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کا و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

ملہ پڑھ پس دو مثل جلد الخ۔ یعنی نماز عصر کو دو مثل سایہ گزر جانے کے بعد جلد ادا کرنا چاہیے خاص کر بادل کے روز تاکہ آفتاب روپوش ہونے کے سبب سے کہیں کراہت کا وقت نہ آجائے اور اسی وجہ سے ابر کے دن عصر میں تعجیل مستحب ہے ہم نے نمازیوں کی آسانی کے لئے تجربہ کے بعد دو مثل پر سایہ گزرنے کے وقت سے غروب آفتاب تک ہر ماہ میں جتنا وقت ہوتا ہے وہ مقرر کر کے لکھدیا ہے جو ذیل میں درج ہے اس کا خیال رکھنے سے نماز عصر میں پھر زیادہ تاخیر جو موجب کراہت و اساءت ہے ہونے پائے گی۔ اور نماز بطریق مستحسن ادا ہوگی شفق وصبح کی مقدار کا بیان تو اوپر گزرا جس سے عشا و صبح کے اوقات کا پتہ لگ سکتا ہے مثل ثانی ہی کا وقت تخمیناً یہاں لکھا جاتا ہے جس سے ادائے نماز عصر کا ٹھیک اندازہ ہو سکے اور وہ یہ کہ ۲۲ اکتوبر تحویل عقرب سے آخر ماہ اکتوبر تک عصر کا وقت بحساب دو مثل ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ غروب آفتاب سے پیشتر ہوتا ہے اور پھر یکم ماہ نومبر سے ۲۱-۲۲ نومبر تحویل قوس تک اور پھر اس کے بعد سے ۲۲ دسمبر تحویل جدی تک پھر اس کے بعد سے ۲۰ و ۲۱ جنوری تحویل دلو تک اور پھر اس کے بھی بعد سے ۱۸ فروری تک برابر یعنی پونے چار ماہ تک مسلسل ایک گھنٹہ ۴۲ منٹ غروب آفتاب سے پیشتر یہ وقت ہوتا ہے اور سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت ہے کہ اس سے کم وقت عصر کا بحساب دو مثل ان بلاد میں کبھی نہیں ہوتا پھر ۱۹ فروری تحویل حوت کو ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ ہو جاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک سمجھنا چاہیے پھر ہفتہ اول ماہ مارچ میں ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ پیشتر رہتا ہے۔ پھر ۲۱ مارچ تحویل حمل کو ایک گھنٹہ ۴۱ منٹ پیشتر یہ وقت ہو جاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک خیال کرنا چاہیے پھر ہفتہ اول ماہ اپریل میں ایک گھنٹہ ۴۳ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۰ و ۲۱ ماہ اپریل تحویل ثور کو ایک گھنٹہ ۵۰ منٹ پیشتر یہ وقت ہوتا ہے اور وہی آخر ماہ تک تصور کرنا چاہیے پھر ہفتہ اول ماہ مئی میں ایک گھنٹہ ۵۳ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۵۵ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۲ و ۲۳ مئی تحویل جوزا کو دو گھنٹے ایک منٹ پیشتر یہ وقت ہو جاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک حساب میں شمار کرنا چاہیے پھر ہفتہ اول ماہ جون میں دو گھنٹے ۳ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں دو گھنٹے دو منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں دو گھنٹے پانچ منٹ پیشتر ہوتا ہے۔ پھر ۲۲ جون تحویل سرطان کو ۲ گھنٹے ۶ منٹ پیشتر یہ وقت ہو جاتا ہے اور وہی وقت آخر جون تک قائم رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ جولائی میں ۲ گھنٹے پانچ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں دو گھنٹے چار منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ۲ گھنٹے پیشتر پھر ۲۳ جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹے ایک منٹ پیشتر یہ وقت رہجاتا ہے پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے پیشتر باقی رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ اگست میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۵۵ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ اکیاون منٹ پیشتر۔ (بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کا و نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں ۱۲)

پڑھ پس از دو مثل جلد اسکو مدام — خاصکر بادل کے دن اے نیکنام
مستحب مغرب میں ہے اے پاکباز — جلد پڑھنا ہر زمانہ میں نماز
جب ہوا سورج کے چھپنے پر یقین — بے سبب تاخیر پھر جائز نہیں
جبکہ بادل ہو تو اسمیں بھی ضرور — کچھ توقف چاہیے اے ذیشعور
پھر تہائی رات میں پڑھنا عشا — ہے بہت اولیٰ و افضل بیخطا
ہو اگر پچھلے کو اٹھنے کا یقین — پس یہ تجھ کو مستحب ہے اے امین
تو تہجد بعد وتروں کو پڑھے — ورنہ پڑھ بعد عشا فوراً اسے
ہیں یہی مختار وقت اے باکمال — مومنوں کو چاہیے انکا خیال
ان کا زائد تنگ کرتا ہے برا — مستحب اوقات پر کرنا ادا
وقت فجر و ظہر سب مختار ہے — اوروں کا آخر کراہت والا ہے
وقت کا پہچاننا بھی فرض ہے — یاد کرنے کے لئے یہ عرض ہے

۵۱ مہر طالع ہو رہا ہو ۔ الخ ۔ یعنی جس وقت کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہو یا زوال کے وقت ٹھیک وسط آسمان پر جلوہ گر ہو یا شام کے وقت غروب ہو رہا ہو تو ان تینوں وقتوں میں نماز کا پڑھنا کسی طرح جائز نہیں ہے اور وہ مکروہ تحریمی ہے کہ جس کی سخت ممانعت ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۲ فجر میں ہیں ۔ الخ اب یہاں سے فرض و واجب و سنت نماز کی رکعتوں کی شمار کا بیان ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۳ اس میں وارد ہیں ۔ الخ ۔ یعنی نماز وتر کی تین رکعت پڑھنے پر اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل ثابت ہوا ہے اور نیز وتر کی تین رکعت پڑھنے پر اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل ثابت ہوا ہے اور نیز وتر کی تین رکعت کے ثبوت میں وہ احادیث کہ جن کی روایت میں کسی قسم کا خلل نہیں ہے بکثرت وارد ہیں چنانچہ ایک حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تہجد کے بارے میں مروی ہے جس کا آخری جملہ ثم اوتر بثلاث ہے یعنی کہا ابن عباس نے کہ بعد نماز تہجد پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر کی پڑھیں ۔ دوسری حدیث اسی مسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یوں مروی ہے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منہا الوتر و رکعتا الفجر یعنی حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر رات کو صبح تک تیرہ رکعتیں مع وتر اور فجر کی دو سنتوں کے ادا فرمایا کرتے تھے اس کی فقہا نے یہ تشریح کی ہے کہ آپ آٹھ رکعتیں تہجد کی اور تین وتر کی اور دو رکعت صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے اور ایک جگہ ترمذی و ابو داؤد و نسائی و امام احمد بن حنبل و دارمی نے چند صحابہ سے وتر کی حدیث روایت کی کہ حضرت وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے پس ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ اکثر فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کی تین رکعت پڑھنے کا تھا اسی وجہ سے امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تین رکعت کا پڑھنا لازم کر لیا ہے منہ ۱۲ ۵۴ وتر ہے حق ہیں ۔ الخ ۔ یہ شعر ابو داؤد کی ایک حدیث کا ترجمہ ہے کہ جو حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر برحق ہیں کیا معنی کہ واجب ہیں پس جو کوئی وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہی بات مکرر تین مرتبہ آپ نے فرمائی جس سے وتر کے پڑھنے کی اہمیت اور وجوب ثابت ہوتا ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۵ تین بار ارشاد ۔ الخ ۔ منجملہ اسمائے نبوی کے خلیل بھی نام ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یعنی تین بار حضرت کا وتر کی حقانیت کا جتانا اور اسکے پڑھنے کی تاکید مزید فرمانا وتر کے وجوب کی پوری دلیل ہے منہ ۱۲ ۵۶ اسے نمازی ۔ الخ ۔ یعنی اے مصلی انہیں پنجگانہ نماز کے اوقات کے اندر بارہ رکعت اور بھی پڑھنا سنت مؤکدہ ہیں کہ جن کا بلا وجہ تارک مستحق سخت ملامت و حرمان شفاعت ہے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

٭ فریضہ فجر اور فریضہ عصر کے بعد طلوع اور غروب تک ہر قسم کی نفل نماز بھی پڑھنا مکروہ

مہر طالع ہو رہا ہو یا غروب ۔۔۔ یا ہو وسط چرخ پر اے یار خوب

منع ان تینوں میں ہے پڑھنا نماز ۔۔۔ ہے یہ ناجائز مدام اے پاکباز

فجر میں ہیں فرض دو رکعت نماز ۔۔۔ تین ہیں مغرب میں فرض اے دلنواز

ظہر اور عصر اور عشا میں چار چار ۔۔۔ سترہ سب رکعتیں کر لے شمار

وتر جس کو کہتے ہیں سب اہل راز ۔۔۔ تین رکعت اسکی واجب ہے نماز

اسمیں وارد ہیں حدیثیں بے خلل ۔۔۔ اس پہ تھا اکثر صحابہ کا عمل

بعد عشا پڑھتے ہیں اسکو دیں شعار ۔۔۔ اسمیں فرماتے ہیں حضرت تین بار

وتر ہے حق ہیں پس ان کو بالیقیں ۔۔۔ جو نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں

تین بار ارشاد تاکید خلیل ۔۔۔ ہے وجوب وتر کی کافی دلیل

اسے نمازی پھر انہیں اوقات میں ۔۔۔ اور بھی ہیں بارہ رکعت سنتیں

پہلے فرض فجر سے دو رکعتیں ۔۔۔ چار پہلے ظہر سے ہیں سنتیں

ظہر کے پیچھے ہیں دو مغرب کے دو ۔۔۔ دو عشا کے بعد ہیں اسے نیک خو

دو عشا کے بعد کی اسے خوبرو ۔۔۔ وتر سے پہلے ہمیشہ پڑھ لے تو

ہیں یہ سب کی سب مؤکد بالیقین ۔۔۔ چھوڑنا ان کو نہ تو ہرگز کہیں

ان کے تارک پر بہت کچھ ہے وعید ۔۔۔ ہو عتاب اللہ کا اسپر شدید

انکے پڑھنے والوں کے درجے بڑے ہیں ۔۔۔ اور خدا و مصطفیٰ راضی رہیں

ماہِ رمضان المبارک آئے جب ۔۔۔ ہیں تراویح اسمیں سنت وقت شب

جب عشا کے فرض مومن پڑھ چکیں ۔۔۔ بیس ہیں مسنون ان کی رکعتیں

اور جماعت[۵۱] بھی ہیں سنت انکی اب ۔۔۔ ختم قرآں انمیں کرای با ادب

پر کفایہ[۵۲] ہیں یہ دونوں سنتیں ۔۔۔ ڈر نہیں ہے بعض اگر قاصر رہیں

دو دو رکعت[۵۳] انکی پڑھ یا چار چار ۔۔۔ پر مناسب ہی کہ بعدِ ہر چار

بیٹھ کر اتنی ہی دیر لے با خدا ۔۔۔ ذکر کر ذو الملک والملکوت کا

۵۱ اور جماعت بھی ہے۔ الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک میں تراویح کو جماعت سے پڑھنا اور اس نماز باجماعت میں قرآن مجید کا ایک ختم کرنا یہ بھی سنت ہے اور ان کے مؤکدہ و غیر مؤکدہ ہونے میں فقہا کا اختلاف ہے متن ہدایہ و قدوری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ غیر مؤکدہ ہیں اور یہی ظاہر روایت ہے اور کنز الدقایق و وقایہ کا مذہب یہی ہے نیا مسی کہ انہوں نے ان کو سنت تو بتایا لیکن یہ کچھ نہ کہا کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ اور اسی روش کو ہم نے بھی اختیار کیا ہے لیکن در مختار و ہدایہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں اور تارک ان کا قابل ملامت ہے منہ ۱۲

۵۲ پر کفایہ ہیں۔ الخ۔ یعنے یہ دونوں سنتیں جو بیان کی گئیں ایک تو جماعت تراویح دوم ختم قرآن مجید یہ دونوں کفایہ سنتیں ہیں کہ اگر کچھ آدمیوں نے ایک مسجد میں جمع ہو کر ادا کر لیا تو باقی اہل محلہ سے وہ ساقط ہو گئیں لیکن تراویح کا پڑھنا ہر ایک مقیم و تندرست پر دستور یہی سنت رہے گا۔ جماعت کا پڑھنا اور ختم قرآن کرنا یہ باتیں چند کے کر لینے سے البتہ باقی سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اگرچہ اولیٰ پر یہی ہے کہ سب مسلمان نیک جماعت ہوں اور ختم قرآن مجید سنیں اور اگر کسی مسجد میں جماعت و ختم قرآن کچھ نہ ہوگا تو اس محلہ والے سب مواخذہ دار رہیں گے۔ منہ ۱۲

۵۳ دو رکعت۔ الخ یعنی نماز تراویح کی دو دو رکعت پڑھے خواہ چار چار پڑھے یہ پڑھنے والے کو اختیار ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ تراویح کی ہر چار رکعت کے بیٹھ کر اتنی ہی دیر جتنی دیر میں کہ وہ رکعتیں ہوئیں ذکر مشہور پڑھے اور اگر اتنی دیر تک بیٹھنا شاق ہو تو اس سے کم بیٹھنے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور اس جلسہ خیر کا نام ترویحہ ہے اور اس میں ذکر مشہور یہ ہے سبحان ذی الملک والملکوت ط سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والہیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت ط سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت ط سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح ط منہ ۱۲

تام ترویحہ ہے اسکا اے تقی ۔ بیٹھ تا آرام پائیں مقتدی

[۵۱] ان کو پہلے وتر سے پڑھنا مدام ۔ لیک پیچھے سنتوں کے لاکلام

[۵۲] اور تہجد میں بھی ہیں کچھ رکعتیں ۔ دو سے لیکر آٹھ تک سنت گنیں

خواہ دو پڑھ خواہ چار اور خواہ چھ ۔ خواہ آٹھوں پڑھ لے سنت کاملہ

[۵۳] ہیں بقول بعض بارہ رکعتیں ۔ پڑھنے والے جسقدر چاہیں پڑھیں

[۵۴] جب عشا کے فرض پڑھ کر سو رہے ۔ اٹھ کے پھر پہلے طلوع فجر سے

نفل پڑھنے کا تہجد نام ہے ۔ لیک آخر شب میں اجر تام ہے

[۵۵] اور نہ سویا جو کوئی شب کو اُسے ۔ ہی تہجد بعد آدھی رات کے

[۵۶] جو نہ اٹھ سکتا ہو پچھلی رات کو ۔ وہ پڑھے وتروں کے بعد اے نیکخو

بیٹھ کر دو رکعتیں ہلکی مدام ۔ تا تہجد کے ہوں یہ قائم مقام

پھر اگر کھل جائے آنکھ اے نیک پے ۔ پڑھ تہجد بھی کہ یہ محبوب ہے

---

[۵۱] ان کو پہلے وتر سے ۔ الخ ۔ یعنی ان تراویح کی نماز وتر سے پہلے اور دوگانہ سنت موکدہ کے بعد پڑھنا چاہئے اور جو کوئی تراویح جماعت سے پڑھے اس کو وتر کا بھی جماعت سے پڑھنا مستحب ہے اور جو کوئی تہجد کے وقت پڑھے تو وہ تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہیں اور علیحدہ تہجد پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی فافہم ۔ منہ ۱۲

[۵۲] اور تہجد میں بھی ہیں الخ ۔ یعنی نماز تہجد میں جو کہ پچھلے کو اٹھ کر پڑھی جاتی ہے دو رکعت سے لیکر آٹھ رکعت تک پڑھنا سنت ہے کیا معنی کہ خواہ دو رکعت پڑھے خواہ چار پڑھے خواہ چھ پڑھے خواہ آٹھوں رکعت کہ وہ پوری و کامل سنت ہے پڑھے یہ اس کو اختیار ہے جتنا وقت ہو اسی کے بقدر پڑھے جسقدر پڑھے گا اسی قدر ثواب زائد ہوگا اصل تہجد تو دو رکعت سے بھی ادا ہو جاتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ چار رکعت کا پڑھنا افضل و اولیٰ ہے ۔ منہ ۱۲

[۵۳] ہیں بقول بعض ۔ الخ یعنی آٹھ رکعتیں تہجد میں پڑھنا فقہا کرام کی تحقیقات ہے ولیکن بعض محدثین کے نزدیک دس بارہ رکعتیں بھی تہجد میں ثابت ہیں پڑھنے والے مختار ہیں جسقدر چاہیں پڑھیں مگر اکثر آٹھ رکعت ہی پڑھا کریں تاکہ اتباع سنت کا ثواب پائیں کیونکہ آٹھ رکعت کا ثبوت زائد ہے ۔ منہ ۱۲

[۵۴] جب عشا کے ۔ الخ ۔ یعنی جب آدمی عشا کی نماز پڑھ کر سو رہے تو اس کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے جس وقت اسکی آنکھ کھلے اگرچہ اول ہی شب کیوں نہ ہو اسکے واسطے وہی تہجد کا وقت ہے لیکن آخر شب تک اس کا انتظار کرنا مستحب ہے اور باعث مزید ثواب کا ہے منہ ۱۲

[۵۵] اور نہ سویا ۔ الخ ۔ یعنی اور جو آدمی عشا کی نماز کے بعد نہ سویا اور جاگتا رہا تو اس کو تہجد کا وقت آدھی رات کے بعد ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور تہجد کا مستحب وقت رات کے اخیر پچھلے حصہ میں ہوتا ہے منہ ۱۲

[۵۶] جو نہ اٹھ سکتا ہو ۔ الخ ۔ یعنی جو کوئی پچھلی رات کو اٹھنے کا عادی نہ ہو یا کہ اسکے اپنے اٹھنے پر اعتماد نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وتروں کے بعد عشا کے وقت ہی دو رکعت نفل پڑھ لے تو یہ دونوں نفل تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے اس کے بعد پھر اگر تہجد کے وقت آنکھ کھل جائے تو تہجد بھی پڑھ لے اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہ پسندیدہ و خوش آئند ہے ۱۲ ۔ منہ ۔

۵۱ رکعتیں سنت ہیں - الخ - یعنی جب سورج گہن ہو تو دو رکعتیں با جماعت امام جمعہ کے پیچھے پڑہنا مسنون اور اس نماز میں جہر نہ کیا جائے بلکہ خفی پڑہی جائیں اسی طرح جیسے اور نفل دن میں پڑہے جاتے ہیں مگر یہ دونوں رکعتیں طویل اتنی کی جائیں کہ سورج گہن سے چھوٹ جائے اگر باوجود طویل پڑہنے کے بعد سلام گہن باقی ہو تو ذکر الٰہی کرتے رہیں یہاں تک کہ گہن چھوٹ جائے اور سورج ایسے وقت گہے جسوقت کہ نماز نفل مکروہ ہے تو اسوقت نماز نہ پڑہیں خالی ذکر الٰہی کریں - یہ دونوں رکعتیں سنت ہیں اور بعض حنفیہ نے تو اسکو واجب کہا ہے تو انکو ہرگز ترک نہ کیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جماعت سے پڑہی جائیں - ۱۲ منہ ۵۲ وقت اس کا الخ - یعنی نماز اشراق اور نماز چاشت کا وقت ایک ہی آفتاب کے بلند ہونیکے بعد شروع ہوتا ہے اور ضحوۂ کبرٰی نصف النہار شرعی کو کہتے ہیں - نہار شرعی طلوع صبح صادق سے غروب شمس تک ہے ہر روز اس کی جتنی مدت ہو اس کے ٹھیک نصف پر ضحوۂ کبرٰی ہے اسوقت سے اور نصف النہار حقیقی تک یعنی آفتاب کے زوال تک کیا معنی کہ آفتاب کے ٹھیک وسط آسمان میں پہنچنے تک جو وقت رہا وہ مذہب راجح میں استوا کا وقت ہے اس سب وقت میں ہر نماز ناروا ہے ہمارے بلاد میں زیادہ سے زیادہ اس کی مدت ۴۸ منٹ ہوتی ہے اور کم سے کم ۳۹ منٹ ہوتی ہے لیکن اول اشراق کا وقت ہے اور اسکے بعد چاشت کا ہے - اشراق کی نماز جلد اور چاشت کی نماز تاخیر کر کر پڑہنا مستحب ہے کیا معنی کہ ان دونوں نماز کے بیچ میں فاصلہ دیکر ادا کرنا مستحب ہے اگرچہ ساتھ پڑہنا بھی جائز ہے ۱۲ منہ

۵۳ مستحب ہیں تحفہ مسجد میں - الخ یعنے تحیۃ المسجد کا مسجد میں جاکر فوراً بلا تاخیر ادا کرنا مستحب ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ واجب ہے اگر مسجد میں جاتے ہی فرض کا قیام کرے تو تحیۃ المسجد اسی میں ادا ہو جاتا ہے اگر قیام فرض میں تاخیر ہو تو مناسب ہے کہ تحیۃ المسجد ضرور ادا کرے اگر فجر کے وقت فجر کی سنت نہ ہو کہ گھر پڑہکر مسجد کو جائے یا عصر کے بعد اور مغرب سے پیشتر مسجد میں داخل ہو تو تحیۃ المسجد نہ پڑہے کہ اسوقت اسکا پڑہنا مکروہ ہے اور اسیطرح فرض فجر کے بعد بھی مکروہ ہے اور طلوع و غروب و زوال آفتاب کے وقت بھی مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ

ماں سے اسکو نہ کر اسمیں کلام	کیونکہ فرماتے ہیں یہ خیر الانام
(۵۱) رکعتیں سنت ہیں جب سورج گہے	دو خفی پیچھے امام جمعہ کے
سورج آئے نیزہ دو نیزہ پہ جب	تب نماز اشراق کی ہو مستحب
چار یا دو رکعتیں اشراق کی	بعد اسکے مستحب ہے چاشت بھی
ہے نماز چاشت بارہ رکعتیں	دو سے لیکر جتنی چاہیں وہ پڑہیں
(۵۲) وقت اسکا اور اسکا ایک ہے	اسمیں تاخیر اسمیں عجلت نیک ہے
چار پہلے عصر سے ہیں مستحب	چار قبل اور چار بعد از فرض شب
بعد مغرب پڑہ لے اوابین سب	چھ بھی ہیں اور بیس بھی ہیں مستحب
(۵۳) مستحب ہیں تحفہ مسجد میں دو	اور دو رکعت تحیات الوضو
مستحب ہیں دو سفر کے واسطے	تا سفر میں اسکے حق برکت کہے
(۵۴) استخارہ میں بھی ہیں دو مستحب	با دعائے مروی از شاہ عرب

یعنی اس دعا کے ساتھ ادا کرے کہ جو دعا

۵۴ جب کسی کار شروع کا نیک و بد دریافت کرنا مقصود ہو تو دو رکعت نفل بہ نیت استخارہ عشا کے بعد یا کسی غیر وقت مکروہ میں پڑہے جاتے ہیں اور اس میں دعائے مخصوص پڑہے جاتے ہیں جو حدیث میں آئی ہے اور جسکا شروع اللھم انی استخیرک بعلمک ہے یہ پڑہکر پڑہنے والا امر دریافت طلب کو اپنے دلمیں غور کرے جسطرف اسکا دل جھکے انشاء اللہ تعالےٰ اس میں خیر ہے حدیث صحیح سے ثابت ہے اور مشائخ صوفیہ کے یہاں اور بہت طریق نماز استخارہ کے ہیں کہ شب کو بعد عشا پڑہے جاتے ہیں اور اس سے خواب میں کیفیت معلوم ہوتی ہے از انجملہ یہی دو رکعت با دعائے مذکور بعد عشا پڑہے اور امر دریافت طلب کو اپنے دل میں قرار دیکر با وضو سو رہے اور سات روز برابر کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیفیت دریافت طلب معلوم ہو جائے گی اگر کیفیت جلد معلوم ہو جائے تو پھر آیندہ اس کے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے - منہ ۱۲

اور ہیں[1] شب کو خسوفِ ماہ میں | سب جماعت مستحب دو رکعتیں

اور[2] ہے تسبیح کی بھی اک نماز | جس کو پڑھتے ہیں ہمیشہ پاکباز

ہے ثواب اُسکا اخی بے انتہا | لکھ سکے خامہ تو یہ قدرت کجا

سُن لے فرماتے ہیں یہ خیرالوریٰ | آؤ اے عباس لے میرے چچا

کیا نہ بخشوں کیا نہ دولت تمکو دوں | کیا نہ میں تمکو عطا نعمت کروں

کیا نہ بخشوں میں تمہیں ہاں ایک چیز | کیا نہ دوں دس خصلتیں تم کو عزیز

جس سے ہو جائیں گنہ بالکل معاف | ہاں اگر اُسکو پڑھو تم صاف صاف

ہوں پرانے یا نئے تیرے گناہ | ہوں وہ اگلے یا کہ ہوں پچھلے گناہ

جو کیے ہوں چوک کر یا جان کر | ہوں صغیرہ یا کبیرہ سربسر

چھپ کے سب سے یا کہ ہوا ان کو کیا | یا علانیہ کیا ہو اے چچا

سب[3] مٹا دیتی ہے وہ پیاری نماز | ہے وہ تسبیح الٰہی کی نماز

[1] اور ہیں الخ یعنی اسی طرح جب گرہن ہو تو مستحب ہے کہ اس کے لگے کی حالت میں ہر مسلمان دو رکعت نماز پڑھے اس میں جماعت نہیں ہے اگر نہیں اتنا طول کرے کہ چاند گہن سے نکل جائے تو بہتر ہے ورنہ گہن چھٹنے تک ذکر الٰہی کرتا رہے اور ہر دو گرہن میں محتاج مسلمانوں پر تصدق بھی مستحب ہے عجیب ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اُسے بالکل اُٹھا دیا ہے ہو دا ایسی جماعت سے بھنگیوں کو کچھ دیتے ہیں ان کا صدقہ کرنا نہ کرنا یکساں ہے کہ اُن کا کوئی عمل معتبر و مقبول نہیں ہے۔ ۱۲۔ منہ

[2] اور ہے تسبیح کی۔ الخ یعنی نوافل میں ایک تسبیح کی بھی نماز ہے جس کو صلوٰۃ التسبیح کہتے ہیں اُس کا ثواب بیحد و بے انتہا ہے اُس کے فضائل و برکات کا تحریر کرنا قلم کی قدرت سے باہر ہے جس کی ترکیب تو نیچے اگلے شعروں میں بیان کی گئی ہے اُس کے شرح کرنے کی ضرورت نہیں ہے منہ ۱۲۔

[3] سب مٹا دیتی ہے الخ یعنی یہ نماز تسبیح سب صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف کرا دیتی ہے سبحان اللہ کیا کیا اللہ کے انعامات و احسانات ہیں کہ جو مینہ کی طرح برس رہے ہیں اے مسلمانوں دوڑو اور لوٹو وقت فانی ہے اگر وقت نکل گیا تو پھر سوز یاس و حسرت اور کچھ حاصل نہیں ہو گا ذرا دیکھو کہ اس پیاری نماز کے کیسے کیسے فضائل اور کیا کیا ثواب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے تم کو دیے گئے ہیں ۱۲ منہ۔

یعنی پڑھ تو چار رکعت کی نماز | اس کے سب ارکان ہوتے ہیں دراز
پڑھ[۵۱] قرات بعد تو تسبیح کو | پندرہ بار اک ساتھ اے نیکخو
پڑھ کے اسکو کر رکوع[۵۲] پھر اے سمو | اس میں بھی دس بار کہہ تسبیح تو
بعد قومے میں تو دس بار پڑھ | بعد سجدے میں تو دس بار پڑھ
بعد ازیں جلسہ میں پڑھ دس بار اسے | دوسرے سجدے میں بھی دس مرتبے
اٹھ کے پھر سجدے سے پڑھ دس بار اسے | پھر کھڑا ہو دوسری کے واسطے
پڑھ[۵۳] پچہتر بار ہر رکعت میں تو | بس اسی صورت سے اے میرے سمو
تاکہ یہ تسبیح ہوں بے بیش و کم | تین سو۔ جب چاروں رکعت کی ہوں ضم
اس کی ترکیب[۵۴] دوم اے نیک پے | حنفیوں میں اس طرح معمول ہے
پندرہ پیش از قرات دس ہوں پس | ہر رکوع و قومہ سجدہ جلسہ دس
اور نہ پڑھنا سجدۂ ثانی کے بعد | تین سو یوں بھی ہوویں اے مرد سعد

پھر کھڑا ہو دونوں رکعت کے لیے

۵۱ پڑھ قرات بعد۔ الخ قیام ہا ازیں بعد قرات پڑھنے کے بعد ۱۵ بار تسبیح پڑھے اور تسبیح یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ۱۲ منہ

۵۲ کر رکوع الخ۔ یعنی تسبیح مذکور پڑھنے کے بعد پھر تو رکوع کرے اور اول اسمیں تین بار تسبیح رکوع جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے وہ پڑھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے اور اسی طرح ہر موقع پر جیسا کہ اشعار میں بتایا ہے پڑھتا رہے اور سجدے میں بھی اس تسبیح کو مثل رکوع کے بعد پڑھنے تسبیح سجدہ کے پڑھے۔ منہ ۱۲

۵۳ پڑھ پچہتر الخ۔ یعنی اس طرح شروع رکعت سے لیکر آخر رکعت تک ہر رکعت میں پچہتر پچہتر بار تسبیحات مذکور پڑھا کرے تاکہ چاروں رکعت کی مل کر تین سو تسبیح ہو جائیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے قعدہ میں پہلے یہ تسبیحات پڑھے پھر التحیات پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد درود اور دعا کے سلام پھیرے ۱۲ منہ

۵۴ اس کی ترکیب دوم۔ الخ یعنی صلوٰۃ التسبیح کا یہ طریقہ جو مذکور ہوا شافعیوں کے یہاں معمول میں داخل ہے کہ انکے نزدیک دوسرے سجدہ کے بعد بھی جلسہ کرتے ہیں جسکو جلسۂ استراحت کہتے ہیں تو اس جلسہ میں تسبیح مذکور پڑھنے کی انہیں گنجایش ہے ہمارے انکے نزدیک وہ جلسہ بلا ضرورت مکروہ ہے کہ اس سے پہلی اور تیسری رکعت کے قیام فرض میں تاخیر واقع ہوتی ہے لہذا حنفیوں میں اس نماز کے لئے دوسری ترکیب یہ معمول میں داخل ہے کہ ہر رکعت میں قرات سے پہلے پندرہ بار تسبیح پڑھے یعنی رکعت اولی میں سبحانک اللہم کے بعد اعوذ سے پہلے پڑھے اور پھر قرات بعد اعوذ بسم اللہ کے پڑھے اور اسی طرح باقی تین رکعتوں میں بسم اللہ سے پہلے پڑھے اور پھر بسم اللہ اور قرات پڑھے اس کے بعد ہر رکعت میں دس دس مرتبہ قرات کے بعد پڑھے پھر دستور وہی طریقہ جاری رہے جیسا کہ مذکور ہوا مگر سجدہ ثانی کے بعد پھر نہ پڑھے بلکہ کھڑا ہو جاوے یا دوسری اور چوتھی میں تشہد کو بیٹھ جاوے۔ ۱۲ منہ

[۵۱] عمر بھر میں بھی الخ یعنی اگر تمام عمر میں ایک بار بھی تو اس نماز کو پڑھ لیگا تو خداوند تعالیٰ کے خوشنود و راضی کرنے کے واسطے کافی ہے۔ خلوص و حضور قلب شرط ہے اے مسلمانوں دیکھو کہ خداوند کریم اور اُس کے رسول کریم کی کس قدر تم پر رحمت ہے خدا کے واسطے عمر بھر میں کم از کم ایک بار تو محنت اور خلوص کے ساتھ اس نماز کو ادا کر لو تاکہ بیڑا پار ہو جائے۔ ۱۲ منہ [۵۲] پنجگانہ فرض۔ الخ یعنی پانچوں فرضی نماز کے واسطے اذان کا دینا سنت ہے خواہ وہ فرض اپنے وقت پر ادا کئے جائیں خواہ بعد از وقت قضا پڑھے جائیں اور خواہ اُن کو مسجد میں ادا کرے خواہ گھر میں خواہ جنگل میں کہیں پڑھے اذان ہر حالت میں مسنون ہے اور مسجد محلہ کی اذان اس کے جملہ اہل محلہ کے واسطے کافی ہے مگر قضا نماز کے لئے اذان اس حالت میں مسنون ہے کہ کسی عام سبب سے سب جماعت کی نماز قضا ہو گئی ہو تو وہ اللہ واسطے اذان دیکر اس کی جماعت کریں ایک یا دو شخص کی قضا نماز کے لئے اذان کا حکم نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کو تو چاہیئے کہ علانیہ نماز قضا نہ کرے چھپا کر ادا کرے تاکہ مسلمانوں کو اس کی نماز قضا ہو جانے کا حال معلوم نہ ہو۔ علماء نے یہاں تک فرمایا ہے کہ وتر کی قضا اگر لوگوں کے سامنے ہی ادا کرے تو وہ شخص دعائے قنوت کے وقت تکبیر پر ہاتھ نہ اُٹھائے کہ قضا کرنا وتروں کا اور پر ظاہر نہ ہو۔ یہ مبالغۃً ایسا کہا گیا ورنہ جن علماء کے نزدیک کہ قنوت وتر کی تکبیر پر بھی ہاتھ اٹھانا واجب ہے تو اُن کے نزدیک عمداً ترک واجب سے نماز وتر ہی نہ ہو گی اور پھر اس قضا کی قضا کرنا پڑے گی۔ مطلب اس سے یہ ہے کہ ایسے موقع پر وقت ہاتھوں کے اُٹھانے میں ایسی عجلت کرے کہ لوگوں کو اس کے ہاتھوں کا اٹھانا نہ معلوم ہو۔ نہ یہ کہ بالکل اٹھائے ہی نہیں بہتر یہ ہے کہ چھپا کر ہی قضا پڑھے تاکہ کسی کو کچھ نہ معلوم ہو کیونکہ نماز کو بے وجہ قضا کر دینا گناہ ہے اور گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے۔ ۱۲ منہ [۵۳] وقت کے اندر۔ الخ۔ یعنی وقت ہو جانے کے بعد اذان کا دینا مسنون ہے وقت کے آنے سے پہلے اذان کا دینا مسنون نہیں ہے اور نہ وہ اذان پھر وقت کے داخل ہونے کے بعد کافی ہو گی۔ اگر اتفاقیہ ایسی غلطی ہو جائے کہ وقت کے ہونے سے پیشتر اذان دیدی جائے تو پھر جب وقت ہو جائے مکرر اذان دینا چاہیئے ورنہ ترک سنت موکدہ کا ہو گا اور یہ غلطی لوگ فجر کی اذان میں اکثر کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ [۵۴] جو نجس ہو۔ الخ یعنی جس شخص کو غسل کی ضرورت ہو اُس کو اذان کا دینا درست نہیں ہے ولیکن بے وضو کو اذان کا دیدینا درست ہے اگرچہ خلاف اولیٰ ہے تاہم درست ضرور ہے۔ ۱۲ منہ۔

ترمذی میں ہے یہ طرز ناظرین — آگے فرماتے ہیں ختم المرسلین
ہو سکے تو روز پڑھنا ایک بار — ورنہ ہر جمعہ کو پڑھ اے دیں شعار
اور اگر ہر جمعہ کو فرصت نہ ہو — پس اُسے ہر ماہ پڑھ اے نیکخو
پھر اگر تجھ سے نہ یہ بھی ہو سکے — چاہیے ہر سال اس کو پڑھتا رہے
سال بھر میں بھی نہ ہو گر اتفاق — عمر بھر میں تو نہ ہو گی تجھ پہ شاق
عمر بھر[۵۱] میں ہی تو پڑھ لے ایک بار — تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار

اذان کا بیان

پنجگانہ[۵۲] فرض ادا ہوں یا قضا — اُن کو سنت ہے اذاں دینا سدا
وقت[۵۳] کے اندر اذاں مشروع ہے — وقت سے پہلے اذاں ممنوع ہے
جو نجس[۵۴] ہو وہ نہ دے ہرگز اذان — بے وضو کو ہے درست اے مہربان

۵۱ ہے موکد۔ الخ۔ یعنی جس وقت موذن اذان دیوے اُس وقت جو کوئی مسلمان اُس کو سُنے اُس پر تاکیداً لازم ہے کہ اذان کا جواب دیتا جائے ۱۲ منہ ۵۲ جو کہے کلمہ الخ یعنی اذان کے جواب دینے کا یہ طریق ہے کہ جس طرح کلمات اذان کو موذن بولتا جائے اُسی طرح ہر ایک سُننے والا اُن کلمات کو اپنی زبان سے بھی کہتا جائے ۱۲ منہ ۵۳ لیک بر حیّ علی الخ۔ یعنی مجیب ہر کلمہ کو مثل موذن کے کہنے کے بجائے ولیکن جس وقت موذن حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح پر پہنچے تو جواب دینے والا کہے اِن دونوں مقاموں پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تمام کے لفظ سے یہی مراد ہے کہ لاحول کا پورا فقرہ جو کہ الا باللہ تک ہے پڑھا جانا چاہئے اور افضل یہ ہے کہ حیّ علی الصلوٰۃ و حیّ علی الفلاح ان کو بھی پڑھے اور لاحول تو پڑھے ہی پڑھے۔ ۱۲ منہ ۵۴ خاتمہ اِس کے الخ یعنی جس وقت اذان ہو چکے اور اُس کا جواب بھی ختم ہو جائے اُس وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر پیشتر درود بھیجنا اور پھر دعاء وسیلہ کرنا اور وہ یہ ہے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاماً محمودن الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔ ۱۲ منہ۔ ۵۵ اجر ہے الخ۔ یعنی اذان کے جواب دینے کا اور اُس کے بعد درود و دعاے وسیلہ کے پڑھنے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور اجر یہ ہے کہ اس مجیب کے واسطے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جگہ جنتی ہونیکا اور دوسری جگہ اپنی شفاعت نصیب ہونیکا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد مبارک یہ ہے فمن سال لی الوسیلۃ حلت علیہ الشفاعۃ یعنی جس شخص نے اذان کا جواب دیکر میرے لئے مقام وسیلہ کی دعا کی اُس کے واسطے شفاعت نزول فرمائیگی۔ دوسری جگہ یہ ارشاد ہے حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ یعنی دعاء وسیلہ کرنیوالے کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی قیامت کے دن سبحان اللہ کیا مہربانی ہے امت پر ۱۲ منہ ۵۶ لطف حق ہے الخ۔ یعنی اسے شخص یہ وعدہ معمولی وعدہ نہیں ہے اہل کرم کا وعدہ بمنزلہ لطف الٰہی و فضل خداوند کریم کے ہے کہ جو بندہ کو مالا مال کر دیتا ہے اور کریم بھی وہ کریم کہ جو نہایت ہی ذی ہمت و عالی ظرف ہو لیس وہ ابر رحمت کی مانند ہے کہ بغیر برسے ہوئے خالی نہیں جاتا۔ ۱۲

۵۱ ہے موکد سُننے والے پر شتاب	دے اذاں سے ہم کلمہ کا جواب
۵۲ جو کہے کلمہ مؤذن اے جناب	ہو بہو ویسے ہی کہنا ہو جواب
۵۳ لیک بر حیّ علی۔ ہر دو مقام	پڑھئے لاحول و لا قوۃ تمام
۵۴ خاتمہ پر اُس کے پھر پڑھنا درود	پھر وسیلہ کی دعا کرنا تو زود
۵۵ اجر ہے اسکا نہایت ہی قوی	کرتے ہیں وعدہ شفاعت کا نبی
۵۶ لطفِ حق ہے وعدہ اہلِ کرم	ابر رحمت ہے کریم ذی ہمم
۵۷ وعدہ اہلِ کرم گنجے بود	وعدہ نا اہل چوں رنجے بود
وعدہ صادق نہیں ہوتا خطا	اِنَّ وَعْدَ الْاَکْرَمِیْنَ لِلْوَفَا
۵۸ ہو وفا بے شبہ اِنْ شَاءَ اللّٰه	مرحبا اے مومنانِ خیر خواہ
۵۹ پھر اقامت بھی ہے سنت لا کلام	واسطے فرضوں کے ہر جا اے امام
سب نمازوں میں سوا مغرب کے ہاں	بیٹھنا سنت ہے بعد از اذاں

۵۷ وعدہ اہل کرم۔ الخ یہ مولانا روم کا شعر ہے کہ جو اہل کرم کے ایفاء وعدہ کے بارے میں ہے یعنی اہل کرم اور کریم ذی ہمم کا وعدہ درحقیقت ایک خزانہ ہے کہ جو اپنے قبضہ میں ہو کہ اس کے حاصل ہونے میں کچھ شک نہیں ہے کیونکہ صادق کا وعدہ کبھی خطا کرتا ہی نہیں ہے اور صادق بھی کون جسکی تصدیق سے آدمی صدیق ہو جاتا ہے قربان جائیے ایسے کریم صادق کے سے یارب تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم ۱۲ منہ ۵۸ ہو وفا الخ یعنی جبکہ یہ وعدہ ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پورا ہوگا یعنی قیامت کے روز ہر مسلمان دعاے وسیلہ کا کرنیوالا جنتی ہوگا اور ایسا کون مسلمان ہے جو دعاے وسیلہ نہ کرتا ہو پہلے خیر خواہ یعنی ایسے دعاے وسیلہ پڑھنے والے مومنو تمکو بشارت ہو ۱۲ منہ ۵۹ پھر اقامت الخ یعنی اذان کے بعد فرض نماز کی جماعت کیواسطے اقامت کہنا بھی ہر جگہ سنت مؤکدہ ہے ہر جگہ یعنی مسجد میں ہو خواہ بیرون مسجد۔ اقامت جماعت کی تکبیر کو کہتے ہیں اور سب نمازوں میں سوائے مغرب کی نماز کے اذان اور تکبیر کے درمیان کچھ دیر وقفہ کرنا سنت ہے۔ ۱۲ منہ

شرائط و ارکان نماز کا بیان

سب سے پہلے ایک میری عرض ہے — جاننا فرضوں کا سب[۱] فرض ہے

سات شرطیں فرض ہیں بہر نماز — یاد رکھ یہ بات بھی اے دلنواز

شرط[۲] وہ ہی جو کہ باہر فرض ہو — رکن وہ ہے جو کہ اندر فرض ہو

چھوڑ دیگا ان میں سے جو ایک بھی — پس نماز اسکی ہو باطل جب پڑھی

پہلے[۳] آجانا ہی شرط اس وقت کا — تو کرے جس وقت کی اپنی ادا

پاک[۴] ہونا جسم کا پھر اے عزیز — پاک[۵] پھر کپڑوں کا ہونا کر تمیز

اور چہارم[۶] پاکی جائے نماز — اسمیں کچھ چارہ نہیں اے چارہ ساز

پانچویں[۷] پھر ستر عورت ہے تمام — ناف سے تا زیر زانو اے غلام

ستر عورت عورتوں کے واسطے — سر سے پاؤں تک ہی حرہ کیلئے

---

[۱] یعنی جو باتیں کہ آدمی پر فرض ہیں اُن کا علم بھی سب پر فرض ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی شرط نماز اس چیز کا نام ہے جو بدون نماز صحت نماز کے واسطے فرض ہو جس طرح جسم و جامہ کا پاک ہونا اور رکن نماز وہ فرائض ہیں جن سے مل کر نماز مرکب ہے جیسے قرأت قرآن وغیرہ اور ان سب باتوں کا بیان آگے آتا ہے ۱۲

[۳] پہلے آجانا ہے شرط الخ یعنی جو جو باتیں کہ نماز سے باہر فرض ہیں سو یہاں سے اُن کا بیان شروع ہوا یعنی جس وقت کی نماز تو پڑھنا چاہے پس اُس وقت کا آجانا پہلے شرط ہے کیا معنی کہ اگر وقت سے پیشتر تو نماز پڑھ لیگا تو وہ نماز ہرگز نہیں ہوگی مثلاً ظہر کی یا جمعہ کی نماز زوال آفتاب سے پیشتر پڑھ لینا محض باطل ہے وقت کے گذر جانے کے بعد تو قضا نماز ہو بھی جاتی ہے مگر وقت کے داخل ہونے سے پہلے نماز کسی طرح نہیں ہوتی ۱۲ منہ

[۴] دوسری شرط نماز کی صحت کے واسطے جسم کا پاک ہونا جنابت اور حدث اور نجاست حقیقیہ سب سے پانی سے طہارت حاصل کرے خواہ بصورت عذر تیمم سے غرضکہ طہارت بدن ہر حالت میں شرط ہے واضح ہو کہ بے وضو کو وضو کر لینے سے تمام جسم حدث سے پاک ہو جاتا ہے منہ

[۵] تیسری شرط صحت نماز کی نمازی کے واسطے پہننے کے کپڑوں کا پاک ہونا ہے منہ ۱۲

[۶] چوتھی شرط درستی نماز کے واسطے نمازی کی جائے نماز کا پاک ہونا ہے اور وہ جائے نماز زمین یا دوسری چیز مثل کپڑے اور پتھر اور تختہ و بوریا وغیرہ کے ولیکن ان سب باتوں میں خاک پر یعنی سطح زمین پر نماز پڑھنا افضل و اولے ہے اور فروتنی و خاکساری کے موافق ہے ۱۲ منہ

[۷] پانچویں شرط صحت نماز کی مردوں کے واسطے ناف کے نیچے سے لیکر زیر زانو تک ستر عورت کا چھپانا ہے اور شرعی لونڈی کی بھی یہی عورت ہے مگر پیٹ اور پیٹھ بھی اس کی داخل ستر عورت کا چھپانا ہے عورتوں کے واسطے سر سے لیکر ٹخنوں کے نیچے تک ستر عورت فرض ہے مگر عورت کا چہرہ یعنی منہ کی ٹکلی اور ٹخنوں کے نیچے ہر دو قدم اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں پھر اگر وہ عضو جو کہ ستر میں داخل ہے اس عضو کی چوتھائی نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو ہو اور پھر فوراً ڈھانک لے یا بلا قصد تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلی رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً پیٹ یا ران یا پیشاب کا مقام یا پاخانہ کا مقام کہ ان میں سے ہر ایک جداگانہ عضو ہے اگر انہیں سے کسی کی چوتھائی نماز کے اندر نمازی قصداً کھولے یا بمقدار تین بار سبحان اللہ کہنے کے کھلی رہے تو نماز جاتی رہے گی اور اگر کسی محتاج کے پاس کچھ کپڑا نہو تو وہ شخص مسجد میں ہرگز نہ آئے اور کسی گوشہ میں تنہا بیٹھ کر نماز ادا کرے اور اس کو اشارہ سے پڑھنا افضل ہے اور دولتمند پر واجب ہے کہ ایسے نمازی کی کپڑے سے مدد کرے ۔ منہ ۱۲

۵۱ لیک مُنہ حرہ کا الخ۔ یعنی آزاد عورت عاقلہ بالغہ کا مُنہ اور دونوں قدم اور ہر دو ہتھیلیاں ہاتھوں کی ستر عورت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ بھی ستر میں شمار کئے جاویں تو نماز کا ادا کرنا عورت کو غیر ممکن ہوتا۔ قدموں سے مراد ٹخنے کے نیچے کا سب پیر اوپر اور نیچے مقصود ہے اور یہی مفتیٰ بہ ہے اور بعضوں نے جو صرف پشت قدم کو ستر سے خارج کیا ہے اور کف پا ستر میں شمار کیا ہے یہ قول نہایت ضعیف وغیر معقول ہے کیونکہ اگر کف پا ستر میں داخل ہے تو بغیر موزے پہنے ہوئے عورت کی نماز کسی طرح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ جب عورت سجدوں میں جاوے اور اس کے کف پا نہ کھلیں اور یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی کہ دوازدہ ماہ ہر نماز میں عورت کو موزوں کا پہننا مشروط ہے کہ وہ تکلیف مالایطاق ہے اور ایسی تکلیف اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کبھی روا نہیں رکھی۔ اور ہاتھوں کی پشت میں یہ بات نہیں ہے کس واسطے کہ بآسانی دوپٹہ کے اندر چھپ سکتی ہیں اور کف قدمین کا اخفا بغیر موزوں کے ناممکن ہے۔ اور بعض نے تو پشت دست کو بھی ستر میں شمار نہیں کیا لیکن یہ قول بھی ضعیف و نامقبول ہے طحطاوی نے ان سب اقوال کو نامعتمد بتایا ہے۔ غرضکہ قدمین معہ کف پا یقینی ستر میں داخل نہیں ہے کما فی الدر المختار رد للحرۃ جمیع بدنہا عورۃ۔ خلا الوجہ والکفین والقدمین علی المعتمد انتہی قولہ وکذا فی الوقایہ والہدایہ والکنز ۱۲

۵۲ پھر ہے استقبال قبلہ الخ۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال کہتے ہیں یعنی چھٹی شرط صحت نماز کی قبلہ کیطرف منہ کر کے نماز کو پڑھنا ہے اگر کسی جگہ بحرو بر میں قبلہ کی سمت نمازی کو معلوم نہ ہو تو دوسرے واقف کار آدمی سے دریافت کر کے قبلہ کیطرف منہ کرے اور اگر کوئی واقف کار بھی نہ ہو تو نمازی کو لازم ہے کہ اپنے دل میں خوب سوچ سمجھ کر ایک عندیہ قائم کرے کہ قبلہ فلاں جانب ہے پس اسی جانب منہ کر کے نماز ادا کرے اسی کا نام تحرّی ہے پس بوقت نہ معلوم کرنے قبلہ کے تحرّی کرنا شرط ہے اور بستیوں یا جنگل میں جہاں کہیں مسجد بنی ہو تو وہاں مسجد خود قبلہ نما ہوتی ہے ایسی جگہ کا کیا ذکر ہے ہاں اگر مسجد نہ ہو یا بستیاں اہل کفر کی ہوں جہاں کوئی واقف کار مسلمان نہ ہو تو ایسی جگہ بیشک بجز مسلمان کو کچھ علامات قبلہ ظہور پذیر نہیں ہو سکتے اور وہاں تحرّی سے ہی کام لیا جائیگا۔ خاصکر جبکہ آفتاب یا کواکب پوشیدہ ہوں۔ منہ ۱۲

لیک مُنہ حُرّہ کا اور دونوں قدم	اور ہتھیلی بھی ہیں دونوں اسمیں کم
کھولے جو چوتھائی عضوِ ستر کی	یا بقدرِ رکن بے کھولے کھلی
پس نماز اُس کی نہ ہوگی زینہار	اس سے کم میں ہو درست اے دیں شعار
ہو نہ جس کے پاس کپڑا کچھ ذرا	بیٹھ کر پس وہ کرے تنہا ادا
پھر ہے استقبالِ قبلہ کا ضرور	اپنے عندیہ میں مت کرنا قصور
یعنی جب باہر ہو اور واقف نہ ہو	اس کا قبلہ دل کہے جس سمت کو
ہے تحرّی شرطِ استقبال میں	ساتویں نیت کا کرنا حال میں
اب بیاں کرتا ہوں ارکانِ صلوٰۃ	جو کہ اندر فرض ہیں اے نیک ذات
پیشتر تکبیرِ اولیٰ فرض ہے	پھر ہے قادر پر قیام اے نیک پے
پھر قرأت پھر رکوع پھر سجدہ ہے	پھر چھٹا ایجان پچھلا قعدہ ہے
ساتویں اپنے ارادے سے مدام	باہر آنا ہے نمازی کو تمام

[illegible] عورت کا سب بدن ستر ہے ۱۲

۵۳ ساتویں شرط صحت نماز کی نیت ہے جو کہ نماز کے قیام کے وقت متصل تحریمۂ نماز کی جائے حال سے یہی مراد ہے کہ نماز کے شروع کرنے کے وقت نیت کرنا چاہئے اگر نیت کے اور نماز کے مابین کوئی کام مانع صلوٰۃ کرے گا مثلاً کسی سے کلام کرنا یا حدث لاحق ہونا تو وہ حائل رہیگا اور نیت فاسد ہو جائے گی پس نماز کے وقت فی الحال نیت کرنا فرض ہے کہ انما الاعمال بالنیات حدیث صحیح و متواتر ہے اور اگرچہ اس حدیث سے فضائل اعمال مراد ہیں لیکن یہاں نیت کا کرنا یقینی فرض ہے ۱۲۔ منہ

۵۴ پیشتر الخ۔ اب یہاں سے نماز کے اندر کے فرائض شروع ہوئے یعنی نیت کرنے کے بعد سب سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہونا فرض ہے اور اس کے ساتھ جو شخص کہ کھڑے ہونے کے اوپر قدرت رکھتا ہو اسکو قیام فرض ہے مگر نماز فرض و واجب میں نہ نفل میں تیسرے کلام اللہ کی ایک آیت طویل پڑھنا یا تین آیتیں چھوٹی پڑھنا چوتھے رکوع کرنا پانچویں سجدہ کرنا چھٹے آخری قعدہ میں بیٹھنا یہ سب نماز کے اندر فرض ہیں۔ ساتویں اپنے ارادے سے نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلنا فرض ہے۔ منہ ۱۲

۵۱ یعنی نماز میں قعدے اور ان میں تکبیر تحریمہ سے قعدہ آخرہ تک سب کا علی الترتیب ادا ہونا فرض ہے کیا معنی کہ تکبیر تحریمہ سب سے پہلے ہو اور یہ تمام ارکان قعدہ آخرہ سے پہلے ہیں اگر ان میں کہیں ترتیب بدل گئی مثلاً قیام سے پہلے رکوع کیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا اور پھر اُس قیام کے بعد رکوع یا اُس رکوع کے بعد سجدہ نہ کیا یا قعدہ آخرہ سجدہ سے پہلے کر لیا اور پھر اُس سجدہ کر لینے کے بعد قعدہ آخرہ نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی ہاں بعض صورتوں میں قراءت اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ چونکہ دو رکعت ساتھ مادگی ہے اُن کی کسی دو رکعت میں قراءت کرنے سے فرض ادا ہو جائیگا اب مثلاً چار رکعت کی نماز ہے اور اس نے اگلی دو رکعتوں میں کوئی آیت نہ پڑھی اور پچھلی دو میں پڑھی تو یہ قراءت اگلی رکعتوں کے رکوع و سجود سے متاخر ہو گئی اور ترتیب بدل گئی مگر نماز فاسد نہ ہوئی کہ یہ خاص ترتیب فرضیت سے مستثنیٰ ہے اور وہ صرف واجب ہے ۱۲ منہ ۵۲ اور نویں الخ یعنی ہوا فرض نماز کے اندر امام کی پیروی مقتدی کے اوپر ہے ارکان نماز میں اور یہ سب اشعار فرائض نماز کے حفظ کرنے کے قابل ہیں تاکہ نماز میں خلل نہ ہونے پائے۔ منہ ۵۳ چھوڑنے سے۔ الخ یعنی جو جو چیز نماز میں فرض ہے اُس کے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی خواہ وہ فرض شرائط نماز میں ہو۔ خواہ ارکان نماز میں۔ اگر کسی خطا سے نماز کا کوئی فرض ترک ہو جائے تو پھر نماز کا اعادہ کرنا فرض ہے اُس نماز کے اعادہ کرنے میں غفلت ہرگز نہ کرنا چاہیئے تا نماز قضا نہ ہو جائے تمام ہوئے جملہ ارکان اور شرائط نماز کے۔ منہ ۱۲ ۵۴ واجبوں کا جاننا الخ۔ یعنی نماز کے اندر جو واجب ہیں اُن کا معلوم کرنا واجب ہے جس طرح یہ فرض چیزوں کا معلوم کرنا فرض تھا اسی طرح واجبات کا معلوم کرنا اور سمجھنا نمازی پر واجب ہے۔ منہ ۵۵ پہلے۔ الخ۔ نماز کے واجبات میں سے پہلا واجب سورۂ فاتحہ یعنی الحمد کا نماز میں پڑھنا ہے اور دوسرا واجب الحمد کے بعد کسی اور سورۃ کا ملانا یا کسی بڑی آیت کا پڑھنا ہے کیا معنی کہ مطلق قراءت بلا تخصیص سورۃ تو نماز کے اندر فرض ہے کہ بغیر قراءت کے نماز باطل ہے لیکن مخصوص الحمد کا پڑھنا اور اس کے ساتھ ایک اور بھی سورۃ یا آیت کلاں کا ملانا یہ واجب ہے کہ بغیر اُس کے نماز صحت ناقص ہوتی ہے جو واجب الاعادہ ہے۔ منہ ۱۲ ۵۶ اور قراءت کا الخ۔ یعنی الحمد اور دوسری سورۃ کی قراءت کو نماز فرض کی دونوں پہلی رکعتوں میں تعین کرنا یہ بھی تیسرا واجب ہے کیا معنی کہ مطلق فاتحہ اور سورۃ کا پڑھنا جس طرح نماز میں واجب ہے کیا معنی یہ بھی ایک واجب ہے کہ ان دونوں کو فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں خصوصیت کے ساتھ تعین کر کے پڑھے۔ اگر بجائے پہلی دونوں رکعتوں کے پچھلی دونوں رکعتوں میں پڑھے گا تو ترک واجب ہوگا لیکن جبکہ پہلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا بھول جائے تو اب پچھلی دونوں رکعتوں میں اسکا پڑھنا بہت ضرور یعنی واجب ہے اور اس تاخیر سورۃ سے سجدہ سہو لازم آئیگا منہ ۱۲ ۵۷ نفل کی سب رکعتوں میں خواہ جفت ہوں یا خواہ طاق ہوں ان میں الحمد کے ساتھ دوسری ایک سورۃ کا ضم کرنا یعنی ملانا واجب ہے کیا معنی کہ فرض نماز کی تو صرف دو رکعات اول میں ہی الحمد کے ساتھ سورۃ کا ملانا واجب ہے اور باقی پچھلی دونوں رکعتوں میں صرف الحمد پر اکتفا کرنا کافی ہے۔ لیکن نفلوں کی جملہ رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ کا پڑھنا واجب ہے اور اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم ہے ۱۲ منہ

آٹھویں[۵۱] ترتیب سب ارکان کی — ہاں قراءت گاہ مستثنیٰ رہی
اور نویں[۵۲] رکنوں میں تقلید امام — مقتدی پر فرض ہے اے نیک نام
چھوڑنے[۵۳] سے فرض کے اے پاکباز — پھر نہیں ہوتی نمازی کی نماز
فرض ہے ہاں اُسکا پھر کرنا ادا — اُس کو غفلت سے نہ کر دینا قضا

نماز کے واجبوں کا بیان

چودہ واجب آئے ہیں ہر نماز — ضبط کر لے اُن کو تو اے پاکباز
واجبوں[۵۴] کا جاننا واجب ہوا — ہر مسلمان مرد و زن پر بے خطا
پہلے[۵۵] پڑھنا فاتحہ کا جان لے — اُس سے سورت کا ملانا دوسرے
اور[۵۶] قراءت کا تعین اے ذکی — پہلی دونوں رکعتوں میں فرض کی
نفل[۵۷] کی سب رکعتوں میں ہے وجوب — ضم سورت یاد رکھنا اس کو خوب

۵۰ پانچویں۔ الخ یعنی قرارت نماز میں پانچواں واجب یہ ہے کہ ہر موقع پر خواہ نماز فرض ہو خواہ نفل ہو پیشتر الحمد پڑھی جائے اور اس کے بعد دوسری سورۃ اگر اسمیں تقدیم تاخیر ہو گی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہو جائیگا۔ منہ ۱۲ ۵۲ لفظ سلام۔ الخ یعنی آخر نماز میں دہنے بائیں طرف لفظ السلام کہہ کر نماز سے باہر نکلنا واجب ہے اور علیکم و رحمۃ اللہ کہنا واجب نہیں ہے اگرچہ وہ بھی ضروری ہے یعنی سنت ہے۔ دسویں دونوں عیدوں میں فاضل تکبیریں نماز میں کہنا وہ بھی واجب ہیں اور وہ فاضل تکبیریں چھ ہیں اور اُن کا مفصل بیان عیدین کی نماز کے بیان میں آئیگا منہ ۱۲ ۵۳ یعنی وتروں میں دعا قنوت پڑھنا واجب ہے اور اس کے واسطے تکبیر کہنا علیحدہ واجب ہے اور اس تکبیر میں رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھانا سنت ہے منہ ۱۲ ۵۴ تیرھویں۔ الخ۔ یعنی نماز میں تیرھواں واجب تعدیل ارکان ہے یہ معنی ہیں کہ نماز کے ہر رکن کو جو کہ اوپر فرضوں میں بیان کئے گئے ہیں ٹھہر ٹھہر کے اطمینان کے ساتھ ادا کرنا یہ بھی واجب ہے ارکان نماز جیسے رکوع یا سجود یا قومہ میں اطمینان نہ کرنا یا پورا سیدھا نہ کھڑا ہوتا یا جلسہ میں پورا سیدھا نہ بیٹھنا یہ ترک واجب ہے اگر نماز اس سے سخت ناقص ہوتی ہے اور اس کا پھیرنا واجب ہے اگر نہ پھیریگا تو گنہگار رہے گا اور اسکی عادت کرنیوالا فاسق ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر ساٹھ برس بھی ایسی نماز پڑھے تو قبول نہ ہوگی دوسری حدیث میں ہے ہم ڈرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو مسلمان نہ مریگا پس اُن کا اطمینان کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے رکوع کے بعد جو تھوڑا سا قیام ہوتا ہے اُسکا نام قومہ ہے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں جو بیٹھنا ہوتا ہے جو بطور قعدہ نشست کرتے ہیں اسکا نام جلسہ ہے بعض فقہا نے جو ان کو سنت لکھا ہے اُس سے یہ مطلب ہے کہ وجوب کا ثبوت سنت سے ہے جیسے کہ عیدین کو بعض فقہا نے سنت کہا حالانکہ وہ واجب ہیں چودھواں واجب فرض فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دونوں رکعتوں میں اور جمعہ کے دوگانہ میں اور عیدین کی نماز میں امام کیواسطے قرارت کا باآواز بلند پڑھنا ہے اور اسی کا نام جہر ہے اور ظہر کی چار رکعتوں میں اور عصر کی چار رکعتوں میں اور مغرب کی پچھلی ایک رکعت میں اور عشا کی پچھلی دونوں رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور اسی کا نام سر ہے جہر و سر کے اپنی جگہ ہونے سے یہی مراد ہے کہ جن نمازوں میں جس جس جگہ پر چلا کر پڑھا جاتا ہے وہاں جہر کرنا اور جن جن میں جہاں جہاں آہستہ آہستہ پڑھا جاتا ہو وہاں بالسر پڑھنا چودھواں واجب ہے اور واجبات نماز ختم ہو گئے ۱۲ منہ ۵۵ اور بھی واجب ہیں الخ۔ یعنی چودہ واجب جو نماز میں بیان کئے گئے ہیں وہ تو مستقل واجبات ہیں جو کہ یقینی ہوتے ہیں لیکن علاوہ ان کے بعض واجب اور بھی ایسے ہیں کہ جو کبھی آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے ہیں جس طرح پر مثلاً اگر کوئی واجب سہواً چھوڑ دے تو اس کے ترک سے اخیر نماز میں جا کر سجدہ سہو کرنا یا اگر قرارت نماز میں آیت سجدہ پڑھ جائے تو فوراً فاضل سجدہ کرنا جیسا کہ اگلے اشعار میں بیان ہے ۱۲ منہ ۵۶ مشترک واجب ہیں الخ۔ یعنی جو واجب کہ امام و مقتدی کے درمیان مشترک ہو جیسے قومہ یا جلسہ یا قعدہ اولیٰ یا تکبیرات عیدین تو انہیں بالاتفاق امام کی پیروی مقتدی پر واجب ہے اور جو واجب کہ مشترک نہ ہو اور امام کے ساتھ خاص ہو جیسے فاتحہ پڑھنا اور سورۃ ملانا کہ یہ امام پر واجب ہیں اور مقتدی پر واجب نہیں تو ان میں اتباع امام بھی واجب نہیں یا یہ کہ جو واجب مقتدی کے یہاں مشترک ہو اس میں تو مقتدی غیر مذہب کے امام کا اتباع کرے کہ واجب ہے اور جو مشترک نہ ہو (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

پانچویں تقدیم ہے الحمد کی ہر جگہ سورت پر اے مرد خو کی
قعدۂ اولیٰ چھٹا واجب گنو دونوں قعدوں کے تشہد جانو دو
اور نویں دونوں طرف لفظ سلام دسویں تکبیرات عیدین اے امام
گیارھویں وتروں میں تقریر قنوت بارھویں واجب ہی تکبیر قنوت
ہاتھ اٹھانا اس میں سنت ہے اخی بعض واجب جانتے ہیں اسکو بھی
تیرھویں تعدیل ارکان اے ثقہ چودھویں جہر اور سر اپنی جگہ
اور بھی واجب ہیں اسمیں بالیقیں جو کبھی آتے کبھی آتے نہیں
ایک ہے اُنمیں سے سجدہ سہو کا جب نماز میں بھولے واجب کوئی سا
اور تلاوت کا بھی سجدہ جان لے جو پڑھے سجدہ کی آیت یا سنے
مشترک واجب میں تقلید امام مقتدی پر واجب و لازم دوام
سہو کا سجدہ اگر بھولے کوئی یا کہ قصداً چھوڑ دے واجب کبھی

اجر ہیں ہاں اُنکے ہوگی کچھ کمی ۔۔۔ جو کمی کرتے ہیں استحبات کی
ایسی صورت میں اعادہ گر کریں ۔۔۔ یا دوبارہ وہ جماعت سے پڑہیں
پس یہ ہے نورٌ علیٰ نور اے جناب ۔۔۔ اجر ہے اسکا نہایت بے حساب
دیکھ لے مشکوٰۃ میں اے نور عین ۔۔۔ باب مَن صَلّٰی صَلوٰۃً مَرَّتَین

فصل نماز کی کیفیت وصورت کے بیان میں

اے نمازی[٥١] آگیا وقت نماز ۔۔۔ با حضورِ قلب پیشِ بے نیاز
پاک[ف] ہو کر پاک جا پر[ف] کر قیام[ف] ۔۔۔ تاکہ ہو فردوس میں تیرا مقام
کرکے نیت[ف] ۔ قبلہ رخ[ف] ۔ تکبیر کر[ف] ۔۔۔ یعنی[٥٢] کہہ اللہ اکبر پیشتر
لیکن اس تکبیر تحریمہ میں تو ۔۔۔ ہاتھ کانوں تک[سن] اُٹھانا ہر دو سو
عورتیں ہاتھونکو شانوں تک اُٹھائیں ۔۔۔ اپنی شانِ ستر سے آگے نہ جائیں

[٥١] اے نمازی الخ ۔ یعنی اب یہاں سے مؤلف تمام صورت وکیفیت ادائے نماز کی قائم کرکے اُس میں ہر فرض وواجب وسنت کو بتاتا ہے کہ کون کون چیز کس کس جگہ نماز میں فرض وواجب یا سنت ہے اور جو چیز فرض ہے اُس پر حرف ۔ ف اور جو واجب ہے اُس پر لفظ واجب اور جو سنت ہے اُس پر لفظ سن لکھدیا ہے جس سے صاف معلوم ہوجائے کہ یہ فرض ہے اور یہ واجب وسنت ہے اگرچہ فرائض وواجبات بالتفصیل پیچھے بیان کردیے گئے ہیں مگر پھر بھی یہاں مکرر بغرض وضاحت لکھدیا گیا ہے اگرچہ نظم میں نماز کی پوری پوری کیفیت تحریر کرنا سخت تر دشوار ہے لیکن تاہم مؤلف نے خون جگر کھاکر اور خدا پر بھروسہ کرکے یہ کوشش کی ہے کہ جملہ فرائض وواجبات وسنن ومستحبات بامحاورہ نظم میں آجائیں اور نماز کی کیفیت وصورت من وعن نظم کردی جائے اور جو جو ذکر اذکار جس جس جگہ پڑہے جاتے ہیں وہ بھی سب بتادیے جائیں پس خداوند کریم کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ وہ مولف ناچیز کی کوشش پوری فرماکر خطا سے محفوظ رکھے وعلیہ التکلان ۔ منہ

[٥٢] یعنی کہہ ۔ الخ اس تکبیر کو تکبیر اولیٰ کہتے ہیں جو کہ رکن نماز ہے اور اسی کا نام تکبیر تحریمہ ہے ۔ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور اُس میں رفع یدین یعنی ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے اور ہاتھوں کو اٹھاکر ان کو نیچے لاکر باندھ لینا بھی سنت ہے جیسا کہ نظم میں خوب صاف صاف موجود ہے ۔ منہ ١٢

۵۱ پڑھ ثنا الخ۔ ثنا سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک۔ کا نام ہے اور اعوذ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کو کہتے ہیں اور بسم اللہ سے پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے جو کہ مشہور ہے اور اسی طرح الحمد سے پوری الحمد پڑھنا ولا الضالین تک مقصود ہے منہ ۱۲

کہکے یہ تکبیر۔ نیچے ناف کے	اے نمازی ہاتھ دونوں باندھ لے
عورتوں کو چاہیے اے ذی شعور	ہاتھ سینہ پر رکھیں اپنے ضرور
پڑھ ثنا اور پھر اعوذ اے نیک خو	کہہ کے بسم اللہ۔ پڑھ۔ الحمد تو
پڑھ کے الحمد کو آمین کہہ سدا	بعد اُسکے اُس سے اک سورہ ملا
کہہ کے پھر اللہ اکبر کر رکوع	باحضور و باخشوع و باخضوع
ہاتھ رکھ گھٹنوں پہ پوری کھول کر	پیٹھ اور سر کو برابر خوب کر
عورتیں اپنی کمر خم کم کریں	انگلیاں وابستہ زانو پر دھریں
اُسمیں پڑھ تسبیح عظمت تین بار	ہے یہی سنت کا شیوہ پائدار
یعنی پڑھ سُبحانَ ربّیَ العظیم	تاکہ ہو جنت میں تو جاکر مقیم
کہہ کے پھر تسمیع سر اپنا اُٹھا	بعدہٗ تحمید پڑھ ہو کر کھڑا
کہہ کے پھر اللہ اکبر سجدہ کر	پیشتر زانو زمیں پر جاکے دھر

۵۲ پڑھ کے الحمد کو الخ یعنی الحمد کی قرأت کو ولا الضالین تک ختم کر کے آمین کہنا سنت ہے واضح ہو کہ الحمد کے لفظ پر جو فرض و واجب دونوں لکھے گئے ہیں اُس سے یہ مراد ہے کہ الحمد محض قرأت کی حیثیت سے تو فرض ہے اور فاتحہ کی خصوصیت سے واجب ہے اور اس نکتہ کو فقیہ بخوبی سمجھ سکتا ہے منہ ۱۲ ۵۳ عورتیں اپنی کمر۔ الخ۔ یعنی عورتوں کو سنت یہ ہے کہ وہ رکوع میں اپنی کمر کو کم جھکایا کریں اور مردوں کی طرح پیٹھ اور سر دونوں کو برابر نہ کریں اور اپنی انگلیاں دونوں ہاتھوں کی گھٹنوں سے اوپر زانو کے برابر ملی ہوئی رکھیں مصرعہ ثانی میں جو وابستہ لکھا گیا ہے اور اُسکے دو نسخے پیوستہ و منضوم اور لکھے گئے ہیں اُنکے معنی ملے ہوئے کے ہیں مطلب سب سے ایک ہے ۱۲ منہ ۵۴ کہہ کے پھر تسمیع۔ الخ۔ یعنی تسمیع فقہا کے یہاں سمع اللہ لمن حمدہ کو کہتے ہیں اور یہ سنت ہے اور تحمید اللھم ربنا ولک الحمد کو بولتے ہیں اور یہ بھی سنت ہے اور رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا جسمیں ہر جوڑ اپنی جگہ پلٹ آئے واجب ہے اور اسی کا نام قومہ ہے کیا معنی کہ محض سیدھا کھڑا ہونا تو واجب ہے اور اس

قیام میں دعا بعد الحمد پڑھنا یہ سنت ہے۔ منہ ۱۲

بعد اسکے رکھ تو دونوں ہاتھ کو ۔ دونوں کانوں کے مقابل ہر دو سو

ناک اور ماتھا زمیں سے پھر لگا ۔ دونوں کف کے بیچ میں منھ ہو رکھا

بازؤں کو پہلوؤں سے رکھ جدا ۔ پیٹ کو رانوں سے ہرگز مت ملا

ہر کلائی کو زمیں سے رکھو الگ ۔ مت[۵۱] بچھانا ان کو تو مانند سگ

قبلہ رخ ہوں انگلیاں سب بیخطا ۔ دونوں ہاتوں پاؤں کی ای باعطا

پاؤں کی انگلی جمی رکھنا وہیں ۔ اٹھ[۵۲] نہ جائیں اسے نمازی یہ کہیں

لیک مت سجدہ میں گٹھری بنے ۔ عضو سے عضو اور میں جا ملے

اسمیں[۵۳] پڑھ تسبیح اعلے تین بار ۔ سنت مشہور ہے یہ بھی کر شمار

کہہ کے پھر اللہ اکبر بیٹھ جب ۔ تا بزانو ہاتھ رانوں سے لگا

بیٹھنے[۵۴] میں پیر سیدھا کر کھڑا ۔ بیٹھ الٹے پاؤں پر اس کو بچھا

دہنے پاؤں کی ہو ہر انگلی جمی ۔ قبلہ رو۔ اس میں نکرنا کچھ کمی

---

[۵۱] مت بچھانا۔ الخ۔ بازؤں کو سجدے میں کتے کی طرح پر زمین پر بچھانا مکروہ تحریمی ہے حدیث صحیح میں اس سے نہی وارد ہے منہ ۱۲

[۵۲] اٹھ نہ جائیں الخ۔ اگر سجدہ میں مرد کی دونو پاؤں کی جملہ انگلیاں بالکل اوپر اٹھی رہیں کہ جس سے ایک انگلی کا بھی پیٹ زمین پر بچھا نہ رہے اگرچہ انگلیوں کی نوکیں زمین سے لگی ہوں تو وہ سجدہ شمار نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے سجدہ کی فرضیت ادا ہونے کے واسطے کم از کم پاؤں کی ایک ایک انگلی کے پیٹ کا زمین پر چسپاں رہنا شرط ہے اور اکثر کا واجب ہے اور دسوں انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگا رکھنا سنت ہے منہ ۱۲

[۵۳] اس میں پڑھ الخ تسبیح اعلے سبحان ربی الاعلی کا نام ہے۔ منہ ۱۲۔

[۵۴] بیٹھنے میں الخ۔ اسی کا نام جلسہ ہے اور یہ واجب ہے منہ ۱۲۔

عورتوں کو چاہئے اے ہوشیار / چوتڑوں پر اپنے بیٹھیں برقرار

اور نکالیں سیدھی جانب دونوں پیر / کچھ نہیں یارہ نہیں اسکے بغیر

اُس کو جلسہ کہتے ہیں [51] [illegible] باصفا / اسمیں رب اغفرلی تو پڑھنا دعا

کرکے جلسہ پڑھ کے اُسکے ذکر کو / دوسرے سجدہ کو کہہ تکبیر تو

اسی نمازی کر چکے جب وہ دوسرا / بول کر تکبیر سیدھا ہو کھڑا

بے سہارے اٹھ کھڑا ہو ایک ساتھ / مثل سابق باندھ لے پھر دونوں ہاتھ

بے ثنا و بے تعوذ اے امام [52] / یہ بھی رکعت پڑھ اسی صورت تمام

اسکے سجدے دونوں جب تو کر چکا [53] / پس اٹھے مت ایکدم تو بیٹھ جا

قعدہ اولیٰ یہی ہے [illegible] / بیٹھ جلسہ کے مثال اس میں بھی [54]

التحیات اسمیں پڑھ واجب ہے [illegible] [55] / اشہد ان پر جا کے حلقہ کر شتاب

چھنگلی اور سنجھلی ہتھیلی سے لگا [56] / بیچ کی انگلی انگوٹھے سے ملا

۵۱ اسکو جلسہ کہتے ہیں الخ۔ یعنی جو صورت کہ سجدہ اولٰے سے سر اٹھا کر بیٹھنے کے واسطے بتائی گئی ہے اُسکا نام جلسہ ہے اسکی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ جو مردوں کے لئے بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ داہنا پیر کھڑا کر کے اور بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اس جلسہ کا نام افتراش ہے اور دوسری صورت وہ جو کہ عورتوں کو بتائی گئی ہے کہ سیدھی جانب دونوں پیر نکال کر ہر دو سرین پر بیٹھ جائیں اس جلسہ کا نام تورک ہے اور یہ دونوں طریق مسنون ہیں کیا معنی کہ فی نفسہ جلسہ تو واجب ہے ولیکن اسمیں ہر دو طریق مذکورہ کے مطابق نشست کرنا سنت ہے اور اس نشست میں رب اغفرلی پڑھنا مستحب ہے اور بعض اس دعا کو اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی تک پڑھتے ہیں یہ پوری دعا نوافل میں پڑھا چاہئے فرائض میں فقط رب اغفرلی پر اکتفا کرے بعض فقہا فرائض میں مطلقاً دعائے مذکورہ کے پڑھنے کو منع کرتے ہیں کہ جلسہ میں صرف سیدھا بیٹھ کر دوسرے سجدہ میں چلا جائے مگر تحقیق یہ ہے کہ اسقدر کہنا مروی ہے کہ وہ امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے اور خلاف سے خروج بالاجماع مستحب ہے۔ منہ ۱۲ ۵۲ بے ثنا و۔ الخ یعنی دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں دعائے استفتاح سبحانک اور اعوذ باللہ نہ پڑھے بلکہ پڑھے صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم سے قرات شروع کرے اور نماز سری وجہری دونوں میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھے (اسی صورت تمام سے) یہی مراد ہے کہ بعد سبحانک اور اعوذ باللہ کے اور سب چیزیں دوسری رکعت اور اس کے بعد میں مثل پہلی رکعت کے پڑھے ان دونوں کا صرف پڑھنا پہلی ہی رکعت میں مشروع اور دوسری میں مسنون نہیں ہے اگر کوئی پڑھیگا تو خلاف سنت کریگا۔ منہ ۱۲ ۵۳ اس کے سجدے الخ یعنی جب دوسری رکعت کے سب دونوں سجدے ادا کر چکے تو پہلی رکعت کی طرح پھر ایک ساتھ کھڑا نہ ہووے بلکہ وہیں بیٹھ کر تشہد پڑھنا شروع کرے تشہد التحیات کا نام ہے اور وہ بروایت عبد اللہ بن مسعود کے یوں ہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۵۴ بیٹھ جلسہ کے مثال۔ الخ یعنی جو ترکیب کہ جلسہ میں بیٹھنے کی بتائی گئی ہے بعینہ اسی کے مثل قعدہ میں بھی بیٹھے اور یہ قعدہ دو رکعت والی نماز میں تو فرض ہے اور تین رکعت والی اور چار رکعت والی نماز میں واجب ہے۔ منہ ۵۵ التحیات اس میں پڑھ الخ۔ التحیات جس کو تشہد کہتے ہیں اور جو کہ اوپر بیان کیا گیا قعدہ میں پڑھنا واجب ہے اور جبکہ پڑھنے والا اشھد ان لا پر پہنچے تو سیدھے ہاتھ کی کف دست سے حلقہ کرے کہ وہ سنت ہے اور اس کی کیفیت اگلے دو شعروں میں مذکور ہے منہ ۱۲ ۵۶ چھنگلی الخ حلقہ مسنون کی صورت یہ ہے کہ بوقت شہادتین کے چھنگلی یعنی خنصر کو اور سنجھلی یعنی بنصر کو ہتھیلی سے لگا لیوے (ہندی میں وہ کڑی کہ منجھلے سے چھوٹا ہووے اور چھوٹے سے بڑا ہووے اسکو سنجھلا کہتے ہیں اسلئے انگشت بنصر کو چونکہ چھنگلی سے بڑی ہے اور وسطے سے چھوٹی ہے سنجھلی قرار دیا گیا) بیچ کی انگلی یعنی وسطی کو انگوٹھے کے سرے سے ملا لیوے اور جبکہ اشھد ان کے بعد لا الہ کہے تو پہلی انگلی یعنی سبابہ کو اوپر کو اٹھاوے اور پھر الا اللہ کہنے کے وقت اس کو گرا دیوے تاکہ نفی واثبات کا مضمون صادق آوے کیونکہ جب لا الہ سے کل معبودوں کی نفی واثبات کا مضمون صادق آوے کیونکہ جب لا الہ سے کل معبودوں کی نفی کرے گا تو انگشت شہادت کے اٹھانے سے یہ ظاہر ہوگا کہ یہ معبود ضرور موجود ہے (بقیہ نوٹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ تیسری اور چوتھی۔الخ یعنی نمازِ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد مع بسم اللہ کے پڑھنا چاہیئے سوائے اسکے اور کوئی دوسری صورت اسمیں پڑھنا ضروری نہیں ہے اور الحمد سے کم بھی نہ پڑھے۔منہ ۵۲ پھر دعا پڑھ۔الخ۔یعنی درود پڑھنے کے بعد دعائے ماثور جو کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے پڑھے منجملہ ادعیۂ ماثورہ کے ایک دعا یہ ہے کہ جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم ط اور وہ دعا پڑھے جو قرآن مجید کے الفاظ کریمہ سے مشابہ ہو مگر اس میں پورے الفاظ قرآں ہوں بلکہ کچھ کم و بیش ہوں کیونکہ نماز میں قیام کے سوا اور کسی جگہ تلاوت قرآن عظیم جائز نہیں مثلاً قرآن مجید کی اس دعا کو یوں پڑھے۔اللھم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ط ایسی ایسی دعاؤں میں سے کسی ایک دعا کا پڑھنا آخر نماز میں سنت ہے۔منہ ۱۲ ۵۳ پھیر پھر الخ۔یعنی دعا مذکور پڑھ کر سیدھی اور الٹی ہر دو جانب اپنے سلام پھیر کے نماز سے فارغ ہو جا اور یہ دونوں سلام واجب ہیں اور دونوں طرف منہ پھیرنا سنت ہے یعنی بارادہ خود نماز سے باہر آنا تو فرض ہے۔جیسا کہ ارکان نماز میں بیان کیا گیا ہے لیکن مخصوص دو بار سلام کہہ کر نماز سے باہر نکلنا یہ واجب ہے جیسا کہ واجبات نماز میں مذکور ہے اور ان میں دونوں جانب منہ پھیرنا سنت ہے اور سلام اس طرح پھیرے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اس سلام پھیرنے میں نیت فرشتوں پر سلام کی کرتا ہے تنہا نماز پڑھنے والے یعنی علیکم میں جو ضمیر خطاب کی ہے اس میں ہمیشہ حاضرین پر سلام کرنے کی نیت کیجے کیا معنی کہ تنہا نماز پڑھنے والا تو مدام فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے کہ ہر مومن کے ساتھ ہمیشہ کراماً کاتبین موجود رہتے ہیں لہٰذا تنہا نماز پڑھنے والے کو ان پر سلام کرنے کی نیت کرنا مسنون ہے جیسا کہ اس شعر میں بیان ہوا منہ ۱۲

۵۴ اور جماعت الخ۔یعنی نماز جماعت میں علاوہ فرشتوں حاضرین جماعت کے مومنین موجودین جماعت پر اور امام پر بھی مقتدی سلام کرنے کی نیت کرے کیونکہ علیکم میں ضمیر حاضر کی ہے پس سلام پھیرنے کے وقت جو جو کہ جن و انس و ملائکہ میں سے نمازی کے ساتھ ہوں خواہ وہ نظر آئیں یا نہ آئیں ان سب پر سلام کرنے کی نیت کرنا مسنون ہے اور امام اپنے دہنے سلام میں دہنی طرف کے مقتدیوں اور ملائکہ اور بائیں میں بائیں جانب کے مقتدیوں اور ملائکہ کی نیت کرے اور مقتدی جو امام کی دہنی طرف ہیں اپنے دہنے سلام میں ملائکہ و جماعت کی نیت کریں اور بائیں میں امام کی بھی اور جو امام کے بائیں طرف ہیں وہ اپنے دہنے سلام میں امام کو شامل کریں اور بائیں میں صرف ملائکہ و جماعت۔اور جو امام کے خاص پیچھے ہوں وہ دونوں سلاموں میں امام کو شامل کریں غرض کہ ملائکہ تو ہر شخص کے دہنے بائیں موجود ہیں اُن کی نیت تو سب کو دونوں سلاموں میں چاہیئے باقی امام و جماعت جس کی جانب ہو وہ سلام میں اس کی نیت کرے واضح ہو کہ امام کو تکبیر تحریمہ و دیگر تکبیرات انتقالات کا بالجہر کہنا یہ بھی ایک سنت علیحدہ ہے ۱۲ منہ

کلمہ کی انگلی کو لَا پر تو اٹھا — اور پھر اِلَّا اللہ پر اس کو گرا
تاکہ وقتِ نفی ہو اظہارِ حق — اور ہو پھر اثبات پر اقرارِ حق
اس طرح جب تو تشہد پڑھ چکا — کہہ کے پھر اللہ اکبر ہو کھڑا
تیسری اور چوتھی رکعت میں سدا[51] — اختصارِ الحمد پر سُنت ہوا
آخری قعدہ میں اے مردِ خدا — پڑھ تشہد بعد حضرت پر درود
پھر دعا پڑھ آئی ہو سُنت میں جو[52] — یا مشابہ دعوتِ قرآں سے ہو
پھیر پھر دونوں طرف اپنے سلام[53] — نیت اسمیں کر فرشتوں کی مدام
اور جماعت میں ہو مقصود سلام[54] — سب جماعت اور فرشتے اور امام

آدابِ نماز کا بیان

اب بتاتا ہوں میں آدابِ نماز — مستحب بھی ہیں یہی اے دل نواز

وقتِ تحریمہ[۵۱] ہے لایق مرد کو | ہاتھ کے پنجوں پہ کچھ کپڑا نہ ہو
جاے سجدہ رکھ نظر وقتِ قیام | اور رکوعوں میں ہو قدموں پر مدام
ناک کی جانب نظر سجدوں میں رکھ | گود کی جانب نظر قعدوں میں رکھ
دہنے بائیں شانے پر رکھنا نظر | جس طرف پھیرے سلام اس شانہ پر
اور جمائی دفع کر مقدور بھر | ورنہ پشت دست چپ تو منہ پہ دھر
ہاں جمائی آئے گر وقتِ قیام | پشت دستِ راست سے لینا یہ کام
چھینک یا کھانسی۔ ڈکار ای باخبر | ہو سکے ممکن جہاں تک دور کر
جب مکبر[۵۲] سے سنیں لفظِ فلاح | اٹھ کھڑے ہوں سب کے سب بہر صلاح
طاق تسبیحات[۵۳] بہتر گر کہیں | تین سے زائد رکوع و سجدہ میں
مقتدی تابع[۵۴] ہیں تیرے ای امام | مقتدی کے ثقل سے بچنا مدام

۵۱ وقت تحریمہ الخ۔ یعنی تکبیر اولے کہنے کے وقت اگر نمازی کے دونوں ہاتھ جبہ یا عبا و قبا یا لبادہ و فرد و غیرہ کے اندر داخل ہوں تو ان کو اس چیز سے باہر نکال کر تکبیر اولیٰ کہنا چاہیے یہ نماز کا ادب ہے اور یہ صرف مردوں کے لیے مستحب ہے ۱۲ منہ ۵۲ جب مکبر الخ۔ یعنی جبکہ نماز جماعت کے واسطے اقامت یعنی تکبیر شروع ہو جائے اور مکبر یعنی تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح پر پہنچے تو مستحب یہ ہے کہ جملہ نمازی اسی وقت اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر صف بندی کریں اور پھر توقف نہ کریں اور اس سے پہلے یا پیچھے کھڑا ہونا خلاف اولیٰ ہے۔ تکبیر ختم ہو جانے کے بعد فوراً امام تحریمہ باندھے اور مکبر اور مقتدی اسکی اقتدا کریں ۱۲ منہ ۵۳ طاق تسبیحات الخ یعنی سجدوں میں اور رکوع میں طاق تسبیح کہنا کیا معنی کہ تین بار سے زائد پانچ بار یا سات بار سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلیٰ کا پڑھنا یہ بھی مستحب و مسنون ہے منہ ۵۴ مقتدی تابع ہیں۔ الخ۔ یعنی اے امام اس بات کا خیال رکھ کہ مقتدی لوگ نماز کے تمام اعمال میں تیرے پیرو ہیں کیا معنی کہ اگرچہ نماز میں طاق تسبیحیں کہنا مسنون ہے اور اے امام تو اگرچہ نماز میں خود مختار ہے مگر اس بات کا لحاظ بھی تجھ پر واجب ہے کہ نماز اتنی طویل تو نہ کرے جو کسی مقتدی پر گراں گزرے اس سے یہ مطلب ہے کہ امام کو چاہیے کہ ہر بات میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھے نہ تو تسبیحات وغیرہ میں اس قدر تطویل کرے کہ جس سے مقتدی گھبرا جائیں اور اکتا کر خشوع و خضوع کو ہاتھ سے دے بیٹھیں اور نہ اس قدر جلدی کرے کہ مقتدی ایک بار تسبیح نہ کہنے پائیں کہ امام تین بار یا اس سے زائد کہہ کر اٹھ کھڑا ہو جیسا کہ اکثر جلد باز امام کیا کرتے ہیں اور مقتدی لوگ اپنی تسبیح بقدر سنت ہی کہنے سے محروم رہجاتے ہیں اور یہ بھی واقف کار اور دیندار مقتدیوں کو گراں گزرتا ہے لہذا ان سب باتوں کو امام کو ملحوظ خاطر مبارک رکھنا چاہیے ۱۲۔ منہ

۵۱ وہ نہیں الخ یعنی جو شخص کہ نماز فرض کے بعد کچھ دعا نہ کرے اور یونہی چلا جائے اٹھ کر تو اس کی نماز اوپر کو نہیں جاتی کیا معنی کہ درگاہ و بارگاہ کبریائی میں بار شرف قبولیت نہیں پاتی بلکہ اس نمازی کے منہ پر وہ نماز الٹی مار دی جاتی ہے - ۱۲ - منہ

نماز کے بعد دعائے مسنون کا بیان

دیکھو فرماتے ہیں یہ خیر الورا
مغز ہے جملہ عبادت کا دعا

وہ دعا ہی ہے کہ جو ای نیک خو
پھیر دیتی ہے بری تقدیر کو

پھر نماز اپنی کرے جو شخص ادا
اور نہ اسکے بعد کچھ مانگے دعا

۵۱ وہ نہیں اوپر کو جاتی ہے نماز
منہ پر اس کے لوٹ آتی ہے نماز

اے نمازی بعد [illegible] جب تو [illegible]
[illegible] رب تجھ کو پہلا یہ کلام

۵۲ پڑھ چہارم کلمہ توحید کو
ایک بار آواز سے ایک نیک خو

۵۳ پڑھ پھر آ[illegible] تو اے مرد سلیم
تین بار استغفر اللہ العظیم

ہو حصول رحمت و فردوس کو
۵۴ آیۃ الکرسی شریف اک بار ہو

۵۵ پڑھ تو پھر تسبیح حق تینتیس بار
اتنی ہی الحمد للہ کر شمار

۵۲ پڑھ چہارم کلمہ الخ - اب یہاں سے دعا کے قواعد بتاتے ہیں کہ کیونکر دعا کیا کرے یعنی اے نمازی جب تو فرض نماز کا سلام پھیر کر فارغ ہو جائے تو مناسب ہے کہ کلمۂ توحید کو بآواز بلند اسطرح پڑھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد کلمہ توحید تو فقط یہی ہے مگر یہ دوسرا جملہ بھی اس کے شامل کر کے پڑھنا مسنون ہے - منہ ۱۲ ۵۳ پڑھ پھر الخ - یعنی [illegible] کے بعد پھر تین بار استغفار کرے [illegible] استغفر اللہ العظیم تین بار خواہ استغفر اللہ تین بار خواہ اللھم اغفرلی تین بار زبان پر جاری کرے خواہ کوئی استغفار پڑھے اور سب سے افضل یہ استغفار ہے کہ تین بار یوں کہے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ حدیث میں ہے کہ اس کے گناہ بخشدیے جاویں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی برابر ہوں ۱۲ منہ ۵۴ پڑھ الخ بعد آیۃ الکرسی کے سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھ اور اس کے بعد ہی کلمہ توحید کہ جو اوپر ذکر کیا گیا اب پھر پڑھ مگر اب اس کلمہ کو یہاں صرف قدیر تک ہی پڑھے - اس ذکر کا ثواب حدیث میں بعد وصاب آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ اس ذاکر کے اگر سمندر کے جھاگ برابر بھی گناہ ہوں گے وہ بھی بخشدیے جائیں گے سبحان اللہ منہ ۱۲

بعد ازاں تکبیر پڑھ چونتیس بار | کلمۂ توحید کر آخر میں یار
اجر ہے اسکا نہایت بے حساب | ہی یہ فرمانِ رسول مستطاب
ظہر[۱] و مغرب اور عشا میں اے نگار | تجھ کو ہے اس ورد کا یہ اختیار
خواہ پڑھ یہ سنتوں سے پیشتر | خواہ اُنکے بعد۔ لیکن جلد تر
ہاتھ[۲] اٹھا کر پھر دُعا مانگ ای عزیز | خالقِ کون و مکاں سے نیک چیز
خوب دل سے جب دُعا تو کرچکے | پڑھ درود اور ہاتھ منہ پر پھیر لے
ہر نمازِ فرض بعد اے نیک پے | جو دُعا ہوتی ہے وہ مقبول ہے

نمازکی فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

چھوڑ دینا شرط کا بے عذر کے | یا کوئی رکنِ نماز اس سے رہے
بات کا کرنا ہو۔ یا کرنا سلام | یا جواب۔ اور آہ و اُف بھی ہیں کلام

۱ یعنی ظہر اور عصر کی نماز میں جس کے بعد سنتیں موکدہ نہیں ہیں اس ذکر کو بلا توقف پڑھے اور ظہر و مغرب و عشا کی نماز میں ذاکر کو یہ اختیار ہے کہ خواہ اس ذکر کو فرضوں کے بعد پڑھ کر اور دعا مانگ کر سنتیں موکدہ ادا کرے خواہ فرضوں کے بعد صرف دعائے اللھم انت السلام آخر تک پڑھ کے سنتیں پڑھے اور پھر اُن کے بعد ذکر مذکور پورا کرے یہ دونوں طریق درست ہیں لیکن سنتوں کے بعد ذکر و دعا پڑھنا اولیٰ و انسب ہے ۱۲ منہ ۲ ہاتھ اٹھا کر الخ یعنی بعد اختتام ورد یا دکر مذکور کے پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر خوب خلوص دل سے دعا کرے اور دعا نیک اور اچھی ہو یہ نہ ہو کہ دعائے لغو اور بیہودہ کہ جسکا پورا ہونا عادۃً محال یا قریب محال ہو مثلاً یہ کہے کہ میں ایک قدم میں کعبہ معظمہ پہنچ جاؤں یا کوئی دُعا کرے کہ میں ابھی بادشاہ ہو جاؤں یا آنکہ کسی حرام چیز کی دُعا مانگے کہ یہ دعا کرنا حرام ہے دعا مانگ کر درود پڑھے اور ہاتھ منہ پر پھیر لے ۱۲ منہ

یا کہ رونا چیخ کر تکلیف سے
یا قراءت کا بتانا غیر کو
یا قرآن سے دیکھکر کوئی پڑھے
یا کہ لقمہ غیر سے لے لے امام
یا کہ سینہ قبلہ رخ سے پھیر لے
یا کہ مانگے حق تعالیٰ سے وہ چیز
یا کہ کھانا یا عمل کرنا۔ کثیر
یا بڑھے آگے کو یا پیچھے ہٹے
ٹوٹ جاتی ہے نماز ان باتوں سے
مرد و زن میں مشترک ہو گر صلاۃ
مرد کی ٹوٹے نماز اس سے مدام

کھانسنا دو حرف سے بے عذر کے
جو نہ ہو اپنا امام اسے نیک خو
یا قراءت کو غلط قاری پڑھے
مقتدی بڑھ جائے یا آگے تمام
یا نجس جا پر کوئی سجدہ کرے
آدمی سے جو کہ مانگیں اسے عزیز
یا جواب چھینک دینا اسے مشیر
جب کسی کے امر سے ایسا کرے
فرض ہے اسکا اعادہ پھر کرے
اور برابر ہو کھڑی وہ مشتہاۃ
زن کی نیت کرچکا ہو گر امام

۵۱ یا کہ رونا۔ الخ یعنی کسی مصیبت و درد سے نماز میں چلا کر رونا نماز کو توڑ دیتا ہے اور اگر جنت کے شوق میں نیک روئے یا عذاب دوزخ کے ڈر سے رووے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور بغیر عذر کے کھانسنے اور کھنکارنے سے اگر دو حرف پیدا ہوں نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنی کہ اگر گلے میں بلغم یا کف آن کر رک جائے اور آواز کو بند کر لے یا گلے میں خراش پیدا ہو کر آواز کو بھرا دے تو اس کے دفع کے واسطے کھنکارنا جائز ہے اور اگر بلا وجہ کھنکارے یا کھانسے اور دو حرف پیدا ہوں تو قطعی نماز فاسد ہو جائے گی اور لوگ اس سے غافل ہیں اور اکثر بلا ضرورت کھانستے اور کھنکارتے ہیں۔ منہ ۵۲ یا قراءت کو الخ یعنی قراءت قرآن کو نماز میں کوئی غلط پڑھے کہ جس سے معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر معنی نہ بدلیں تو فاسد نہ ہوگی ۱۲ منہ۔ ۵۳ یا کہ مانگے الخ۔ یعنی نماز کے اندر آخری قعدہ میں بعد تشہد و درود کے جو دعا مانگی جاتی ہے اس دعا میں خواہ اور کہیں اگر نمازی خداوند تعالےٰ سے ایسی چیز کی طلب کرے جیسے بندوں سے طلب کرتے ہیں کہ مجکو نمک دیدے یا مرچ دیدے یا فلاں عورت سے میرا نکاح کردے تو ایسی چیز دعاؤں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے بلکہ اس میں دین و دنیا کی بھلائی بغیر تخصیص کسی شے کے یا مغفرت یا بخشش کی دعا مانگنا چاہئے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اس میں دعائے ماثور پڑھا کرے جیسا کہ باب الصلوٰۃ میں بیان گذر چکا منہ ۵۴ یا عمل کرنا کثیر۔ الخ۔ عمل کثیر اس کو کہتے ہیں کہ جس کام کو غیر آدمی دور سے دیکھ کر یقین کرے کہ وہ شخص نماز کے اندر نہیں مثلاً کھانا مگر یہ کہ کوئی بہت خفیف شے جس طرح پان کی پتی یا چھالیا کا ریزہ دانتوں یا منہ میں رہ گیا تھا اور وہ لعاب کے ساتھ خود حلق میں چلا گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی یا پیا مگر پانی پینے کے بعد جو رطوبت گلے میں رہی تھی وہ اگر لعاب کے ساتھ اتر جائے تو حرج نہیں یا چلا کہ بلا ضرورت نماز میں تین قدم چلے یا ایک ہاتھ سے ایک رکن نماز میں تین کام کرے مثلاً ٹوپی کو سر پر سے اتارے پھر پہنے اور پھر کسی جگہ رکھ دے تو یہ کام کل کثیر ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور دوسرے کی چھینک پر یرحمک اللہ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے منہ۔

اور امامِ زن اگر وہ مرد تھا — اور محاذی پاؤں دونوں کا ہوا

دونوں[51] کی ہوجائیگی فاسد نماز — اس کی تفصیلیں نہایت ہیں دراز

گر مُصَلِّیَہ کا بوسہ لے کوئی — خواہ شوہر اُس کا ہو یا اجنبی

یا کہ چھوئے اُسکو شہوت سے کوئی — دونوں صورت میں نماز اُسکی گئی

اور نمازی مرد کو عورت اگر — مَس کرے یا بوسہ لے ای باہنر

تو نماز اُس مرد کی ہے برقرار — اسمیں عورت کا نہیں ہے اعتبار

قتل[52] کرنا سانپ بچھو کا شتاب — کچھ نہیں ہوتی نماز اس سے خراب

بعض[53] کے نزدیک ان کا مارنا — گرچہ نیّت کا ہو قاطع - ہے روا

جس[54] سے جاتا ہے وضو ای دلنواز — اُس سے فوراً ٹوٹ جاتی ہی نماز

ہاں[55] - بہ تجدید وضو با شرطہا — بعض صورت میں بنا - بھی ہی روا

ایسی[56] حالت میں بھی پس ای دلنواز — ہی یہی افضل کہ پھر پڑھے نماز

۵۱ دونوں کی ہوجائے گی الخ یعنی مرد کے برابر حاذیہ یا لذمشتہاۃ عورت مقتدیہ کے آکھڑے ہونے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے جبکہ وہ دونوں ایک نماز میں شریک ہوں اور امام نے عورتوں کی امامت کی نیت بھی کی ہو اس میں بہت سی تفصیلیں ہیں کیا معنی کہ اس کی صورتیں بہت سی مختلف ہیں کہ جن میں سے بعض صورتوں میں نماز مرد کی فاسد ہوجاتی ہے اور بعض میں دونوں کی فاسد ہوتی ہے مثلاً اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو تو مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر عورت کی امامت کی نیت نہ کی ہوگی تو اُس صورت میں صرف عورت کی نماز فاسد رہے گی اور اگر عورت امام کے پہلو میں آکھڑی ہو اس طرح کہ اس کا پاؤں اُس کے پاؤں سے مطلقاً کچھ پیچھے نہ ہو تو اُن دونوں کی نماز فاسد ہوجائیگی مع جملہ دیگر مقتدیوں کے ۱۲ منہ ۵۲ قتل کرنا الخ - یعنی اگر نماز پڑھتے میں کوئی موذی جانور مثل سانپ یا بچھو وغیرہ کے آجائے تو اس کے دو ایک ضرب میں جلد مار ڈالنے سے نماز کچھ خراب نہیں ہوتی کیا معنی کہ بالاتفاق کسی کے نزدیک اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی - پہلے مصرع میں جو (شتاب) کا لفظ قافیہ میں ہے اُس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے موقعہ پر جلد بلا عمل کثیر کے اُن کے مار ڈالنے میں نماز مطلقاً کسی کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی اور عمل کثیر کی صورت میں اختلاف ہے جس کی تفصیل آیندہ شعر کے حاشیہ میں درج ہے ۱۲ منہ ۵۳ بعض کے نزدیک الخ - یعنی اگر نمازی کے سامنے کوئی موذی جانور مثل سانپ بچھو وغیرہ کے آجائے اور اس کے حملہ کا اندیشہ ہو تو نمازی کو اجازت ہے کہ اُسے قتل کرے - اگرچہ اس کے قتل کرنے میں عمل کثیر کی حاجت ہو پس اگر عمل کثیر کے ساتھ اُن کو مارا ہے تو بعض علما کے نزدیک نماز جاتی رہے گی اور اس کا اعادہ نئے سر سے کرنا ہوگا اور حدیث کا مطلب اجازت قتل ہے کیا معنی کہ نماز میں کوئی کام اُس کے منافی کرنا شرعاً ناجائز تھا تو شاید اللہ کے نیک بندے اس حکم کے خیال سے صبر کرتے اور انہیں ایذا پہنچتی اسلیے یہ ارشاد فرمایا کہ اقتلوا الاسودین فی الصلوۃ کہ سانپ و بچھو کے قتل کی تمہیں اجازت ہے اگر عمل کثیر نہ ہوا تھا ورنہ یہ قطع نماز بہ ضرورت ہوگا اور اس میں ہرج نہیں کیا معنی کہ ایسی حالت میں نماز سے علیحدہ ہوکر اُن کے مارنے میں تم پر کچھ مواخذہ نہیں ہے - اور ایسے موقع پر تم کو اُن کے مار دینے کی اجازت ہے - شعر ہٰذا کے مصرعہ ثانی میں جو یہ مضمون ہے کہ ع گرچہ نیت کا ہو قاطع - ہے روا - اُس سے یہی مطلب ہے کہ اگرچہ اُن کا مارنا بہ سبب عمل کثیر کے نیت و تحریمۂ صلوۃ کا قاطع ہوجائے لیکن ایسی حالت میں اُن کا مارنا نمازی کو روا و جائز ضرور ہے بلکہ اگر جان کا اندیشہ ہو تو مار ڈالنا واجب ہے - یہ قول زیادہ احتیاط کا ہے اور اس پر عمل کرنا انسب و اولے ہے کیا معنی کہ نماز کو از سر نو پڑھنا عمل کثیر کی صورتوں میں بہر حال افضل و اکمل ہے اور اس میں احتیاط زیادہ ہے اور بعض فقہا کے نزدیک ایسے موقعہ پر عمل کثیر کی صورتوں میں بھی نماز مطلقاً فاسد نہیں ہوتی جب تک کہ کوئی اور کام منافی نماز عمل میں نہ لایا ہو مثلاً ان کے بارے میں مسجد کے دروازے سے باہر نکلنے کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر گھر میں یا جنگل میں ہو تو قدر صف سے آگے نہ تجاوز کیا ہو یا اس درمیان میں کسی دوسرے آدمی سے بات چیت نہ کی ہو اگر ایسا ہوگا تو اُن کے نزدیک بھی نماز فاسد ہوجائے گی لیکن اس فساد نماز سے اُن کے نزدیک بھی وہ گنہگار نہ ہوگا

(بقیہ نوٹ نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ صفحہ میں دیکھیں)

مکروہات نماز کا بیان

[۵۱] وہ عمل۔مکروہ ہے جن سے نماز ۔۔۔ ایک اُن میں سدل ہو اے پاکباز

یعنی چادر یا رزائی اوڑھ کے ۔۔۔ دونوں کونے دونوں جانب چھوڑدے

یا پہن کر وہ لبادہ یا عبا ۔۔۔ ہاتھ رکھی آستینوں سے جُدا

[۵۲] روکنا بد ہے لباس اور بال کا ۔۔۔ اور کسی شے کو عبث چھونا بُرا

[۵۳] یا کہ کپڑا کھینچ لینا خاک سے ۔۔۔ جسم سے۔کپڑے لپیٹے یا بازی کرے

کان کی جڑ میں لپیٹے بال یا ۔۔۔ جائے سجدہ سے ہٹانا یا حصا

[۵۴] ہاں اگر سجدہ تجھے دشوار ہو ۔۔۔ اس ضرورت کے لئے یکبار ہو

[۵۵] یا بچھانا بازؤں کو سجدوں میں ۔۔۔ یا کہ کتے کی طرح۔اقعا کریں

انگلیوں کا بھی ہے چٹخانا برا ۔۔۔ اُسکو باجا کہتے ہیں شیطان کا

---

[۵۱] وہ عمل۔الخ یعنی نماز کے اندر وہ کام کرنا کہ جسے نماز مکروہ ہے بہت سی ہیں جن میں سے ایک کپڑی کا سدل ہے اور سدل کے معنی لٹکانے کے ہیں اور اس کی صورت آیندہ دو شعروں میں مذکور ہی ۱۲۔منہ

[۵۲] روکنا بد ہی۔الخ۔لباس کا روکنا جیسے دامن کمر پر باندہ لینا یا ڈھیلے پائیچے اوپر گھرس لینا یا تنگ پائیچے نصف ساق تک اوپر چڑھا لینا۔اور بالوں کا روکنا جیسے مردوں کو جوڑا باندھنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔منہ

[۵۳] یا کہ کپڑا الخ۔یعنی نمازی کو اپنا کپڑا خاک سے یا زمین سے بچانے کے لئے اٹھا لینا یا کھینچ لینا یا اپنے بدن یا کپڑے سے کھیلنے لگنا مکروہ ہے اور اسمیں کسی کا اختلاف نہیں ۱۲۔منہ

[۵۴] ہاں اگر سجدہ الخ یعنی سجدہ گاہ سے کنکریوں کا ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہے لیکن ہاں اگر کنکریاں اس قدر زیادہ ہوں کہ جس سے سجدہ کرنا وہاں مشکل ہو تو ایک بار اُن کو ہٹا دے کہ یہ بضرورت جائز ہی ۱۲۔منہ

[۵۵] یا بچھانا بازؤں کو۔الخ۔یعنی دونوں سجدوں میں دونوں بازؤں کا یا ایک بازو کا زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے ہی کتے کی طرح قعدے یا جلسے میں بیٹھنا مکروہ ہے اقعا کتے کی نشست کو کہتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہی کہ دونوں سُرین زمین پر رکھ کر اور پنجے زمین پر ٹیک کر گھٹنیاں کھڑی کرلے اس طرح نماز میں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔منہ۔

٥١ یا کرے قبلہ سے رخ کا الخ یعنی قبلہ کی طرف سے ساری کا منہ پھیر لیا گو کہ آن واحد کے لئے ہو یہ مکروہ ہے اور اگر منہ پھیر کر فوراً سیدھا نہ کیا اور کچھ دیر تک بدستور منہ پھیرے رہا کہ دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ نماز میں نہیں تو نماز فاسد ہو جائیگی کہ یہ عمل کثیر ہو گیا ۱۲۔منہ ٥٢ یا قرارت قدر سنت سے الخ۔ یعنی ہر نماز میں جس قدر قرارت مسنون ہے اس سے اتنی زیادہ تطویل کہ کسی مقتدی پر بار گزرے مکروہ تحریمی ہے اور اگر جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا ضعیف ہو کہ بقدر سنت ہی اسے باعث تکلیف ہو تو حکم ہے کہ قرارت اسقدر ہلکی کرے کہ ایذا نہ ہو ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فجر کی نماز میں قرارت طویل فرمایا کرتے اور اگر کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی کہ اس کی ماں شامل جماعت ہے تو وہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ سورہ فلق و سورہ ناس سے نماز تمام فرما دیا کرتے کہ دیر میں بچہ کو تکلیف ہوگی ادھر ماں کا دل اس طرف لگا رہے گا۔ یہ شان رحمت ہے۔ ہمارے نبی رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ۱۲۔منہ ٥٣ آدمی کے منہ کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں پیٹھ کی طرف پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے اسی طرح سجدے میں بغرض برابر کرنے و ہموار کرنے جائے سجدہ کے یا صاف کرنے ریتے ومٹی کے ماتھے کو زمین پر گھسنا در گرد یا مکروہ ہے ۱۲ ٥٤ یا کسی جاندار کی یعنی آدمی کی یا کسی دوسرے جاندار کی پوری تصویر اوپر کے حصہ کی نمازی کے آگے پیچھے دہنے بائیں سر کے اوپر ہونا مکروہ تحریمی ہے اور قدموں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ تصویر کا ہونا مکروہ نہیں ہے اور بعضوں کے نزدیک تصویر کا پیچھے یعنی پس پشت ہونا بھی مکروہ نہیں ہے اور اسی پر فتوائے شرح وقایہ میں دیا گیا ہے اور یہی قرین ثواب ہے بسبب حرج کے خاص کر فی زمانتا و دیارنا کیونکہ اس زمانہ میں اکثر ریلوے سفر میں ہوٹلوں اور ویٹنگ روموں کے انگریزی مکانات میں بضرورت قیام کا اتفاق پڑتا ہے اور وہاں اکثر تصاویر موجود ہوتی ہیں پس ایسے موقعہ پر نماز میں دہنے بائیں سامنے اور پر تصاویر کا بچانا ہی مشکل بلکہ سخت دشوار ہوتا ہے تو پیچھے کی جانب تصاویر کا بچانا کیونکر ممکن ہو یا کہ انگریزی خیالات کے صاحبوں کے مکانات میں اگر جانے کا اور ٹھہرنے کا اتفاق ہو تو ایسی جگہوں میں تصویر کا پس پشت سے بچانا بالکل محال ہے اور دنیا داروں کو گریز اس سے غیر ممکن ہے

یا کمر پر ہاتھ رکھے بے ادب	یا جدا صف سے کھڑا ہو بے سبب
یا کرے قبلہ سے رخ کا انصراف [51]	گر زیادہ ہو تو وہ مبطل ہے صاف
یا قرارت قدر سنت سے بڑھائے [52]	جو جماعت میں کسی پر شاق آئے
یا کہ ڈاٹا باندھ کر پڑھنا نماز	یا کہ پڑھنا روک کر بول و براز
آدمی کی منہ کی جانب یا پڑھے [53]	یا کہ ماتھے کو زمیں پر وہ گھسے
یا کسی جاندار کی تصویر ہو [54]	دہنے۔ بائیں۔ پیچھے۔ اوپر۔ روبرو
روبرو ہونا تو ہے بالکل حرام	کیونکہ ہیں یہ بت پرستوں کے سے کام
کپڑے باتصویر یا ہونا چڑھا	آستیں کا نیم ساعد سے سوا [55]
آئینوں کے غرض سے یا امام [56]	کچھ بڑھا دیوے وہ رکوع اور یا قیام
کام یہ مکروہ تحریمی ہیں سب	ان سے بچنا چاہیئے ای با ادب
آئے ہیں مکروہ تنزیہی جو کار	وہ بھی کرلے نمازی تو شمار

اسی وجہ سے میں نے سابق اشاعت میں مابین پشت تصویر کے ہونے کو مکروہات میں شمار نہ کیا تھا کہ وہی مفتی بہ بھی ہے اور ضرورت زمانہ کے مطابق مگر چونکہ ایک فاضل اجل نے اس کو بھی ضروری سمجھا اور ضرورت زمانہ کے مطابق لہذا ان کی رائے باصواب کے بموجب پس پشت تصویر کے ہونے کو بھی مکروہات میں لیکر سابق اشاعت کو ترمیم کر دیا گیا کہ احتیاطاً اسی میں ہے اور امام محمدؒ نے بھی جامع صغیر میں کراہیت کی ہی تصریح فرمائی ہے اور جانداروں کی تصاویر کا گھروں میں رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس گھر میں فرشتے رحمت کے داخل نہیں ہوتے اور جس جاندار کی تصویر میں گردن سے اوپر چہرہ بالکل نہ ہو یا کاٹ کر علیحدہ کر دیا گیا ہو تو یا درخت و پہاڑ وغیرہ کی تصویر ہو یا جہازات و مکانات کی تصویریں ہوں تو ان کا کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ نقشوں کے حکم میں ہے ۱۲۔منہ ٥٥ آستین کا نیم ساعد۔ الخ۔ یعنی اگر دونوں خواہ ایک آستین آدھی کلائی سے اوپر چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں خصوصاً جب وضو کر کے آئے اور امام رکوع میں (بقیہ نوٹ نمبر ۵ و نمبر ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

ننگے[۵۱] سر پڑھنا کسل سے اے فتا ۔۔۔ چارزانو خواہ اکڑوں بیٹھنا
یا کنکھیوں[۵۲] سے کسی کو دیکھنا ۔۔۔ بے ضرورت بند کرنا آنکھ کا
یا پڑھے[۵۳] منھ میں دبا کر چیز کو ۔۔۔ وہ قرارت کی اگر مانع نہ ہو
یا پڑھے[۵۴] میلے کچیلے کپڑوں سے ۔۔۔ پیچ پر پگڑی کے یا سجدہ کرے
یا کسی[۵۵] اونچی جگہ پر ہو امام ۔۔۔ جبکہ نیچے میں جماعت ہو تمام
مقتدی[۵۶] اونچا ہو یہ بھی ہے برا ۔۔۔ رہ در و محراب سے باہر سدا
مقتدی[۵۷] تو در سے خود مدفوع ہے ۔۔۔ اسمیں قطع صف ہے یہ ممنوع ہے
یا جمائی کے لئے منھ کھولدے ۔۔۔ ہاتھ سے لازم ہے اُسکو ڈھانپ لے
وسط[۵۸] سر ہونا عمامہ سے کھلا ۔۔۔ اور انگڑائی بھی لینا ہے برا
آیتیں[۵۹] گننا عمل کرنا قلیل ۔۔۔ ہو نہ جس کے منع حتمی پر دلیل
چھوڑ دینا سنتیں یا مستحب ۔۔۔ کام یہ مکروہ تنزیہی ہیں سب

۵۱ یعنی کاہلی و یا گرمی کے باعث ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر عاجزی و فروتنی کی نیت سے ننگے سر ہو کر نماز پڑھے تو ناپسند نہیں ہے ۱۲ منہ ۵۲ یا کنکھیوں سے ۔ الخ یعنی بغیر گردن پھرائے کنکھیوں سے کسی طرف دیکھنا یا نماز میں بلاضرورت آنکھیں بند کرلینا مکروہ تنزیہی ہے ۱۲ منہ ۵۳ یا پڑھے منھ میں الخ یعنی اگر کوئی پاک چیز منھ میں موجود ہو اور نماز پڑھے اور اس منھ میں دبی ہوئی چیز سے قرارت کے پڑھنے میں کچھ خلل واقع نہ ہو تو وہ نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور اگر قرارت میں اس چیز سے خلل پڑتا ہو تو مکروہ تحریمی ہے ۔ اور اگر قرارت بالکل نہ پڑھی جائے گی تو نماز باطل ہو جائے گی اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز منھ میں ہوگی جس کا عرق حلق میں جاتا ہو جیسے پان یا کسی چیز کا خود جرم گلے سے اُترتا ہو جیسے شکر یا بتاشا تب بھی نماز نہ ہوگی ۱۲ منہ ۵۴ یا پڑھے میلے کچیلے الخ یعنی جو شخص صاف و ستھرے کپڑے ہوتے ہوئے میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھے گا تو مکروہ تنزیہی ہے کہ اس میں ناشکری منعم حقیقی کی ہے اور اگر اس کے پاس یہی اور دھلے کپڑے ہوں تو مکروہ نہیں ہے اور گرمی یا سردی کی وجہ سے پگڑی کے پیچ کو سامنے رکھ کر اس پر سجدہ کرنا یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اس پیچ پر پیشانی خوب جم جائے ۔ اور اگر وہ رہے گی کو دبانے سے اور زیادہ دب سکے اور زمین کی سختی محسوس نہ ہو تو نماز ہی نہ ہوگی ۔ ۱۲ منہ ۵۵ یا کسی اونچی جگہ پر ۔ الخ ۔ یعنی اگر امام اونچی جگہ کھڑا ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور بعض کے نزدیک تحریمی ہے اور امام و مقتدیوں کا نیچے اونچے پر کھڑا ہونا اس قدر کا معتبر ہے جس سے امتیاز ما فی ہو کیا معنی کہ جس سے دور سے دیکھنے سے یہ ثابت ہو کہ اونچے نیچے پر کھڑے ہیں ۱۲ منہ ۵۶ مقتدی اونچا ہو الخ ۔ یعنی اگر مقتدی اونچے پر ہوں اور امام بقدر مابہ الامتیاز نیچے میں کھڑا ہو یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے یا محراب یا در میں امام تنہا کھڑا ہو اور مقتدی اسکے باہر ہوں یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ نصاریٰ و یہود کا یہ طریق ہے کہ اُن کا امام تنہا محراب یا در میں کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی باہر پس اُن کی مشابہت سے بچنا چاہئے اگر امام کے ساتھ دو تین مقتدی بھی محراب میں کھڑے ہو جائیں یا کہ امام محراب کے باہر کھڑا ہووے کہ دونوں پاؤں اس کے محراب سے بالکل باہر ہوں اور سجدہ محراب کے اندر واقع ہو اس میں کراہت نہیں ہے اسی طرح امام اگر در کے باہر کھڑا ہو کر سجدہ در میں کرے تو کچھ ہرج نہیں جبکہ در کی کرسی صحن کی زمین سے اونچی نہ ہو ورنہ کراہت ہوگی اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے بارہ انگلی اونچی ہو پھر جب تو نماز ہی نہ ہوگی ۔ ۱۲ منہ ۵۷ مقتدی تو در سے الخ ۔ یعنی محراب یا در میں امام کا کھڑا ہونا تو مکروہ تنزیہی تھا لیکن مقتدی کا در میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے محراب یا مسجد سے مقتدی کا مدفوع ہونا یہی ہے کہ وہ اس جگہ کھڑے ہونے سے دفع یا علیحدہ کیا گیا ہے کیا معنی کہ وجہ ممنوع کیا گیا ہے کہ جس کے بلا سبب خلاف ورزی میں کراہت تحریمی یقینی ہے کیونکہ اس میں صف ناتمام چھوڑ دی جاتی ہے یا ایک صف کے کئی ٹکڑے ہو جاتے ہیں پس یہ قطع صف ہے اور قطع صف ناجائز و گناہ ہے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً مینھ برستا ہے یا دھوپ سخت ناقابل برداشت ہے یا مسجد کثرت جماعت سے بھر گئی کہ اب کہیں اور جگہ نہ رہی تو ان ضرورتوں سے در محراب میں کھڑا ہونا مضایقہ نہیں رکھتا ۱۲ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۸ و نمبر ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

قراءت و امامت و جماعت کا بیان

ایک آیت[۵۱] حفظ کرنا فرض ہے ۔۔۔ ہر مسلماں پر کہ اتنا فرض ہے
تین چھوٹی آیتیں قرآن کی ۔۔۔ یا کہ لمبی ایک آیت کوئی سی
ساتھ ان کے سورۂ الحمد کا ۔۔۔ حفظ کرنا سب پہ واجب ہے سدا
حفظ کرنا سارے قرآں کا تمام ۔۔۔ ہے کفایہ فرض سن اے نیکنام
حفظ کرنا اس کا پھر ہر شخص کو ۔۔۔ بالیقین مسنون ہے اے نیک خو
حفظ کرنے میں کلام اللہ کے ۔۔۔ نفل پڑھنے سے ہیں زیادہ مرتبے
ہے ثواب[۵۲] اسکا بہت یوم النشور ۔۔۔ حافظوں کے سر پہ ہوگا تاج نور
بھول جانا اسکا ہے بیحد گناہ ۔۔۔ حشر میں ہوگا وہ اندھا روسیاہ
سب نمازوں میں اک آیت فرض ہے ۔۔۔ نفل و واجب۔ خواہ سنت فرض ہے

۵۱ ایک آیت الخ۔ یعنی قرآن مجید کی ایک بڑی آیت ہر مسلمان کو حفظ کرنا فرض عین ہے تاکہ نماز میں اس کو پڑھ سکے اور مخصوص ساری سورہ فاتحہ کا حفظ کرنا اور کسی ایک سورۃ یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتوں کا علاوہ فاتحہ کے یاد کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے تاکہ نماز کامل طریق پر ادا کر سکے اگر کوئی شخص محض امی ہو یا نومسلم اور اس کی زبان کی سختی سے زائد سورتیں اس کو یاد نہ ہو سکیں تو مناسب ہے کہ اس کو صرف فاتحہ اور سورہ اخلاص یاد کرادی جائیں اور اگر بآسانی ممکن ہو تو اخلاص کے ساتھ ایک اور سورۃ کافرون یا انا اعطینا بھی یاد کرادی جاوے تاکہ نماز فرض کی دونوں رکعتوں میں ان دونوں کو پڑھ سکے۔ ۱۲ منہ۔

۵۲ ہے ثواب اس کا الخ۔ یعنی کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا بہت بڑا اجر ہے اونٰے ثواب اس کا یہ ہے کہ حافظوں کے سر پہ اور اُن کے والدین کے سر پر تاج کرامت جو کہ نہایت پُر نور و روشن ہوگا زیب سر کیا جائیگا حدیث شریف میں آیا ہے من قرأ القرآن وعمل بما فیہ ألبس والداہ تاجا یوم القیامۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بھذا۔ رواہ احمد و ابوداؤد یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کسی نے پڑھا قرآن یعنی یاد کیا اور عمل کیا اس پر پہنائے جائیں گے ماں باپ اس کے تاج قیامت کے دن اور وہ تاج ایسا ہوگا جس کی روشنی زیادہ ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے گھروں میں پس کیا خیال ہے تمہارا اس کی بابت جس نے کہ یاد کیا اور عمل کیا قرآن عظیم پر۔ مطلب حضرت کا اس سے یہ ہے کہ جب حافظ کے والدین کی یہ قدر عزت و کرامت ہوگی تو خاص حافظ کے ثواب کی نسبت تمہارا کیا گماں ہے کہ اس کا تاج کسقدر روشن ہوگا قیامت میں ۱۲ منہ۔

ہے قرارت سب میں فرض اے پاکباز ۔۔۔ بے قرارت کے نہیں ہوتی نماز

پھر ہے واجب اسکی اندر بیگماں ۔۔۔ فاتحہ پڑھنا اور اک آیت کلاں

فجر میں اور جمعہ و عیدین میں ۔۔۔ دو عشا۔ مغرب کی پہلی رکعتیں

اور تراویح اور وتروں میں امام ۔۔۔ جہر کرنا تجھکو واجب ہے مدام

گر اکیلا ہو تو جائز ہے تجھے ۔۔۔ خواہ آہستہ پڑھے یا زور سے

جمعہ و عیدین لیکن اسے تقی ۔۔۔ بے جماعت کے نہیں ہوتے کبھی

پھر امام و منفرد کو غیر[۵۱] میں ۔۔۔ سب پہ واجب ہی کہ آہستہ پڑھیں

شب کی نفلوں میں اجازت ہے انھیں ۔۔۔ جہر سے وہ خواہ آہستہ پڑھیں

اور ہے واجب سب پہ یہ ترتیب بھی ۔۔۔ تا قرارت کو نہ وہ الٹیں کبھی

لوٹ کر[۵۲] پیچھے کے پڑھنے کو مدام ۔۔۔ کہتے ہیں مکروہ تحریمی۔ امام

بیچ[۵۳] میں پھر ایک آیت چھوڑ کر ۔۔۔ سورتوں چھوٹی میں سورت چھوڑ کر

۵۱ غیر میں الخ۔ غیر سے مراد دیگر نمازیں ظہر و عصر کی کل رکعتیں اور مغرب کی پچھلی ایک رکعت اور عشا کی پچھلی دو رکعتیں ہیں ۱۲۔ منہ ۵۲ لوٹ کر الخ یعنی چونکہ نماز میں قرارت قرآن کو ترتیب سے پڑھنا واجب ہے کہ جو سورت یا آیات پڑھے اس کے بعد اس سے بعد کی آیات یا سورۃ پڑھے اس سے اوپر کی نہ پڑھے کیونکہ اوپر کی سورت یا آیات دوسری رکعت میں پڑھنا امام اعظم مکروہ تحریمی بتاتے ہیں ۱۲۔ منہ ۵۳ بیچ میں۔ الخ یعنی آیتوں کے بیچ میں سے ایک آیت کو چھوڑ کر تیسری آیت کا نماز میں پڑھنا یا چھوٹی سورتوں میں سے جن کو کہ قصار مفصل کہتے ہیں انمیں سے ایک سورت کو چھوڑ کر تیسری کا پڑھنا یہ بھی فقہا کے نزدیک مکروہ ہے اور نیز الحمد کے سوا اور سورت کا ہر رکعت میں ہر بار مکرر اسی کو پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے مگر بعض کے نزدیک قل ہو اللہ کا مکرر پڑھنا مکروہ نہیں ہے سوائے اخلاص کے اور سورت کے واسطے یہی حکم ہے یہ سب باتیں اشعار میں صاف صاف بیان کر دی گئی ہیں ۱۲۔ منہ

تیسری کے پڑھنے کو اکثر فقیہہ	دوسری رکعت میں لکھتے ہیں کہ یہ
ماسوا الحمد کے لے دیں شعار	ایک ہی سورت کا پڑھنا بار بار
یعنی ہر رکعت میں دہرانا اُسے	یہ بھی ہے مکروہ تنزیہی سجھے
ہی قرارت میں تجھے مسنون ہی	پڑھ ہر اک رکعت میں سورت اور ہی
ہو جو اطمینان اور فرصت۔ تجھے	پس ہی فجر و ظہر میں سُنت تجھے
ان[۵۱] میں پڑھنی دو مفصل کی طوال	اور عشاؤ عصر میں لے باجمال
ان میں دو اوساط۔ مغرب میں قصار	وقت اطمینان نہ کرنا اختصار
پھر جو اطمینان نہ ہو یا ہو سفر	یا کہ آخر وقت آجائے اگر
جب تو جو چاہے وہ پڑھنا وہاں	کوئی سورت یا کوئی آیۃ کلاں
دونوں رکعت میں قرأت ایک سی	ہو سدا یا فجر میں پہلی بڑی
کم نہ ہو پہلی کہ یہ معیوب ہے	گر برابر[۵۲] ہو تو سب سے خوب ہے

۵۱ ان میں پڑھنی الخ۔ مفصل اس حصہ قرآن عظیم کو کہتے ہیں جو سورۂ حجرات سے آخر تک ہے۔ ان میں طوال مفصل سورۂ حجرات سے لیکر سورۂ بروج تک ہیں اور اوساط مفصل سورۂ بروج سے لیکر سورۂ لم یکن تک ہیں اور قصار مفصل سورۂ لم یکن سے لیکر سورہ ناس تک ہیں پس ان سورتوں کو اطمینان کے وقت اس طریق سے پڑھا کرے۔ کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل اکثر پڑھا کرے اور عصر و عشا میں اوساط مفصل پڑھا کرے اور مغرب میں قصار مفصل اکثر پڑھا کرے اور گاہ گاہ اس کے خلاف بھی پڑھے تاکہ اتباع سنت ہاتھ سے نہ جاوے خاصکر وہ سورتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص خاص وقتوں کی نماز میں پڑھنا ثابت ہوئی ہیں ان سورتوں کو انھیں وقتوں کی نماز میں پڑھنا باعث کمال برکت و فضیلت نماز فرض کا ہے مثلاً سورۂ قاف اور سورۂ اذا الشمس کورت کا نماز فجر میں اور سورہ جمعہ و منافقون و سورہ اعلیٰ و غاشیہ کا نماز جمعہ میں اور سورہ اعلیٰ اور والشمس اور والضحیٰ اور واللیل اور والتین نماز عشا میں وغیرہ وغیرہ۔

۵۲ گر برابر ہو الخ۔ سوائے نماز فجر کے اور نمازوں کی دونوں رکعتوں میں قرارت کا برابر ہونا جملہ فقہا کا مختار مذہب ہے اور اگر کم و بیش ہو تو اوّل رکعت کی قرارت کچھ خفیف زیادہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے اور اُن کے شاگرد امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ فجر میں پہلی رکعت بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی ہونا چاہیئے کیا معنی کہ اور نمازوں کی دونوں رکعت کا برابر ہونا مستحب ہے لیکن فجر کی پہلی رکعت کا بڑا ہی ہونا مستحب ہے اور اگر اس قول پر بھی عمل کرے تو ان کے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں ہے اور بڑے ہونے کی یہ حد ہے کہ المضاعف سے ہمیشہ کم رہے ۱۲ منہ

ہے جماعت میں تو خود واجب بیقیں [51] | مقتدی وقت قرات چپ ہیں
اور جو وہ پڑھتا ہو بیرون نماز | ایک پر ہی فرض سننا با نیاز
اور جو ہو مجلس قرات کیلئے | جمع ہیں مردم سماعت کے لئے
اسکا سننا سب پہ واجب ہے ضرور | اسکے سننے سے ہوں زنہار دور
آیۂ سجدہ پڑھے جس دم امام | سجدہ ہے فی الفور [52] واجب لا کلام
اور پڑھے کوئی جو بیرون نماز | جب بھی واجب سجدہ ہے بہر نیاز
قاری و سامع پر ادا اس میں ہیں | دیر کرنیں مخیر اس میں ہیں
چودہ سجدے ہیں قرآں میں اے عزیز | دیکھ کر قرآن میں کرلے تمیز
ہے جماعت فرض کی اے بانصیب | سنت [53] مشہور واجب کے قریب
بعض فرض عین کہتے ہیں وہ شی | بعض کہتے ہیں کفایہ فرض ہے
بعض واجب جانتے ہیں اے تقی | ہے یہی قول اصح مفتے (بہ)

[51] ہے جماعت میں الخ۔ ان سب اشعار کا یہ مطلب ہے کہ جماعت میں تو قرات امام کے وقت تمام مقتدیوں پر چپ رہنا خود ہی واجب ہے اگرچہ قرات خفی ہو اور خطبہ کا حکم بھی مثل نماز کے ہے اس کے علاوہ اگر کوئی شخص قرآن پڑھتا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر کوئی مجلس جمع ہے اور اس میں قاری پڑھے تو سب پر سننا واجب ہے جس طرح خطبہ میں۔ اور اگر کوئی شخص بطور خود پڑھ رہا ہے تو اس کا سننا فرض کفایہ ہے ایک شخص بھی سنے گا تو سب سے الزام جاتا رہے گا ورنہ سب گنہگار رہیں گے اگر ان کو سننے کا موقع ہے اور اگر لوگ اپنی کاروبار میں مشغول ہیں سننے کی فرصت نہیں رکھتے ایسی جگہ کسی نے باآواز قرآن مجید پڑھا تو یہ خود گنہگار ہوگا۔ ۱۲۔ منہ

[52] فی الفور۔ الخ۔ یعنی نماز میں جو کوئی سجدہ کی آیت پڑھے تو اسی وقت فوراً سجدہ کرے اگر نماز با جماعت ہو تو امام کے ساتھ مقتدی بھی سجدے میں جائیں کیونکہ اول تو امام کی پیروی مقتدیوں پر واجب ہے دوسری سجدے کی آیت سن کر سجدہ کرنا ہر ایک پر واجب ہے خواہ نماز میں ہو خواہ بیرون نماز پس نماز کے اندر تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے اور بیرون نماز اولیٰ یہ ہے کہ اسی وقت کرے اگر باوضو ہو تو دوسرے وقت بھی اس کا کرنا کفایت کرتا ہے اور واجب ادا ہو جاتا ہے ۱۲۔ منہ

[53] سنت مشہور الخ۔ یعنی پانچوں وقت کی فرض نماز کے واسطے جماعت کا ہونا سنت موکدہ ہے امام ابوحنیفہ اور صاحبین رضی اللہ عنہم کے نزدیک۔ اور امام احمد حنبل کے نزدیک فرض ہے ہر مسلمان پر۔ اور امام شافعی کے نزدیک فرض کفایہ ہے اگر کچھ لوگ پڑھ لیں گے تو اس محلہ کے دیگر مسلمانوں کے اوپر پھر فرض نہ رہے گی۔ نہ سب لوگ ترک فرض کے گنہگار ہوں گے اور بعض فقہا رحمہ کے نزدیک وہ واجب ہے اور یہی قول اوسط ہے اور قریب قریب ساتھ سب کے اور ارشاد امام کا بھی یہی مطلب ہے ۱۲۔ منہ

چھٹک جماعت سے کبھی ہرگز نہ تو	بھیڑیا[1] کھاتا ہے تنہا بھیڑ کو
بے[2] سبب ترکِ جماعت جو کریں	مبتلا ہیں وہ وعیدِ سخت میں
جو کہ پڑھتا ہے الگ اپنی نماز	اُسکی ہوتی ہے فقط اِک ہی نماز
اور جماعت سے پڑھی جو اُسے جناب	اُسکو ستائیس درجے ہے ثواب
جمعہ مسجد[3] میں اگر کوئی پڑھے	اجر اُس کو پانسو کا واں سے ملے
جو پڑھاتا ہے جماعت کی نماز	اُسکو کہتے ہیں امام۔ اے پاکباز
شرع[4] میں ہیں دو طرح کے ہیں امام	اک بڑا اور ایک چھوٹا اے ہمام
وہ بڑا ہے جو شہِ اسلام ہے	نظم و نسقِ ملک جس کا کام ہے
ہیں شرائط فقہ میں اُسکے لکھے	جس کو خواہش ہو کتابیں دیکھ لے
بعد اُسکے پھر ہے وہ چھوٹا امام	جو پڑھاتا ہے جماعت ای ہمام
اُس[5] امامت کو وہ بہتر ہے سنو	جانتا ہو جو کہ خوب احکام کو

[1] بھیڑیا کھاتا ہے۔ الخ۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ عَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ یعنی پس لازم پکڑو تو جماعت کو کیونکہ بھیڑیا اکیلی بھیڑ کو جو کہ ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے کھا جاتا ہے یہاں شیطان بمنزلہ بھیڑیے کے ہے اور تنہا نماز پڑھنے والا بمنزلہ اُس بھیڑ یا بکری کے ہے جو کہ ریوڑ جماعت مویشی سے علیحدہ رہجاتی ہے۔ پس ایسے موقع پر شیطان کو تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز کا خراب کردینا اور وسوسات میں ڈال دینا بہت آسان ہوتا ہے۔ منہ ۱۲۔

[2] یعنی جو لوگ کہ بلا عذر شرعی جماعت میں شریک ہوکر نماز نہیں پڑھتے اُن کے حق میں حدیث میں سخت وعیدیں وارد ہیں آپنے فرمایا ہے کہ اگر تارک جماعت کے گھر میں بال بچے نہوتے تو میں اُن کے گھروں میں آگ لگا دیتا۔ ۱۲۔ منہ

[3] جمعہ مسجد الخ۔ جمعہ مسجد یعنی جامع مسجد اُس کو کہتے ہیں کہ جہاں جمعہ کی نماز ہمیشہ ہوا کرتی ہو اُس مسجد میں جو کوئی نماز با جماعت پڑھیگا اُس کو پانسو نمازوں کا ثواب ملے گا کیا معنی کہ اگر کوئی جامع مسجد سے علیحدہ نماز با جماعت پڑھے تو اُس کو ستائیس نمازوں کا ثواب ہو اور اگر جامع مسجد میں جاکر پڑھے تو پانسو نمازوں کا ثواب پائے اور اگر مسجد نبوی میں جاکر پڑھے تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب پائے اور اگر خانہ کعبہ کی مسجد میں پڑھے تو لاکھ نماز کا ثواب پائے سبحان اللہ واللہ یضاعف لمن یشاء واں جو مصرعہ ثانی میں وارد ہے وہ مخفف وہاں کا ہے جو کہ خاص محاورے میں داخل ہے اور جس کو استاد نے بھی باندھا ہے بیت ؎

واں لاکے مارئیے مجھے گردن نہ جھکائیے

پانی کے قطرہ کا بھی نہ ہوئے اثر کہیں ۱۲ منہ

[4] یعنی شریعت میں دو قسم کے امام ہوتے ہیں ایک تو وہ جو خلیفہ وقت ہو اور جس کو حدود شرعی کے قائم کرنے کے کامل اختیارات حاصل ہوں اور اُس کے پورے شرائط کتب فقیہ میں مذکور ہیں وہ بڑا امام ہے اور دوسرا امام وہ ہوتا ہے کہ جو نماز جماعت کی پڑھاتا ہے پس اس نماز کی امامت کے واسطے بہتر کون شخص ہے اس کی تفصیل آیندہ اشعار میں بخوبی بیان کی گئی ہے ۱۲۔ منہ

[5] اس امامت کو الخ۔ یعنی جو شخص عالم ہو اور احکام نماز و طہارت خوب جانتا ہو وہ امامت نماز کے واسطے سب سے بہتر ہے اور جو شخص عالم تو ہو مگر اسے احکام نماز یعنی فرائض و واجبات و سنن نماز یاد نہ ہوں پس اُس سے وہ شخص امامت کے واسطے بہتر ہے جو احکام نماز کو خوب یاد رکھتا ہو اور قرأت صحیح و صاف پڑھتا ہو اگرچہ عالم نہ ہو اور حیف ہے اُن عالموں پر جو عالم تو کہلاتے ہیں مگر احکام نماز سے واقف نہیں ہیں اور عند الضرورت کتاب کے محتاج رہتے ہیں نماز کے احکامات کا علم سینہ میں رہنا چاہیے نہ کہ سفینہ میں اگر جزئیات یاد نہ ہوں تو نہ ہوں مگر کلیات کا ازبر ہونا بہت ضروری و لازمی امر ہے منہ ۱۲۔

پھر جو ہوں دو شخص ایسے ایک جا	ہو امام اُنمیں جو قاری[۵۱] ہو سوا
اور جو ایسے بھی ہوں دو اک دیں شعار	ہو مقدم اُن میں بس پرہیزگار
اور جو ہوں ایسے بھی دو لے نیکنام	جو بڑا ہو عمر میں وہ ہو امام
پھر جو[۵۲] ایسے بھی ہمسر ہوں کہیں	ہو امام اُنمیں سے خوش خلق و حسین
پھر شریف خانداں جو سب میں ہو	پھر مقدم کر تو خوش آواز کو
پھر وہ[۵۳] بی بی جسکی ہو صاحب جمال	پھر وہ جس کے پاس ہو مال حلال
پھر ہے[۵۴] وہ - کپڑا ہو عمدہ جسکے پاس	فاخرہ مشروع ہو اُس کا لباس
پھر وہ جس کا سر بڑا ہو اے ندیم	پھر مسافر پر مقدم ہے مقیم
قرعہ ڈالیں پھر جو ایسے بھی ملیں	یا کہ سب[۵۵] مل کر پسند اُنمیں کریں
عاقل[۵۶] و بالغ و لیکن ہو امام	ہاں صبی کافی ہو صبیاں کو امام
جاہل - اندہا - یا حرامی - یا غلام	بدعتی - ہو یا کہ فاسق ہو - امام

۵۱ اُن میں جو قاری الخ - یعنی اگر کسی جگہ دو شخص ایسے یا چند اشخاص ایسے موجود ہوں جو احکام نماز کو خوب جانتے ہوں تو اُن میں جو شخص سب سے زیادہ قاری ہو وہ امام بنایا جائے اور قاری اس کو کہتے ہیں جو خوب تجوید اور صحت کے ساتھ قرآن مجید پڑھتا ہو اور حروف کو اُن کے مخارج و صفات کی مراعات سے خوب ادا کرتا ہو اور ادنیٰ درجہ قرارت کا یہ ہے کہ جملہ حروف صاف صاف قاری کی زبان سے نکلتے ہوں ٹوٹے ہوئے ادھ کٹ حروف نہ نکلتے ہوں اور جسکی زبان سے ٹوٹے ہوئے ادھ کٹ حروف نکلتے ہوں یا کہ (ش) کی جگہ (س) یا حائے حطی کی جگہ ہائے ہوز یا قاف کی جگہ کاف نکلتا ہو تو وہ شخص اَن پڑھ اور جاہل ہے اس کے پیچھے قاری کی نماز درست نہیں ہے اور خود اس کی بھی اپنی نماز نہ ہوگی اگر وہ شخص اسکے سیکھنے میں انتہا درجہ کا جہد بلیغ نہ کرے گا ہاں اگر اس کی زبان خلقتہً ایسی ہو کہ بعد کوشش تام بھی قدرت نہ پائے اور زبان صاف نہ ہو تو ایسی مجبوری میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی مگر امامت اس کی جائز نہ ہوگی سوا اُس شخص کی اقتدا کے جس کی غلطی اسی کی غلطی کے مثل ہے مثلاً ایک سے طا ادا نہیں ہو سکتی لیکن وہ حا ٹھیک ادا کر سکتا ہے تو ان میں بھی ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا ۱۲ منہ ۵۲ پھر جو ایسے بھی الخ - یعنی اگر ایسے ہی دو یا چند کس موجود ہوں تو ان میں سے وہ امام بنایا جائے جو زیادہ خوش خلق ہو اور اس کے بعد پھر وہ امام بنایا جائے جو زیادہ خوبصورت ہو حسن کے آگے جو واؤ ہے وہ اگرچہ عاطفہ ہے لیکن یہاں بعد کے معنی رکھتا ہے ۱۲

۵۳ پھر وہ بی بی الخ - یہ اس وجہ سے ہے کہ جس کی بی بی بہت خوبصورت ہوگی اس کی نیت ثابت ہوگی ڈانواں ڈول نہ ہوگی اور یہ بھی ایک صفت ہے تقوی کی اور یہ بات ان اہل قرابت کیلئے ہے جن کو ایک دوسرے کی بی بی کا حال معلوم ہو ۱۲ منہ ۵۴ پھر ہے وہ - الخ یعنی لباس نفیس و پاکیزہ تو ہو مگر مشروع ہو کیا معنی کہ جسکا پہننا شرعاً جائز ہو ریشمی یا زری کا نہو کہ وہ مردوں کیواسطے حرام ہے اور حرام لباس سے نماز پڑھنا سخت ناجائز ہے اور وہ نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے جسکا اعادہ دیگر کپڑوں سے جو مشروع ہوں واجب ہے ۱۲ منہ ۵۵ اصل یہی ہے کہ بعد عالم و قاری و متقی کے جس شخص پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جاوے وہ امام بنایا جائے اور اگر اجماع نہ ہو سکے اور اختلاف باقی رہے تو قرعہ ڈال کر قطع نزاع کر لیں - ۱۲ - منہ

۵۶ عاقل و بالغ الخ یعنی جو صفات کہ امام ہونے کے اوپر بیان کیے گئے اُن صفات کے ساتھ جو امام کہ متصف ہو اس کا عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے اگر امام مجنون ہوگا تو اس کے پیچھے نماز کسی کی نہ ہوگی یا اگر وہ نابالغ ہوگا تو اس کے پیچھے بالغوں کی نماز نہ ہوگی نابالغوں کی البتہ ہو جائیگی - ۱۲ منہ

پس نماز ان سب کے پیچھے بایقیں ‏ ‏ ہوتی ہی[۵۱] مکروہ سن اے پاک دیں

مرد کی ہو گر کوئی عورت امام ‏ ‏ یا کہ خنثیٰ یا کہ لڑکا اے ہمام

یا کہ قاری پیچھے اُمی کے پڑھے ‏ ‏ یا کہ ساتر ننگے کے پیچھے پڑھے

نفل و سنت والے کی لے یا خدا ‏ ‏ فرض و واجب میں کرے یا اقتدا

فرض و واجب یا نہ ہوں دونوں کا ایک ‏ ‏ مقتدی کے اور ہوں ای مرد نیک

پس[۵۲] نماز اس کی نہ ہوگی زینہار ‏ ‏ پھر پڑھے وہ مقتدی خام کار

پڑھ رہا ہو جو تیمم سے نماز ‏ ‏ باوضو کی اُسکے پیچھے ہے جواز

پیچھے قاعد کے اگر قائم پڑھے ‏ ‏ اقتدا کُبڑے کی یا سیدھا کرے

یا کہ لنگڑے کے پڑھے پیچھے نماز ‏ ‏ بے تکلف سب کی جائز[۵۳] ہی نماز

صف کھڑی ہوں اسطرح پر ای امام ‏ ‏ آگے تو اور مرد پیچھے ہوں تمام

پھر ہوں لڑکے پھر ہوں خنثی بیحیا ‏ ‏ اُن کے پیچھے عورتیں با صد حیا

۵۱ ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی جاہل و نابینا اور ولد الزنا اور غلام شرعی اور بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے کیا معنی کہ ان سب لوگوں کے پیچھے نماز باجماعت جائز تو ہے لیکن بوجہ خارجی مکروہ ہے ہاں ان میں سے بعض لوگوں کے پیچھے مکروہ تنزیہی ہے اور بعض کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور اسکی تفصیل فقہ کی بڑی کتابوں میں دیکھنا چاہیئے البتہ اہل جماعت کو مناسب بہت ہے کہ جب تک ان کو امام اچھا اور نیک کہ اور متصف بصفات حمیدہ میسر آ سکے اُس وقت تک اِن جیسوں میں سے کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور بدعتی اُس کو کہتے ہیں کہ جو بدعت سیئہ کا مرتکب ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں عملی اور اعتقادی۔ عملی جس طرح قبر دل پر یا درختوں پر [illegible] یا اہل قبور سے بذاتہ منتیں مانگنا اور اس کا [illegible] بیان زیارت قبور کے بیان میں آویگا) یا [illegible] زنانہ لباس پہنتا یا جوڑا باندھنا یا عورت ہو کر [illegible] لباس پہنا یا دین میں کوئی نئی بات ایسی پیدا کرنا جس سے دین میں نقصان آتا ہو وغیرہ وغیرہ اور بدعت اعتقادی وہ ہے کہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہو چکا ہے اُس کے خلاف عقیدہ رکھنا جیسے خوارج و جبریہ و قدریہ وغیرہم فرقے والے اور یہ بدعت سب میں بدتر ہے جس کی بابت ارشاد ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار یعنی ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے اور جو اُسکا مرتکب ہے وہ ناری ہے ۱۲ منہ

۵۲ پس نماز اُس کی الخ۔ یعنی وہ شخص جس نے کہ مرد ہو کر عورت یا لڑکے یا خنثیٰ کے پیچھے نماز ادا کی یا قاری ہو کر جاہل غلط پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی یا کپڑے پہنے والے نے ستر کھلے ہوئے کے پیچھے یا فرض واجب پڑھنے والے نے نفل یا سنت پڑھنے والے کے پیچھے یا کہ ایک وقت کے فرض پڑھنے والے نے دوسرے وقت کے فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی مثلاً ظہر کی نماز پڑھنے والے نے عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھی تو ان سب مقتدیوں میں سے کسی مقتدی کی نماز نہ ہوگی ایسے مقتدی کو لازم ہے کہ از سر نو اپنی نماز پڑھے ۱۲ منہ

۵۳ جائز ہے نماز الخ۔ یعنی جو شخص کہ کسی عذر شرعی سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اُس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے یا کبڑے کے پیچھے سیدھے آدمی کی نماز یا لنگڑے کے پیچھے ثابت پاؤں والے کی نماز بے تکلف جائز و درست ہے ۱۲ منہ

مقتدی اک ہو جو عورت کے سوا ... دہنی جانب ہٹ کے کچھ وہ ہو کھڑا

ہو نماز[۵۱] اس کی اگر فاسد کبھی ... مقتدی بھی پھر پڑھیں اپنی نئی

جب امام[۵۲] آغاز قرآں کا کرے ... مقتدی چپکا کھڑا سنتا رہے

تجھ کو واجب ہی ہمیشہ اے امام ... پیچھے والوں کی رعایت لاکلام

کم قرارت[۵۳] پڑھ سدا اے مقتدا ... تا نہ ہوں یہ مقتدی تجھ سے خفا

قدر سنت سے نہ زائد پڑھ کبھی ... تا نہ ہو وجہ بار مقتدی

کیونکہ تیرے پیچھے اکثر ای شریف ... ہے کوئی بیمار اور کوئی ضعیف

مقتدی پیچھے سے جب آکر ملے ... کوئی رکعت اسکی گر جاتی رہے

بعد کو وہ اپنی پھر کر لے تمام ... پڑھ[۵۴] کے سب ترتیب سے پھیرے سلام

مقتدی کو اتباع پیش امام ... ہے انھیں احکام کا تابع مدام

جو کہ حکم اس فعل کا ہو اے فقیہ ... فرض و واجب مستحب سنت کریہ

۵۱ نماز اس کی الخ - یعنی امام کی نماز اگر کسی وجہ سے کبھی فاسد ہو جائے تو بوجہ مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی پس امام اور مقتدیوں کو سب کو دوبارہ پھر نماز پڑھنا چاہیئے خواہ وہ امام اور مقتدی پھر ساتھ ساتھ پڑھیں خواہ وہ دونوں علیحدہ علیحدہ ادا کریں جیسا کہ موقعہ ہو ولیا کریں ۱۲ منہ ۵۲ جب امام آغاز قرآن الخ - یعنی امام جس وقت قرارت شروع کرے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ چپ ہو کر اس کو سنیں - حدیث صحیح میں وارد ہے واذا قرأ فانصتوا یعنی حضرت نے فرمایا کہ جب امام قرارت شروع کرے تو تم چپ رہو ۱۲ منہ ۵۳ کم قرارت - الخ یعنی اے امام تو ہمیشہ قرارت سے کم پڑھا کر یا کیا معنی کہ قدر سنت سے زائد ہرگز نہ کرنا تاکہ وہ مقتدی پر بار خاطر نہ ہو اور پھر اس وجہ سے مقتدی تجھ سے ناخوش و ناراض ہوں کیونکہ جماعت میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں بوڑھے اور بیمار اور کمزور پس مقتدیوں کی رعایت امام پر واجب ہے تاکہ ناحق کسی کو تکلیف نہ ہو اور اگر کوئی موقعہ ایسا ہو کہ جہاں پر سب مقتدی جوان و قوی و صحیح ہوں اور نیز وہ سب قرارت طویل کے شایق ہوں تو وہاں قرارت کا بڑھا دینا مستحسن ہے ۱۲ منہ ۵۴ پڑھ کے سب ترتیب سے الخ یعنی جبکہ امام ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ چکے اس کے بعد کوئی مقتدی آکر شریک ہو تو اس کو چاہیئے کہ بعد سلام پھیرنے امام کے جو رکعتیں اس کی فوت ہو چکی ہیں انکو باقاعدہ ترتیب سے پڑھ کر اپنا سلام علیحدہ پھیر کر نماز پوری کرے ترتیب سے یہ مراد ہے کہ مثلاً اگر ظہر میں یا عصر و عشا میں ایک رکعت یا دو رکعتیں فوت ہوئی ہیں تو بعد سلام امام کے وہ کھڑے ہو کر اس ایک رکعت یا دو رکعتوں کو معہ فاتحہ یعنی الحمد اور دوسری سورت کے ملا کر ادا کرے یا کہ اگر تین رکعتیں فوت ہوئیں ہیں تو اول دونوں میں فاتحہ و سورۃ پڑھے اور تیسری میں فقط فاتحہ پڑھے اسی طرح اگر چاروں فوت ہوئی ہیں تو حسب دستور اول دونوں میں فاتحہ اور سورۃ اور اخیر رکعتوں میں محض فاتحہ پڑھے اگر تین رکعتیں سوائے مغرب کے فوت ہوئی ہوں تو اول رکعت بھری پڑھ کر قعدہ اولے کرے پھر اس سے اٹھ کر دوسری رکعت بھری پڑھے اور پھر تیسری میں صرف الحمد پر اکتفا کرے ۱۲ منہ

۵۱ تا کہ تحریمہ الخ یعنی اگر مقتدی ارکان میں سے کوئی رکن امام سے پہلے ادا کریگا تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی مثلاً تکبیر تحریمہ امام سے پہلے مقتدی کرے گا تو اس کی نماز شروع ہی سے قائم نہ ہوگی اور وہ نماز اس کی باطل ٹھہرے گی پس اس کو لازم ہے کہ وہ امام کے تحریمہ کے ساتھ یا امام کے تحریمہ کے بعد از سر نو پھر تحریمہ کرے تاکہ اقتدا کی صحت اس میں پیدا ہو اسی طرح اگر رکوع یا سجدہ میں وہ امام سے پیشتر چلا جائیگا تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی۔ اور اس نماز کا اعادہ اس پر فرض ہوگا۔ اگر کوئی مقتدی اتفاقیہ امام سے پہلے رکوع میں یا سجدہ میں چلا جائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً اس رکوع یا سجدے سے سر اٹھا لے اور پھر امام کے ساتھ یا اس کے بعد رکوع یا سجدہ مکرر کرے تو نماز ہو جائیگی اور یہ رکوع و سجدہ مکرر شمار نہیں ہوگا اور اگر وہ ایسا نہ کریگا اور امام کے رکوع یا سجدے میں جانے سے پہلے سر اٹھائے گا اور پھر وہ امام کے ساتھ یا بعد کو اس کا اعادہ نہ کریگا تو نماز اس مقتدی کی فاسد ہو جائے گی اور اس صورت میں اس جلد باز مقتدی کو اس نماز کو لوٹانا فرض ہوگا اور امام کی متابعت فرضوں میں فرض ہے اور واجب میں واجب اور سنت میں سنت اور مستحب میں مستحب ہے اور اگر امام نماز میں کوئی فعل مکروہ کرے تو مقتدی کو چاہیے کہ اس میں اسکی متابعت نہ کرے اگر اس میں اس کی متابعت کرے گا تو وہ بھی مکروہ ہوگا کیونکہ امام کا جیسا فعل ہے ویسے ہی اس میں متابعت کا حکم ہے

یعنی رکنوں میں ہے فرض ای پاک دین	اور واجب میں ہے واجب بالیقین
پس رکوع و سجدہ یا قعدہ قیام	یا کہ تحریمہ کرے قبل از امام
پھر اُسے ہمراہ فعلِ قدوہ کے	یا کہ بعد اُسکے اعادہ کر نہ لے
فاسد اسکی ہوگی بس فوراً نماز	پھر نئے سر سے پڑھے وہ جلد باز

قضا نمازوں کا بیان

۵۲ گر نماز فرض ہو جائے قضا	اُس قضا کا فرض ہے کرنا ادا
جان لے کہتے ہیں سب اسکو قضا	وقت جب جاتا رہے صلات کا
پس قضائے فرض ہے فرض ای امین	بے پڑھے یہ عفو ہو سکتی نہیں
۵۳ گر قضائیں پانچ تک ہو فرض میں	فرض ہے ترتیب سے پڑھنا انہیں
وتر میں بھی فرض ہے ترتیب ہاں	صاحب ترتیب کو اے مہرباں

۵۲ گر نماز فرض۔ الخ یعنی اگر عاقل بالغ مسلمان کی نماز کسی وجہ شرعی یا غیر شرعی سے قضا ہو جائے تو اس کو بعد از وقت بھی بہ نیت قضا ادا کرنا فرض ہے اور قضا نماز کے وقت فوت ہو جانے کے کہتے ہیں پس فائتہ کا اعادہ فرض ہے اور نماز فرض بغیر ادا کئے کسی طرح معاف نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

۵۳ گر قضائیں پانچ۔ الخ۔ یعنی اگر کسی نمازی کی ابتدائے بلوغ سے ایک موجودہ زمانہ تک صرف پانچ وقت کی نماز فرض فوت ہو گئیں ہوں تو ان سب نمازوں کو یکے بادیگرے ترتیب سے پڑھنا فرض ہے مثلاً ایک دن کی پانچوں قضا نمازوں میں اول فجر اور پھر ظہر اور پھر عصر اور پھر مغرب اور پھر عشاء کی نماز اور عشاء کے بعد وتر پڑھنا چاہیے یہ نہ کرے کہ فجر کی نماز کے بعد ظہر کو چھوڑ کر عصر پڑھنے لگے یا ظہر و عصر کو چھوڑ کر مغرب یا عشاء کی قضا پڑھنے لگے۔ اگر ایسا کریگا تو نماز اس کی نہ ہوگی جس نمازی کے ذمے پانچ فرضی نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں تو انکو صاحب ترتیب کہتے ہیں پس ایسے نمازی کو ان قضا نمازوں کا یکے بادیگرے ترتیب کے ساتھ پڑھنا فرض ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے اور جس نمازی کی فرض نمازیں پانچ سے زائد یعنی چھ یا سات یا اور زیادہ قضا ہو گئیں ہوں تو اس کو صاحب ترتیب نہیں کہتے اور وہ بے ترتیب کہا جائے گا پس ایسا شخص جو نماز پہلے قضا کرے گا وہی جائز ہوگی اس کے ذمے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

صاحب ترتیب وہ ہے باخدا — چھ نمازوں سے ہوں کم جس کی قضا

پہلے پڑھ لے بعد قضا اپنی نماز — جب ادا وقتی کرے وہ پاکباز

[51] یعنی اول وہ قضا کو پھیر لے — بعد اسکے وہ ادا وقتی کرے

گر قضا سے پہلے وہ وقتی پڑھے — پس نماز وقتیہ فاسد رہے

[52] پھر اسے وقتی کا پڑھنا ہے ضرور — جب قضا کو پڑھ چکے وہ ذی شعور

[53] بھولنا یا تنگ ہونا وقت کا — پانچ فرضوں سے ہوں یا زائد قضا

تینوں سے ساقط ہی ترتیب ہو ذکی — ایسی صورت اب ہی جائز وقتی کی

سب قضائیں جب وہ کر لیگا ادا — صاحب ترتیب پھر ہو جائے گا

بیمار کی نماز کا بیان

ہو کھڑے ہونے سے عاجز جو بشر — فرض و واجب بھی پڑھے وہ بیٹھ کر

---

۵۱ یعنی اول الخ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر و تشریح کرتا ہے یعنی جو نمازی کہ صاحب ترتیب ہو اس کی اگر ایک یا دو تین چار یا پانچ فرضی نمازیں فوت ہو جائیں تو اس کو چاہیئے کہ پیشتر سب قضا نمازیں پڑھ لے اس کے بعد وقتی نماز ادا کرے اگر ان نمازوں کو پہلے نہ پڑھے گا اور وقت کی نماز ادا کرنے لگے گا تو یہ وقت کی نماز ادا نہ ہو گی جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے اور جس طرح کہ اوپر کے حاشیہ میں بھی بیان کر دیا ہے ۱۲ منہ

۵۲ یعنی اگر صاحب ترتیب قضا نمازوں کو چھوڑ کر وقت کی نماز ادا کرے گا اور اس وقت کی نماز پڑھ لینے کے بعد قضا نمازیں پھیرے گا تو اس کو لازم ہے کہ وہ وقت کی نماز اب پھر ادا کرے۔ کیونکہ وہ نماز جو اس نے قضا نمازوں سے پیشتر پڑھ لی تھی وہ نہیں ہوئی لہذا اب اس کا قضا کے بعد مکرر ادا کرنا ضرور ہوا یہ ہے تفسیر اس شعر کی ۱۲

۵۳ یہ بیان ہے ترتیب کے ساقط ہونے کا یعنی فرض نمازوں کا یکے بعد دیگرے سلسلہ وار ادا کرنا کس صورت میں فرض نہیں رہتا ان میں سے اول شکل جاننا ہے کہ اگر نمازی کو قضا نماز یاد نہیں رہی اور بھول کر اس نے وقت کی نماز پڑھ لی اور سلام تک قضا نماز یاد نہ آئی تو اس حالت میں یہ وقتیہ جائز ہو جائے گی اور اگر سلام سے پہلے قضا یاد آ جائے گی اور وقت میں وسعت ہو گی تو پھر یہ وقتیہ فاسد ہو جائے گی اس پر لازم ہے کہ ایک سے پانچ تک فوت شدہ نمازیں جس قدر ہوں ان کو پہلے پڑھ کر ان کے بعد وقتیہ پڑھے دوم وقت کے تنگ ہو جانے سے بھی وقت کی نماز درست ہوتی ہے۔ سوم پانچ نمازوں سے زائد نمازوں کا قضا ہو جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے۔ ۱۲ منہ

۵۱ ریل میں ہو الخ یعنی سفر کرنے والا خواہ ریل میں سفر کرے خواہ پیدل چلے غرضیکہ مراد یہ ہے کہ وہ تین منزل یعنی ۳۶ کوس یا ۵۷ میل تک سفر کرنیکا ارادہ رکھتا ہو۔ ریل کے سفر میں جملہ سواریوں کا سفر داخل ہے۔ اونٹ گھوڑا گاڑی۔ موٹر۔ بائیسکل وغیرہ کچھ ہو غرض کہ جو کوئی ۳۶ کوس کے چلنے کا کسی سواری میں ارادہ کرے یا پیدل چلے پس وہی شرعی مسافر کہلائیگا اور اس پر نماز فرض کا قصر کرنا واجب ہو جائے گا۔ شریعت میں ایک منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے اور تین منزل کے جانے والے کو مسافر بولتے ہیں پس تین منزل کا چلنے والا خواہ تین دن میں وہ منزلیں پوری کرے خواہ یلغار کرکے ایک دن میں طے کرلے یا ریل وغیرہ میں دو ڈیڑھ گھنٹے میں پہنچ جائے اور اس سفر میں خواہ تکلیف ہو یا نہ ہو قصر ہر طرح پر واجب ہے اور اس کے نہ کرنے سے گنہگار ہوگا اگرچہ نماز ہو جائے گی اور اس کا اعادہ واجب ہوگا یہ مقدار مسافت سفر کے لئے جو ہم نے بتائی میدان کے سفر کے لئے ہے دریا کا اور پہاڑ کا سفر اس میں شامل نہیں ہے ان سفروں میں وہاں کی منزلیں معتبر ہیں وہاں جو جگہ تین منزل ہو اس کے قصد پر مسافر کہا جائے گا ۱۲۔ منہ

مسافر کی نماز کا بیان

جس مسلماں کا ہو قصد اسے نیکذات ... قطع رہ کا تین دن یا تین رات

تین منزل جو کوئی جائے کہیں ... قصر[۵۲] اس پر ہے واجب بالیقیں

ہو ہر ایک منزل وہ بارہ کوس کی ... ریل[۵۱] میں ہو یا کہ پیدل ہو کوئی

پس[۵۳] وہ قصر اپنی نمازوں میں کرے ... چار رکعت کی جگہ پر دو پڑھے

صبح[۵۳] اور مغرب میں کرنا قصر کا ... اس کو نا جائز ہے اور ہی ناروا

سنتوں اور وتر میں بھی منع ہے ... قصر انکیں بھی نہیں اے نیک پے

سنتوں کا ہے سفر میں اختیار ... خواہ چھوڑ اور خواہ پڑھ ای شہسوار

لیک[۵۴] پڑھنا ان کا افضل ہی ضرور ... وقت اطمیناں نہ کرنا تو قصور

پڑھ سفر میں سنتیں وقت قرار ... چھوڑ سکتا ہی انھیں وقت فرار

[illegible]

۵۲ یعنی وہ مسافر ظہر و عصر و عشا میں دو دو رکعت پڑھے ۱۲ منہ۔

۵۳ نماز صبح و مغرب کو قصر نہ کرے بدستور ادا کرے۔ ۱۲۔ منہ

۵۴ لیک پڑھنا ان کا الخ۔ یعنی سنن موکدہ کا سفر میں پڑھنا بہ نسبت نہ پڑھنے کے اچھا ہے کیا معنی کہ اگر سفر میں کسی مقام پر باطمینان ٹھہرا ہوا ہو تو وہاں سنتوں کو ضرور پڑھے اور اطمینان کے وقت ان کے پڑھنے میں کمی نہ کرے اور اگر سفر میں چل رہا ہو اور منزل پر ہو یا چلنے کا وقت قریب ہو اور یہ خیال ہو کہ سنتیں پڑھے گا تو قافلہ چلا جائیگا یا ریل چھوٹ جائیگی تو نہ پڑھے اس موقع پر صرف فرض و واجب پر اکتفا کرے ۱۲ منہ

ہو کہ جس ہو کوئی [illegible]   وہ شہادت کا شرف حاصل کرے
ہیں فضائل اُس کے بے حد و شمار   لکھ نہیں سکتا بوجہ اختصار
[illegible] شرائط اسکے کہتا ہوں تمام   شرط ہے جمعہ کو اذن عام[۵۱]
دوسرے[۵۳] ہو شہر یا اس کی جگہ   جو ہو اسلامی ضلع یا پرگنہ
شہر یا قصبہ ہو یا ہو دار کا   گو ہو قبضہ اس پہ اب اغیار کا
ایک مسجد بھی ہو اسمیں بیگماں   جسمیں ہوتی ہو جماعت اور اذاں
شرط[۵۴] ہے خطبہ کا پڑھنا تیسرے   جو کہ ہو پہلے نماز جمعہ سے
خطبہ[۵۵] اور جمعہ کو دونوں کو مدام   شرط ہے پھر وقت ظہر اے نیکنام
شرط ہے اس کو جماعت[۵۶] بھی اخی   ہوں نہ جسمیں تین سے کم مقتدی
فرض[۵۷] ہیں جمعہ میں دو رکعت تمام   جہر واجب ہے قرأت میں مدام
ہے اذاں[۵۸] مسنون خطبہ کے لئے   اور ہے تکبیر جمعہ کے لئے

۵۱ اذن عام۔ الخ اب یہاں سے نماز جمعہ کا بیان شروع ہوا اور مصنف نے پہلے اس کی شرائط بیان کی ہیں [illegible] کو کہتے ہیں کہ [illegible] پائی نہ جائے تب تک مشروط بھی [illegible] بغیر کہ جس کے واسطے شرط کی گئی [illegible] مثلاً اذن عام [illegible] پایا جائے اس وقت تک نماز جمعہ درست نہ ہوگی [illegible] ادائے نماز [illegible] متولی مسجد کی طرف سے ذاتی [illegible] کر دیا گیا ہو اگر ایسا ہو تو اذن عام جاتا رہے گا اور نماز جمعہ جائز نہ ہوگی ۵۲ [illegible] یعنی [illegible] ہے کہ جس جگہ [illegible] جمعہ پڑھی [illegible] کوئی اسلامی ضلع یا پرگنہ ہو یا اس کے متصل ہو [illegible] ہو کہ جس کے اندر بازار وغیرہ ہوں [illegible] مختلف قسم کے [illegible] ایک مسجد ایسی ہو کہ جس میں پنجگانہ اذان و نماز جماعت ہوتی ہو تو اس میں بالاتفاق سب کے نزدیک جمعہ درست ہے اور ایسا مقام یقینی شہر کا حکم رکھتا ہے اگرچہ کتنا ہی چھوٹا ہو اور اپنے [illegible] کے یہ مطلب ہے کہ وہ ملک قدیم الایام میں اسلامی مفتوحہ ہو اگرچہ فی الحال وہ اسلام کے قبضہ سے نکل کر غیر اسلام و دیگر اقوام کے قبضہ و حکومت میں ہو جس طرح ہندوستان کہ یہ قدیمی اسلامی مفتوحہ ملک ہے گو کہ اس وقت سرکار انگریزی کے زیر حکومت ہے لہٰذا وہ ہمیشہ دارالاسلام کے حکم میں رہے گا جب تک کہ شعائر الاسلام اس میں جاری ہیں اور چونکہ سرکار انگریزی اپنی مہربانی اور نیک نیتی سے ہمارے فرائض مذہبی میں کسی قسم کی مزاحمت و دست اندازی نہیں کرتی اس وجہ ہندوستان دارالحرب ہرگز نہیں ہے اور یقیناً دارالاسلام کے حکم میں ہے لہٰذا یہاں تمام شہروں اور قصبوں میں جمعہ بے شبہ واجب ہے اور اس کا ادا کرنا لازمی ہے اور چونکہ جمعہ کے واسطے شہر کا ہونا شرط ہے گو کہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو مثل قصبات وغیرہ کے۔ لیکن دیہات و قریات کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور اکثر علما کو ان میں جمعہ ہونے میں تردد ہے پس جو موضع کہ خوب بڑا ہو اور اس میں بازار وغیرہ بھی جڑتا ہو اگرچہ ہفتہ میں ایک بار ہی کیوں نہ ہو جس کو ہندوستان میں عوام پینٹھ بولتے ہیں اور اس موضع میں ایک مسجد بھی ہو جس میں معمولاً اذان و نماز باجماعت ہوتی ہو تو جمعہ اس میں بھی ضرور جائز ہے ہاں جو موضع کہ ایسا نہ ہو جس کو ردیہ ہو یعنی بہت چھوٹا گاؤں ہو جس کو ہماری طرف ٹگلہ کہتے ہیں اور بعض جگہ گونٹیا بولتے ہیں جو کہ بڑے مواضعات کے اکثر مزارعات ہوتے ہیں تو ایسی جگہ بیشک جمعہ نہیں پڑھنا چاہیئے کہ نص صریح کے خلاف ہے اور ظاہر الروایۃ کے مخالف ہاں اگر کہیں ایسی جگہ بھی پہلے سے جمعہ ہوتا چلا آتا ہو تو اس سے منع بھی نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا بند کرنا خلاف مصلحت شرع شریف کے ہے ائمہ دین کا ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ عوام مسلمان جس طرح بھی اللہ اور رسول کا نام لیں انہیں روکنا پسند نہیں کرتے اگر اس سے روکا جائیگا تو وہ فضولیات معاصی میں اپنا وقت صرف کریں گے تو اس سے بھی بہتر ہے کہ وہ نام خدا لیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے ناجائز وقت میں نماز شروع کی لوگوں نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے عرض کی کہ آپ منع نہیں فرماتے (بقیہ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

عیدین کی نماز کا بیان

[۵۱] عید فطر اور عید قرباں ہیں مدام — ہے دوگانہ ایک واجب تا کلام

ہیں شرائط اُن کے جمعہ کے تمام — لیکن اتنا فرق ہے اے نیکنام

شرط ہے جمعہ کو خطبہ پیشتر — ان میں سُنت بعد کو ہے وہ مگر

جمعہ کو سُنت ہے مسجد لا کلام — اور یہ ہیں بیرون شہر اولیٰ مدام

بعد رمضاں کے یکم شوال کو — دن ہے عید الفطر کا ایک نیک خو

[۵۲] ہو یکم کو کچھ اگر سہو و غلط — دوسرے دن بھی یہ جائز ہو فقط

[۵۳] ہے دہم ذی الحجہ کو عید اضحیہ — بارھویں تک ہے نماز اسکی روا

[۵۴] دونوں عیدوں کی نمازوں میں مدام — چھ ہیں تکبیریں زیادہ لا کلام

ہیں ہر اک رکعت میں زائد تین بار — دونوں ہاتھ انہیں اُٹھائیں جملہ یار

---

۵۱ عید فطر۔ الخ۔ یعنی دونوں عیدوں میں دوگانہ پڑھنا سُنت ہے اور خطبہ ان میں بعد کو پڑھنا واجب ہے۔ ۱۲۔ منہ ۵۲ ہو یکم کو الخ۔ یعنی عید الفطر کا دن یکم شوال کو مقرر ہے اگر مطلع غبار آلود ہونے سے ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے اور در حقیقت چاند ہوا اور اس کی صبح کو کہیں سے خبر آجائے کہ چاند ہو گیا اور خبر آنے کے وقت تک نماز کا وقت نہ رہا تو ایسی صورت میں دوسرے دن ہی نماز عید درست ہے یا کسی اور دوسری مجبوری سے اس دن نماز عید نہ ہو سکی تو دوسرے دن یہ جائز ہے لیکن بلا وجہ یہ ہرگز جائز نہیں ۱۲۔ منہ ۵۳ ہے دہم ذی الحجہ کو الخ۔ یعنی عید الضحیٰ کی نماز کا دن دسویں ذی الحجہ کو ہے لیکن اس کی تاخیر بلا وجہ بھی بارھویں کے نصف النہار شرعی تک جائز ہے اگرچہ خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی ہے اور عذر میں تو کچھ بُرائی نہیں ہے ۱۲۔ منہ ۵۴ دونوں عیدوں کی۔ الخ یعنی ان میں چھ تکبیریں فاضل ہوتی ہیں اور ہر رکعت میں تین تین تکبیریں فاضل بولی جاتی ہیں اور دونوں ہاتھ ان میں اسی طرح اٹھائے جاتے ہیں جیسے تکبیر تحریمہ میں۔

کہہ کے دو تکبیروں کو ای باادب — ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں نیچے کو سب

تیسری تکبیر کہہ کر صاف صاف — ہاتھ اٹھا کر باندھ لیں وہ زیر ناف

پہلی رکعت[51] میں ثنا پڑھ کر ضرور — بولیں تکبیرات تینوں بے قصور

دوسری[52] میں تینوں تکبیریں مگر — بعد سورت ہیں۔ رکوع سے پیشتر

ہاتھ[53] اٹھا کر چھوڑا ان میں باخضوع — تینوں دفعہ۔ چوتھی سے کریں رکوع

دیسے[54] وہ فطرہ بھی جو رکھتا ہو نصاب — نقد ہو یا مال و اسباب ای جناب

ساڑھے باون تولہ چاندی جانئے — سونا ساڑھے سات تولے مانئے

روپے ہیں اس سکہ سی جو آج ہے — ساڑھی باون تولے کے چھپن روپے

شرط اسمیں کچھ تجارت کی نہیں — چاہئے موجود ہونا بالیقیں

اپنی[55] اور اولاد نابالغ تمام — اور کنیزیں زرخرید یا غلام

سب کی جانب سی یہ واجب ہی مگر — صدقہ ہی اولاد کا بس باپ پر

---

[51] پہلی رکعت الخ یعنی عیدین کی پہلی رکعت میں ثنا جس کو سبحانک اللہم وبحمدک آخر تک کہتے ہیں اس کو پڑھ کر تکبیرین مذکور کہے اور بعد تکبیرات زائدہ کے قرأت شروع کرے اور پھر حسب دستور رکوع و سجود ادا کرے ۱۲ منہ

[52] دوسری الخ عیدین کی دوسری رکعت میں تینوں تکبیریں بافاصلہ قرأت الحمد اور سورۃ پڑھ لینے کے بعد اور رکوع کرنے سے پہلے کہے اور ان میں بھی رفع یدین کرے ۱۲ منہ

[53] ہاتھ اٹھا الخ۔ یعنی اس دوسری رکعت کی تینوں فاضل تکبیروں میں بھی دونوں ہاتھ اٹھا کر نیچے لا کر چھوڑ دے اور پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ کر رکوع کرے تفصیل اس کی یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں نیت کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہے اور زیر ناف دونوں ہاتھ لا کر باندھے اور ثنا پڑھے اس کے بعد دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نیچے لا کر بالکل چھوڑ دے اس کے بعد دوبارہ پھر یونہی دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور نیچے لا کر چھوڑ دے اس کے بعد پھر سہ بارہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھوں کو زیر ناف باندھ لے پھر امام اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر قرأت شروع کرے اور مقتدی چپ ہو کر سنے قرأت کے بعد رکوع و سجدے بجا لائے اس کے بعد پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر فوراً قرأت شروع کرے اور بعد ختم حمد اور سورۃ کے امام اور مقتدی سب پہلی رکعت کے مانند ہاتھ اٹھا اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور اس میں تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ نہ باندھیں بدستور کھلے رکھیں اور چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں اور بعد رکوع کے سجود و قعود کر کے نماز پوری کریں ۱۲ منہ

[54] دے وہ فطرہ الخ۔ فطرہ عید الفطر کے صدقہ کا نام ہے یعنی صدقہ فطر صاحب نصاب پر دینا واجب ہے اور نصاب ۵۲½ تولے چاندی کا ہونا ہے جس کے چہرہ دار سکہ رائج الوقت سے چھپن روپے ہوتے ہیں کیونکہ روپیہ ۱۱ ماشہ کا ہے اور سونے کا نصاب ۷½ تولہ ہوتا ہے پس اس مقدار کی نقدی یا اسکی مالیت موجود ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اور اسمیں سال کا گذرنا شرط نہیں ہے اور نہ اس مالیت میں تجارت کی نیت ہونا شرط ہے بلکہ اس قدر نقد یا دیگر مال حاجت اصلیہ کے علاوہ اسوقت موجود ہونے سے صدقہ فطر و قربانی دونوں واجب ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ

[55] اپنی اور اولاد۔ الخ۔ یعنی یہ صدقہ فطر اپنی ذات اور اپنی اولاد نابالغ اور اپنے زرخرید غلام باندیوں ان سب کی طرف سے دینا واجب ہے مگر یہ صدقہ فطر بچوں کی طرف سے صرف باپ پر واجب ہے ماں پر واجب نہیں ہے اگرچہ ماں کتنی ہی دولتمند ہو اور عید قرباں میں قربانی صرف اپنی ہی ذات کی طرف سے واجب ہے بچوں کی طرف سے یا غلام باندیوں کی طرف سے یہ واجب نہیں ہے ہاں اگر ان سب کی طرف سے بھی قربانی کرے تو بہت اولیٰ و افضل ہے ۱۲ منہ

بھول جائے گر امامِ حق طلب | مقتدی سالک ہوں اُسکے سبب
مستحب کھانا ہے عید الفطر کو | پہلے پڑھنے سے نماز اے نیکخو
عید قرباں میں وے اے نیکنام | مستحب ہے بعد کو کھانا طعام
فطر کے دن عیدگہ کو جب چلے | راہ میں تکبیر آہستہ کہے
عید قرباں میں ولیکن پھر واں | بولیں تکبیرات چلّا کر وہاں
وقت[۵۱] ان کا اور نماز چاشت کا | ایک ہے دونوں کا بیچون و چرا

سجدۂ سہو کا بیان

جب[۵۲] نمازی رکن کوئی دے بدل | یعنی پہلے کرے پیچھے کا عمل
یا کہ پہلے کو کرے آخر میں جا | یا مکرر رکن کو اُس نے کیا
سہو سے یا کوئی واجب چھوٹ[۵۳] جائے | یا ادائے رکن میں تاخیر آئے

۵۱ وقت ان کا الخ۔ یعنی عیدین کی نماز کا وقت اور چاشت کی نماز کا وقت ایک ہے کہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو اس وقت سے زوالِ آفتاب سے پہلے نصف النہار شرعی تک رہتا ہے ۱۲ منہ ۵۲ جب نمازی الخ۔ یعنی جبکہ نمازی کوئی رکن نماز کا اول بدل کر دے کیا معنی کہ بھول کر ایک رکن کو جو کہ بعد میں کرنیکا تھا اسے پہلے کر لے مثلاً رکوع کہ قراءت قرآن ختم کرنے کے بعد کرتے ہیں وہ اس نے قراءت پڑھنے سے پیشتر کر لیا اور پھر رکوع سے سر اٹھا کر قراءت پڑھی یا سجدے جو کہ رکوع کے بعد کرتے ہیں وہ اس نے بھول کر رکوع سے پہلے کر لئے اور پھر یاد آنے پر سجدے سے اٹھ کر رکوع کیا یا ایک رکن کو بھول کر مکرر کیا مثلاً دو رکوع کئے یا تین یا چار سجدے کئے تو ایسی صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے جس کا بیان آگے آویگا ۱۲ منہ ۵۳ چھوٹ جائے الخ۔ یعنی اگر نماز کا کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے مثلاً قعدہ اولے کہ واجب ہے اگر وہ ترک ہو جائے یا آنکہ ایک واجب کو دوبار یا تین بار ادا کر جائے مثلاً قعدہ اولے دوسری رکعت میں کرے اور پھر تیسری میں بھی کرے یا کہ پہلی رکعت میں اور دوسری میں کرے یا کہ تینوں میں کرے یا کسی فرض کے ادا کرنے میں بلا سبب تاخیر کرے مثلاً قعدۂ اولے یا قعدہ اخیرہ میں کہ فوراً التحیات کا پڑھنا واجب ہے اور یہ شخص قعدہ ہائے مذکورہ میں دیر تک چپکا بیٹھا رہے اور پھر دیر کے بعد التحیات کا پڑھنا شروع کرے یا آنکہ قعدہ اولے میں التحیات پڑھنے کے بعد فوراً قیام کے واسطے نہ اٹھے کچھ دیر بیٹھا رہے یا درود پڑھے اور پھر اٹھ کر قیام کرے کہ ان سب سے ادائے فرض میں تاخیر ہوتی ہے غرض کہ جب کبھی نمازی سے سہواً ترک واجب ہو گیا معنی کہ خواہ واجب چھوٹ جائے خواہ بڑھ جائے خواہ واجب اپنی جگہ سے بدل جائے خواہ اس کے یا کسی رکن کے ادا کرنے میں تاخیر عمل میں آئے خواہ نماز کا کوئی رکن سہواً اپنی جگہ سے بدل جائے یا مکرر ہو جائے یا رکعات نماز میں بیشی کر جائے بشرطیکہ قعدہ اخیرہ اپنی جائے معینہ سے ترک نہ ہونے پائے تو یہ سب صورتیں ترک واجب میں ہی داخل ہیں کیونکہ نماز کو اسکی ترتیب و ترکیب مقررہ کے بموجب ادا کرنا واجب ہے پس جبکہ سہواً اس میں فرق پڑا تو ترک واجب ہوا پس ترک واجب سے سجدۂ سہو کرنا واجب ہے تاکہ نماز کا نقصان اس سے دور ہو جائے اور شیطان جس کے اغوا سے یہ نوبت پہنچی اس کو ندامت اور ذلت نصیب ہو اصل یہ ہے کہ ترک فرض سے نماز باطل ہوتی ہے اگرچہ سہواً ہو اور ترک سنت و مستحب سے سجدۂ سہو بھی لازم نہیں تا اگرچہ سہواً ہو اور ترک واجب میں دو صورتیں ہیں اگر کسی نے واجب قصداً ترک کیا تو گنہگار ہوا اور نماز ناقص ہوئی اب سجدہ سہو سے اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی بلکہ اعادہ ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے تاکہ نقصان اول کا معاوضہ پورا ہو جائے اور اگر سہواً واجب چھوٹ گیا خواہ ایک خواہ زیادہ تو اس کے رفع خلل کے واسطے یہ سجدہ لازم ہے اسی طرح اگر کوئی واجب بڑھ جائے تب بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا یا رکن نماز میں تاخیر آئے جیسا کہ اوپر مفصلاً بیان ہوا ادائے رکن میں اسقدر تاخیر ہے کہ جتنی دیر میں آدمی تین بار سبحان اللہ کہے تو ادائے رکن میں اسقدر تاخیر ہونے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ۱۲ منہ

یا کرے تبدیل واجب میں کوئی ۔۔۔ الغرض ہو ترک واجب جب کبھی
پڑھ کے آخر میں تشہد ہی نرا[51] ۔۔۔ پھیر کر پہلا سلام اے باخدا
دو کرے سجدے ادا فی الفور تب ۔۔۔ بولے اُن دونوں میں وہ تسبیح رب
دونوں سجدے پورے جب وہ کر چکے ۔۔۔ بیٹھ کر سارا تشہد پھر پڑھے
بعد ازیں پڑھ کر درودیں اور دُعا ۔۔۔ پھیرے اب دونوں سلام ای باخدا
خواہ پہلے ہی درودیں اور دُعا ۔۔۔ پڑھ لے۔ آخر میں تشہد ہو نرا
بس اسی کا نام سجدہ سہو جان[52] ۔۔۔ ہی یہ واجب ترک واجب سے میاں
مقتدی کا سہو ہے مہمل مدام[53] ۔۔۔ معتبر ہے سہو تنہا و امام

جنازہ کی نماز کا بیان

جب مسلماں آدمی مرنے لگے ۔۔۔ آخری دم اپنے جب بھرنے لگے

---

[51] پڑھ کے آخر میں تشہد ہی نرا۔ الخ۔ آخر میں یعنی قعدہ آخر میں اب یہاں سے ترکیب سجدہ سہو کی بتائی جاتی ہے یعنی جب کہ نماز میں سہواً کوئی واجب ترک ہو جائے تو نمازی کو لازم ہے کہ قعدہ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھ کر ایک سلام پھیرے اور سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے سجدے کئے بعد بگرے نماز کی مانند کرے اُن کے بعد پھر بدستور قعدہ کرے اور اسمیں اب پھر تشہد یعنی التحیات پڑھے اور التحیات کے بعد درود و دعا پڑھے دونوں طرف سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے یا یوں کرے کہ پہلی مرتبہ التحیات اور درود و دعا سب پڑھ کر سلام پھیرے اور پھر دو سجدے کرے اور اُن کے بعد بیٹھکر پھر صرف التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور نماز پوری کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ اول و دوم دونوں دفعہ میں التحیات و درود و دعا سب پڑھے غرض کہ تینوں صورتیں جائز ہیں کسی میں حرج نہیں مگر یہاں معمول اور مروج پہلی ہی صورت ہے واضح ہو کہ اس بارہ میں فقہا کا اختلاف ہے کہ اول مرتبہ ایک سلام پھیر کر سجدہ سہو ادا کرے یا دونوں طرف سلام پھیر کر سجدے کرے شرح وقایہ والے نے تو ایک طرف سلام کے بعد سجدہ سہو اختیار کیا ہے اور یہی مذہب قوی و منتی بہ ہے اور صاحب ہدایہ نے دونوں طرف سلام کے بعد سجدہ سہو صحیح کہا ہے اور یہ قول ضعیف و متروک ہے اس لئے کہ بعض علما نے فرمایا کہ اگر دونوں سلام پھیر دیگا تو سجدہ سہو ساقط ہو جائیگا اور نماز دُہرانی پڑے گی۔ ۱۲۔ منہ۔

[52] پس اسی کا نام۔ الخ یعنی جو ترکیب کہ سجدہ سہو کی بتائی گئی اسی کا نام سجدہ سہو ہے اور یہ ترک واجب سے واجب ہوتا ہے جیسا کہ اوپر مشرح بیان کر دیا گیا ہے اور ترک فرض سے واجب نہیں ہوتا یعنی کہ اگر کوئی رکن نماز کا سہواً بالکل ہی چھوٹ جائیگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر وہ نماز سجدہ سہو کرنے سے درست نہیں ہو گی کیونکہ سجدۂ سہو سے وہی نماز درست ہوتی ہے جسمیں واجب سہواً ترک ہوتا ہے فرض کے ترک ہونے سے عمداً ہو خواہ سہواً نماز نہیں ہوتی البتہ فرض کے تغیر و تبدل یا تاخیر سے نماز ہو جاتی ہے جب ہی اس لئے بعد سجدۂ سہو کر لیا جائے۔ ۱۲

[53] یعنی اگر جماعت میں مقتدی سے سہو ہو جائے تو اس کی بازپرس کچھ نہیں ہے امام کے سہو سے البتہ سب پر سجدہ سہو کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ایسے ہی اکیلے نمازی کے سہو سے اس پر سجدہ سہو واجب ہے ہاں اگر مقتدی سے کوئی رکعت رہ گئی تھی جو کہ بعد کو آکر ملا تھا اب سلام امام کے بعد جو یہ اپنی چھوٹی ہوئی رکعت ادا کریگا اور اس میں اس سے اگر کوئی واجب سہواً ترک ہوگا تو اس پر بھی سجدہ سہو لازم ہوگا کہ اگرچہ یہ مقتدی تھا مگر اب منفرد ہے ۔ ۱۲ منہ

۹۶

۱ وہ مسلماں جنتی ۔ الخ ۔ یعنی جو شخص کلمہ طیب پڑھ کر مرجائے اور اس کلمہ کے بعد کوئی اور بات دنیاوی نہ کہے تو وہ بیشک جنتی ہے کیونکہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی جس مسلمان کا ہو آخری کلام اس کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ داخل ہوگا وہ جنت میں اور دوسری جگہ فرمایا ہے من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ یعنی فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ کہ کہے لا الہ الا اللہ اور اسی قول حق پر مرجائے مگر یہ کہ داخل ہوگا وہ جنت میں اور تیسری جگہ فرمایا حضرت نے کہ من مات وہو یعلم ان لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی جو شخص کہ مرے اور وہ جانتا ہو یعنی دل سے اعتقاد رکھتا ہو لا الہ الا اللہ کا داخل ہوگا بہشت میں یہاں جاننے سے مراد علم قلبی یا ذکر قلبی ہے کیا معنی کہ اکثر امراض سخت سے مرتے وقت زبان بند ہوجاتی ہے پس ایسی حالت میں اس کلمہ طیب کو وہ شخص کیونکر پڑھ سکتا ہے اسلئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مرے اور اس کے قلب میں لا الہ الا اللہ کا علم یقینی حاصل ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا سبحان اللہ ۔ پس معلوم ہوا کہ زبان سے ہی کہنے کی کچھ خصوصیت نہیں ہے اگر کسی وجہ سے زبان قابل ذکر سے رک جائے تو بجائے اسکے لسان قلبی کا ذکر کافی ہے بلکہ مستحسن ہے کیونکہ وہو یعلم صریح اس پر دلالت کرتا ہے لہذا مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ جب کوئی مسلمان مرنے لگے تو اس کے پاس بیٹھکر کلمہ طیب کو باآواز مناسب پڑھنا شروع کریں کہ جس سے اس کے دل و دماغ میں اس ذکر کی برکت سرایت کرے اگر اس کی زبان کھلی ہو تو وہ بھی یہ سنکر کلمہ پڑھنے لگے اور اگر زبان بند ہوئے تو وہ دل سے اس کا مقر ہو اور رونا پیٹنا ۔ چیخنا ۔ چلانا اس کے پاس ہرگز نہ کریں تاکہ اس کا دھیان نہ بٹے اور ذکر سے باز نہ رہے ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ کَلَامِی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

دہنی کروٹ کردیں قبلے کیطرف — پھیردیں منھ اسکا کعبے کیطرف
چت لٹانا بھی اُسے مختار ہے — قبلہ سو ہونا دلے درکار ہے
روبرو کلمہ شہادت کا پڑھیں — تاکہ ہوں اُسکے معاون ذکر میں
جبکہ وہ پڑھلے یہ کلمہ ایک بار — پھر نہ ہو اصرار اس سے زینہار
تاکہ ہو اس کا یہی آخر کلام — روح کرجائے اسی پر اختتام
کیونکہ فرماتے ہیں یہ خیرالورا — جس نے مرتے وقت کلمہ کو پڑھا
اور نہ اسکے بعد پھر کچھ بات کی — جنتی ہے وہ مسلماں ۔ جنتی
اے خدا بخشندۂ ایمان و دین — از طفیل رحمۃ للعالمین
وقت مرنے کے مجھے بھی یامجیب — کیجیو کلمہ شہادت کا نصیب
جان ہو جس وقت یہ میری فنا — دل میں ہو اللہ ہو اللہ اے خدا
میرا مرغ روح جب اُڑنے لگے — تیری جانب اُسکا منہ مڑنے لگے

ورد یا اللہ کا کرتا ہوا — پنجرۂ خاکی سے ہو جائے جدا
ہو نشہ توحید کا دل میں بھرا — کچھ نہ ذکر و فکر ہو تیرے سوا
ہو زباں پر ذکر شغل اللہ کا — دل میں ہو تصدیق کامل بیخطا
محو ہو جاؤں ہمہ تن ذکر میں — کچھ نہ ہو مجھ کو خبر اس فکر میں
ہر بُنِ مو ہو مرا تسبیح خواں — نام پاک اللہ ہو وردِ زباں
مجھ سے شیطانِ لعیں یکسو رہے — کچھ نہ اس ظالم کا مجھ پر بس چلے
مجھ کو اس دم عاشق اپنا کیجیو — تا کہ میں معراج سمجھوں موت کو
شوق ہو ایسا ترے دیدار کا — ذکر بھولوں خویش اور اغیار کا
محو ہو جائے جو تیرا غیر ہے — عشق ست اد. مجھ سے ہاں بیر ہے
ہوں ترے انوار مجھ پر جلوہ گر — تا کہ میں ذرہ سے بنجاؤں قمر
اسقدر برسے ترا اس وقت نور — سب نظر آنے لگے نزدیک دور

دل مرا آئینہ ہو با آب و تاب — عرش تک سب اس سے اٹھ جائیں حجاب

ذکر لب پر نفی اور اثبات کا — اور ہو دل میں شغل اسم ذات کا

پس اسی حالت میں آئے تیرے خدا — خاتمہ بالخیر ہو جائے مرا

پھر سبطین و علیؓ و فاطمہؓ — مصطفےٰ کے نام پر ہو خاتمہ

پھر اٹھوں جب حشر کو اے ذوالجلال — ہو مرا۔ اللہ ہو اللہ۔ ہی مقال

ہر جگہ یہ لفظ ہوں میرے پناہ — یوہیں پہنچوں سامنے تیرے الٰہ

بس ادھر آ۔ اے کمیتؔ دوزباں — کر بیان حال وفات مومناں

جب وہ مومن جاں بحق تسلیم ہو — اس کی آنکھیں اور جبڑے باندھ دو

پانی میں بیری کے پتے ڈال کر — جوش دے لیں خوب اسکو آگ پر

غسل دیں میت کو اس پانی سے سب — اور مساجد پر ملیں کافور اب

سر پہ اور ڈاڑھی پہ پھر خوشبو ملیں — پھر کفن سنت مطابق اسکو دیں

۵۱ جب مومن الخ۔ جس کی ترتیب ۶۷ بار اوپر بیان ہو چکا جان بحق تسلیم ہو جائے کہ ... مر جائے پس فوراً اس کی دونوں ... و جبڑے بند کر دینا چاہئیں تاکہ وہ کھلے نہ رہ جائیں ... دیر تک ان کو بند نہ کیا جائیگا تو پھر وہ سخت ... کے کھلے رہ جائیں گے اور پھر بند نہ ہوسکیں گے اور یہ خلاف سنت ہے ۱۲ منہ

۵۲ غسل دیں الخ۔ یعنی میت کو بیری کے پتوں کے جوشیدہ پانی سے غسل دینا ... کہ وہ سنت ہے کیا معنی کہ مطلق غسل میت تو فرض ہے جیسا کہ غسل واجب میں ... ہے ولیکن بیری کے پتوں کے جوشیدہ پانی سے ... سنت موکدہ ہے اگر بیری اس جگہ موجود ... مساجد یعنی بدن کا فوراً ہی سنت ہے ... جوڑوں کو کہتے ہیں کہ جو سجدے کے وقت ... پر رکھے جاتے ہیں یعنی ناک اور پیشانی ... دست اور گھٹنے وغیرہ ۱۲ منہ

کہہ کے پھر تکبیر چوتھی اے امام	پھیر دے دونوں طرف اپنے سلام
ہو[۵۱] جو نابالغ کوئی میت اگر	پس شفاعت کی دعا تو اس میں کر
پھر لحد میں جا کے میت کو دھریں	دفن کر کے اسکو پھر تلقین کریں
ہے لحد آرام گاہِ مومناں	قعر شق ہو گورِ جائے دیگراں

شہیدوں کا بیان

ہو مسلماں[۵۲] ظلم سے مقتول اگر	دھاردار آلہ سے مانندِ تبر
وہ قتیل دزد یا بدخواہ ہو	یا ذبیح فی سبیل اللہ ہو
پاک ہو اور بعد زخم اسنے کوئی	کھانا پینا بات دنیا کی نہ کی
اور دیت اسپر نہ آئی اے حمید	اس کو اہل فقہ کہتے ہیں شہید
باغی[۵۳] حربی ڈاکو اور رہزن پلید	جسکو ماریں وہ ہی کامل شہید

۵۱ ہو جو نابالغ - الخ یعنی میت اگر نابالغ بچہ ہو تو دعائے شفاعت اس میں پڑھنا چاہئے اور وہ یہ ہے اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا و ذخرا واجعلہ لنا شافعا و مشفعا اور اگر میت نابالغہ ہو تو ہر جگہ بجائے ہ کے ہا یا الف کہے اور آخر میں شافعۃ و مشفعۃ بولے ۱۲ منہ ۵۲ ہو مسلمان الخ یعنی اگر کوئی عاقل بالغ مسلمان جسے نہانے کی ضرورت نہ ہو بروئے ظلم دھاردار ہتیار سے مارا جائے اور وہ مظلوم کسی چور کے ہاتھ سے قتل ہو خواہ اپنے کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو اور خواہ جہاد میں خدا کی راہ میں مارا جائے اور بعد زخم لگنے کے اتنی دیر نہ جیا ہو کہ جس سے علاج معالجہ کی نوبت آئی ہو اور ایک وقت کامل نماز کا اس کو ہوش میں نہ گذرا ہو اور کچھ کھایا پیا نہ ہو اور دیت بھی اس پر واجب نہ ہوئی ہو تو ان سب صورتوں میں وہ شخص فقہ کی رو سے شہید کامل ہے اور ہم اس کو اپنے عرف میں شہید حقیقی یا شہید اصلی کہتے ہیں اور اگر اس نے بعد پہنچنے زخم کے کچھ کھایا پیا یا کوئی بات دنیا کی کی یا اس کو ہوش میں ایک وقت پورا نماز کا گذر گیا یا کچھ علاج معالجہ کی نوبت پہنچی یا دیت یعنی خون بہا اس کے عوض میں واجب ہوا یا لاٹھی اور پتھر وغیرہ سے یا گلا گھونٹ کر چور یا کسی دشمن کے ہاتھ سے یا زہر دیکر مارا گیا یا حالت جنابت میں مارا گیا یا عورت حالت حیض و نفاس میں مارا گئی تو ایسی حالت میں وہ شہید کامل نہ ہوگا اور فقہ میں اس کو شہید مرتث بولیں گے جس کو ہم اپنے عرف میں شہید آخرت یا دوسرے درجہ کا شہید کہتے ہیں اور ان دونوں قسم کے شہیدوں کے احکام جدا ہیں جو آگے چل کر بیان ہوں گے ۱۲ منہ ۵۳ باغی حربی - الخ - یعنی اگر باغی لوگ جنہوں نے کہ باوجود اسلامی رعایا ہونے کے سلطان اسلام سے بغاوت کر کے اس پر خروج کیا ہو یا دار الحرب کے کفار خواہ جہادمیں خواہ بیرون جہاد تنہا اگر کسی مسلمان کو مار ڈالیں یا ڈاکو یا راہزنوں اور گٹھ کٹوں نے کسی کو مارا ہو خواہ آلہ دھاردار سے مثل تیر یا تلوار وغیرہ کے مارا ہو خواہ بے دھار آلہ سے مثل لاٹھی یا پتھر وغیرہ کے یا گلا دبا کر یا زہر دیکر مارا ہو تو ہر طرح سے باقی شرائط مذکورہ کے ساتھ ان لوگوں کا مقتول شہید کامل ہے کیا معنی کہ ان کے مقتول کیلئے شہید کامل ہونے میں دھاردار آلہ سے قتل کی شرط نہیں ہے باقی شرائط مذکور بدستور ہیں اور شہید کامل کا حکم اگلے شعر میں مذکور ہے ۱۲ منہ

کچھ شہیدوں کو نہ دیں غسل و کفن ۵۱ — وہ تو بالکل پاک ہیں اور نیک تن
ہاں انھیں کپڑوں میں کفنائیں انھیں — خوں آلودہ ہی دفنائیں انھیں
خوں شہیداں از آب اولیٰ تر است — ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است
قتل ہوں ۵۲ یا وہ جنابت میں اگر — ان کو نہلائیں تب البتہ بشر
یا ہوں وہ مرتث شہید اے ذی شعور — دیں انھیں غسل و کفن بھی سب ضرور
یا وہ ۵۳ ننگے ہوں تو کفنائیں انھیں — پھر جنازہ کی نماز ان پر پڑھیں
ہیں شہیدوں ۵۴ کے بڑے عالی مقام — پاک ہوجاتے ہیں وہ بالکل تمام
ہیں ۵۵ وہ زندہ اور نہیں مرتے کبھی — مرکے پاتے ہیں حیاتِ دائمی
پاس ۵۶ اپنے رب کے کھاتے پیتے ہیں — چین کرتے ہیں مزوں سے جیتے ہیں
کیفیت ۵۷ کا اسکے عالم ہے خدا — پاس حق کی انکو ہے کیا کیا عطا
جو کوئی اللہ کے اوپر مرے ۵۸ — اب مرنے کے ہمیشہ وہ جئے

۵۱ کچھ شہیدوں کو الخ یعنی شہیدان کامل جن کا ذکر اوپر ہوا غسل اور کفن جدید انھیں کچھ نہ دیں اور انھیں پہنے ہوئے کپڑوں میں خون آلودہ دفن کر دیں کہ اسی صورت سے وہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور ان کا یہ خون آب طاہر سے زیادہ تر طیب و طاہر ہے ہاں ان کے کپڑوں میں سے زاید چیزیں مثل ٹوپی و موزے وغیرہ کے ضرور اتار لئے جائیں ۱۲ منہ ۵۲ قتل ہوں الخ یعنی اگر وہ بحالت جنابت یعنی ناپاکی میں قتل ہوئے ہوں و یا کہ عورتیں حالت جنابت میں یا حیض و نفاس میں شہید ہوئی ہوں تو ان کو ضرور غسل دیا جائے اور مرتث شہدا جو آلہ حدید یا دھار سے مثل لاٹھی یا پتھر کے یا گلا گھونٹ کر یا زہر دیکر کسی چور یا دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے ہوں تو ان کو بھی غسل دیا جائے اور کفن جدید بھی دیا جائے ۱۲ منہ ۵۳ یا وہ ننگے ہوں الخ یعنی اگر وہ شہدا اصلی اگر ننگے ہوں تو ان کو بھی نیا کفن سنت کے مطابق دیا جائے یعنی کہ اگر کوئی مقتول کے کپڑے اتار کر لے گیا ہو یا کسی وجہ سے وہ مقتول حالت برہنگی میں شہید ہوئے ہوں تو ان کو کفن بموجب عدد سنت ضرور دیا جائے یہی حکم ہے اور نماز جنازہ سب پر پڑھی جائے ۱۲ منہ ۵۴ ہیں شہیدوں کے الخ یعنی شہدا جو راہ خدا میں یا ظلماً قتل ہوئے ہیں ان کے مراتب اور درجات بہت عالی ہیں کہ جو بیان میں نہیں آسکتے ادنےٰ درجہ ان کے ثواب کا یہ ہے کہ وہ شہید ہونے کے وقت جمیع گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہوجاتے ہیں اور دنیا سے اس طرح جاتے ہیں کہ جیسے کہ ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو کر فوراً مر جائے اسی طرح وہ بھی پاک و صاف اور بے لوث ہو کر رہتے ہیں ہاں البتہ حق العباد ان پر کچھ باقی رہتا ہے سو یقین ہے کہ اس کے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے اس ایسے بندے کو کہ جس کا حق شرعی ان پر رہا ہوگا اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ وہ بندہ خود بخود اپنے حق کو اس سے معاف کر دیگا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اگر جو مسلمان کہ دریا کی لڑائی میں شہید ہوئے یا کفار انھیں قید کر کے لے گئے اور بے کسی کی حالت میں وہاں جا کر قتل کیا ان شہدا سے حق اللہ و حق العباد کلیتہً سب معاف ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ ۵۵ ہیں وہ زندہ الخ یعنی شہدا زندہ ہیں اور کبھی مرتے نہیں ہیں کیا معنی کہ اگرچہ بظاہر وہ مر جاتے ہیں اور اہل دنیا کی نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں لیکن درحقیقت وہ مرے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور یہ زندگی و حیات جو انکو ملتی ہے وہ ایسی ہے جس کے بعد پھر فنا نہیں ہے اور یہ حیات دائمی ہوا کی ان کو مرجانے کے بعد ملتی ہے ۱۲ منہ ۵۶ پاس اپنے رب کے الخ یعنی وہ شہدا اپنے اللہ کے پاس رہتے ہیں اور وہیں کھاتے پیتے ہیں جس طرح ہم تم دنیا میں کھاتے پیتے ہیں اسی طرح وہ وہاں مولا کے پاس رزق پاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے عند ربہم یرزقون ۱۲ منہ ۵۷ کیفیت کا اس کے الخ یعنی شہدا جس قسم کا رزق اللہ کے پاس پاتے ہیں اس کی کیفیت و نوعیت خدا ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کس قسم کا رزق ہے اور اس میں کیا کیا خوبیاں اور لذتیں ہیں ۱۲ منہ ۵۸ یعنی جو شخص کہ اللہ کی راہ میں مرے وہ اس مرنے کے بعد ہمیشہ زندہ برقرار رہتا ہے اور اس میں ایک اور نکتہ بھی نکلتا ہے جس کو اہل دل ہی خوب سمجھ سکتے ہیں ۱۲ منہ

۵ تیغ لا سے الخ یعنی لا الٰہ الا اللہ میں جو لا ہے حقیقت کے لحاظ سے شمشیر اسی کی تلوار ہے نفس امّارہ جو تیرے پہلو میں ہر وقت موجود رہتا ہے اور جس نے تیری ہمت سے معبود قرار دے رکھے ہیں اور جو کہ خواہشات دل کے واسطے غیر اللہ سے [illegible] تیرا سر جھکاتا ہے جب تک اسکا سر تو نہیں کاٹے گا یعنی کہ کثرت ذکر کلمہ طیب سے خواہشات نفسانی و ظلمت شرک کو مٹا کر نور توحید اپنے سینہ و دل میں پیدا نہ کریگا اس وقت تک یہ حیات دائمی جسکا ذکر اوپر پایا گیا تجھ کو اسے حاصل میسر نہیں ہو سکتی غرض کہ نفس امّارہ جو آدمی کا بہت بڑا دشمن ہے بغیر قرار دینے یعنی کلمہ طیب و کثرت ذکر الٰہی سے اور ترک خواہشات نفسانی کے قتل نہیں ہو سکتا ہے ۱۲ منہ۔

۵ اور جو وہ زندہ رہا الخ یعنی اگر وہ نفس امّارہ تیرے پہلو میں موجود رہا اور تو نے اسکو نفی و اثبات کی تلوار شرک سے قتل نہیں کیا تو یہ بات یاد رکھ کہ جب تو نفی اثبات کے ذکر پاک سے تزکیہ نفس نہ کریگا یہ بات نہ ہوگی تیری زندگی بھی قبل موت کے ہوگی اور تیرا بدن اگرچہ بظاہر زندہ ہوگا مگر دل درحقیقت مرا ہوگا اور ایسی حالت میں سبب تجھ کو موت آئے گی جس کی بابت ارشاد ہے کل نفس ذائقۃ الموت۔ تو وہ موت تجھ کو بالکل نیست و نابود کر دینے والی ہوگی اور یہ درحقیقت نفس امّارہ کا تجھ کو مارنا ہے کہ جب تو نے اس کو مار کر زیر نہ کیا تو اس کی وجہ سے قیامت تک تجھ کو مرجانا پڑا کیا معنی کہ وہ حیات ابدی کہ جو شہدا و مردان خدا کو حاصل ہوتی ہے اور جس کی بابت ارشاد ہے کہ عند ربہم یرزقون اس سے تو محروم رہیگا ۱۲ منہ

۵ ایک کے مرنے سے الخ یعنی دو دشمن ہیں ایک دشمن کے مرنے سے دوسرے دشمن کو حیات راحت حاصل ہوتی ہے پس نفس امّارہ جو آدمی کا بڑا دشمن ہے اگر اس کے پاس موجود رہے گا تو یہ دشمن یعنی نفس اس کو ضرور مار ڈالیگا اس سے یہ مطلب ہے کہ آدمی مشرک ہے اور وہ مرتے وقت بھی شرک سے توبہ نہ کرے اور کلمہ توحید سے رطب اللسان نہ ہو اور نفس امّارہ کو کلمہ شہادت کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب سے نفس مطمئنہ نہ بنائیگا تو مرنے کے بعد وہ نفس امّارہ اس کو ہمیشہ کے واسطے ہلاکت میں پہنچائیگا اور ابد الآباد تک سجین یعنی نار ذات السعیر کا مزا چکھائیگا اور اگر وہ مومن تو ہے لیکن دنیائے دنی کی لذات فانیہ میں مبتلا ہو کر خدا کی طرف سے غفلت اختیار کریگا اور ہر خواہشات نفسانی میں گرفتار رہے گا تو ضرور ہے کہ نفس امّارہ اس پر غالب رہیگا اور اس صورت میں جب اس کو موت آئیگی تو اس کا دل مردہ

تیغ لا سے نفس امّارہ کا سر
تو نہیں کاٹے گا جب تک اے پسر

یہ حیات روح پرور جاں فزا
تجھ کو کیونکر ہاتھ آئے گی بھلا

اور جو وہ زندہ رہا تیرے حضور
بس وہ تجھ کو مار ڈالے گا ضرور

ایک مرنے سے دیگر کی حیات
لازمی ہے یاد رکھنا میری بات

اب تجھے اس بات کا ہے اختیار
خواہ تو مر خواہ اس دشمن کو مار

زیارت قبور کے بیان میں

جمعہ کو کرنا زیارت قبور
سنت مشہور ہے اے ذی شعور

پہلے پڑھتے ہیں سلام ان پر کہ ہے
یغفر اللہ لنا ولکم پڑھے

ہاں سماع و علم موتیٰ مطلقاً
اہل سنت کا ہے اجماع اے فتا

مومنین اموات ہیں جتنے تمام
دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں ۔

اور مردہ ہو جائیگا کہ حیات روحی سے کچھ حصہ زیادہ نہ پائیگا اور جب یہ بات خواہشات نفسانی کی بدولت ہوئی تو درحقیقت یہ نفس امّارہ کا ہی اس کو مارنا ہوا۔ اور جو یہ جوانمرد خواہشات نفسانی کا پیرو نہ ہوا اور خدا کی طرف اس کی رغبت پوری پوری رہی اور کلمہ شہادت کی تیغ براں سے نفس امّارہ کے زنار شرک کو کاٹ کر پھینک دیا اور کثرت ذکر لا الٰہ الا اللہ سے تزکیہ نفس حاصل کیا تو یہ درحقیقت نفس امّارہ کا قتل کرنا ہے اور اس صورت میں اپنے واسطے حیات دائمی حاصل کرتا ہے جس کا بیان اوپر ہوا۔ اور اس کا نام جہاد اکبر ہے اور جو کہ لڑائی میں کافروں کے ہاتھوں یا انھوں سے مارے جاتے ہیں اس کا نام جہاد اصغر ہے غرض کہ حیات جاودانی و بقائے دوامی جہاد اصغر و جہاد اکبر ان ہی دو باتوں سے حاصل ہوتی ہے اور بغیر ان کے دوسرے طریق سے ممکن نہیں یہ شریعت و طریقت کا ایک نازک مسئلہ ہے جو بیان کیا گیا اور جو لطف کہ اشعار کے مضامین سے مترشح ہوتا ہے وہ اس کی شرح کرنے میں نہیں حاصل ہوتا یہ معانی ضرورتاً بغرض عام فہم ہونے کے لکھ دیے گئے ۱۲ منہ (بقیہ نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ضمیمہ میں دیکھیں)

ہیں یہ سب افعال بدعت اور حرام
ان سے بچتا رہ اے اسامی نیک نام

گر تو کعبہ کے پتھر تا چاہئے
سنگِ اسود ہی کو چوما چاہیے

نذر کے قابل خدا ہی ہے مدام
عرش بھی جس کا ہو رہتی لکھا م

یہ جو ہے مشہور نذر اولیا
اور تمام امت میں رائج بیخطا

یاد رکھ اس بات کو اے پاک دین
نذر یہ عرفی ہے اور شرعی نہیں

تحفہ جو لیجائیں شاہوں کے حضور
نذر کہتے ہیں اسے بھی ذی شعور

نذر عرفی[۱] نذر شرعی کب ہوئی
ہاں ثواب انکو ہے نذر شرع کی

فرق عرف و شرع سے[۲] غافل نہ ہو
مومنوں پر بدگماں غافل نہ ہو

تو مبر ظنِ خطا اے بدگمان
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اے جواں

ظنِ بد[۳] سے بچ مدام آگاہ ہو
کہہ نہ مشرک اہل اِلَّا اللہ کو

امتِ احمد کو جو مشرک کہے
خود ہو وہ نزدیک شرک کفر سے

۱؎ نذر عرفی نذر شرعی نہیں یعنی یہ جو نذر و نیاز بزرگوں کے نام سے مشہور ہے یہ نذر شرعی کب ہے بلکہ عرفی ہے جیسا کہ بیان ہوا ہاں یہ ضرور ہے کہ اس نذر و نیاز کی چیز کا ثواب اُن بزرگوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اور نہ رتو دحقیقت اللہ کے یا نذر کسی کے واسطے ہے اس میں کسی کی مطلقاً شرکت نہیں ہے کیا معنی کہ بزرگوں کے ایصال ثواب کے واسطے جو کھانا یا شیرینی یا دیگر صدقہ نکالا جاتا ہے اس کو عرف میں نذر و نیاز بزرگوں کی کہنے لگتے ہیں۔ ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نذر یقیناً خالص اللہ ہے اور اسکا ثواب البتہ اُن بزرگوں کو ہبہ کیا گیا ہے ۱۲ منہ

۲؎ فرق عرف و شرع سے یعنی اسے صاحب شریعت جبکہ یہ بات یوں ہی تو تجھکو لازم ہے کہ لوگوں کے عرف اور رواج اور شرعی اصطلاحات کے فرق و امتیاز سے غفلت و چشم پوشی نہ کر اور ناحق بلا وجہ بیچارے عام مسلمانوں پر جو ایسا کرتے ہیں بدگمانی اس امر کی نہ کر کہ یہ شرک کرتے ہیں کیونکہ ایسی بدگمانی مسلمانوں پر کرنا تیرا کام نہیں ہے اگر ایسا ظن فاسد تیرے دل میں راہ پائے تو قرآن مجید الظن اثم کا لحاظ رکھ کر اکثر ظن فاسد غلط ہو جاتے ہیں اور وہ باعث گناہ ہیں ۱۲

۳؎ ظن بد سے بچ۔ الخ یعنی جبکہ خود خدا اور رسول کا یہ حکم ہے کہ ان بعض الظن اثم بعض بدگمانیاں البتہ گناہ میں داخل ہیں تو پس اے مومن جو لوگ کہ مثل تیرے اہل لا الٰہ الا اللہ ہیں اُن کو خواہ مخواہ اپنے ظن فاسد سے مشرک نہ بنا کہ اس سے امت احمد کی تحقیر اور نیز تقلیل ہوتی ہے اور جو کوئی امت احمد کو مشرک کہتا ہے تو وہ شرک اور کفر سے قریب ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ من اکفر اہل لا الٰہ الا اللہ فھو من الکفر قریب ۱۲ منہ۔

اولیائےؔ[۵۱] امتِ خیر الوریٰ — وہ وسائل ہیں ترے پیشِ خدا

ہے توسل کی طلب قرآن میں — وَابْتَغُوْا آیا ہے اسکی شان میں

ہو وسیلہ سے دعا جلدی قبول — کروؔ[۵۲] وسیلہ مصطفےٰ کا ای فحول

ہےؔ[۵۳] یہی قولِ شہ عبد العزیز — دیکھ تفسیر عزیزی اے عزیز

ہاں ضرور اس بات کا رکھ امتیاز — بندہ بندہ ہے خدا ہے کارساز

جو عبادت خاص ہی اسکے لئے — دوسرا کب اسمیں ساجھی ہو سکے

جو عبادت میں شریک اسکا کرے — بالیقیں مومن اسے مشرک کہے

سجدہ کرنا قبر کو شرکِ جلی — سجدہ کے قابل تو ہے اللہ ہی

قبرؔ[۵۴] کا چوکور کرنا منع ہے — اس پہ گنبد کا بھی دھرنا منع ہے

کیونکہ فرماتے ہیں یہ شیرِ خدا — بوالحسن حضرت علی مرتضیٰ

مجھ سے فرمایا رسولِ پاک نے — احمد سرور شہ لولاک نے

---

۵۱ اولیائے امت الخ۔ یعنی اولیائے امت و علمائے اہل [سنت] جو کہ صاحب نسبت و معرفت ہیں وہ لوگ وسیلۃ اللہ ہیں کہ ان کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہوتی ہے اور وسیلہ کی طلب اور جستجو کے واسطے خود قرآن مجید میں آیا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ یعنی اللہ کی طرف تقرب کے لئے وسیلہ ڈھونڈو اور ایسا کہ وسیلے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے سچ کہا ہے [illegible] از بلا ۱۲ منہ

۵۲ کرو وسیلہ مصطفےٰ الخ یعنی ہمارے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وذریاتہ وسلم سے جو [illegible] وسیلہ پکڑو کہ وہ وسیلہ بہت بڑا اور قوی ہے اللھم اٰتِ محمدن الوسیلۃ ہاں اس برگزیدہ وسیلہ کے لئے بھی کوئی اور دوسرا وسیلہ ضرور درکار ہے تاکہ وہاں تک بھی رسائی ہو جائے واضح ہو کہ اس مصرعہ میں مومنین اور غیر مومنین سب کے لئے عام خطاب ہے کہ مومنین آپ کی محبت اور اتباع شریعت سے آپ کا وسیلہ ڈھونڈیں اور غیر مومنین آپ کی طرف گرویدہ ہو کر امت میں داخل ہوں کہ بغیر اس کے کوئی وسیلہ کام نہیں آسکتا ۱۲ منہ

۵۳ ہے یہی قول شہ الخ۔ یعنی یہ جو میں نے بیان کیا کہ نذر دینا جو بزرگوں کی کیجاتی ہے وہ عرفی ہے جو بغرض ایصال ثواب اُن بزرگوں کی کیجاتی ہے اور یہ ایک وسیلہ ہے بزرگوں سے استفادہ حاصل کرنے کا کہ وہ لوگ صاحب تصرف ہیں تو یہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کا بھی قول ہے اور وہ تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ انشقت میں موجود ہے کہ بعضے از خواص اولیا اللہ را در ین حالت ہم تصرف در دنیا داوہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد۔ و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا مے طلبند و مے یابند ۱۲ منہ

۵۴ قبر کا چوکور کرنا الخ۔ یعنی مسلمان کی قبر کو چوکور و مربع بنانا یا اس پر عمارت و گنبد وغیرہ تعمیر کرنا منع ہے کہ خلاف سنت ہے اور صرف بیجا ہے اور حضرت نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر روانہ کرنے کے وقت مجھے ہدایت فرمائی کہ اے علی اگر تو کہیں تصویریں دیکھے تو توڑ تاڑ کر مٹا دینا اور اگر کہیں قبریں اونچی اونچی یا از عمارات عالیہ پائے تو ان کو گرا دینا اور پست کر دینا ۱۲ منہ

۵۱ منع قصد [illegible] یعنی [illegible] کی [illegible] کا بلند کرنا وہاں پر عمارت بنانا منع ہے [illegible] مالت دیار [illegible] شان قبر [illegible] ایسا [illegible] سنت تری [illegible] کیونکہ قائم [illegible] اور [illegible] گر کسی قبر [illegible] سے کچھ فائدہ ہو تو اس تعمیر میں کچھ مضائقہ نہیں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کے مزارات طیبات پر عمارت موجود ہیں [illegible] فائدہ [illegible] تو یہ کہ عام [illegible] میں فرق ہو ناضروری ہے اور نبی کی عظمت و جلالت شان اس امر کی مقتضی تھی کہ ان کے مزار [illegible] اُن سے ممتاز [illegible] کے فیض و برکت سے مستفیض ہوں اور اُنکے [illegible] سے مغفرت [illegible] اپنے ایمان و ایقان شگفتہ ہوں علاوہ ازیں چونکہ انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں [illegible] زندہ و برقرار ہیں لہٰذا ایسے واسطے عمارت کا [illegible] کچھ مضائقہ نہیں گو [illegible] ان کو اس عمارات فانیہ کی مطلق حاجت نہیں [illegible] کے واسطے تو جنت الفردوس کے محلات [illegible] آراستہ و پیراستہ ہیں لیکن اُن کے [illegible] میں آنے جانے والے مہمانوں کے لئے اس عمارت کا ہونا ہی ضروری ہے تاکہ وہ آرام پائیں اسی طرح خواص مومنین کہ جو واقعی انبیا علیہم السلام کے نیابت کی پوری قابلیت رکھتے ہوں اُن کی [illegible] پر بھی عمارت کا ہونا مباح ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰی قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشْهُوْرِیْنَ لِیَزُوْرَهُمُ النَّاسُ وَیَسْتَرِیْحُوْا بِالْجُلُوْسِ فِیْهِ۔ ترجمہ یعنی بیشک سلف صالح نے اولیائے کرام و علمائے عظام کے مزارات پر عمارات بنانا مباح رکھا ہے تاکہ لوگ اُن کی زیارت کو حاضر ہوں اور وہاں بیٹھ کر راحت پائیں ۱۲ منہ۔

۵۲ مثل کوہان شتر یعنی قبر کا تعویذ کوہان شتر کی مانند اٹھا ہوا ہو کہ سنت ہے اور ایک بالشت سے زائد اونچا نہ ہو ۱۲ منہ

اے علی تصویر گر دیکھے کہیں	تو مٹا دینا اسے فوراً وہیں
یا اگر دیکھے کہیں قبریں بلند	پست کر دینا نہیں اے ہوشمند
۵۱ منع قصد زینت و اسراف ہے	فائدہ ہو تو اباحت صاف ہے
جیسے قبر انبیا پر بے گماں	بہر نفع زائران و حاضراں
قبر کی اوپر کی جانب کی نمود	کہتے ہیں تعویذ جسکو سب ودود
۵۲ مثل کوہان شتر ہو بے گزند	ہو نہ اک بالشت سے زائد بلند
قبر ماہی پشت ہونا چاہیے	خام ہو اندر سے گو پختہ بنے

زکوٰۃ کا بیان

۵۳ ہے زکوٰۃ اسلام کا رکن دوم	فرض قطعی اعتقادی جانو تم
۵۴ جس جگہ قرآن میں ہے امر صلوٰۃ	اکثر اُسکے ساتھ ہی ذکر زکوٰۃ

۵۳ ہے زکوٰۃ الخ یعنی زکوٰۃ اسلام کا رکن دوم یعنی دوسرا فرض ہے پہلا فرض نماز ہے اور دوسرا زکوٰۃ اور یہ فرض قطعی ہے کہ جس میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں ہے اگر اس کے فرض ہونے میں ذرا شک کریگا تو کافر ہو جائیگا ۱۲ منہ۔ ۵۴ جس جگہ الخ یعنی قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز کے ادا کرنے کا حکم ہے اس کے ساتھ اکثر زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے جس طرح اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ترجمہ یعنی اے [illegible] نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ مال ادا کرو پس اسی طرح کہا ہے علما نے کہ جس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر قرآن میں مذکور ہے جو دلیل ہے اوپر کمال اتصال ان دونوں رکن کے ۱۲ منہ۔

پانچویں حصہ سے کم پر کچھ نہیں
ہو تجارت[51] کی نیت سے مال اگر
نقد سے قیمت کا اُس کے کر حساب
ہے مویشی میں زکوٰۃ اس طور پر
سال بھر کے بعد پانچوں اونٹ میں
دس میں دو اور پندرہ میں تین دیں[53]
جبکہ ہوں[54] پچیس اونٹ اے حق طلب
پہنچے تعداد ان کی جب چھتیس کو
دیں چھیالیس اونٹ پر اے خوشخصال
بعد ازیں اکسٹھ میں جا کر پھر ضرور
جب چھہتر اونٹ ہو جائیں کبھی

سن تجارت کی زکوٰۃ اب بالیقین
پہنچے قیمت جب نصاب نقد پر
دیجیو چالیسواں حصہ نصاب
پاس جنکے پانچ ہوں اونٹ اگر
ایک بکری[52] پوری اُنکے بدلے دیں
چار بکری دیجے بیس اونٹ میں
دیں وہ اونٹنی[55] سال بھر کی ایک تب
دو برس کی اونٹنی واجب اُنہیں ہو
عمر جس اونٹنی کی ہو بس تین سال
چار سالہ مادہ دیں وہ بے قصور
دیں وہ تب دو اونٹنیاں دو سال کی

٥١ متجارت کی [illegible] یعنی تجارت کی نیت سے جو مال خریدا ہو تو ایک سال گذر جانے کے بعد اس مال کی قیمت نقدی کے حساب سے [illegible] اس وقت بازار کے بھاؤ سے جس قیمت کا مال ہو [illegible] اُس کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوگا مثلاً اگر وہاں سو روپیہ کا قرار دے گا تو ڈھائی روپیہ زکوٰۃ میں دینے ہوں گے [illegible] ٥٢ [illegible] بکری پوری یعنی وہ بکری جو سال بھر سے کم نہ ہو پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ میں دی جائے گی کیونکہ ایک سال کی بکری پوری ہوتی ہے اور یہی ایک بکری پانچ سے لیکر نو اونٹوں تک دی جاتی ہے ٥٣ [illegible] یعنی پھر دس اونٹوں سے چودہ تک دو بکریاں اور پندرہ سے انیس تک تین بکریاں اور بیس اونٹوں سے چوبیس تک چار بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں جبکہ اونٹ چوبیس سے متجاوز ہو جائیں [illegible] ٥٤ یعنی جبکہ پچیس اونٹ ہوں تو ایک اونٹنی ایک سال کی زکوٰۃ میں دی جائے اور اب بکریاں نہ دی جائیں واضح ہو کہ اونٹنی پر دونوں [illegible] مادہ شتر سے مطلب ہے اور اس کو بواو معدولہ و نون غنہ اونٹنی بھی لکھتے ہیں لیکن تلفظ دونوں کا باعتبار نون اول و اظہار یکساں ہے اور اسکو بواو معروف بھی پڑھنا درست ہے۔ ہمارے [illegible] اور اس کے گرد و پیش میاں دوآب میں اور لکھنؤ خاص اور اس کے اطراف میں اس کو بواو معدولہ بولتے ہیں اور اسی کو فصیح جانتے ہیں اور اساتذہ کے محاورے میں بھی داخل ہے بلکہ اساتذہ لکھنؤ نے تو اس کی تحریر میں سے واو و نون اول کو بالکل اڑا دیا ہے تاکہ دوسرے تلفظ کا شبہ بھی نہ ہو مگر دہلی اور بریلی اور اس کے اطراف میں اس کو بواو معروف بولتے ہیں اور اسی طرح لکھتے ہیں لہٰذا ہم نے ہر محاورے کا لحاظ کر کے دونوں طرح اس کو لکھا ہے کیا معنی کہ ایک مصرع ایک محاورے کے موافق۔ تاکہ ہر ایک جگہ کے اہل زبان اپنے اپنے محاورے کے مطابق اسکو پڑھیں اور حظ اٹھائیں۔ ۱۲ منہ

۵۱ جس جگہ الخ - یعنی جو تعداد مویشی کی اسقدر ہو جس میں دونوں عدد تیس اور چالیس کے پورے تقسیم ہوتے ہوں تو اس جگہ زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ خواہ تیس تیس کے حساب سے یک سالہ راسیں زکوٰۃ میں دیں خواہ چالیس چالیس کے حساب سے دو سالہ راسیں ادا کریں اگر ایک سالہ دیں گے تو زائد راسیں دیجائیں گی اور دو سالہ دیں گے تو گنتی میں کم دینا پڑیں گی مثلاً ایک سو بیس میں خواہ چار راسیں یک سالہ تیس کی تقسیم کے حساب سے دیویں خواہ تین راسیں دو دو سالہ چالیس کی تقسیم کی رو سے ادا کریں اگر دو سو چالیس کی تعداد میں اسی حساب سے آٹھ راسیں یک یک سالہ ایسی راسیں دو دو سالہ ہیں یا چار راسیں ایک ایک سال کی اور تین دو دو سال کی دیں یہ اُن کو اختیار ہے کیونکہ یہ تعداد ہر دو عدد کو پوری پوری تقسیم ہو جاتی ہے اور اگر وہ صورت اختیار کرے جسمیں فقرا کو زیادہ فائدہ پہنچے نوبت افضل ہے۔ منہ ۱۲ ۵۲ بکریاں چالیس الخ - یعنی بھیڑ دنبہ بکری یہ سب ایک ہی باب میں داخل ہیں اور ان کا نصاب زکوٰۃ چالیس عدد ہے پس جس وقت کہ چالیس عدد بکری یا بھیڑیں یا دنبے ہو جائیں تو اس وقت ایک راس اُن کے بدلے زکوٰۃ میں نکالیں کہ جس کی عمر سال بھر سے کم نہ ہو اور اگر دنبہ خوب فربہ شش ماہا کچھ زائد کا ہو تو وہ بھی درست ہے بشرطیکہ سال بھر کے دنبوں میں ملکر دور سے تمیز میں نہ آتا ہو جیسا کہ قربانی میں حکم ہے منہ ۱۲ ۵۳ ایک سو اکیس میں - الخ - یعنی چالیس سے لیکر ایک سو بیس بکریوں تک ایک ہی زکوٰۃ میں دیجائے گی مگر جبکہ ایک سو اکیس بکریاں بھیڑیں ہو جائیں تو اس وقت دو بکریاں زکوٰۃ میں دینا واجب ہیں پورے دو سو بکریوں تک اور جب دو سو بکریوں سے زائد ہوں مثلاً دو سو ایک بکری یا دو سو دو خواہ اور زیادہ اس وقت تین بکریاں زکوٰۃ میں ادا کی جائیں۔ منہ ۱۲ ۵۴ تین سو تانوے الخ یعنی دو سو ایک بکری سے لیکر تین سو تانوے بکریوں کی تعداد تک تین ہی بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی ولیکن جبکہ پوری چار سو بکریاں ہو جائیں گی تو اس وقت چار عدد راس بکری زکوٰۃ میں واجب ہوں گی اس کے بعد پھر ہر سیکڑے میں ایک ایک بکری بڑھتی چلی جائے گی مثلاً پانسو بکریوں میں پانچ بکریاں اور چھ سو میں چھ وعلی ہذا الی غیر النہایۃ ۵۵ اور نہیں گھوڑوں میں الخ - یعنی گھوڑوں کی زکوٰۃ میں نصاب معین نہیں ہے اور نہ سوائم کیطرح

تیس میں یک سالہ دینا اسے ذکی	اور دسے چالیس میں دو سال کی
جس[51] جگہ ہر دو عدد پورے بٹیں	اسجگہ مختار ہے تو دونوں میں
بکریاں[52] چالیس ہوں جب ایک دے	بھیڑ - بکری - دنبہ سب ہیں ایک سے
ایک سو اکیس[53] میں دو بکریاں	پھر ہیں دو سو ایک پر تین ای جواں
تین سو تانوے[54] تک تین لیک	چار سو میں چار - پھر ہر سو میں ایک
اور نہیں[55] گھوڑوں میں کچھ حد نصاب	دیجئے اک دینار فی گھوڑا شتاب
چارپائے[56] جب یہ جنگل میں چریں	تب زکوٰۃ اُن کی ادا مالک کریں
اور جو کھاتے ہوں یہ چارا مول کا	کچھ زکوٰۃ ان میں نہیں ہوگی ادا
کھیت[57] میں پیدا ہو جو کچھ جب کبھی	دسواں حصہ ہے زکوٰۃ اس شی میں بھی
سال کا اسمیں گذرنا کچھ نہیں	اسمیں واجب ہے بفور ای پاک دیں
ہو بھرائی[58] کھیت کی گر ڈول سے	یا اُسے پانی دیا ہو مول سے

عام گھوڑوں یا خچروں یا گدھوں میں زکوٰۃ واجب ہے بلکہ انہیں سے جو خیل کہ تجارت کی غرض سے ہوں اُن میں فی راس ایک دینار یا دس درم سالانہ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ منہ ۱۲ ۵۶ چارپائے جب یہ جنگل میں الخ - یعنی اونٹ گائے بھینس و بھیڑ و بکری و دنبے وغیرہ جو سوائم میں داخل ہیں اگر یہ مویشی جنگل میں چر کر پرورش پاتی ہوں گی تو اس وقت اُن میں زکوٰۃ واجب الادا ٹھیرے گی اور اگر یہ جنگل نہ چرتے ہوں بلکہ مالکان اُن کو باندھ کر چارہ گھاس مول لیکر کھلاتے ہوں تو اس صورت میں زکوٰۃ انہیں واجب نہیں ہے اور اگر سال میں کچھ دنوں یہ چارپائے جنگل میں چرتے ہوں اور کچھ دنوں باندھ کر چارہ گھاس دئے جاتے ہوں تو اس وقت اکثر سال کا اعتبار ہوگا یعنی اگر سال کے اکثر حصہ میں وہ جنگل میں چرتے ہوں گے اور تھوڑے دنوں گھر پر چارہ گھاس پاتے ہوں گے تو زکوٰۃ اُن میں واجب ہوگی اور اگر اکثر حصہ سال میں بندھ کر چارہ گھاس کھاتے ہوں اور تھوڑے دنوں جنگل میں چرتے ہوں تو زکوٰۃ اُن میں واجب نہ ہوگی۔ منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ بیسواں حصہ ہے الخ۔ یعنی ایسے کھیت کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں مالک کا خرچ ماندہ پڑتا ہے جیسا کہ ابھی اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے اور پیداوار خواہ غلہ کا ہو خواہ پھلوں کا خواہ میوہ جات و ترکاریوں کا خواہ شہد کا یا کسی اور چیز کا کچھ ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ ہر چیز میں اسی حساب سے واجب ہوگی اور شہد میں اگرچہ پانی وغیرہ کے دینے کا کچھ کام نہیں ہے کیونکہ وہ تو شیرۂ لعاب مگس ہے ولیکن اگر وہ بھی جس قسم کے کھیت کے درخت میں یا دیوار میں یا کنوئیں میں یا فالیز میں سے برآمد ہو گا اُسی قسم کے کھیت کی پیداوار کی زکوٰۃ کا حصہ شہد میں بھی واجب ہوگا۔ واضح ہو کہ عرب میں اکثر شہد کی مکھیاں پالی جاتی ہیں اور اُن کے ذریعہ سے شہد کثیر پیدا کیا جاتا ہے اور نفع کثیر اُس سے حاصل ہوتا ہے بایں وجہ شہد میں بھی زکوٰۃ واجب کی گئی ہے۔ منہ۔ ۱۲ ۵۲ گھاس میں۔ یعنی محض گھاس یا لکڑی کی پیداوار میں کچھ زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں خودرو ہیں۔ ہاں اگر مالک ان کی حفاظت کرے اور دوسرے کو ان میں دست اندازی سے مار رکھ کر اپنے لئے جمع کرے جیسے تیل یا پولے بیچنے والے کرتے ہیں تو اُس پر بھی زکوٰۃ ہوگی جس طرح شہد پر ہوتی ہے ۱۲ منہ ۵۳ ہے معافی کی الخ یعنی زکوٰۃ کے واجب ہونے میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ زمین معافی کی ہو کیا معنی کہ خراجی نہ ہو جسے حاکم مجازنے فتح کرکے اُس پر نقدی یا بٹائی کا خراج مقرر کیا ہو۔ یہ زمین خراجی ہے اگرچہ ایسی زمین کو کوئی مسلمان ہی کسی غیر سے کیوں نہ خرید لے اور جو زمین مسلمان کی ہے۔ یا بیت المال کی ہے اور بادشاہ نے اُسے جاگیر دی ہے اور اُس پر کوئی خراج بھی مقرر نہیں کیا ہے یا کسی نے افتادہ زمین غیر مملوکہ آباد کی ہے اور اُس پر حاکم وقت سے کچھ محصول مقرر نہیں ہوا ہے تو وہ زمین معافی ہے اور اُس پر زکوٰۃ واجب ہے ۱۲۔ منہ ۵۴ زر پہ ہو۔ الخ۔ یعنی اگر کسی کو کہیں دفینہ یا خزانہ گڑا ہوا ملے اور اُس پر اسلام کا سکہ پایا جاوے تو اُس دفینہ کا حکم لقطہ ہے یعنی پڑی ہوئی چیز کہ پائی جائے اُس کا جو حکم ہے کہ اُس کا اعلان کرے یہاں تک کہ اُس کے مالک کا پتا چلے۔ پھر اگر پتا چلنے کی امید نہ رہے تو اُسے فقراء مسلمین کو دیدے یا بحکم حاکم اسلام کسی مسجد وغیرہ دینی کام میں صرف کرے۔ اس کے بعد اگر وہ مالک ظاہر ہوا اور وہ اُس کے اس تصدق کو جائز رکھے تو بہتر ورنہ اُس کا تاوان اُس سے لے سکتا ہے اور اگر اُس دفینہ پر اسلام کا سکہ نہ ہو غیر کا سکہ ہو یا بغیر سکہ کے ہو یا کسی چیز کی کان ہو تو اُس چیز کے پانچ حصے مساوی کئے جاویں گے اور اُن میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہوگا اور چار حصے باقی کے مالک زمین کو دیئے جائیں گے اگر پانے والا مالک زمین نہیں ہے کوئی غیر شخص ہے تو اُس کو کچھ نہیں ملے گا۔ چاروں حصے مالک زمین کی ملک ٹھہریں گے ہاں مالک زمین کو اختیار ہے کہ بطور بخشش اُس پانے والے کو کچھ دیدے یہ شرعی مسئلہ ہے قانونی مسئلہ اس کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ پانے والے کو چاہیئے کہ اس کی اطلاع فوراً کچہری میں کرے پھر گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جس قدر اُس میں سے مناسب سمجھے پانے والے کو دے اور جس قدر چاہے خود لے اور جس قدر چاہے مالک زمین کو دے اگر دفینہ کا اخفا کیا جائیگا تو پانے والے پر جرم فوجداری عائد ہوگا فافہم منہ۔ دیگر یہ کہ اگر زمین کوہستانی یا ریگستانی ایسی ہو (بقیہ نوٹ نمبر ۵۴ ضمیمہ میں دیکھیں)

بیسواں حصہ ہے پس اُسکی زکوٰۃ	ناج ہو یا شہد ہو یا میوہ جات
گھاس میں لکڑی میں کچھ صدقہ نہیں	بے حقیقت ہیں یہ چیزیں بالیقیں
ہے معافی کی زمینوں میں زکوٰۃ	اور خراجی میں نہیں ای نیکذات
گر کوئی پائے دفینہ ای جوان	ہو خزانہ یا کسی شی کی ہو کان
زر پہ ہو اسلام کا سکہ اگر	پس وہ لقطہ ہے۔ وگرنہ کان و زر
پانچ حصے سب کے تم کرنا سدا	ایک ہے بہر خدا و مصطفا
چار حصے اُسکے ہیں ای پاکدین	ملک ہیں جس شخص کے ہو وہ زمین
ار زمیں کا ہو نہ مالک گر کوئی	پانیوالے کو ملیں گے مابقی

مصرف زکوٰۃ کا بیان

جو زکوٰۃ و صدقہ واجب ہیں سبے	وہ مسلماں اُن کا حق ہے ذیل کے

۱۰ اور ہیں چوتھے ۔ الخ یعنی چوتھے مصرف میں وہ لوگ ہیں جو کہ راہِ خدا میں چلنے اور کوشش کرنے سے بسبب نہ رہنے خرچ عاجز آ گئے ہوں اور رک رہے ہوں انہیں میں سے ایک غازی و مجاہد ہے کہ جہاد کرنے کے لئے گھر سے نکلا ہو اور دوسرا حاجی ہے جو فرض حج ادا کرنے کے واسطے جاتا ہو اور تیسرا طالب علم دین ہے پس ان تینوں کی زکوٰۃ کے مال سے اعانت کرنا بہتر ہے مصارف زکوٰۃ سے ہے اور جو طالب دنیا کے علم کا ہو جیسے انگریزی یا فلسفہ وغیرہ کا تو اس کو مصرف زکوٰۃ سے دینا ہرگز درست نہیں منہ ۱۲ ۱۱ پھر مسافر کو الخ یعنی جو شخص مسافر ہو ۔۔۔ اپنے گھر تک پہونچ سکے اگرچہ اس کے گھر بہت سا مال اسباب موجود ہو تو ایسی صورت میں اس مسافر کو بھی زکوٰۃ دینا درست ہے ۔ واضح ہو کہ مصارف زکوٰۃ کے سات ہیں منجملہ اُن کے پانچ تو مؤلف نے بیان کر دیئے دو باقی رہے اُن میں ایک تو عامل موعود دوسرا مکاتب سو وہ اس لئے بیان نہیں کئے کہ ہندوستان میں اُن کا وجود نہیں ہے لہذا ان کے بیان کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پانچ مصارف کہ لکھے گئے ہیں بیان ہیں ۔ منہ ۱۲ ۱۳ مت بنی ہاشم کو زکوٰۃ کا دینا اگرچہ وہ حاجتمند ہوں درست نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بنی ہاشم بسبب قرابت قریبۂ رسول اللہ صلی اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاک و معزز و شریف القوم ہیں اور مال صدقہ میلا و کچیلا ہے لہذا ان کے مناسب حال نہیں ہے اور نیز بنی ہاشم کے غلام باندیوں کو بھی یہ مال زکوٰۃ درست نہیں ہے اسی طرح جو اغنیا ہوں یعنی مالدار لوگ اور ان کے نابالغ بچے ہوں ان کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں یا ان ہر دونوں کے غلاموں کو بھی یعنی مالداروں کے اور بنی ہاشم کے غلاموں کو جائز نہیں ۱۲ منہ ۱۴ ہے زکوٰۃ الخ یعنی بنی ہاشم کو جن کا ذکر ہو چکا ہے اور مالدار آدمیوں کو اور اُن مالدار مرد و زن کے نابالغ بچوں کو اور بنی ہاشم کے اور مالدار مرد و عورتوں کے غلام باندیوں کو اور اگر زکوٰۃ دینے والا مرد ہے تو وہ اپنی عورت کو اور اگر عورت ہے تو وہ اپنے مرد کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اور نیز اپنے اصول یا فروع میں یا غلام باندیوں میں کسی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے ۔ منہ ۱۲

اک فقیر اور دوسرا مسکیں گدا	تیسرا جو قرض میں ہو مبتلا
قرض سے زائد نہ رکھتا ہو نصاب	لیں اسے دیں اسپہ ہو جتنا حساب
اور ہیں ۱۰ چوتھے راہِ حق کے عاجزین	غازی و حاجی طالبِ علم دین
۱۱ پھر مسافر کو بھی دینا ہے روا	جو سفر میں ہو غریب و بے نوا
یعنی جو پردیس میں بے مال ہے	گرچہ گھر پر اپنے مالا مال ہے
مت بنا مسجد زکوٰتی مال سے	مت کفن یا قرض میت اس سے دے
۱۳ مت بنی ہاشم کو دے اے نیکذات	وہ ہیں پاک اور میل ہے مالِ زکوٰۃ
اغنیا اور اُن کے نابالغ پسر	یا غلام اُن دونوں کے ہوں بے خبر
زن کو شو یا شو کو زن یا اصل و فرع	اپنے یا اُنکے غلام اے اہلِ شرع
۱۴ ہے زکوٰۃ ان سب کو دینا نادرست	انکو لینا بھی ہے اس کا نادرست
۱۵ جسنے اس مصرف میں کچھ دیدی زکوٰۃ	پھر دوبارہ اور دے وہ نیکذات

۱۵ جس نے اس مصرف میں ۔ الخ ۔ یعنی اگر کسی زکوٰۃ دہندہ نے غلطی سے ان لوگوں کو زکوٰۃ دیدی تو اس کو چاہیئے کہ اس کو آسانی سے اُن سے واپس لیکر اور لوگوں کو زکوٰۃ دے اور اگر واپس نہ ہو سکے تو پھر دوبارہ زکوٰۃ اپنے پاس سے مستحقین کو اور دے ورنہ زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش نہ ہوگا منہ ۱۲

وہ غنی ہے[51] جو کہ ہو اہلِ نصاب	ہے فقیر۔ ایسا نہو جو لے جناب
کہتے ہیں مسکین اُس کو اے عزیز	پاس جس کے کچھ نہو اور کوئی چیز

رمضان کا بیان

فرض ہیں[52] رمضان کے روزے تمام	ہر مسلماں مرد و عورت پر مدام
عاقل و بالغ[53]۔ مقیم اور ہو صحیح	جبکو روزے سے نہو ایذا قبیح
کھانا پینا[54] ترک کرنا اور جماع	ہے اسی کا نام روزہ ای شجاع
اجر ہے روزہ کا بیحد و شمار	ہے یہ ارشادِ رسولِ کردگار
یعنی فرمایا رسول اللہ نے	مجھ سے فرمایا ہی یہ اللہ نے
جو کوئی روزہ رکھے میرے لئے	پس جزا بھی میں ہی ہوں[55] اُسکے لئے
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ثواب	اب قواعد اُسکے سُن لُبِّ لُباب

[51] وہ غنی ہے۔ الخ۔ یعنی جس کو کہ زکوٰۃ کا دینا منع کیا گیا ہے وہ اس کو کہتے ہیں کہ جو خود صاحب نصاب ہو یعنی کہ اسقدر مال رکھتا ہو کہ جس پر صدقہ واجب ادا کرنا واجب ہو جس کی تعداد سکہ مروجہ سے چھپن روپئے چہرہ دار یا اسقدر اس کے سونا یا نقد وغیرہ ہوتا ہے اس کو زکوٰۃ دینا اور لینا دونوں حرام ہے ورنہ جس کے پاس اسقدر مال نہ ہو یعنی کہ صاحب نصاب نہ ہو اس کو فقیر کہتے ہیں اور جس کے پاس اسباب کچھ بھی نہ ہو وہ مسکین کہلاتا ہے پس یہ دونوں اگر کسی مالدار کے غلام باندی نہ ہوں یا بنی ہاشم یا ان کے غلام باندی نہ ہوں تو ایسوں کو زکوٰۃ لینا دینا دونوں درست ہیں ۱۲ منہ

[52] فرض ہیں۔ الخ۔ ارکان خمسہ میں سے ایک رکن اسلام ماہ رمضان المبارک کے روزے ہیں کہ وہ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں بشرطیکہ ۱۲ منہ

[53] عاقل و بالغ مقیم۔ الخ۔ یعنی ماہ رمضان کے روزے ہر مرد و عورت پر اس وقت فرض ہیں جبکہ وہ عاقل اور بالغ ہوں اور نیز ایسے تندرست بھی ہوں کہ جو روزے کو رکھ سکیں اور اس کے رکھنے سے ان کو زیادہ تکلیف نہ ہو یا کسی معمولی بیماری کے بڑھنے کا گمان غالب نہ ہو۔ ۱۲ منہ۔

[54] کھانا پینا ترک کرنا۔ الخ یعنی کھانا پینا خواہ بطور غذا کے ہو یا بطور دوا کے سب سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسی طرح پانی یا شربت وغیرہ یا حقہ و سگریٹ وغیرہ کے پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے غرض کہ اکل و شرب میں سے کوئی بھی چیز کیوں نہ ہو ان سب سے اور نیز مرد و عورت یا مرد و مرد کے باہم جماع کرنے سے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک پرہیز کرنا اور بند رہنا اسی کا نام روزہ ہے اور اسی کو صوم کہتے ہیں۔ اور کھانے پینے سے مراد کسی شے کا باہر سے بدن کے اندر داخل ہونا ہے اسی طرح کہ باہر سے اس کا علاقہ منقطع ہو جائے اور اندر بدن سے مراد دماغ اور پیٹ اور رحم یعنی عورت کا بچہ دان ہے جن کے راستے معین ہیں پس ان میں سے کسی ایک کے جوف میں جو چیز باہر سے پہنچے خواہ وہ عادتاً پہنچائی جائے جیسے کھانا پینا یا دوا یا پچکاری وغیرہ یا اس کا پہنچانا عادتاً نہ ہو بلکہ اتفاقاً ہو جیسے کنکری یا کاغذ کا ٹکڑا نگل لینا اور ان چیزوں کا پہنچنا خواہ مقررہ راستوں سے ہو جیسے حلق یا دبر یا ناک و کان وغیرہ خواہ غیر مقررہ جگہ سے ہو جیسے کسی نے کسی کے پیٹ یا دماغ میں نیزہ مارا اور اس کی انی اندر ٹوٹ کر رہ گئی تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہتا ہے۔ بشرطیکہ اس شے داخل شدہ کا علاقہ باہر سے منقطع ہو جائے مثلاً ڈورے میں بوٹی باندھ کر کسی نے نگل لی اور پھر باہر نکال لی تو اس صورت میں روزہ نہ جائیگا فتدبر۔ ۱۲ منہ۔

شرط ہی رمضان میں بے ریب و شک (٥١) | شب سے نیت ختم وقت چاشت تک
پر قضا اور روزۂ کفارہ میں | رات ہی میں شرط ہی نیت کریں
شرط ہی عورت کو ای صاحب قیاس (٥٢) | ہو نہ جاری اسکو کچھ حیض و نفاس
حاملہ عورت (٥٣) اگر ہو اے تقی | یا پلائے دودھ بچہ کو کوئی
گر ضرر دیکھے نہ رکھے وہ ضرور | ورنہ رکھنا فرض ہی اے شکب حور
جو بڑھاپے (٥٤) سے نہ روزہ رکھ سکے | دے وہ صدقہ بالعوض ہر ایک کے
فرض ہے روزہ۔ اگر بیمار کو | اسکے رکھنے سے کچھ اندیشہ نہو
اور مسافر کو ہے مطلق اختیار | رکھے تو ہی اجر اس کا بے شمار
اور نہ رکھے تو بھی جائز ہی اسے | بعد اسکے پھر قضا اس کی کرے
روزہ رکھنے میں اگر ہو خوف جان | جب تو ہی افطار واجب بیگمان
عذر (٥٥) جب جاتا رہے انسان کا | فرض ہی رمضان کے روزوں کی قضا

٥١ شرط ہے۔ الخ۔ یعنی رمضان المبارک کے فرض روزوں میں پہلی شرط یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد سے دوسرے دن کے نصف النہار شرعی تک، نیت روزے کی کرے اگر جب تک کچھ کھایا پیا نہ ہو تب روزہ دار کا روزہ فرض ثابت ہوگا اگر وقت چاشت ختم ہونے کے بعد نیت کرے گا تو روزہ نہیں ہوگا اور بجائے اس کے بعد رمضان کے اور روزہ قضا رکھنا پڑے گا اور ان کے سوا قضا و کفاروں کے روزوں کے واسطے رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر قضا و کفارہ میں صبح صادق ہو جانے کے بعد روزہ کی نیت کرے گا تو وہ روزہ نہ ہوگا اور نفل روزہ میں ہی شب سے لیکر ختم چاشت تک نیت کرنا درست ہے۔ منہ ۱۲

٥٢ شرط ہے عورت کو۔ الخ۔ یعنی دوسری شرط روزہ رکھنے کے واسطے عورت کا حیض و نفاس سے پاک و طاہر ہونا ہے جب تک کہ عورت حیض و نفاس سے پاک نہ ہوگی اس وقت تک روزہ اس کا نہ ہوگا اگر روزہ میں اس کو یکایک حیض آجائیگا تو روزہ اس کا ٹوٹ جائیگا اور اس کی قضا رکھنا پڑے گی۔ منہ۔ ۱۲

٥٣ حاملہ۔ الخ۔ یعنی جو عورت حاملہ ہو یا جو عورت بچہ کو دودھ پلاتی ہو ان کو روزہ رکھنے میں اگر کچھ حرج و ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ فرض ہے رکھیں اور اگر کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ ہو خواہ اپنے لئے خواہ بچہ کے لئے تو روزہ ہرگز نہ رکھیں اور بعد جاتے رہنے عذر کے فرضی روزوں کی قضا کریں۔ ۱۲۔ منہ

٥٤ جو بڑھاپے سے الخ۔ یعنی جو بوڑھا کہ بہت ضعیف و کمزور ہو اور روزہ رکھنے کی اس میں قوت نہو اور اتنی عمر کو پہنچ گیا ہو کہ آیندہ روزے کی طاقت آنے کی امید نہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اس کو روزہ معاف ہے ہاں اگر وہ صاحب استطاعت ہو تو ہر روزہ کے عوض صدقہ دے جو صدقہ فطر کے برابر ہو یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع جو۔ منہ ۱۲

٥٥ عذر جاتا رہے۔ الخ۔ یعنی جب آدمی کا عذر جاتا رہے تو اس وقت روزہ کی قضا رکھنی فرض ہے۔ مثلاً بیمار جب اچھا ہو جائے یا ماں بچہ کو دودھ پلا چکے تو اس وقت روزہ کی قضا واجب ہی۔ منہ ۱۲-

[٥١] جب کوئی رمضاں میں روزہ توڑ دے	جرم کامل سے وہ کفارہ بھرے
[٥٢] یعنی اُس روزہ کی توڑ رکھے قضا	اور کرے آزاد بردہ بیخطا
ساٹھ روزے یا وہ پے در پے رکھے	ورنہ کھانا ساٹھ مسکینوں کو دے
[٥٣] ہے اسی کا نام کفارہ مدام	صوم رمضاں میں ہی ہے یہ فرض تام
[٥٤] بھول کر روزے میں کھا پی لے اگر	کچھ نہیں ہوتا ہے روزہ کو ضرر
[٥٥] ناک میں یا کان میں ڈالے دوا	قے کرے منہ بھر کے خود بالقصد یا
کھینچے دم حقہ کا یا حقنہ کرے	انسے روزہ اسکا بس جاتا رہے
نذر کا روزہ تو واجب ہے مدام	اور باقی نفل ہیں سب لاکلام
پانچ دن روزوں کا رکھنا ہے حرام	پہلے دونوں عید کو اے نیکنام
تین دن ہیں عید اضحیٰ کے قریں	گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں
[٥٦] روزہ میں کھانا سحر سنت ہے صاف	ہے کفایہ سنت اسمیں اعتکاف

٥١ جب کوئی۔ رمضاں میں۔ الخ۔ یعنی جب کوئی رمضان میں فرض روزہ رکھ کر بے عذر غذا یا دوا یا جماع سے بالقصد دیدہ و دانستہ توڑ دے اور مسافر یا مریض نہ ہو اور اُس روزہ کی نیت رات سے کر چکا ہو اور توڑنا کسی عذر یا مجبوری سے نہ ہو اور نیز عورت کو اُس دن غروب آفتاب سے پہلے حیض یا نفاس نہ آجائے نہ مرد یا عورت کو غروب سے پہلے کوئی ایسا مرض پیدا ہو جسمیں روزہ نہ رکھنے کی شرعاً اجازت ہو تو ان شرائط کے ساتھ اُس کو روزہ توڑنا کامل جرم ہے ایسی صورت میں اُسے کفارہ بھرنا پڑے گا اور اگر ان شرطوں میں سے ایک بھی کم ہوگی تو صرف قضا آئے گی کفارہ نہ ہوگا اور کفارہ کا بیان اگلے شعر میں ہے ١٢۔ منہ ٥٢ یعنی اُس روزہ الخ۔ یعنی کفارہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ شخص اول تو روزہ کی قضا رکھے اس کے بعد ایک لونڈی یا غلام آزاد کرے یا ساٹھ روزے پے در پے کہ اُن کے بیچ میں کوئی روزہ کسی طرح پر ترک نہ ہونے پائے رکھے اور اگر اُن کے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹ جائیگا تو وہاں تک کے سب روزے بیکار ہو جائیں گے اور پھر اُن روزوں کو از سر نو شروع کرنا پڑے گا اور جو اسپر قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکین مسلمانوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اُس وقت کفارہ پورا ہوگا۔ منہ ٥٣ ہے اسی کا نام کفارہ۔ الخ یعنی انہیں تین باتوں کا نام کفارہ ہے جن کا بیان کیا گیا کہ ایک بردہ آزاد کر دے یا ساٹھ روزے پے در پے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور یہ صرف رمضان کے روزے توڑنے میں ہی فرض ہے اور کسی روزہ توڑنے میں کفارہ نہیں آتا اُس کی صرف قضا ہی واجب ہوتی ہے۔ منہ ٥٤ بھول کر روزے میں الخ یعنی اگر کوئی روزہ دار بھول جائے اور بھول کر دن میں کچھ کھانا کھا لے یا پانی وغیرہ پی لے تو اس سے روزہ میں کچھ نقصان و ضرر پیدا نہیں ہوتا اور روزہ اُس کا بدستور بنا رہتا ہے اور اُس کے عوض نہ کفارہ نہ قضا کچھ واجب نہیں کیونکہ یہ کھانا اور پینا اُس کا خدا کی طرف سے ہے۔ منہ ٥٥ ناک میں۔ الخ۔ یعنی جو روزہ دار اپنی ناک میں یا کان میں دوا یا تیل وغیرہ ڈالے یا وہ قصداً منہ بھر کے قے کرے یا حقہ کا کوئی دم لگائے یعنی حقہ پیئے یا حقنہ کرائے تو ان سب باتوں سے اُس کا روزہ جاتا رہتا ہے جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے ١٢ منہ ٥٦ روزہ میں الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک کے روزے میں پچھلے کو اُٹھ کر سحری کھانا سنت ہے اور اُس کا بڑا ثواب ہے۔ اور رمضان کے عشرہ آخر میں ہر شہر و بستی میں کسی ایک مسلمان کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ بالکفایہ ہے فرض کفایہ یا سنت کفایہ اُس کو کہتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان بھی اُس کو بجا لائے تو وہ کام سب کے ذمہ سے ادا ہو جائے اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو بستی والے سب کے سب ترک فرض یا سنت کے مواخذہ دار ہوں۔ منہ ١٢۔

۵۱ چھے حصے۔ الخ یعنی تمام رات کے غروب آفتاب سے لیکر طلوع صبح صادق تک چھ حصے برابر کئے جائیں تو پچھلے حصہ شب میں جو کہانا کہایا جائے اسکا نام سحری کا کہانا ہے اگر کوئی پچھلے حصہ شب سے پہلے کہانا کہائے گا تو وہ سحری میں شمار نہ ہوگا۔ منہ ۵۲ لیلۃ القدر الخ یعنی تمام ماہ مبارک میں ایک رات ایسی آتی ہے کہ جس کا نام لیلۃ القدر ہے اس رات کی بہت بڑی قدر و منزلت ہے اور اس میں رات بھر جاگنا اور عبادت کرنا بہت اچھا اور اونے ہے اور باعث خوشنودی باری تعالےٰ کا ہے اور اس ایک رات کے جاگنے اور عبادت کرنے کا ثواب تراسی برس اور چار ماہ کے دن رات عبادت سے زیادہ ہے کیونکہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ منہ ۵۳ اس میں ہوتی ہے۔ الخ۔ یعنی اس شب قدر میں ایک وقت خاص پر تجلی نور الٰہی کی ہوتی ہے کہ جس سے تمام عالم روشن و منور ہوجاتا ہے اور بعض اہل علم و عارفین کا قول ہے کہ اس وقت تمام شجر و حجر و دریا وغیرہ سجدہ عظمت الٰہی بجا لاتے ہیں اور اظہار عبودیت کا کرتے ہیں اور ہر ایک کو یہ کیفیت نظر نہیں آتی جو لوگ کہ اہل بصیرت ہیں ان میں سے بھی کسی کو جس پر کہ خدا کا فضل و کرم شامل ہوتا ہے یہ کیفیت معلوم ہوجاتی ہے کسی کو تو یہ دونوں باتیں معلوم ہوجاتی ہیں اور کسی کو صرف تجلی ہی تجلی معلوم ہوتی ہے اور شجر و حجر کا سجدہ میں گرنا نہیں معلوم ہوتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ پس وہ وقت جس میں کہ تجلی اگر واقع ہوتی ہے تمام رات میں نیک اور بہتر وقت ہے فقط۔ منہ ۱۲ ۵۴ ہو دعا۔ الخ یعنی اس رات میں جس وقت کہ یہ تجلی واقع ہوتی ہے وہ وقت قبولیت دعا کا ہے اس ساعت میں جس قسم کی دعا کرے جو آدمی کریگا وہ یقینی قبول ہوگی اسکی یہ دعا کسی طرح رد نہیں ہوتی پس اے شخص مبتلائے بلا و اے شکستہ خاطر تجھ کو چاہیے کہ اس وقت خاص و مسعود کو تلاش کرنا کہ اس وقت پر دعا کرنے سے تیری عمر بھر کی بلائیں اور مصیبتیں دور ہوجائیں اور دین و دنیا کی بھلائی تجھ کو حاصل ہوجائے اور یہ وقت بہت جلد یک دم لحظہ یا آن واحد میں گذر جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے رسول خدا سے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں اس وقت مبارکہ کو پاؤں تو کیا دعا مانگوں آپ نے فرمایا کہ اس وقت یہ دعا مانگنا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ منہ ۵۵ ساری راتوں

کر شب[۵۱] شرعی کے چھ حصے تمام	ہوگا سحری پچھلے حصہ کا طعام
لیلۃ القدر[۵۲] اسمیں ہے ایک ایسی رات	قدر جسکی ہے بڑی اے نیکذات
ہے ثواب اسمیں عبادت کا بڑا	مستحب ہے جاگنا اس رات کا
اسکی طاعت اجر میں بڑھکر ہے	چار ماہ اوپر تراسی سال سے
اسمیں[۵۳] ہوتی ہے تجلی ایک وقت	ساری شب میں ہے وہ از بس نیک وقت
ہو[۵۴] دعا اسوقت پر فوراً قبول	کر تلاش اسوقت کو اے دل ملول
ساری[۵۵] راتوں میں ہے وہ پوشیدہ رات	پھر ہے اس ظلمت میں یہ آب حیات
عشرۂ[۵۶] آخر میں ہے اس کا ظہور	جو کوئی جاگے گا پائے گا ضرور
جو کوئی سوئے گا کھوئیگا مفاد	سچ ہے جو جاگے وہی پائے مراد

الخ ساری راتوں میں کیا معنی کہ رمضان المبارک کی تیسوں راتوں میں یہ لیلۃ القدر کی رات پوشیدہ مخفی ہے یعنی یہ بات تو سب کے نزدیک ثابت ہے کہ لیلۃ القدر تمام ماہ مبارک میں ہوتی ہے لیکن یہ بات کہ تیسوں راتوں میں سے وہ کونسی رات ہے یہ بات کسی کو نہیں معلوم ہے کیونکہ مثل اسم اعظم کے یہ رات بھی چھپا دی گئی ہے تاکہ لوگ اس کی کما ینبغی جستجو و تلاش کریں اور اس کی قدر و منزلت سے واقف ہوں اور اسکے مصرع میں جو تحریر ہے کہ پھر ہے اس ظلمت میں یہ آب حیات تو اس ظلمت سے مراد یہی رات ہے۔ اور آب حیات سے مراد تجلی کی ساعت ہے کیا معنی کہ اول تو یہ رات جس کو شب قدر کہتے ہیں رمضان کے تیسوں راتوں میں مخفی ہے کہ نہیں جان سکتے کہ وہ کونسی رات ہے اور اس پر بھی یہ آب حیات یعنی تجلی نور الٰہی کی ساعت اس رات بھر میں مستتر و مخفی و مخفی ہے کیونکہ مشک نافہ میں و گوہر یکتا صدف صادق میں مخفی ہی رہا کرتے ہیں۔ پس اب کونسی صورت ہے کہ اس پر بھی وہ صدف صادق منہ اپنے گوہر بے بہا کے ہاتھ آئے اسکا بیان اگلے شعر میں ہے منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

حج کا بیان

فرض ہے حج مومنوں پر ایکبار [51] — جبکہ ہوں وہ تندرست اور مالدار

عاقل و بالغ بھی ہوں آزاد بھی — راہ بھی ہو پُر امن اے متقی

ساتھ ہو عورت کے محرم بھی ضرور — یا کہ شوہر ساتھ ہو اے ذی شعور

فرض حج کے تین ہیں سن مجھ سے صاف — ایک احرام اک وقوف اور اک طواف

[52] بے سیا کپڑا پہننا مرد کو — حج کی نیت سے یہی احرام ہو

ہوتی ہیں دو چادریں احرام کی — ایک تہ بند - اوڑھنے کو دوسری

[53] لیک اسمیں سر کھلا رکھنا مدام — مرد کو واجب ہے عورت کو حرام

[54] کھولنا سب منہ کا لیکن ہی باصفا — مرد و عورت دونوں پر واجب ہوا

[55] باہر اگر ڈال لے عورت نقاب — جو الگ منہ سے رہے یہ ہے ثواب

[51] فرض ہے حج - الخ - یعنی تمام مسلمانوں مرد عورتوں پر عمر بھر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے جبکہ وہ عاقل و بالغ و آزاد و تندرست و مالدار ہوں اور راہ بھی پر امن ہو جس میں اکثر لوگ بخیریت تمام آتے جاتے ہوں اور مالداری کی شرط یہ ہے کہ اسقدر مال اس کے پاس ہو کہ جس میں سے اپنے اہل و عیال کے نان نفقہ کے واسطے تا واپسی حج کو بھی چھوڑ جائے اور پھر اُن کو فاقہ کشی کی تکلیف نہ پہنچے اور نیز اس کی آمد و رفت سفر حج کے واسطے کافی ہو جائے منہ ۱۲

[52] بے سیا کپڑا پہننا - الخ - یعنی مردوں کو بے سیا ہوا کپڑا حج کی نیت کرکے پہننا اسی کا نام احرام ہے سیا ہوا کپڑا احرام میں مردوں کو ممنوع و حرام ہے اور عورتوں کو جائز ہے اور احرام میں دو کپڑے ہوتے ہیں ایک لنگی یا تہبند جو ناف کے برابر سے ٹخنوں کے اوپر تک باندھا جاتا ہے اور دوسری بدن پر ڈالنے کے لئے یعنی چادر جس کو مرد گلے سے اور عورتیں سر کے اوپر سے اوڑھتی ہیں جیسا کہ اگلے شعر میں صاف صاف بیان ہے اور احرام حج کے لئے شرط ہے منہ

[53] لیک اس میں سر کھلا رکھنا تمام - یعنی حالت احرام میں ہمہ تن مرد کو سب سر کا کھلا رکھنا اور عورت کو سر ڈھکا رکھنا واجب ہے اگر مرد سر کو ایک رات دن برابر ڈھکے رہیگا تو اس کو دم دینا واجب ہوگا اور ایک دن رات سے کم ڈھکے رہنے میں صدقہ دینا پڑے گا اگرچہ اس نے سر کو عذر سے ڈھکا ہو یا بھول کر یا سوتے میں ڈھکا ہو اور اگر عورت اپنے شوہر و محارم کے سوا کسی غیر شخص کے سامنے سر اپنا کھولے گی تو وہ سخت گنہگار ہوگی مگر اسکے سبب اس پر دم وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا باینہمہ عورت کو لازم ہے کہ احرام میں ہرگز سر نہ کھولے ۱۲ منہ

[54] کھولنا سب منہ کا - الخ یعنی منہ جو شروع پیشانی سے لیکر ٹھوڑی تک ہوتا ہے وہ مرد عورت دونوں پر کھلا رکھنا واجب ہے اگر وہ کبھی ڈھک جائیگا تو اس کے عوض بھی دم دینا واجب ہوگا اسی تفصیل سے جو اوپر سر کے ڈھکنے میں بیان ہوا کہ اگر ایک دن رات چھپا رہے گا تو دم دینا واجب ہوگا ورنہ صدقہ دیا جائیگا ۱۲ منہ

[55] باہر اگر ڈال لے - الخ - یعنی عورت جبتک کہ حج کے دنوں میں اندر پردہ میں رہے اسوقت منہ ہمہ وقت کھلا رکھے اور جب وقت کہ اندر پردہ سے کسی حاجی کام کو یا ارکان حج ادا کرنے کو باہر نکلے تو اپنے منہ کو نامحرموں کی نظروں سے بچانے اور چھپانے کے واسطے ایک نقاب اس طرح سے ڈالے کہ جو اس کے منہ سے بالکل علیحدہ رہے اور چپکنے نہ پائے اور پردہ بھی ہو جائے کیونکہ احرام میں منہ کا کپڑے سے علیحدہ رکھنا اور کھلا رکھنا واجب ہے اور نامحرموں کی نظر سے اُسکا چھپانا اور پردہ میں رکھنا واجب ہے لہذا اس میں دونوں کی رعایت ہے اور اس صورت کو حضرات نے مستحسن بتایا ہے منہ۔

باندھنا احرام کا اے ذی شعور — ہندیوں کو ہی یلملم سے ضرور

اُس سے بے احرام کے آگے حرام — ہے حرام اے زائرِ بیت الحرام

عرفہ کو عرفات میں کرنا قیام — فرض ہی اور ہی وقوف اسکا ہی نام

لوٹ کر عرفات کے میدان سے — گرد پھرنا سات پھیرے کعبہ کے

یہ طوافِ رکن ہی اے زائرو — یا زیارت کا طواف اس کو کہو

ہی اسی کا نام حج جیسے یہ کریں — اس مقام خاص و وقت خاص میں

حج زیارت کردنِ خانہ بود — حج ربُّ البیت مردانہ بود

پانچ واجب اسمیں ہیں پھر بیگماں — دوڑنا اوّل صفا مروہ کا جان

اور ہی مزدلفہ میں رکنا دوسرا — پھر منا میں سنگریزے مارنا

قصر بالوں کا ہی پھر واجب مدام — پھر طوافِ صدر ہے ای نیک نام

اصل واجب تو یہی ہیں ای جناب — بعض واجب اور بھی ہیں بیحساب

۵۱ باندھنا احرام کا۔ الخ۔ یعنی اہل ہند کو احرام کا باندھنا کوہ یلملم کے محاذات سے فرض ہے واضح ہو کہ ہر ملک و اقلیم کے باشندوں کے واسطے جو بیت اللہ میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں احرام کے باندھنے کی جگہ مقرر ہے جس کو میقات کہتے ہیں پس ملک ہند کے باشندوں کے واسطے میقات یعنی احرام کے باندھنے کی جگہ محاذات کوہ یلملم مقرر ہے کہ ہند کی طرف سے جانے والے کو محاذات یلملم میں پہنچکر احرام کا باندھ لینا فرض ہے اور چونکہ یہ رسالہ اُردو زبان میں ہے اور اہل ہند کے ہی واسطے کا آدرہے بدیں وجہ مؤلف نے اہل ہند کی میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ مقررہ بتادی اور دیگر ممالک کے باشندوں کی میقات کو نہ بتایا کہ وہاں سے یہاں والوں کو کچھ غرض و مطلب نہیں ہے بدیں وجہ اُس کو چھوڑ دیا۔ منہ ۵۲ اُس سے الخ یعنی کوہ یلملم سے بغیر احرام باندھے آگے جانا حرام ہے کیونکہ احرام باندھنا اس موقع پر فرض ہے پس جبکہ وہاں احرام نہ کریگا تو ترک فرض ہوگا اور ترک فرض ملاحظہ ورت حرام ہے۔ منہ ۵۳ عرفہ کو عرفات میں الخ یعنی نویں ذالحجہ کو عرفات میں قیام کرنا فرض ہے اور یہ حج کا پہلا رکن ہے اور بغیر اس کے حج ادا نہیں ہوسکتا اور اسی کا نام وقوف عرفات ہے اور عرفات میں مطلق قیام کرنے سے اگرچہ ایک دم بھر کے لئے ہو فرض ادا ہوجاتا ہے کیا معنی کہ نویں تاریخ کے سورج ڈھلنے سے دسویں کے طلوع صبح صادق تک اس بیچ میں حاجی کا عرفات کے میدان میں ہونا ایک دم بھر کے لئے کافی ہے اگرچہ سوتا ہوا یا چلتا ہوا یا دوڑتا ہوا وہاں سے نکل جائے یا کسی دشمن کے خوف سے بھاگتا ہوا اس میدان میں گذر جائے فرض بہرحال ادا ہوجائیگا ولیکن قیام طویل جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی وہ واجبات سے ہے کہ بغیر اسکے حج ناقص ہوتا ہے اور دم دینا لازم آتا ہے۔ منہ ۵۴ لوٹکر عرفات الخ یعنی بعد وقوف عرفات وہاں سے لوٹ کر خانہ کعبہ میں آنا اور اس کے ساتھ پھر سے طواف کرنا یہ حج کا دوسرا رکن ہے جو فرض ہے اور اس کے کرلینے کے بعد حج پورا ہوجاتا ہے اور اسی کا نام طواف رکن و طواف زیارت ہے اور یہ مقام خاص یعنی خانہ کعبہ میں اور وقت خاص میں یعنی دسویں کو اکثر و بصورت دیگر گیارھویں و بارھویں تک ذالحجہ میں کیا جاتا ہے۔ منہ ۵۵ پانچ واجب۔ الخ۔ یعنی حج میں پانچ واجب ہیں اور پہلا واجب سعی یعنی کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا ہے۔ منہ ۵۶ قصر بالوں کا۔ الخ۔ یعنی چوتھا واجب مرد و عورتوں کے واسطے سر کے بالوں کی لٹیں کتروانا ہے اگر مرد بجائے قصر کے تمام سر کے بالوں کو منڈوا ڈالیں تو یہ افضل و اولیٰ ہے اور بہت ثواب رکھتا ہے لیکن واجب سب پر قصر ہی ہے اور پانچواں اُس کا واجب طواف صدر یعنی رخصت کا طواف ہے۔ منہ ۱۲

۵۱ یا کہ طائف کو۔ الخ۔ یعنی طائف۔ طواف کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی جو شخص جب کبھی خانہ کعبہ کا طواف فرض خواہ واجب خواہ نفل کرے اس پر بعد طواف فوراً دو رکعت نماز کا پڑھنا واجب ہے منہ ۵۲ یا تمتع۔ الخ۔ یا منجملہ دیگر متفرق واجبات حج کے ایک واجب یہ ہے کہ حاجیوں میں جو کوئی قارن یا متمتع ہو اس کو قربانی کے دن میں قربانی کرنا واجب ہے قارن و متمتع کے معنی آگے چلکر معلوم ہو جائیں گے۔ منہ ۵۳ نیز رمی و ذبح۔ الخ۔ رمی سے مراد رمی جمرۂ عقبیٰ پر ہے اور ذبح سے مراد قربانی کرنا اور حلق راس سے مراد سر منڈوانا مردوں کو اور بال کترو انا عورتوں کو ہے اور مردوں کو بھی بال کتروانے پر اکتفا کرنا جائز ہے کیا معنی جس طرح یہ باتیں واجبات سے ہیں اسی طرح ان میں ترتیب کا لحاظ رکھنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہو یہ بھی واجب ہے یعنی اول جمرۂ عقبہ پر رمی کرنا اس کے بعد قربانی کرنا پھر قربانی کے بعد سر کے بال کتروانا واجب ہے پس اگر پیشتر قربانی کرے تو اس میں بھی ترک واجب ہے اور اس صورت میں دم دینا واجب ہو جاتا ہے کہ بغیر اس کے حج ناقص رہتا ہے۔ منہ ۵۴ یا ٹھہرنا عرفہ میں۔ الخ۔ یعنی منجملہ دیگر واجبات کے ایک واجب یہ ہے کہ وقوف عرفات میں دوپہر سے لیکر ٹھیک آفتاب کے غروب ہو جانے تک قیام کرے کیا معنی کہ مطلق وقوف عرفات جس پر ٹھہرنے کا اطلاق ہو سکے اس قدر تو فرض ہے جیسا کہ ارکان حج میں مذکور ہے۔ لیکن زوال سے لیکر غروب تک وہاں ٹھہرے رہنا واجب ہے جس کے بغیر حج ناقص ہے ۵۵ اور سورج۔ الخ۔ عرفہ سے یعنی میدان عرفات سے بعد غروب بلا ادائے نماز مغرب فی الفور مزدلفہ کی طرف چلدینا اور پھر کہیں توقف کرنا بھی واجب ہے۔ منہ ۱۲ ۵۶ واں سے پھر جانا۔ الخ۔ وہاں سے یعنی مزدلفہ سے قیام کرنے کے بعد پھر منا کو جانا اور کہیں نہ جانا یہ بھی واجب ہے غرض کہ اسی طرح یہ متفرق واجبات حج کے اندر اور بھی ہیں اور اصل واجب وہی پانچ ہیں جو سب سے پہلے شرح میں بتائے گئے یعنی یہ سب متفرقات واجبات ہیں اور اس کا کلیہ یہ ہے کہ جس کام کے کرنے سے یا ترک سے دم دینا یعنی قربانی کرنا واجب ہو جائے پس اسی کا نہ کرنا یا کرنا واجبات سے ہے جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے۔ منہ ۱۲

وہ بھی داخل ہیں انھیں میں سب تمام	یا وہ اجزا انکے ہیں اے نیکنام
جس طرح ساعی کو اے مردِ تقی	ابتدا کرنا صفا سے سعی کی
یا کہ ۵۱ طائف کو پس ختمِ طواف	اک دوگانہ کا ادا کرنا ہی صاف
یا تمتع ۵۲ اور قراں میں اے پسر	ذبح کرنا یوم نحر اک جانور
نیز ۵۳ رمی و ذبح و حلق راس میں	دائما ترتیب واجب ہی انھیں
یا ٹھہرنا ۵۴ عرفہ میں بھر ثواب	دو پہر سے تا غروب آفتاب
اور سورج ۵۵ چھپتے ہی چلنا مدام	عرفہ سے مزدلفہ کو اے نیکنام
واں سے پھر جانا ۵۶ منا کا اے صفی	ایسے ہی واجب ہیں اکثر اور بھی
جس کے ترک و فعل سے واجب ہو دم	اسکا فعل و ترک واجب جانیں ہم
سب بیانِ حج میں وہ آجائیں گے	ڈھونڈھنے والے انھیں پا جائیں گے
طالب صادق اگر بندہ بود	عاقبت جوینده یابنده بود

مابقی پھر سنت و آداب ہیں ۔ اب یہاں وہ بھی بیاں کرتا ہوں میں

فرض[۵۱] و واجب یا کہ سُنت مستحب ۔ سُن لے سب ترتیب سے ای باادب

تین قسمیں[۵۲] حج کی ہیں اے زائران ۔ ایک افراد۔ اک تمتع ۔ اک قران

کہتے ہیں[۵۳] افراد اُس حج کو سنو ۔ جو کہ تنہا حج بلا عمرہ کے ہو

اور تمتع[۵۴] یہ کہ حج کے وقت میں ۔ زائرین احرام عمرے کا کریں

بعد عمرہ پھر کریں احرام حج ۔ اور بجالائیں وہ سب احکام حج

یعنی جب میقات سے آگے بڑھے ۔ باندھے اک احرام عمرہ کے لئے

کرکے عمرہ کھولدے احرام کو ۔ آٹھویں ذالحجہ کو پھر اے نیک خو

مکہ میں احرام حج وہ باندھ لے ۔ کرکے حج[۵۵] دسویں کو وہ بھی کھولدے

پھر قران[۵۶] وہ ہی جو ایک احرام سے ۔ حج و عمرہ کو ادا محرم کرے

ہی مدار[۵۷] ان سب کا نیت پر و لے ۔ ہو وہی واجب نیت جسکی کرے

۵۱ فرض واجب۔ الخ۔ یعنی مناسک حج میں جسقدر فرائض و واجبات و سنن و مستحبات ہیں اُن کو ترتیب وار اے شخص تو سن لے کیا معنی کہ شروع سے آخر تک جس طریق سے حج کیا جاتا ہے وہ ترکیب من وعن بیان کیجاتی ہے اُس میں سب فرائض و واجبات و سنن و مستحبات آجائیں گے اُن کا خیال رکھنا چاہئے۔ منہ ۵۲ تین قسمیں حج کی۔ الخ۔ یعنی حج کی تین قسمیں ہیں ایک افراد ہے اور اُس حج کے کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔ دوسری قسم تمتع اور اُس کے کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔ تیسری قسم قران ہے اور اُس کے کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ منہ ۵۳ کہتے ہیں۔ الخ یعنی افراد اُس حج کا نام ہے کہ تنہا حج بغیر افعال عمرہ کے بجالائے کیا معنی کہ خالی حج کرے اور اُن دنوں میں تا ادائے حج عمرہ بالکل نہ کرے۔ منہ ۵۴ اور تمتع الخ۔ یعنی اُس حج کا نام ہے کہ جس میں عمرہ بھی کیا جائے مگر اُس کی صورت یہ ہے کہ اُس میں دو مرتبہ احرام عمرہ اور حج کے واسطے علیحدہ علیحدہ باندھا جاتا ہے جس کی ترکیب یہ ہے کہ حج کے مہینہ میں میقات سے پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ میں آکر عمرہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے اور پھر قصر کرکے احرام سے باہر آجائے اور اگر مرد بجائے قصر مو کے حلق کرے تو افضل ہے لیکن عورت ہر حال قصر ہی کرے کہ حلق اُس کو حرام ہے اس کے بعد پھر مکہ معظمہ میں آٹھویں ذی الحجہ تک بغیر احرام کے اُس کو آزاد رہنے کا اختیار ہے آٹھویں کو پھر وہ حرم محترم ہی سے حج کا احرام باندھے اور اگر عمرہ سے فارغ ہوکر آٹھویں سے پہلے ہی حج کا احرام باندھ لے تو بہت افضل و اولی ہے اس میں جسقدر سبقت کرے گا اُسی قدر ثواب زیادہ پائیگا کہ ان دنوں میں احرام کی صورت گدایانہ و فقیرانہ میں رہنا علاوہ ثواب عظیم کے عجیب ذوق و سرور پیدا کرتا ہے البتہ جو شخص علیل یا کمزور ہو اور وہ سمجھے کہ زیادہ دنوں تک شرائط احرام کی پابندی اُسے دشوار ہوگی تو اُسے آٹھویں تک احرام کی تاخیر کرنا ضرور مناسب ہے تاکہ بار خاطر و مکدر طبع نہ ہو اسی واسطے ہم نے اشعار میں مطلقاً آٹھویں ذی الحجہ سے احرام باندھنے کا ذکر کیا ہے ورنہ ترکیب عمرہ میں آٹھویں کی خصوصیت نہیں ہے اُس سے پہلے احرام کرنا افضل ہے اور واضح ہو کہ حج تمتع آفاقی یعنی حرم محترم سے باہر کا باشندہ کرسکتا ہے جو کہ سفر کرکے حرم میں بغرض ادائے حج آئے اور حرم محترم کا رہنے والا حج تمتع نہیں کرسکتا وہ صرف افراد یا قران کرسکتا ہے کیونکہ حج تمتع میں سفر کی شرط لازمی ہے لہذا مسافر کے واسطے وہ مخصوص ہے منہ ۵۵ کرکے حج۔ الخ۔ یعنی دسویں ذی الحجہ کو منا میں پہنچکر بعد ادائے مناسک قربانی کرے اور بعد اُس کے سر منڈائے یا بال کتروائے اور اس کے بعد احرام کھولے اور اس جگہ مفرد و متمتع و قارن سب کے سب احرام کھولتے ہیں۔ منہ ۵۶ پھر قران وہ ہی۔ الخ۔ یعنی تیسری قسم حج کی جو قران ہے وہ وہ ہے کہ حاجی ایک ہی احرام سے عمرہ و حج دونوں کے ارکان بجالائے اور بیچ میں متمتع کی طرح احرام نہ کھولے۔ منہ ۵۷ ہی مدار۔ الخ۔ حج کی ان تینوں قسموں کا حال کہ ابھی ذکر ہوچکا دار و مدار نیت پر ہے کہ ان میں سے جس قسم کے حج کی نیت کریگا وہی حج اُس پر واجب ہوجائیگا کیونکہ فرائض و واجبات و جمیع اعمال صالحہ کا انعقاد مسلمان کی نیت پر ہوتا ہے جیسی نیت کریگا ویسا پھل پائے گا حدیث صحیح میں وارد ہے کہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ تمام اعمال نیتوں پر منحصر ہیں۔ منہ ۱۲

۵۱ سب میں افضل الخ۔ یعنی ان تینوں قسموں میں قران سب سے افضل وموجب زیادتی ثواب کا ہے کیونکہ اس میں بہت مشقت ہے اور ایک عرصہ تک احرام میں رہنا پڑتا ہے اور خواہشات نفسانی سے باز رہنا ہوتا ہے اور اکثر لبیک وتکبیر پکارنا پڑتا ہے اور جس قدر جس کام میں مشقت ہوگی اسیقدر اُس کی مزدوری ملے گی۔ اور قران کے بعد تمتع کا درجہ ہے کس واسطے کہ تمتع میں بہ نسبت افراد کے دو عمل کرنا ہوتے ہیں اور اس کے بعد پھر افراد سب میں کمتر ہے کہ اس میں ایک ہی عمل کرنا ہوتا ہے اور واضح ہو کہ افراد یعنی تنہا حج جو سب میں کمتر درجہ رکھتا ہے اُس کا یہ ثواب ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ یعنی جس مسلمان نے حج کیا اور اس میں رفث یعنی عورتوں کے سامنے فحش الفاظ نہ کہے اور نہ کچھ فسق وفجور کیا پس وہ شخص بعد حج کے ہو جاتا ہے ایسا کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ دوسری جگہ پھر اسی حج مفرد کے بارے میں ارشاد ہے والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة۔ یعنی اور حج مقبول نہیں ہے جزا اس کی سوائے جنت کے اور کچھ۔ اسیطرح اس کے واسطے اور بھی بشارتیں ہیں پس غور کرنا چاہئے کہ جبکہ حج مفرد کی اسقدر فضیلت وارد ہے تو تمتع اور قران کی کسقدر ہوگی منہ ۵۲ بعض نے افضل الخ۔ یعنی بعض مجتہدین کا مثل امام شافعی وغیرہ کے یہ قول ہے کہ تمتع سب میں افضل ہے اور اس کے بعد قران ہے منہ ۵۳ کیجئے تو بھی الخ۔ یعنی اے حاجی تجھ کو مناسب ہے کہ تو بھی تمتع ہی کرنا کیونکہ اگرچہ حنفیوں کے نزدیک قران بہ نسبت تمتع کے افضل ضرور ہے مگر چونکہ تمتع کے کرنے میں بہت آسانی ہے کہ اول میقات پر احرام باندھ کر اور بیت اللہ میں پہنچکر عمرہ کر لینے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے اور سب باتوں سے جو حالت احرام میں ممنوع ہیں حلال ہو جاتا ہے اور اس کے بعد قریب حج کے کم از کم آٹھویں ذی الحجہ کو پھر از سر نو دوسرا احرام باندھ کر حج ادا کر لیا جاتا ہے پس اس میں حاجی کے واسطے نہایت آسانی ہے کہ تمام مناسک حج وعمرہ سے وہ جلد سبکدوش وبری الذمہ ہو جاتا ہے اور ثواب پورا پاتا ہے۔ منہ ۵۴ دو کا۔ الخ یعنی دو عمل کا کہ وہ عمرہ وحج ہیں ایک ہی احرام سے ادا کرنا بہت سخت مشکل کام ہے کہ اس میں عرصہ دراز تک یعنی حج کے ایام میں دو دو ہائی مہینہ تک برابر احرام باندھے رہنا پڑتا ہے اور جمیع خواہشات نفسانی وممنوعات احرام سے نفس کو باز رکھنا پڑتا ہے کہ یہ درحقیقت جہاد اکبر ہے اور ہر ایک آدمی کی قوت سے باہر بات ہے پس بوجہ مندرجہ قران سے درگزر کر کے تمتع پر قناعت کرنا اور ہر دو عمل سے بہ آسانی سبکدوش ہو جانا مصلحت کے مطابق ہے اب آگے جو کہا ہمت ہو تو کیا تو اس سے یہ مطلب ہے کہ اے شخص اگر تجھ میں کہ ہمت قوی اور عزم مردانہ ہے تو ان ہر دو عمل کا ایک احرام سے ادا کرنا کیا دشوار ہے یعنی پھر کچھ مشکل نہیں ہے بقول شخصیکہ ؎ ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ✤ اگر خارے بود گلدستہ گردد۔ منہ ۵۵ عمرہ کرنا الخ۔ اب یہ بیان عمرہ کا ہے کہ ہر مسلمان کو عمر بھر میں ایک بار عمرہ کرنا لازمی ہے چاہے وہ ایام حج میں حج کے ساتھ شامل کر کے عمرہ کرے غرض کہ عمرہ کرنا ضروری ہے کسی طرح کرے اور جو یہ مؤلف نے کہا اُس کو سنت خواہ واجب شمار کر اس سے مراد یہ ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴ پر)

(۱) انما الاعمال بالنیات ہے ✤ یعنی نیت ہی سے ساری بات ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات میں ✤ نیتِ مومن پہ اکثر گل کھلیں
سب میں[۵۱] افضل ہے قرآں اے نیک پے ✤ پھر تمتع بعد ازاں۔ افراد ہے
بعض[۵۲] نے افضل تمتع کو کہا ✤ کیونکہ اسمیں ہے سہولت دائما
کیجئے[۵۳] تو بھی تمتع ہی مدام ✤ اسمیں آسانی بہت ہے لاکلام
دو کا[۵۴] ایک احرام سے کرنا ادا ✤ ہے بہت مشکل۔ جو ہمت ہو تو کیا
عمرہ[۵۵] کرنا عمر بھر میں ایک بار ✤ خواہ سنت خواہ واجب کر شمار
عمرہ یہ ہے پہلے باندھ احرام تو ✤ پھر طواف وسعی پھر کر قصر مو
ہیں طواف[۵۶] وسعی وقصر عمرے کے کام ✤ حالتِ احرام میں اے خوش خرام
ہیں[۵۷] مہینے حج کے تین اے باصفا ✤ عید کا۔ ذیقعدہ کا۔ ذی الحجہ۔ کا
دسویں ذی الحجہ کو اے محرم مدام ✤ ختم ہو جاتے ہیں حج کے جملہ کام[۵۸]
پہنچے[۵۹] جب میقات پر اے یار تو ✤ غسل کر ممکن ہو گر ورنہ وضو

ل کے خوشبو باندھ پھر احرام پاک	بعدہٗ دو نفل پڑھ برروئے خاک
پڑھ کے یہ[۵۲] دو نفل بنیت حج کی کر	جیسا حج ہو تجھ کو منظور نظر
نیت مسنون[۵۳] دل پرشور سے	کرکے پھر لبیک کہنا زور سے
کہہ لیا لبیک[۵۴] جب تو نے تمام	ہوگئیں اب تجھ پہ یہ باتیں حرام
کوئی وحشی جانور کرنا شکار	یا بتانا اور کو اے حج گذار
جوں بھی مت مار کہ ہے اسمیں بھی جان	اسکو حج فی سبیل اللہ جان
قتل ہر ذی روح کا گو ہے خطا	پالتو کا ذبح لیکن ہے روا
عورتوں سے وصل یا ذکر وصال	بوسہ بازی یا ہنسی کی قیل و قال
فحش بھی مت بک کہ باتیں خراب	اور لڑائی بھی نہ لڑ مت کر عتاب
مت پہنتا کپڑے خوشبو کے لگے	دور رہ مشک گلاب عطر سے
ل کھلی سر میں نہ تو خوشبو لگا	بال اور ناخن نہ کترانا ذرا

۵۱ ل کے خوشبو۔ الخ۔ یعنی غسل یا وضو کر لینے کے بعد جو پاک کپڑا کہ احرام کے واسطے موجود ہو اوسمیں اوّل عطر وغیرہ کی خوشبوئیں کر یا اسا دو حج احرام باندھے اور سلے ہوئے کپڑے علیحدہ کرڈے اور بعد باندھنے احرام کے فوراً دو نفل نماز ادا کرے برروئے خاک جو مؤلف نے لکھا ہے اس سے اس بات کا اشارہ ہے کہ برروئے خاک نماز کا ادا کرنا افضل و اولے ہے کسی کپڑے کی جائے نماز یا تختہ وغیرہ کے مُصلّے پر نماز پڑھنے سے خاص کر حاجی کے واسطے کہ اس کے لئے خاک آلودہ ہونا اور خاکساری کرنا ہر صورت سے مناسب حال ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ حاجی کی صفت یہ ہے کہ سر غبار آلودہ ہو اور بال پراگندہ ہوں۔ پس حاجی کو برروئے خاک نماز ادا کرنا بہر حال بہتر و افضل تر ہے۔ منہ ۱۲

۵۲ پڑھ کے یہ دو نفل۔ الخ۔ یعنی ان دونوں رکعتوں کے پڑھ لینے کے بعد فوراً حج کی نیت کر تینوں قسم کے حجوں میں سے جونسا حج تجھ کو کرنا منظور ہو اُسی حج کی نیت کرے کیا معنی کہ افراد یا تمتع یا قران میں سے جو پسند ہو اُس کی نیت کرے کہ نیت کر لینے کے بعد وہی حج تجھپر واجب ہوجائے گا اور واضح ہو کہ حائضہ نفسا عورت باتباع سنت غسل کرے اور وضو کرلے اور نماز نہ پڑھے ولیکن نیت حج کی کرے اور لبیک آہستہ بولے کیونکہ حج کے واسطے نیت کا کرنا شرط ہے اور درستی احرام کے واسطے لبیک کہنا شرط ہے اور غسل و وضو کرنا یا نماز نفل کا پڑھنا شرط نہیں ہے۔ البتہ یہ امور غیر حائضہ و نفسا کے واسطے مسنون ہیں بعد اس کے حائضہ جس وقت حیض سے فارغ ہوجائے اُسیوقت پھر غسل طہارت بغیر خطمی یا تیل وغیرہ سر میں ڈالنے کے کرے کہ غسل طہارت فرض ہے اور اسی طرح مرد کو حالت احرام میں جب کبھی غسل جنابت کی ضرورت پڑے تو وہ بھی بغیر خطمی و تیل وغیرہ سر میں ڈالنے کے غسل کرے اور اس کے بعد بقیہ ارکان حج ادا کرے اور احرام باندھ لینے کے بعد بلا ضرورت فرض معمولی طور پر غسل ہرگز نہ کرے تاکہ جوں وغیرہ نہ مرنے پاویں۔ تقیتہ منہ

۵۳ نیت مسنون۔ الخ یعنی حج کی وہ نیت کرنا جو مسنون ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ترجمہ اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں حج کا پس آسان کر تو میرے لئے اور قبول کر تو اُس کو مجھ سے یہ نیت حج مفرد کی ہے اور اگر تمتع کرنا منظور ہو تو یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ ترجمہ یعنی اے اللہ ارادہ کرتا ہوں میں اس وقت عمرہ کرنے کا پس آسان کر تو اس کو میرے واسطے اور قبول کر تو اس کو مجھ سے اور اگر قران کرنا منظور ہو تو یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔ ترجمہ اے اللہ کرتا ہوں میں حج اور عمرہ کے کرنے کا ایک ساتھ پس آسان کر تو ان دونوں کو میرے لئے اور قبول کر ان دونوں کو مجھ سے پس ان تینوں میں سے ایک نیت کرنے کے بعد بآواز بلند لبیک پکارے اور وہ یہ ہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ منہ۔

۵۴ کہہ لیا لبیک۔ الخ جبکہ اے حاجی تو نے احرام باندھ کر اور نیت کر کے لبیک ایک مرتبہ پکار لیا پس اسی وقت سے تو محرم ہوگیا اور جملہ احکامات احرام تجھ پر شامل ہوگئے اور ممنوعات احرام سے تجھکو پرہیز کرنا واجب ہوگیا یعنی ذیل کی باتیں محرم کو کرنا حرام ہوگئیں۔ منہ ۱۲ (بقیہ نمبر ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

مرد سر سے لیکے ٹھوڑی تک تمام	سارے چہرے کو کھلا رکھیں مدام
عورتیں منہ کو فقط کھولے رہیں	اور سر کو اپنے وہ ڈھانپے رہیں
اسمیں[۵۱] ہو تجھ سے اگر کوئی خطا	تجھکو دم یا صدقہ دینا آئے گا
بعد[۵۲] کر لینے طواف رکن کے	قیدیں سب اٹھ جائینگی سر سے ترے
جب چلے[۵۳] آگے کو تو اے ہوشمند	جا بجا لبیک کو کہنا بلند
ورد[۵۴] رکھنا اس کا اکثر با نیاز	وقت صبح و شام بعد ہر نماز
جہر[۵۵] مردوں کو ہے لیکن عورتیں	تلبیہ۔ تکبیر آہستہ کہیں
پہنچے[۵۶] جب مکہ میں تو اے محترم	پہلے جانا جانب بیت الحرم
دیکھے[۵۷] تو جس وقت بیت اللہ کو	بولنا تکبیر و تہلیل اسے نکو
پھر[۵۸] وہاں جا کر حجر اسود کو چوم	یہ نکرنے دے اگر تجھکو ہجوم
ہاتھ کو اس[۵۹] سے لگا کر چومنا	بعد ازاں بیت الحرم کو گھومنا

۵۱ اسمیں ہو الخ - یعنی یہ باتیں ممنوعات جو بیان کی گئی ہیں انہیں سے اگر تو کسی بات ممنوع کا مرتکب ہوا اگرچہ اتفاقاً ہوا اگرچہ بھول کر ہوا اگرچہ مجبور تھا تو پس ہر جنایت یعنی ہر خطائے احرامی کے بالعوض دم دینا یعنی قربانی کرنا ایک گائے کی یا اونٹ کی یا بھیڑ یا بکری یا دنبہ کی واجب ہے کہ بغیر اسکے حج ناقص رہیگا اور قربانی اونٹ یا گائے یا بھیڑ یا بکری کی اس تفصیل پر کرنا پڑے گی جو کتب فقہ میں مشرح ہے۔ ۱۲ منہ ۵۲ بعد کر لینے الخ - یعنی مفرد اور قارن جس وقت طواف رکن کر لیں گے اس وقت ان سے یہ جملہ قیدیں جماع وغیرہ نہ کرنے کی اٹھ جائینگی اور اس وقت وہ پورے آزاد ہو جائینگے کیا معنی کہ رمی جمار و قصر مو کے بعد تو ان سے سوائے جماع کے اور باقی ممنوعات ساقط ہو جائیں گے اور نیم آزاد ہو جائیں گے و لیکن طواف رکن کے بعد قید عدم جماع بھی ان سے جاتی رہے گی اور وہ پورے آزاد ہو جائیں گے اور متمتع اول طواف عمرہ و سعی و قصر مو کر لینے کے بعد حلال و آزاد مطلق ہو جائیگا اور پھر دوبارہ جب وہ حج کا احرام مکہ سے باندھے گا تب پھر اس پر یہ باتیں حرام ہو جائیں گی اور پھر وہ بھی رمی و قصر مو کے بعد نیم آزاد اور بعد طواف رکن کے مکرر آزاد مطلق ہو جائیگا ۱۲ منہ

۵۳ جب چلے الخ - یعنی اے شخص جب تو میقات سے آگے چلے تو جا بجا بکثرت بار بار لبیک پکارتا چلنا کہ اثر بیت اللہ کے واسطے یہی زاد آخرت بہت خوب ہے۔ ۱۲ منہ ۵۴ ورد رکھنا اس کا اکثر۔ الخ - یعنی اس لبیک کے پکارنے کا ورد اکثر رکھنا خاص کر صبح شام کے وقت اور نماز فریضہ کے بعد اور نیچے اوپر چڑھنے اترنے کے وقت اور سواروں اور دوسرے قافلہ سے ملنے کے وقت بہت لبیک پکارتے رہنا ۱۲ منہ ۵۵ جہر مردوں کو ہے۔ الخ - یعنی لبیک و تکبیر باآواز کہنا مردوں کے لئے سنت ہے مگر عورتوں کے لئے بلند آواز سے کہنا منع ہے وہ لبیک اور تکبیر دونوں کو آہستہ کہا کریں منہ ۵۶ پہنچے جب مکہ۔ الخ - یعنی جبکہ تو میقات سے چل کر مکہ معظمہ پہنچے تو اول مسجد بیت الحرام میں چلا جانا اور کہیں رہنا۔ ۱۲ منہ ۵۷ دیکھے تو۔ الخ - یعنی جس وقت اے زائر تو مکہ معظمہ میں پہنچکر بیت اللہ کو دیکھے اسی وقت تکبیر و تہلیل کے واسطے آواز بلند کرنا یعنی کہنا کہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد اور وہاں کھڑے ہو کر دعا بھی کرنا کہ وقت اجابت ہے ۱۲ منہ ۵۸ پھر الخ - یعنی تکبیر تہلیل کرنے کے بعد مسجد الحرام میں داخل ہو کر اول مرتبہ حجر اسود کو چومنا یعنی بوسہ دینا اور دونوں ہاتھ اس سے لگانا اور اگر ہجوم و انبوہ خلایق کی وجہ سے حجر اسود کو منہ سے چومنا میسر نہو تب منہ ۵۹ ہاتھ کو اس سے لگا کر۔ الخ - یعنی اس وقت صرف دونوں ہاتھوں کو حجر اسود سے لگا کر چوم لے کہ اسی قدر کافی ہے اور اگر ہاتھوں کو لگانا بھی میسر نہ آئے تو چوبدست کو حجر اسود سے لگا کر چوم لے کہ اس میں بھی اتباع سنت ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سنگ اسود شریف کی طرف دونوں ہتھیلیاں شانوں تک اٹھا کر تکبیر کہے پر بھی قناعت کر اور پھر فوراً کعبہ معظمہ کو بائیں ہاتھ پر لیکر طواف شروع کر۔ ۱۲ منہ

١٥١ چومنے میں - الخ - یعنی حجر اسود کے بوسہ دینے کے وقت تکبیر کہنا اور درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا اور خانہ کعبہ کے طواف میں ذکر و تسبیح باری تعالیٰ کی کرنا اور وہ یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - منہ ١٥٢ سنگ اسود سے - الخ - یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر اسی کے پاس سے طواف کعبہ شروع کرے اور وہیں آکر طواف کا پھیرا ختم کرے اور پھر سنگ اسود کو بوسہ دے - منہ ١٥٣ سات پھیرے گھومنا - الخ یعنی خانہ کعبہ کے گرد اسی طرح سات پھیرے گھومنا کیا معنی کہ سات مرتبہ طواف کرنا اور ہر پھیرے میں سنگ اسود کو بوسہ دیتے جانا - ١٢ - منہ ١٥٤ رمل کرنا تین پہلی پھیروں میں - الخ - یعنی طواف کے اول تین پھیروں میں رمل کرنا اور باقی چار پھیروں میں معمولی چلنا کہ یہ سنت ہے رمل کہتے ہیں شانے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم قوی پہلوانوں کی طرح جلد جلد رکھتے ہوئے چلنے کو اور یہ ابتداءً بغرض نمائش کفار کے کیا گیا تھا تاکہ اہل اسلام کی ہیئت و شوکت کافروں کے دل میں بیٹھ جائے اور اب بغرض اتباع سنت کیا جاتا ہے فقط - منہ ١٥٥ اور چادر سے - الخ - یعنی طواف کرنے کے وقت چادر سے اضطباع بھی کرنا کہ یہ بھی اتباع سنت ہے اور اضطباع کہتے ہیں اس کو کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے جیسے بانکیں ثابت ہو اور یہ بھی کفار کے دلوں کو ہیبت زدہ کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور اب سنت ہے واضح ہو کہ رمل اور اضطباع عورتیں نہ کریں - منہ ١٥٦ ہے یہ مفرد - یعنی یہ طواف جو بیت الحرام میں آتے وقت ہی کیا جاتا ہے - مفرد - یعنی تنہا حج کرنے والے کیلئے طواف قدوم ہے کہ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے شکرانہ اور نذرانہ میں اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے جسے حاضری بارگاہ کا مجرا کہئے اور جو حاجی کہ قارن و متمتع ہوں ان کے واسطے یہ عمرہ کا طواف ہے کہ بغرض ادائے ارکان عمرہ یہ طواف ان پر لازمی ہے غرضکہ تینوں قسم کے حاجیوں کو اس طواف کا کرنا ضروری ہے اگرچہ ہر ایک قسم کے حاجی کیواسطے اس کا نام جداگانہ ہے اور جو عورت کہ حائضہ ہو وہ طواف نہیں کرسکتی کہ حالت حیض و نفاس میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا یا اسمیں جانا حرام ہے بعد فراغ حیض غسل کرکے یہ طواف بجالائے کہ واجب ہو اور اضطباع اور رمل کرنا اس کی شان کے خلاف ہو یعنی اس کو منع ہے ١٢ منہ ١٥٧ تلبیہ کو - الخ - یعنی جو شخص کہ متمتع ہو یعنی تمتع کی جسکی نیت کی ہو وہ اس طواف کے شروع کرتے ہی تلبیہ کو دوسرا احرام حج کے باندھنے تک موقوف کردے اور اس کے بعد پھر نہ کہے جبتک کہ دوسرا احرام مکرر نہ باندھے - تلبیہ لبیک پکارنے کو کہتے ہیں - منہ ١٥٨ طوف کعبہ - الخ - طائف طواف کنندہ کو کہتے ہیں - یعنی جبکہ طواف کرنے والا ساتوں پھیرے طواف کے پورے کرلے تب مسجد حرام میں جاکر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل ادا کرے کہ اس وقت ان دونوں کا ارادہ کرنا واجب ہے - منہ

چومنے میں پڑھیو تکبیر و درود ١٥١ — گھومنے میں ذکر و تسبیح و درود

سنگ اسود ١٥٢ سے شروع کرنا طواف — اور اسی پر ختم کرنا بے خلاف

سات ١٥٣ پھیرے گھومنا اے یار تو — سنگ اسود چومنا ہر بار تو

رمل ١٥٤ کرنا تین پہلے پھیروں میں — شانہ جنباں جلد جلد اسمیں چلیں

اور چادر ١٥٥ سے بھی کرنا اضطباع — اسمیں ہی حضرت کا بیشک اتباع

ہے یہ ١٥٦ مفرد کے لئے طوف قدوم — حاضری کیوقت مجرے کی رسوم

اور جو لایا ہو تمتع یا قران — طوف عمرہ اس کو ہے یہ بیگماں

حیض والی عورتوں پر لاکلام — ہے طواف خانۂ کعبہ حرام

پاک ہو کر وہ بجا لائیں طواف — اضطباع و رمل ہے انکے خلاف

تلبیہ ١٥٧ کو یاں سے متمتع مگر — بند کردے تا بہ احرام دگر

طوف ١٥٨ کعبہ جب کبھی طائف کرے — اسپہ واجب ہے کہ دو رکعت پڑھے

۵۱ پڑھ دوگانہ۔ الخ۔ یعنی یہ دونوں رکعات پڑھکر پھر حجر اسود کو آکر بوسہ دے اور اس کے بعد وہاں سے نکل کر صفا مروہ کی سعی کرے ۱۲ منہ ۵۲ جا کے چڑھ جانا الخ۔ یعنی وہاں پہنچکر اول صفا کے اوپر چڑھے یہاں تک کہ خانہ کعبہ نظر آنے لگے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے تکبیر و تہلیل کرے اور حمد و ثنا باری تعالیٰ بجالائے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خدا سے دعا مانگے اور درود شریف پڑھے اسی طرح تین بار کرے یعنی تین بار تہلیل و حمد و ثنا کرے اور ہر مرتبہ دعا بھی کرے کہ دونوں تین تین بار ہو جائیں ۱۲ منہ ۵۳ پھر وہاں سے الخ۔ یعنی صفا پر حمد و ثنا و دعا وغیرہ تین تین بار کرکے پھر اس سے نیچے اترے اور مروہ کی طرف روانہ ہو جس وقت کہ صفا کی سعی سے نشیب یعنی پستی میں پہنچے تو اس کے راستہ میں بائیں ہاتھ کو مسجد الحرام کی دیوار میں دو سبز میل بنے ہیں جب پہلے میل پر پہنچے تو دوڑنا شروع کرے لیکن اتنا زیادہ نہ دوڑے کہ جس سے کسی دوسرے کو تکلیف ہو پس جبکہ دوڑتا ہوا دوسرے میل سے نکل جائے اس وقت پھر آہستہ ہولے اسی جگہ کو جو دونوں میلوں کے درمیان ہے مسعیٰ کہتے ہیں اس میں دوڑتے وقت دعا کرے کہ وقت قبول ہے اور یہاں یہ دعا منقول ہے۔ رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم پس یہ دعا پڑھتا ہوا کوہ مروہ پر چڑھ جائے اور کوہ صفا کی مانند اس پر بھی خانہ کعبہ کی جانب منہ کرکے تین تین بار دعا کرے اور درود پڑھے۔ صفا و مروہ کے اوپر چڑھ کر اور قبلہ رخ ہو کر یہ کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پھر کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اس کے بعد دعاء خیر کرے جو جی چاہے پھر دعا کے بعد یہی اذکار بجالائے اور پھر دعا کرے اس کے بعد پھر ذکر مذکور مکرر ادا کرے اور پھر دعا کرے غرض کہ ثنا و دعا تین تین بار کرے جیسا اکثر بیان کیا گیا۔ اس کے بعد پھر مروہ سے اتر کر کوہ صفا کی طرف کو منہ موڑے اور درمیان راستہ مسعیٰ کے نشیب میں پہنچکر دوڑے اور پھر بدستور صفا پر چڑھے جیسا کہ گذرا ۱۲ منہ ۵۴ سات پھیرے۔ الخ۔ یعنی اسی طریق پر جس طرح کہ ہم نے بیان کیا صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی جانب سات پھیرے کرے اور ہر بار ان دونوں پر چڑھے اور ذکر و اذکار مذکور اور دعا ہر بار دونوں پر کرتا رہے اسیکا نام سعی ہے ۱۲ منہ ۵۵ سعی حج کی ہے یہ۔ الخ مفرد یعنی تنہا حج کرنیوالے کے واسطے یہ سعی حج کی ہے کہ جس کا ذکر واجبات حج میں ہوا ہے۔ اور جو لوگ کہ قارن و متمتع ہیں ان کے واسطے یہ سعی عمرہ کی ہے کہ واسطے تکمیل افعال عمرہ کے کیجاتی ہے جیسا کہ عمرہ کے بیان میں اسکا ذکر کیا گیا ہے اور قارن و متمتعین اپنی حج کی سعی کو طواف زیارت کے بعد کریں گے کہ وہ سعی ابھی ان کے ذمہ باقی ہے۔ اور مفرد پھر نہ کریں گے کہ ان کی سعی ختم ہو چکی ہے فتدبر منہ۔ ۵۶ بعد اس کے پھر وہ مرد الخ۔ یعنی اس سعی کے کر لینے کے بعد جو لوگ متمتع ہوں یعنی متمتع ہوں وہ اپنے سر کے بالوں کی لٹیں کتروائیں۔ واضح ہو کہ مستمتع اور متمتع ایک لفظ ہیں ۱۲ منہ

پڑھ دوگانہ اور حجر اسود کو چوم ۔۔۔ پھر صفا مروہ کے اندر جا کے گھوم
جا کے[۵۲] چڑھ جانا صفا پر پہلے تو ۔۔۔ خانہ کعبہ کی جانب کرکے رو
پڑھنا تکبیر اور تہلیل اور ثنا ۔۔۔ ہاتھ اٹھا کر حق سے پھر کرنا دعا
پھر وہاں[۵۳] سے سوئے مروہ ہو رواں ۔۔۔ بیچ میں مسعیٰ کے جا کر ہو دواں
مروہ پر لانا بجا مثل صفا ۔۔۔ ایک پھیرا یہ ہوا ہے با صفا
پھر وہاں سے منہ صفا کو موڑنا ۔۔۔ بیچ میں مسعیٰ کے پھر تو دوڑنا
سات[۵۴] پھیرے ایسے ہی کرنا تمام ۔۔۔ اور صفا و مروہ پر چڑھنا مدام
کیجیو دونوں پہ ذکر اذکار تو ۔۔۔ اور دعا بھی کیجیو ہر بار تو
دوڑ مسعیٰ کی ہے مردوں کیلئے ۔۔۔ عورتوں کو ہل کے چلنا چاہئے
سعی[۵۵] حج کی ہے یہ مفرد کو۔ اجی ۔۔۔ قارن و متمتع کو ہے عمرہ کی
بعد[۵۶] اسکے پھر وہ مرد اور عورتیں ۔۔۔ جو کہ متمتع ہوں قصر مو کریں

۵۱ کھولیں پھر احرام - الخ - یعنی جو لوگ کہ متمتعین ہوں کیا معنی کہ جن حاجیوں نے بہ نیت استمتاع میقات سے عمرہ کا احرام باندھا ہو وہ لوگ اب اپنے احرام کو کھول کر حلال ہو جائیں کہ ان کا ایک عمل پورا ہو گیا اور جو لوگ کہ مفرد و قارن ہوں وہ نہ بال کتروائیں اور نہ احرام کھولیں کہ ان کو دسویں ذی الحجہ تک بدستور محرم رہنا فرض ہے منہ ۵۲ ترویہ - الخ ترویہ آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو کہتے ہیں یعنی متمتعین عمرہ کے ارکان سے فارغ ہو کر ساتویں تاریخ ذی الحجہ تک ... اور امور مشروعات میں ... ہو جائیں سو کرتے رہیں مگر آٹھویں ذی الحجہ کو وہ پھر حج کے واسطے دوسرا احرام باندھیں جیسا کہ متمتع کے ... ہیں ... اور نیت کرکے کہیں اللهم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبله منی منہ ۵۳ پھر کہیں لبیک - الخ یعنی متمتعین نیا احرام باندھ کر ... تکرار کرکے لبیک کہنا پھر شروع کریں اور جس طرح کہ اور حاجی یعنی مفردین و قارن لبیک کو برابر کہہ رہے ہیں اسی طرح پر اب یہ متمتعین بھی ... ان کے ساتھ شامل ہو کر لبیک پکاریں - واضح ہو کہ اس احرام کے وقت سے اب پھر متمتعین بدستور سابق مقید ہو گئے اور آزادی اُن کی جاتی رہی اور ... ممنوعات احرام ان پر پھر وارد ہوئے ... ۵۴ نکلیں پھر مکہ سے - الخ یعنی اب جملہ حجاج مفردین و متمتعین و قارنین آٹھویں کو قبل از زوال مکہ سے نکل کر منا کو جائیں اور اس وقت سے نویں کے طلوع آفتاب تک منا میں رہیں اور آٹھویں کو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز ... منا میں ادا کریں اور پھر نویں کی فجر کی نماز پڑھ کر جب آفتاب ذرا چمکے تو منا سے میدان عرفات کو چلدیں اور عرفات میں جہاں جگہ ملے وہیں قیام کریں مگر بطن عرنہ میں نہ ٹھہریں اور وہاں ... کرتے رہیں پھر بعد ہو جانے زوال کے امام جو امیر الحاج ہو خطبہ پڑھے اور ... وقت میں نماز ظہر و عصر کو ملا کر باجماعت ادا کرے - مع ایک اذان اور دو تکبیروں کے اور سنتیں نہ پڑھے - ۱۲ منہ ۵۵ پڑھ کے یہ ظہرین - الخ چونکہ نماز ظہر و عصر ظہر کے وقت میں یہاں پڑھیں گئیں بدیں وجہ اس جگہ عصر کا نام ظہرین ہوا - پس یہ دونوں نمازیں باجماعت پڑھ کر وہاں سے موقف میں جا کر قیام کریں اور اسی کا نام وقوف عرفات ہے - منہ - ۵۶ وہ کرے تسبیح - الخ - یعنی امام محرم اونٹنی کے

کھولیں[51] پھر احرام بھی متمتعین	قارن و مفرد وہ لے کھولیں نہیں
تر[52]ویہ کی صبح میں پھر اے نکو	باندھ لیں متمتعین احرام کو
پھر کہیں[53] لبیک کی یہ سب صدا	حاجیوں کے ساتھ مل کر جا بجا
نکلیں[54] پھر مکہ سے حاجی سب کے سب	اور وہیں جا کر منا میں وقت شب
فرض ظہر و عصر و مغرب اور عشا	ہوں یہاں فجر نہم تک سب ادا
صبح کو عرفہ کے اٹھکر پھر چلیں	اور وہ سب عرفات میں جا کر رہیں
پس پڑھے خطبہ وہاں بعد از زوال	وہ امیر الحاج امام باکمال
بعد خطبہ ظہر کو اور عصر کو	جمع کر بین الصلوتین اے نکو
پڑھ[55] کے یہ ظہرین ہمراہ امام	سب کریں موقف میں پھر جا کر قیام
کوہ رحمت پاس امام با صفا	قبلہ رو اونٹنی کے اوپر ہو کھڑا
وہ کرے[56] تسبیح و تہلیل و درود	اور پڑھے تحمید و لبیک و درود

اوپر سوار قبلہ رخ کھڑا ہو کر تسبیح و تہلیل و تحمید حق خوانسمہ کے کرے یعنی کہے سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر - اور پھر لبیک بھی پکارے اور درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت بھیجے اور قواعد و طریق حج کے حاضرین کو بتائے اور دعائے عافیۃ دارین ہو کر خوب طول طویل پر خلوص کے ساتھ خدا سے مانگے اور تا غروب اسی طرح وہاں کھڑا رہے اور جسقدر حجاج اس میدان عالیشان میں موجود ہوں وہ سب اپنی اپنی جگہ پر امام کی طرف متوجہ رہیں اور جو ان میں سے قریب ہوں وہ امام کے کلام کو بگوش ہوش سماعت کریں جیسا کہ اگلے اشعار میں صاف صاف بیان ہے ۱۲ منہ

لوٹ کر پھر ذبح و قربانی کریں[51]	سر منڈائیں مرد سب پھر بعد میں
سر نہ منڈوائیں تو قصر ہو کریں[52]	قصر ہی لیکن کریں سب عورتیں
قصر کرکے کھولدیں احرام[53] - اب	ہیں سوا عورت کے جائز کام سب
بعد ازاں[54] بیت الحرم میں آن کر	کر طواف رکن اے حاجی - مگر
حائضہ عورت نہ داخل ہو مطاف	پاک ہو کر وہ بجا لائے طواف
کرلیا جب یہ طواف اے زائرین	عورتیں بھی اب تمہیں جائز ہوئیں
رمل اور سعی اس میں مت کرنا اگر	کرلیا ہو ان کو تم نے پیشتر
رہگیا ہو جب تو اب کرنا ادا	تا ادا ہو سنت خیر الوریٰ
قارن و متمتعین خوشخرام[55]	سعی حج کی اب کریں لیکن مدام
سعی حج کی انکو افضل ہے ابھی[56]	گو کہ قارن کو ہے جائز پہلے بھی
پھر منا میں لوٹ کر اکیس بار[57]	تینوں جمروں پر کریں رمی جمار

۵۱ لوٹ کر - الخ - یعنی کنکریوں کے مارنے سے لوٹ کر اور قربانی کی جگہ جاکر کم سے کم ایک بھیڑ بکری یا اونٹ و گائے سے قربانی کریں اور واضح ہو کہ قارن و متمتع پر یہ قربانی واجب ہے اور مفرد کو مستحب ہے اور افضل ہے اور جب قارن یا متمتع کو قربانی کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ دس روزے رکھے تین روزے تو ساتویں - آٹھویں - نویں ذالحجہ کو رکھے اور بقیہ سات روزے ایام تشریق کے بعد رکھے اور جو قربانی کریں وہ اس کے بعد میں سر منڈائیں - منہ ۱۲

۵۲ سر نہ منڈوائیں - الخ - یعنی اگر حاجی تمام سر کے بال نہ منڈوائیں تو ایک ایک انگشت بال کتروا دیں کہ واجب اس میں بھی ادا ہو جاتا ہے اور منڈانا افضل ہے مگر عورتیں قطعی قصر ہی بالوں کا کرائیں کہ ان کو منڈانا حرام ہے - ۱۲ منہ ۵۳ قصر کرکے - الخ یعنی مرد اور عورتیں بالوں کا قصر کرکے احرام کھول دیں اور اس کے کھولنے کے بعد اب سب چیزیں مشروع جو احرام باندھنے سے ممنوع ہو گئیں تھیں سوا عورت کے وہ جائز و حلال ہو گئیں کیا معنی کہ عورت کے ساتھ بوس و کنار و جماع ابھی جائز نہیں ہوا اس کے سوا اور سب کام ممنوعات احرام جائز ہوگئے - منہ ۵۴ بعد ازاں - الخ - یعنی احرام کھول چکنے کے بعد پھر جب حاجی بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر طواف رکن جسکو کہ طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اسی تاریخ یعنی دسویں ذی الحجہ کو ادا کریں اسی طریق و ترکیب سے کہ جس طرح طواف قدوم یا طواف عمرہ میں اس سے پہلے کیا تھا کیا معنی کہ اسی طرح پھر سات پھیرے خانہ کعبہ کے آس پاس گھومے اور ہر پھیرے میں حجر اسود کو بوسہ دیتا جائے اور خاتمہ پر مقام ابراہیم میں جاکر دو رکعت نماز ادا کرے اور حج کی تکمیل کرے یعنی اب حج تمام و کمال پورا ہو گیا اگرچہ قارن و متمتع کو سعی حج ہنوز باقی ہے تاہم حج کی تکمیل ہو چکی پس اس طواف رکن کو بطور فرض ہر ایک حاجی ادا کرے مگر حائضہ عورت یہ ہرگز نہ کرے کہ اس کو بیت الحرم کے پاس مطاف میں داخل ہونا حرام ہے - جس وقت وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل کرلے اس وقت پھر دیر نہ کرے اور فوراً بلا توقف بیت اللہ میں حاضر ہو کر طواف رکن کو پورا کرے کہ بغیر اس کے حج ناتمام ہے اگر دسویں تاریخ مکہ معظمہ کو نہ جائیں تو گیارہویں و انتہا بارہویں تک اس طواف کو ادا کریں لیکن افضل و اولیٰ یہی ہے کہ دسویں کو ہی یہ ادا کرلیں اور بارہویں کے بعد تو اس کی تاخیر کرنا موجب گناہ و دم ہے مگر حائضہ عورت کو کچھ نہیں ہے کہ وہ جب پاک ہوگی جبھی کرے گی - واضح ہو کہ مصرع اولے قافیہ میں جو آن کر بہ نون معجمہ وارد ہوا ہے وہ صحیح ہے - اگرچہ بغیر نون معجمہ کے بھی صحیح ہے لیکن یہ لفظ معنوں کے ساتھ زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہے جن صاحبوں نے وزن کیا تھا اس کے تلفظ میں کلام کیا ہے ان کو استاد ذوق کا یہ شعر ملاحظہ فرمانا چاہیئے وھو ہذا ؎ اسے اجل تکلیف مت کر کیا کرے گی آن کر ٭ ہو چکا پہلے ہی کشتہ میں کسی کی آن کا ۱۲ منہ ۵۵ قارن و متمتعین - الخ - یعنی جو لوگ کہ [illegible] سے مفردین کے قارن یا متمتع ہوئے وہ لوگ ابھی حج کی سعی اب کریں کیونکہ انہوں نے جو پہلے طواف کے بعد سعی کی تھی وہ حج کی سعی نہ تھی بلکہ عمرہ کی سعی تھی لہذا اس اس طواف رکن کے بعد ان کو حج کی سعی کرنا چاہیئے اور رمل اب یہ بھی نہ کریں بشرطیکہ پیشتر طواف عمرہ کے وقت کرلیا ہو - منہ

([illegible] تتمہ صفحہ [illegible] میں دیکھیں)

ملہ تین دن تک۔ الخ۔ یعنی گیارہویں گیارہویں تیرہویں تک بعد از زوال اسی طرح سات سات کنکریاں ہر ایک جمرہ پر روزانہ اکیس بار مارا کریں تاکہ اکیس کے حساب سے ان تینوں دن کی اور فقط سات عدد جمرۂ عقبہ کی رمی دسویں تاریخ کی مل کر سب کی تعداد ستر ہو جائے کہ اسقدر سنت ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اگر تیرہویں تک نہ ٹھہرے تو صرف بارھویں تک ہی رمی کر کے مکہ معظمہ کو چلا جائے اور آجکل لوگوں کا اسی پر عمل ہے بارہویں کو عامہ حجاج چلے جاتے ہیں تو بعض حاجیوں کا وہاں تنہا رہجانا قدرے اندیشہ رکھتا ہے ہاں جو وہاں ٹھہر رہے اس پر اب تیرہویں کی رمی بھی لازم ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ تیرہویں کو قبل از زوال رمی کر کے چلا جائے ۱۲ منہ ۵۲ یعنی تیرہویں کو رمی کرنے کے بعد پھر بیت الحرم کو واپس آئیں پھر طواف رخصت بیت اللہ کے گرد بجا لائیں کہ یہ بھی واجب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب گھر کو جانے لگیں اس وقت اس طواف کو کر کے جائیں ۱۲ منہ ۵۳ یعنی طواف رخصت کے بعد زمزم کا پانی ضرور نوش کریں کہ سنت ہے ۱۲ منہ ۵۴ ملتزم سے الخ۔ یعنی اے حاجیو آب زمزم پینے کے بعد پھر تم سب ملتزم سے لپٹ کر ملنا ملتزم دیوار کعبہ کے اس ٹکڑے کا نام ہے جو درمیان حجر اسود اور باب بیت اللہ کے ایک جگہ ہے کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے پھر اس کے بعد خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑنا ۱۲ منہ ۵۵ خوب رونا الخ۔ یعنی خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر خوب زار زار رونا اور اس کی جدائی اور مفارقت میں آٹھ آٹھ آنسو بہانا کہ یہ وقت خانہ کعبہ کی جدائی کا ہے اور خداوند عزاسمہٗ جو مالک حقیقی ہے خانہ کعبہ کا و نیز تمام موجودات و کائنات کا اس سے اس وقت نہایت خلوص و درد دل سے دعا مانگے کہ وہ مالک حقیقی اس آستانہ پر دوبارہ اپنے فضل و کرم سے پھر دوبارہ زیارت نصیب کرے اس کے سوا جو جی چاہے وہ خلوص کے ساتھ اس وقت مجیب الدعوات سے طلب کرے کہ اس وقت در اجابت کشادہ ہوتا ہے اور رحمت خداوندی اپنی بندہ مخلص و انکسار کو ڈھونڈتی ہوتی ہے اور دعائے نیک کو آغوش قبولیت میں جگہ دیتی ہے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۵۶ ہے دعا اس وقت کی۔ الخ یعنی خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کے وقت کی دعا قبول ہونے کی بہت قوی امید ہے پس اے حاجی اس وقت رونے میں اور دعائے نیک کے طلب کرنے میں اور مبالغہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھ کہ وقت از دست رفتہ باز بدست نمی آید۔ دعا کے بعد درود پڑھ اور خانہ کعبہ کی جدائی میں روتا ہوا گھر کو چلے جاؤ وعلیک السلام یا زائر بیت الحرام ۵۷ حائضہ عورت نہ لائے۔ الخ۔ یعنی طواف رخصت کے وقت اگر کوئی عورت حیض میں مبتلا ہو تو وہ یہ طواف نہ کرے اور نہ اس پر اس طواف کی وجہ سے پھر قیام کرنا ضروری ہے بلکہ جب وقت معینہ رخصت کا آجائے فوراً چلی جائے اور حیض سے پاک ہونے کا انتظار نہ کرے ایسی حالت میں یہ طواف اس عورت پر واجب نہیں معاف ہے ہاں اگر رخصت کے وقت حیض میں مبتلا نہ ہو تو ضرور طواف کرے جائے کہ اس پر واجب ہے … ہو کہ … حیض والی اور نفاس والی عورت کا … حکم ہے ۱۲ منہ۔

تین دن تک رمی اتنی ہی کریں | تاکہ سب مل جل کے ستر ہو رہیں
تیرہویں کو واپس آئیں پھر حرم | پھر طواف … گھومیں لاجرم
حاجیو اب ہی یہ رخصت کا طواف | سب خطائیں اسمیں کروالو معاف
پھر کہاں تم اور کہاں بیت خدا | جانے حق پھر کیا ہے قسمت میں لکھا
مل اور سعی اسمیں کچھ مت کیجیو | بعد ازاں زمزم کا پانی پیجیو
ملتزم سے پھر لپٹنا تم تمام | پھر پکڑنا پردۂ بیت الحرام
وہ پکڑ کر خوب رونا زار زار | اور دعا کرنا خدا سے بار بار
ہے دعا اسوقت کی بیشک قبول | کر دعا اور گھر کو جا خاطر ملول
حائضہ عورت نہ لائے یہ طواف | واسطے اسکے ہی یہ بالکل معاف

روضۂ نبوی کی زیارت کا بیان

[۵۱] بعد حج کے ہی زیارت لازمی ۔۔۔ روضۂ پاکِ رسول اللہ کی
[۵۲] یہ مؤکد مستحب ہے بالخبر ۔۔۔ سیر کر من زارنی کی لے پسر
[۵۳] بلکہ یہ واجب ہی نزدِ عاشقین ۔۔۔ بلکہ فرض عین نزدِ صادقین
اسکے تارک کیلئے ایعاد ہے ۔۔۔ قد جفانی شاہ کا ارشاد ہے
[۵۴] اور بھی ہیں اس میں آثار انکو ۔۔۔ مصطفےٰ کے فضل کا کیا ذکر ہو
دیکھ ہاں من زار قبری کا شرف ۔۔۔ ہے شفاعت کی نظر تیری طرف
[۵۵] پس بذوق و شوق کرنا یہ سفر ۔۔۔ جذبۂ دل کی کشش ہو راہبر
[۵۶] راستہ بھر پڑھیو ہاں صلوات تو ۔۔۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ
[۵۷] پھر مدینہ طیبہ میں آن کر ۔۔۔ باوضو روضہ پہ جانا پیشتر

۵۱ بعد حج کے ہے ۔ الخ ۔ اب یہاں سے جدا واسطے مناسک حج کے روضۂ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت بابرکت کا بیان شروع ہوا کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد روضۂ مطہرۂ منورۂ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد پاک کی زیارت جاکر کرنا بہت ضروری اور لازمی ہے کہ فرمایا حضرت نے ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی جو جگہ کہ درمیان گھر میرے اور منبر میرے کے ہے وہ ایک باغ ہے باغوں جنت سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد مبارک اسی جگہ میں واقع ہے اور اسی واسطے اس کو روضہ کہا جاتا ہے کہ جس کی زیارت باعث دخول جنت ہے اللھم ارزقنا زیارتہ منہ ۵۲ یہ مؤکد مستحب ہے بالخبر الخ ۔ یعنی زیارت روضۂ منورۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقہا کے نزدیک مستحب مؤکد داخل استحبابات سے ہے بدلیل اس خبر کے کہ آپ نے فرمایا ہے من زارنی بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جس مسلمان نے میری زیارت بعد وفات میرے کے کی ہو گو وہ شخص ایسا کہ گویا زیارت کی اس نے میری بیچ زمانہ حیات میری کے اس حدیث سے مضمون سے زائر کے لئے فضیلت صحابیت کی مترشح ہوتی ہے سبحان اللہ کیا خوب بشارت ہے زائر روضۂ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے اللھم ارزقنا زیارتہ منہ ۵۳ بلکہ یہ واجب ہے ۔ الخ ۔ یعنی زیارت روضۂ منورہ کی مستحب مؤکد ہی نہیں بلکہ یہ واجب ہے عاشقان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ لوگ کہ عاشق صادق و شیفتہ جمال باکمال سید عالم فخر آدم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں انکے نزدیک تو فرض عین ہے کہ بغیر اس کے عشق نبوی کا دم بھرنا دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ جو شخص کہ زیارت بابرکت کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور پھر وہ زیارت نہ کرے تو اس کے واسطے وعید وارد ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من حج ولم یزرنی فقد جفانی یعنے جس نے حج کیا اور میری زیارت کو حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پر ظلم کیا فتأملوا ایھا المنکرون ۔ منہ ۵۴ اور بھی ہیں ۔ الخ ۔ یعنی اسی زیارت روضۂ منورہ کے بارے میں اور بھی حدیثیں موجود ہیں کہ جن سے زائر کے لئے کمال عنایت و مہربانی ثابت ہوتی ہے دیکھ اس بشارت کو کہ فرمایا ہے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جس مومن نے زیارت کی میری قبر کی بس اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو گئی ۔ منہ ۵۵ پس بذوق و شوق ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ زیارت روضۂ نبوی کے یہ فضائل و مراتب ہیں تو اے زائر تو اس کو بیار نہیں تو نہایت ذوق و شوق و خلوص کے ساتھ طے کرنا کہ جذبۂ دل کی کشش و محبت دیار حبیب کی طرف تجھ کو کھینچتی ہوئی لیجائے ۔ بقولیکہ ۔ شوق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں ۔ منہ ۵۶ راستہ بھر پڑھیو ۔ الخ ۔ یعنی مدینہ منورہ کے تمام راستہ میں درود شریف کی کثرت ہر وقت رکھنا کیونکہ من احب شیئاً اکثر ذکرہ ۔ یعنی جو کوئی کسی سے محبت رکھتا ہے تو اسکی یاد بہت کرتا ہے کیا معنی کہ کثرت ذکر کسی شے کا علامت ہے اسکی دوستی اور محبت کی پس کثرت درود شریف دلیل ہے اس بات کی کہ درود خواں محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جب یہ بات یوں ہے تو یہ بھی ضرور ہے کہ رسول کریم کی بھی اسکی طرف توجہ خاص ہوگی کس واسطے کہ محبت صادق میں یہ اثر ہے کہ محبوب بھی محب کیجانب مائل و متوجہ کردیتی ہے ۱۲ منہ (بقیہ نمبر ۵ ضمیمہ میں دیکھو)

اور اگر ممکن ہو تجھ سے عاشقا
پاس جالی کے کھڑے ہو کر تمام
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلَیکَ یا
اَلسَّلامُ عَلَیکَ یَا بَدْرَ الدُّجےٰ
اَلسَّلامُ عَلَیکَ یَا خَیْرَ الْوَرا
اَلسَّلامُ عَلَیکَ یَا رَدَّ الْمِحَنْ
اَلسَّلامُ عَلَیکَ یَا بَدْرَ الْبُدُوْر
اَلسَّلامُ عَلَیکَ یَا وَجْہَ السُّرُوْر
اَلسَّلامُ عَلَیکَ اے بحرِ کرم
اَلسَّلامُ عَلَیکَ ای سُلطانِ دیں
اَلسَّلامُ عَلَیکَ اے اُمّی لقب

غسل کر کپڑے بدل خوشبو لگا
دست بستہ اسطرح پڑھنا سلام
اَشْرَفَ الْمَخْلُوْق طٰ فَخْرَ الْاَنْبِیا
وَالسَّلامُ عَلَیکَ یَا شَمْسَ الضُّحٰے
وَالسَّلامُ عَلَیکَ یَا بَحْرَ الْعَطا
وَالسَّلامُ عَلَیکَ یَا جَدَّ الْحَسَنْ
وَالسَّلامُ عَلَیکَ یَا صَدْرَ الصُّدُوْر
وَالسَّلامُ عَلَیکَ یَا نُوْرَ الصُّدُوْر
وَالسَّلامُ عَلَیکَ اے شاہِ حرم
وَالسَّلامُ عَلَیکَ خَتْمَ الْمُرْسَلِین
وَالسَّلامُ عَلَیکَ ای عالی نسب

اَلسّلام اے قرنک خیرُ القرون — والسلام اے جامع علم و فنون

اَلسّلام ای خُلقکَ خُلقٌ عظیم — وَالسّلامُ علیکَ اسے دُرِّ یتیم

اَلسّلام اے منبعِ فیضِ ہُدیٰ — وَالسّلام اے مظہرِ نورِ خدا

اَلسّلام اے معدنِ انوارِ حق — والسّلام اے مخزنِ اسرارِ حق

اَلسّلام اے خسروِ بابُ السّلام — والسّلام اے والیِ بیت الحرام

اَلسّلام اے سیّدِ عالی جناب — وَالسّلام اے شافعِ یوم الحساب

السّلام اے رحمۃٌ للعالمین — وَالسّلام اے قبلۂ دُنیا و دین

السّلام عَلیکَ ای روحی فداک — یا ملاذی لیس لی مَاوَا سِوَاکَ

السّلام اے جانِ من بر تو فدا — وَالسّلام اے خاکِ پایت این گدا

السّلام عَلیکَ ہمیؔ اے فرید — آپ کے روضہ پہ حاضر ہی حمیدؔ[۵۱]

بار اس کے سر ہی عصیاں کا بڑا — ہے شفاعت آپکی کا آسرا

[۵۱] حمید الخ - حمید مؤلف رسالہ ہذا کا تخلص ہے اور نام عبدالحمید ہے لہذا جو زائر کہ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر یہ صلوٰۃ و سلام پڑھے اور نام دوسرا ہو تو وہ اس ایسے نام کو اس جگہ قافیہ میں لا کر پڑھے اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کرے اور اگر اس کا نام اس قافیہ پر نہ ہو تو اسکو چاہیئے کہ اپنے نام سے تا قافیہ کا دوسرا قافیہ مطلع میں بھی بدل دے اور وہ اپنا نام لا کر مصرعہ ثانی میں پڑھے - جس طرح اگر کسی کا نام علی یا ولی یا صفی یا تقی وغیرہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ مصرعہ اولے میں بجائے اسے فرید کے اسے نبی پڑھے اور مصرعہ ثانی میں جو نام اس کا ہو وہ پڑھے وہ حق علی حمد ؟ اور اگر کسی کا نام ایسا ہو کہ وہ کسی طرح شعر میں نہ آسکتا ہو یا اس کا قافیہ مصرع ثانی میں ٹھیک ٹھیک نہ آسکتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ مؤلف رسالہ کے نام کو ہی جو شعر میں موجود ہے بعینہٖ پڑھے اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کرے کہ انما الاعمال بالنیات پس اس وقت یہ سلام یقینی پڑھنے والے کی ہی جانب سے متصور ہوگا اور اس کے ذیل میں مؤلف ناچیز کو بھی کچھ نفع ہو جائیگا کہ اس کا نام گمنام دربار خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں بطور خادم پیش ہو جائیگا اور اس میں اس زائر مہرباں کا کچھ ہرج نہ ہو گا بلکہ مؤلف ناچیز پر تا قیامت اس کا احسان رہے گا وعلیہ السلام الی یوم القیام -

آپ پر ہوں سو درود اور سو سلام ۔ آپ کی آل اور یاروں پر تمام

اور سلام ان دونوں[۵۱] یاروں پہ بھی ہو ۔ آپ کے پہلو میں خوابیدہ ہیں جو

رحمت و برکات حق شام و سحر ۔ بجناب و برابوبکر و عمر

بعد اسکے فاتحہ[۵۲] پڑھ کر وہاں ۔ مسجد نبوی میں جانا بیگماں

جاکے مسجد[۵۳] میں باخلاص حضور ۔ نفل دو فوراً ادا کرنا ضرور

آٹھ[۵۴] دن تک اسمیں پھر ای پاکباز ۔ باجماعت پنجگانہ پڑھ نماز

بعد اسکے[۵۵] پھر تجھے ہی اختیار ۔ اور رہنا یا چلے آنا دیار

تو رہے[۵۶] طیبہ میں جبتک ای دوست ۔ پڑھتے رہنا باوضو اکثر درود

ورد[۵۷] در کن رات دن اسکا وہاں ۔ کثرت صلوات کی برکت سے ہاں

کیا عجب[۵۸] ہی گر زیارت ہو نصیب ۔ پائے تو رویا میں دیدار حبیب

من رآنی[۵۹] قد رأی الحق کا خطاب ۔ تجھکو حاصل ہو تو اٹھجائیں حجاب

۵۱ ان دونوں یاروں پر۔ الخ ان دونوں یاروں کا اشارہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے جو کہ دونوں اسی روضۂ مقدس و منور کے اندر پہلوئے مزار پر انوار سید ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مدفون ہیں سبحان اللہ کیا شرف ہے ان دونوں صاحبوں کا کہ دنیا تو دنیا آخرت میں بھی انہوں نے اپنے آقائے نامدار کا ساتھ نہ چھوڑا یاری اسی کا نام ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین ۱۲ منہ

۵۲ بعد اس کے فاتحہ۔ الخ۔ فاتحہ سورہ الحمد کا نام ہے۔ چونکہ مزارات و مقابر پر جاکر سب سے پہلے اس سورہ پاک کو معہ دیگر سورتوں کے پڑھ کر مولیٰ کو بخشتے ہیں لہذا اب اس مجموعہ کا نام فاتحہ مشہور ہوگیا پس مطلب یہ ہے کہ بعد ختم کرنے صلوٰۃ و سلام مذکور کے فاتحہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کرے۔ اور فاتحہ میں بعد اعوذ و بسم اللہ کے اول سورہ الحمد اور اس کے بعد سورہ یٰسین و سورہ کوثر ایک بار اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب روح پر فتوح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ تمام آل و اصحاب کے نذر کرے کیونکہ از دست فقیر بینوا ناید ہیچ۔ جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند اگر کسی صاحب کو سورہ یٰسین شریف یاد نہ ہو یا اگر وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو تو وہ سورتیں پڑھے اور باقی پر اکتفا کرے اس کے بعد مسجد نبوی میں جو کہ وہیں ہے داخل ہو ۱۲ منہ

۵۳ جاکے مسجد میں الخ۔ یعنی مسجد نبوی میں داخل ہو کر فوراً دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کرے اور اگر جماعت نماز فرض ہو رہی ہو تو اس میں شریک ہو کر نماز پڑھے اور تحیۃ المسجد کو اس وقت ترک کرے کہ اسی میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ۱۲ منہ

۵۴ آٹھ دن تک۔ الخ۔ کیا معنی کہ کم از کم آٹھ دن تک مدینہ منورہ میں قیام کرکے پانچوں وقت نماز فرض مسجد نبوی میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کرے اس میں کسی طرح فرق نہ پڑے کیونکہ مسجد نبوی میں ایک نماز فرض کا ثواب پچاس ہزار نماز فرض کی برابر ہے۔ پس اے زائر تجھ کو مناسب ہے کہ کم از کم آٹھ دن تک چالیس فرض نمازیں باجماعت مسجد نبوی میں پڑھ لے تاکہ بیس لاکھ فرض نماز کا ثواب تجھکو بآسانی حاصل ہو جائے اور اس کی برکت سے نامہ اعمال تیرا روشن و منور ہو جائے ۱۲ منہ

۵۵ بعد اسکے پھر تجھے ہے اختیار۔ الخ یعنی آٹھ دن کے قیام کے بعد پھر تجھے اختیار ہے کہ چاہے تو اور زیادہ رہ کہ موجب زیادتی ثواب و برکت کا ہے یا اپنے دیس اور دیار کو واپس چلا جا ۱۲ منہ

۵۶ تو رہے طیبہ میں جبتک الخ۔ طیبہ نام مدینہ طیبہ کا ہے یعنی اے زائر مدینہ طیبہ میں جبتک تو رہے تو وہاں درود اور سلام کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت کثرت رکھنا اور رات دن درود کا ورد کرنا اور باوضو درود خوانی کرنا کیا معنی کہ جس وقت حدث لاحق ہو اور وضو ٹوٹ جائے فوراً پھر وضو کرلے اور درود شریف کا مشغلہ جاری رکھے ۱۲ منہ

۵۷ ورد در کن الخ۔ یعنی شب و روز طہارت کے ساتھ درود خوانی جاری رکھنا کہ کثرت درود شریف کی برکت سے ۱۲ منہ

۵۸ کیا عجب ہے۔ الخ یعنی اے زائر اگر تو اس طریق پر طہارت کامل کے ساتھ درود شریف کی کثرت رکھے گا تو کیا عجب ہے کہ تجھ کو رویائے صالحہ میں یعنی عالم خواب میں دیدار پر انوار حبیب خدا اشرف انبیا سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو جائے۔ منہ ۱۲

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ یہ سکینہ ہے الخ یعنی اے شخص زیارت با برکت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم خواب میں یہ ایک عجیب سکینہ راحت بخش سینہ اور عجیب و غریب نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جس کو حاصل ہو جائے خوشا اس کے نصیب اور زہے اس کی قسمت ورنہ یہ دولت کس کو میسر آتی ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء منہ ۵۲ جو کہا میں نے الخ یعنی جو بات کہ میں نے تجھ کو بتائی ہے وہ ایک راز سربستہ ہے اس پر تجھ کو ضرور عمل کرنا چاہیئے۔

یہ سکینہ ہے یہ نعمت ہے عجیب	جس کو حاصل ہو خوشا اسکے نصیب
جو کہا میں نے یہ ہے سربستہ راز	کر عمل اس پر ضرور اے پاکباز
گر عمل اس پر کرے گا با حضور	یہ شرف حاصل تجھے ہوگا ضرور
یہ شرف تجھکو اگر بخشیں نبی	یاد کر لینا دعا میں مجھکو بھی
ہے وہاں اک مدفن پاک بقیع	واں بھی جا کر ایک دن ہونا شفیع
یعنی وہ ہے اک مزار دل فروز	اس کی بھی کرنا زیارت ایک روز
اس میں اکثر اہل بیت پاک ہیں	بعض اصحاب شہ لولاک ہیں
کر زیارت انکی جا کر ایک رات	اور مخاطب ہو کے انسے کر یہ بات
السلام علیکم اے اہل القبور	یغفر اللہ لکم و ہو الغفور
السلام اے دار قوم مومنین	رحمۃ اللہ علیکم اجمعین
اللہم اغفر لاصحاب البقیع	وارفع الدرجات عندک یا رفیع

اگر تو اس میرے کہنے پر عمل کریگا تو انشاء اللہ تعالی یہ شرف زیارت جمال جہاں آرا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بالضرور تجھ کو حاصل ہوگا کہ من طلب شیئا وجد جد وجد ہر چیز کی شرط ہے اور وہ راز سربستہ وہی ہے جو تجھ کو پہلے ہی بتا دیا ہے کہ جبتک مدینہ منورہ میں تو مقیم رہے تو طہارت کے ساتھ خلوص دل سے ہر وقت درود شریف کی کثرت رکھنا اور صلوۃ و سلام مزار پر انوار پر پڑھتے رہنا اور منہیات اور لغویات سے اجتناب کرنا۔ منہ ۵۳ یہ شرف الخ۔ اگر اے زائر تجھ کو یہ شرف زیارت دیدار محبوب خدا کا عالم خواب میں عطا ہو تو اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تو دعا سے خیر کرے میرے واسطے بھی دعائے مغفرت کرنا اور نبی کریم سے بھی طلب دعائے خیر میرے لئے کرنا علیہ السلام الی یوم القیام۔ منہ ۵۴ ہے وہاں الخ یعنی مدینہ طیبہ میں ایک گورستان موسوم بہ بقیع غرقد ہے اور اس میں اکثر اہل بیت نبوت و بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مدفون ہیں پس اے زائر وہاں بھی جا کر تو ایک رات یا ایک دن ان کی زیارت کرنا اور ان پر فاتحہ پڑھنا مسنون ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات کو وہاں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ منہ ۵۵ یعنی بقیع میں جا کر یہ کہے۔ السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا و لکم انتم سلفنا و نحن بالاثر و ما یہ ثرب السلام علیکم یا اہل دار قوم مومنین اللہم اغفر لاہل البقیع الغرقد۔ الی آخرہ منہ۔

فاتحہ[٥١] پھر اُن پہ پڑھنا با ادب	اور دعا اپنے لئے کرنا طلب
پھر چلے آ نا مکاں پر سے درود	پڑھتے رہنا ایسے ہی ختم درود
جب[٥٢] چلے گھر کو وہاں سے اپنے تو	مسجدِ نبوی میں جاکر با وضو
اک دوگانہ کیجیو دل سے ادا	ہاتھ اُٹھا کر حق سے پھر کرنا دعا
بعد[٥٣] ازاں روضہ پہ پھر جاکر شتاب	با دلِ پُر درد و با چشمِ پُر آب
مثلِ[٥٤] سابق عرض پھر کرنا سلام	دست بستہ اور باآداب تمام
لیک[٥٥] مقطع اس طرح پڑھنا جدید	واسطے رخصت کے حاضر ہے حمید
پڑھ[٥٦] چکے جب تو سلام اے خستہ جان	بعد اُسکے فاتحہ پڑھنا وہاں
بعد[٥٧] اسکے اذنِ رخصت لیجیو	پھر سلام رخصتی یوں کیجیو
از منِ[٥٨] مسکین حمید بینوا	باد بر تو اے محمد مصطفےٰ
صد تحیت صد درود و صد سلام	صد ہزاراں رحمتِ حق تا قیام

[٥١] فاتحہ - الخ - یعنی بقیع غرقد میں بعد سلام اہل بقیع کے فاتحہ حسب دستور پڑھنا اور اس کا ثواب ان کو ہبہ کرکے اپنے قیام گاہ کو واپس چلے آنا اور اسی طرح ۔ ابرِ فاتحہ و درود کا ہمیشہ سلسلہ جاری رکھنا مدینہ طیبہ میں ۱۲ منہ [٥٢] جب چلے گھر کو - الخ - یعنی جب ان تمام باتوں سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ سے اپنے گھر کو واپس آنے کا ارادہ کرے تب چلتے وقت وضو کرکے پیشتر مسجد نبوی میں جانا اگر نماز فرض کا وقت ہو تو وہ باجماعت ادا کرنا اور اگر فرض کا وقت نہ ہو تو ایک دوگانہ تحیۃ المسجد کا پڑھنا اور خلوص کے ساتھ بعد ادائے نماز خدا وند سبحانہ سے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا کہ وہ پھر امید اس دربار نبوی میں حاضر ہونے کی اور اس مسجد نبوی میں ادائے نماز اور ذکر کی توفیق بخشے اور نیز امن و امان اور عافیت دارین کی دعا کرے کہ اللہ اس کو مع الخیر گھر پہنچا دیوے ۱۲ منہ [٥٣] بعد ازاں روضہ پہ - الخ - یعنی اس نماز رخصت اور دعا کے بعد پھر نبی الغفور روضہ منورہ نبوی پر حاضر ہو در آں حالیکہ صدمہ فرقت سے دل میں سوز و گداز اور آنکھوں میں آنسو بھرے اور ڈبڈبا رہے ہوں - منہ [٥٤] مثل سابق الخ یعنی اس صورت سے روضۂ مطہرہ پر حاضر ہوکر پہلے کی طرح پھر صلوٰۃ و سلام پڑھنا یعنی جیسے آتے وقت نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ خلوص دل سے صلوٰۃ و سلام پڑھا تھا اسی طرح اب جاتے وقت سوز و گداز اور حسرت و یاس سے دست و بستہ نہایت مؤدب ہوکر وہی صلوٰۃ و سلام ذیل عرض کرے اور آنکھوں میں آنسو جاری ہوں - منہ [٥٥] لیک مقطع اس طرح - الخ یعنی صلوٰۃ و سلام کے اشعار کا مقطع جو پہلے آتے وقت پڑھا تھا کہ حاضر درگاہ و عالی ہے حمید ہیں اس مقطع کو اب یہاں رخصت کیوقت اس طرح بدل کر پڑھنا واسطے رخصت کے حاضر ہے حمید ۱۲ منہ [٥٦] پڑھ چکے - الخ - یعنی جب کہ تو صلوٰۃ و سلام مذکور پڑھ چکے تب اس کے بعد فاتحہ بہ طریق سابق روضۂ منورہ پر پڑھ کر نذر کرنا ۱۲ منہ [٥٧] بعد اس کے الخ - یعنی فاتحہ خوانی کے بعد پھر اے زائر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر کو جانے کے واسطے رخصت طلب کرنا یعنی زبان حال و قال سے کہنا کہ الوداع الوداع یا رسول اللہ الوداع الوداع یا نبی اللہ الوداع الوداع یا حبیب اللہ الوداع الوداع یا سید المرسلین الوداع الوداع یا شفیع المذنبین الوداع الوداع یا رحمۃ للعالمین - اس کے بعد پھر سلام رخصت میں نیچے کے دو اشعار نہایت سوز و گداز اور رقت قلبی سے آنکھیں بند کرکے اور ہمہ تن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر پڑھے اور رخصت ہوا وہاں سے گھر کو چلا جاوے - منہ [٥٨] حمید الخ یہ مصنف کتاب کا نام ہے جو سلام پڑھنے والا اس جگہ اپنا نام موزوں کرکے پڑھے اور اس موقع پر بہت سے نام موزوں ہو جائیں گے کہ جو یہاں قافیہ میں ہے جو کچھ وقت ہووے اور ہم قافیہ نام ہیں مثل حمید یا سعید وغیرہ کے موزوں ہوسکے بلکہ دیگر کثیر نام بھی یہاں موزوں ہو جاتے مثل اسیر کبیر یا حنیفہ حبیب یا لبیب وغیرہ ہم کے بدلا ایسے نام بھی آسکتے ہیں از من احمد علی بینوا - و - از من عبد الغفور بینوا - وغیر ذالک کے اور اگر لفظ کا لوفی ۔ ۔ ۔ ہو تو اس وقت پڑھنے والا لفظ فقیر اپنی طرف منسوب کرکے یہاں موزوں کرکے پڑھے یعنی اس طرح - از من مسکین فقیر بینوا - اور یہ کیا خوب لطف ہے اس موقعہ کے واسطے فللّٰہ الحمد - (بقیہ نوٹ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہو کے رخصت شہ سے ای خستہ جگر ۔ پچھلے[۵۱] پاؤں لوٹنا باچشم تر

وقت رحلت کیجو زاری تمام ۔ کیونکہ اب آقا سے چھٹتا ہے علام

صدمۂ فرقت سے رونا زار زار ۔ آنکھیں ہوں خون جگر سے اشکبار

گھر تک آنا ایسے ہی با اضطراب ۔ دیدہ گریاں سینہ بریاں دل کباب

سچ ہیں یہ دو وقت ہیں نازک کمال ۔ حق بجانب ہے جو ہو ان پر ملال

جب چلے محبوب تیرے دار سے ۔ یا چلے تو کوچۂ دلدار سے

الغرض محبوب ہو جس دم جدا ۔ اس پہ دل کرتا ہے سخت آہ و بکا

ناتوانی پاسے اندر فراق ۔ ابغض الاشیا عندی الطلاق[۵۲]

[illegible]

نکاح کا بیان

سنت[۵۳] مشہور ہے کرنا نکاح ۔ مرد کو ہیں چار عورت تک مباح

۵۱ پچھلے پاؤں الخ۔ یعنی اے شخص جب کہ مزار پر انوار سے رخصت ہو کر تو گھر کو واپس چلے تو روضۂ منورہ سے پچھلے پاؤں لوٹنا کیا معنی کہ الٹے پاؤں لوٹنا اور روضہ کی طرف پشت کرکے نہ لوٹنا کہ اس میں نہایت بے ادبی ہے اور واپسی میں نہایت مبالغہ کے ساتھ زاری و اشکباری کرتا ہوا اپنی سواری کی جگہ آکر اور سوار ہو کر چل دینا۔ جیسا کہ اگلے شعروں میں مذکور ہے ۱۲ منہ ۵۲ طلاق الخ۔ طلاق بمعنی مفارقت زن و شو چونکہ اس لفظ کے بعد فوراً نکاح کا بیان شروع ہوا ہے لہٰذا یہ مناسب لفظی و رعایت معنوی بہت موزوں و خوب ہے ۱۲ منہ ۵۳ سنت مشہور ہے۔ الخ۔ یعنی مرد و عورت کا باہم نکاح کرنا ان قواعد کے ساتھ جو شریعت میں اس کے واسطے رکھے گئے ہیں سنت ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ترجمہ۔ یعنی نکاح کرنا میری سنت ہے پس جو شخص میری سنت سے منہ پھیرے پس وہ میرے طریق پر نہیں اور مباح کے لفظ سے یہاں حلال مراد ہے یعنی مرد کو چار عورتوں تک سے ایک وقت میں نکاح کرنا حلال ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع ۔ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پس نکاح کرو اے مسلمانوں جسقدر کہ پسند ہو تم کو عورتوں میں سے دو تک خواہ تین تک خواہ چار تک منہ ۱۲۔

غلبہ[1] شہوت میں واجب جان اُسے	فرض قطعی ہے زنا کے خوف سے
سُن تو اعدا اسکے اب اے متقی	ہیں شرائط اسمیں کچھ اور رکن بھی
ہے شہادت[2] شرط از حکم رسولؐ	رکن اُسکے دونوں ایجاب و قبول
دو[3] مسلمان مرد ہوں شاہد اگر	عاقل و بالغ ہوں اور آزاد پر
یا کہ ہو اک مرد اور دو عورتیں	ہوگا جب اعلان ثابت عقد میں
جب سُنا سمجھا ہو دونوں کا کلام	ایک جلسہ میں تو ہو پورا یہ کام
ناکح[4] و منکوحہ غائب ہوں اگر	پس وکالت بھی ہے شرط اسوقت پر
عقد[5] کے ہونیکے وقت اے نیک پے	خطبہ پڑہنا پیشتر مسنون ہے
مہر[6] سنت ہے بوقت انعقاد	دس درم سے کم نہیں اے خوش نہاد
جب[7] نہ لیگا نام کوئی مہر کا	مہر مثل اسوقت لازم آئیگا
عاقل[8] و بالغ ہوں دونوں عاقدین	گر نہوں ایسے تو پھر اے نور عین

[1] غلبہ شہوت یعنی نکاح کرنا حالت اعتدال میں ابتداءً تو سنت ہے جیسا کہ گذرا اور جبکہ اُس کو شہوت کا غلبہ اور جوش زائد ہو تو اُس وقت نکاح کرنا واجب ہے اور پھر اگر اُس غلبہ شہوت کی وجہ سے نکاح نہ کرنے کا اندیشہ و خوف طاری ہو سکے تو اُس حالت میں صاحب استطاعت کو نکاح کا کرنا فرض ہو جاتا ہے تاکہ حرام کا ارتکاب نہو۔ منہ [2] ہے شہادت۔ الخ یعنی نکاح میں یہ دو باتیں فرض ہیں ایک تو شہادت کہ شرط ہے دوم ایجاب و قبول جوکہ رکن ہیں اور مرد و عورت میں ایک کی طرف سے ایجاب اور دوسرے کی طرف سے قبول ہو اس کا نام ایجاب و قبول ہے۔ مثلاً عورت کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اپنا۔ در جواب اُس کے مرد کہے کہ قبول کیا میں نے یا بالعکس اس کے مثلاً مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت جواب میں کہے کہ میں نے تجھ سے قبول کیا پس اسی کا نام نکاح ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ نکاح گواہوں کے سامنے منعقد ہو اور اعلان کی تصریح آگے مذکور ہے ۱۲۔ منہ [3] دو مسلمان مرد ہوں۔ الخ۔ اگر ایجاب و قبول کے وقت کم از کم دو مسلمان مرد عاقل و بالغ و آزاد موجود ہوں یا کہ ایک مسلمان مرد اور دو عورتیں مسلمہ عاقلہ بالغہ حرہ شہادت نکاح میں موجود ہوں اور معاً ایک جلسہ میں ایجاب و قبول کو سنیں اور یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو نکاح صحیح و درست ہوگا اگر شاہد ایک ہی مرد ہوگا یا سب عورتیں ہی عورتیں ہونگی تو اعلان نکاح نہ ہوگا اور اعلان نکاح شرط ہے اور بہت ضروری ہے کیونکہ فرمایا حضرت نے اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیه بالدف۔ ترجمہ یعنی اعلان کیا کرو اس نکاح کا (جوکہ کم از کم دو گواہوں سے ثابت ہوتا ہے) اور کیا کرو اُس کو مسجدوں میں (اس لئے کہ وہاں اکثر نمازی لوگ ہوتے ہیں اور ان سے اعلان خوب ہو جاتا ہے) اور بجایا کرو وقت نکاح کے دفوں کو (کیونکہ دفوں کے بجنے سے نکاح میں اعلان و شہرت خوب ہوتی ہے) دوسری جگہ فرمایا ہے کہ فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح۔ ترجمہ۔ یعنی فرق درمیان حلال اور حرام کے یہ ہے کہ آوازیں بلند کیجائیں واسطے اعلان نکاح کے اور دف بجایا جائے واسطے نکاح کے اس سے معلوم ہوا کہ اعلان کا کرنا نکاح میں شرط ہے کہ بغیر اسکے نکاح جائز نہیں کہ ہر طریق سے اعلان کے کرنے کی آپ نے تاکید فرمائی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دف بجانا نکاح کے لئے مستحب ہے اور اعلان سے مراد یہی کم از کم دو مسلمان گواہوں کا ہونا ہے۔ اگر مسلمہ عورت سے نکاح ہو تو اُس کے نکاح میں مسلمان گواہوں کا ہونا شرط ہے اور اگر کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے تو اُس کے لئے کافروں کی گواہی بھی ہو سکتی ہے۔ ۱۲۔ منہ [4] ناکح و منکوحہ۔ الخ۔ یعنی اگر عاقدین اُس پاس نہوں کہ جو خود لسانًا ایجاب و قبول کریں اور الگ الگ ہوں جیسا کہ فی زمانہ رواج و دستور ہے تو اس حالت میں دونوں کی طرف سے قبول کرے یا کرے اور اگر وکیل ولی عورت کا ہو تو بہت اچھا ہے۔ مثلاً باپ دادا یا بھائی کہ وہی ایجاب و قبول بعد استیذان عورت کے کرائیں۔ (نوٹ نمبر ۴ کا بقیہ و نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ منکوحات الخ - یعنی تمام وہ عورتیں جن سے کہ زفاف ہوا ہو خواہ وہ اپنے اصول کی ہوں خواہ فروع کی ہوں اور اپنی مدخولہ بیوی کی وہ رشتہ دار عورتیں جن کی اولاد میں کہ بی بی ہو یا اس طرح کہ بی بی کی اولاد ہوں اور خالائیں۔ پھپیاں اس شخص کی یعنی ماں کی بہنیں اور اسی کے حکم میں ہیں نانا۔ نانی وغیرہم کی بہنیں اور باپ کی بہنیں اور اسی کے حکم میں ہیں دادا دادی وغیرہم کی بہنیں یہ سب کی سب ہمیشہ ہمیشہ حرام ہیں ۱۲ منہ ۵۲ خالہ پھپی الخ - یعنی خالہ پھپی بہن بھانجی اور اسی کے ذیل میں ہے بھتیجی یہ سب اس شخص کی مدخولہ بی بی کی جبتک وہ عورت نکاح میں ہے یا بعد طلاق عدت میں ہے حرام ہیں ہاں اگر عورت مرگئی یا اسے طلاق دی اور طلاق کی عدت گذر گئی تو ان سے نکاح جائز ہے ۱۲ منہ ۵۳ دودھ کے رشتے بھی ایسے ہی تمام - الخ یعنی اسی طریق پر دودھ کے رشتہ دار بھی مثلاً دودھ پلائی اور اس کے ماں دادیاں وغیرہم اور اس کی اولاد میں بیٹیاں پوتیاں نواسیاں وغیرہ یہ سب عورتیں نکاح کرنے والے پر حرام ہیں کیا معنی کہ ان عورتوں سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو عورتیں کہ ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں وہ محرم کہلاتی ہیں ۱۲ منہ

۵۱ جملہ منکوحات اصول و فرع کی — اصل و فرع زوجہ اور خالہ پھپی
۵۲ خالہ اور پھپی بہن اور بھانجی — اُسکے منکوحہ کی اُسکے جیتے جی
۵۳ دودھ کے رشتے بھی ایسے ہی تمام — ہو نکاح ان سب کا ناکح پر حرام
۵۴ زوج و زوجہ میں ہو گر اتفاق — مرد کو جائز ہے دیدینا طلاق
۵۵ ایک یا دو ہوں اگر رجعی طلاق — ہے روا عدت میں رجعت بے فراق
۵۶ اور اگر بائن ہو یا عدت گئی — از سر نو عقد ہو عورت گئی
۵۷ اور طلاقیں تین دی ہیں اُسکو گر — اب نہیں جائز کسی صورت مگر
۵۸ بعد عدت عقد زن ہو غیر سے — اور وہ صحبت بھی کرے پھر چھوڑ دے
یا مرے اور اُسکی عدت ہو تمام — عقد اب پہلے سے ہو ورنہ حرام
۵۹ ہوش میں دے یا نشے میں دے تمام — دے ہنسی میں یا کہ غصہ میں مدام
ہو زبردستی وہ یا بالاتفاق — سب طرح ہو جاتی ہے واقع طلاق

۵۴ زوج و زوجہ میں - الخ - یعنی اگر میاں بی بی میں باہم میل جول نہ ہو کیا معنی کہ نا اتفاقی ہو تو عورت کو طلاق دیدینا درست ہے ۱۲ منہ ۵۵ ایک یا دو - الخ - یعنی اگر طلاق صرف ایک مرتبہ دی ہے رجعی تو تا مدت عدت یعنی بعد طلاق تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جانے تک اس طلاق سے رجوع کر لینا اور مطلقہ کو پھر بی بی بنا لینا درست ہے اور اسی طرح اگر دو رجعی طلاقیں دی ہیں۔ مثلاً یوں کہا کہ میں نے تجھکو طلاق دی میں نے تجھ کو طلاق دی۔ یا یہ کہا کہ میں نے تجھ کو دو طلاقیں دیں تاہم مدت مذکور کے اندر رجعت درست ہے مثلاً زبان سے یوں کہا کہ میں نے اسے اپنے نکاح میں پھر لیا تو پھر وہ عورت نکاح سے باہر نہ ہوگی بدستور اس کی زوجہ بنی رہے گی ۱۲ منہ ۵۶ اور اگر بائن ہو یا عدت - الخ یعنی اگر طلاق بائن دی ہے یا یہ کہ بعد طلاق رجعی کے عورت مطلقہ کی عدت گذر گئی ہے تو اب وہ عورت بھی اس کے نکاح سے جاتی رہی اور رجعت کے قابل نہیں رہی مگر ہاں اس صورت میں اس مطلقہ سے از سر نو عقد نکاح پھر کر سکتا ہے کیا معنی کہ اب بغیر نکاح کے رجعت نہیں کر سکتا از سر نو نکاح کر سکتا ہے واضح ہو کہ طلاق بائن وہ طلاق ہے جس کے کہتے ہی عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے طلاق بائن و رجعی کے لئے الفاظ مقرر ہیں کہ ان سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے اور ان سے رجعی بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ میں نے تجھے بائن یا بڑی طلاق دی یا عورت سے بہ نیت طلاق کہا کہ تو مجھ سے نکل جا یا چلی جا یا میرے سامنے سے دور ہو یا منہ کالا کر کے چھپا لے یا پردہ میں مجھ سے ہو جا یا اور خصم کر لے یا اب تو میرے کام کی نہیں رہی یا مجھے تجھ سے کچھ تعلق نہیں یا تو تو میرے نکاح سے باہر ہے وغیرہ وغیرہ - فتاوی رضویہ میں ان دونوں طلاقوں کے دو سو بیس کلمے جمع کئے ہیں کہ نہ کسی اور میں مجتمع نہ ہوں گے۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ بے سبب اچھا نہیں دینا طلاق - الخ - یعنی بلا وجہ طلاق دینا اچھا نہیں ہے بلکہ بری بات ہے اور بے وجہ طلاق دینے سے حق سبحانہ خوش نہیں ہوتا اگرچہ طلاق درست و حلال ہے لیکن جملہ حلال چیزوں میں بدتر و مبغوض تر حلال طلاق ہے - منہ ۵۲ ہے - الخ یعنی طلاق دینا حق سبحانہ کو بہت ناپسند ہے اور بہت محبوب اُس کو لونڈی، غلام آزاد کرنا ہے - ۱۲ - منہ ۵۳ ہو اگر عورت الخ - اب یہاں سے وہ وجوہات بیان کیے جاتے ہیں کہ جن وجوہ سے عورت کو طلاق دینا درست ہے یعنی اگر کسی شخص کی جورو زناکار ہو یا وہ کسی عورت سے ہی فحش کرتی ہو گیا معنی کہ چپٹی لڑاتی ہو - ۱۲ - منہ ۵۴ بدزباں ہو - یعنی یا کہ کسی کی جورو بدزبان ہو گیا معنی کہ فحش گالیاں بکتی ہو خواہ وہ شوہر کے ساتھ بدزبانی کرتی ہو خواہ محلہ والوں کے ساتھ ناحق گالیاں بکتی ہو یا کہ عورت نماز بالکل نہ پڑہتی ہو اور یہی حکم ہے روزے کے نہ رکھنے کا اور یہ باتیں سمجھانے سے اور نصیحت کرنے سے ہو) نہ مانتی ہو گیا معنی کہ چاہے جس قدر خاوند اُس کو نماز روزہ کی بابت ہدایت کرتا ہو یا کہ بدزبانی اور بدکاری سے باز رہنے کی ممانعت کرتا ہو مگر وہ شوخ عورت اُن اپنے بیہودہ باتوں کو نہ چھوڑتی ہو تو ایسی صورت میں منہ ۵۵ یا خلاف شرع - الخ - یعنی یا کہ کسی کی عورت کوئی کام ایسا کرتی ہو جس کا کرنا شرعاً حرام ہو مثلاً ناچتی گاتی ہو یا شراب پیتی ہو یا بلا اجازت خاوند کے گھر کے باہر نکلتی ہو یا بے پردہ باہر نکلتی ہو یا نامحرموں سے پردہ نہ کرتی ہو یا کوئی عورت بانجھ ہو اور اُس کا بانجھ ہونا قواعد حکمت سے معلوم ہو گیا ہو یا معذور ہو کر مباشرت کے قابل نہ رہی ہو تب ۱۲ منہ ۵۶ مستحب ہے - الخ یعنی اِن صورتوں میں جو بیان کی گئیں عورت کو طلاق دیدینا بہتر ہے بلکہ زانیہ و فاحشہ و بے نماز عورت جو سمجھانے سے بھی اپنی حرکات سے باز نہ آتی ہو اُس کو طلاق دینا اگرچہ فرض و واجب نہیں مگر نہایت موکد مستحب ہے اور اگر زانیہ کو زنا پر بھی طلاق نہ دیگا تو وہ دیوث ہوگا ۱۲ - منہ

بے سبب اچھا نہیں دینا طلاق	سخت ہے مکروہ شارع کو فراق
سب حلالوں میں ہے یہ بدتر حلال	خوش نہیں ہوتا ہے اس سے ذوالجلال
ہے بہت مبغوض رب فعل طلاق	ہے بہت محبوب رب فعل عتاق
ہو اگر عورت کسی کی زانیہ	یا ہو عورت چھینی و دریدہ
بدزباں ہو یا نہ پڑہتی ہو نماز	اور وہ سمجھانے سے بھی آئے نہ باز
یا خلاف شرع کچھ کرتی ہو کام	بانجھ رہوے یا کوئی عورت مدام
مستحب ہے اُس کو دیدینا طلاق	ہر طرح پر اُس سے بہتر ہے فراق
حیض والی کی ہے عدت تین حیض	غیر کی ہے تین ماہ اے اہل فیض
لیک جب شوہر کسی زن کا مرے	چار مہ دس دن تک عدت تب کرے
حاملہ عورت کی عدت ہاں مگر	ختم ہو جاتی ہے وضع حمل پر

۵۷ حیض والی کی ہے عدت - الخ - یعنی وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ جس کو حیض آیا کرتا ہو گیا معنی کہ نہ تو وہ نابالغہ ہو جسے اب تک حیض نہ آیا ہو اور نہ وہ سن ایاس پر پہنچی ہو کہ جس سے آگے کو حیض کی اُمید ہی نہ رہی ہو تو اُس حائضہ عورت کی عدت تین حیض ہیں اور اگر وہ نابالغہ ہے یا سن ایاس کو پہنچی ہوئی ہے تو اس کی عدت تین مہینے تک ہوتی ہے اور بیوہ عورت کی عدت چار مہینے دس دن تک ہے اور لونڈی کی عدت دو مہینے پانچ دن کی ہے اور شوہر کی موت کے بعد یا طلاق کے بعد اسی جگہ بیٹھے رہنے کو عدت کہتے ہیں - ۱۲ - منہ ۵۸ حاملہ - الخ - یعنی جو عورت حاملہ ہو - اُس کو اگر خاوند نے طلاق دی ہو یا اُس کا خاوند مر گیا ہو تو ہر صورت میں اُس حاملہ عورت کی عدت بچہ پیدا ہونے کے وقت تک سمجھی جائے گی خواہ بچہ جلد پیدا ہو یا دیر میں ہو - ۱۲ - منہ

عقیقہ کا بیان

بچہ جب پیدا ہو نہلا کر اُسے
اُسکے کانوں میں اذان فوراً کہے

ساتویں دن ہے عقیقہ مستحب
یعنی سر کا مونڈنا اسے با ادب

اُسکے سر سے بال اُتریں جسقدر
تول کر چاندی کو اتنا صدقہ کر

بال اُسکے سر سے اتریں جسگھڑی
ذبح کرنا چاہیے قربانی بھی

بالعوض لڑکے کے ہیں دو بکریاں
ایک ہی لڑکی کے بدلے بیگاں

نام بھی اُسکا رکھیں اُسوقت پر
نام رکھنا نیک اور اچھا مگر

ف بچہ جب پیدا ہو۔ الخ یعنی جب کبھی کسی مسلمان کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے دونوں کانوں میں بانگ دیں یعنی سیدھے کان میں چار بار اذان دیں اور اُلٹے کان میں تین بار تکبیر دی جائے اور بعد اس کے کوئی کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اور لعاب دہن سے تر کر کے بچہ کو چٹاویں ۱۲۔ منہ ف ساتویں دن ہے الخ۔ یعنی بچہ کی پیدائش سے ساتویں دن عقیقہ کرنا مسنون مستحب ہے اور وہ یہ ہے کہ بچہ کے سر کے بال مونڈے جائیں اور اسی وقت قربانی بھی کی جائے اگر بچہ لڑکا ہو تو دو بکری اور لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کیجئے اور اس کے گوشت و کھال کے وہی احکام ہیں جو قربانی کے ہیں ۱۲۔ منہ ف نام بھی الخ یعنی جس وقت عقیقہ کیا جاوے اسی وقت بچہ کا نام بھی رکھا جائے یعنی بروقت ذبح کرنے قربانی کے کہے اللھم ھذہ عقیقۃ ابنی فلان (فلان کی جگہ نام تجویز کیا ہوا لیا جائے) دمھا بدمہ ولحمہا بلحمہ وشحمہا بشحمہ وعظمہا بعظمہ وجلدہا بجلدہ وشعرہا بشعرہ اللھم اجعلہا فداء لابنی من النار وتقبلہا منہ کما تقبلتہا من نبیک المصطفی وحبیبک احمد المجتبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین۔ بسم اللہ اللہ اکبر۔ اگر بچہ مادہ ہو تو بجائے ابنی کے بنتی کہے اور بجائے بدمہ ولحمہ وغیرہ کے بدمہا ولحمہا کہے اسی طرح سب جگہ ضمیر ہا کی ہو اور جب شروع سے آخر تک پڑھ چکے اور بسم اللہ اللہ اکبر پہنچے اسیوقت ذبح کر دے۔ اور ذبح کے ساتھ بچہ کے سر پر استرہ چلے جب بال اُتر جائیں تو اُن کے برابر چاندی تول کر صدقہ کر دے۔ اور سر پر زعفران مل دینا چاہئے۔ منہ۔

کسبِ حلال و تجارت و زراعت اور ٹھیکہ اور سود وغیرہ کا بیان

۵۱ اس طرح فرماتے ہیں خیر الوریٰ ‌‌ ‌‌ وہ زمانہ بعد میرے آئے گا

کچھ نہ پروا ہوگی اسمیں تھا یہ مال ‌‌ ‌‌ جو لیا ہم نے محرّم یا حلال

۵۲ پرورش پائی ہو جسکے گوشت نے ‌‌ ‌‌ مال ناقص یا محرّم مال سے

ہاں نہ ہوگا جنتی وہ بدنصیب ‌‌ ‌‌ نارِ دوزخ اسکے بس ہوگی قریب

مومنوں کو چاہئے اسکا خیال ‌‌ ‌‌ ۵۳ قوت وہ حاصل کریں اکلِ حلال

۵۴ کسبِ جائز ہاتھ سے اپنے کریں ‌‌ ‌‌ سب سے بہتر ہے حصولِ مال میں

۵۵ بعد اسکے پھر تجارت خوب ہے ‌‌ ‌‌ پھر زراعت شرع میں محبوب ہیں

---

۵۱ فرماتے ہیں - الخ - عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ أمن الحلال أم من الحرام - یعنی روایت ہے ابوہریرہ سے یہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آوے گا ایک زمانہ ایسا کہ نہیں پروا کریگا آدمی اس مال کی کہ حاصل کریگا کہ آیا حلال ہے یا حرام - ۱۲ - منہ ۵۲ پرورش پائی الخ - یعنی جس کا گوشت حرام مال سے بڑھا ہے وہ جنت میں نہ جائے گا اور جہنم کی آگ اس سے قریب ہوگی - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولیٰ بہ - ترجمہ - یعنی فرمایا رسول خدا نے نہیں داخل ہوگا بہشت میں وہ گوشت کہ اُگا ہے حرام کھانے سے اور جو گوشت کہ حرام کے کھانے سے پیدا ہوا ہے قریب ہوگی آگ دوزخ کی اس کے ۱۲ منہ ۵۳ قوت الخ - یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قوت اکل حلال حاصل کریں کیونکہ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ - ۱۲ - منہ ۵۴ حدیث میں آیا ہے قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور - ترجمہ حدیث - یعنی صحابہ نے پوچھا کہ یا حضرت کون کسب سب سے زیادہ پاکیزہ ہے فرمایا ہاتھ کا عمل اور بیع بے خلل کہ مناہی شرعیہ سے پاک ہو - ۱۲ منہ ۵۵ بعد اس نے پھر تجارت خوب ہے - الخ یعنی ہاتھ کے کسب کے بعد تجارت خوب چیز ہے کہ اس کا نفع سب حلال میں داخل ہے بشرطیکہ تجارت مبرور ہو جیسا کہ اوپر حدیث میں وارد ہے اور تجارت مبرورہ یہ ہے کہ اس میں امانت داری اور دیانت داری پوری ہو اور دغابازی کسی قسم کی نہ ہو اور خرید و فروخت اس کی موافق شریعت کے ہو جیسا کہ تجارت کے باب میں آگے چل کر بیان ہوگا - پس ایسے تاجر کے واسطے حدیث میں آیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء (ت) یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوداگر سچا قول و فعل میں اور امانتدار لینے اور دینے میں قیامت کے دن نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا - سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے تاجر صادق و امین کا اور فی زماننا ایسے سوداگر نایاب ہیں اور تجارت کے بعد زراعت کا درجہ ہے کہ اس سے بھی رزق حلال حاصل ہوتا ہے اور اگر زراعت اپنے ہاتھ سے کی جائے تو میرے نزدیک وہ بھی کسب دستی میں داخل ہے ۱۲ - منہ -

۵۱ بعد اس کے اور پیشے ہیں۔ الخ۔ یعنی تجارت و زراعت کے بعد پھر اور پیشے مثل ملازمت و ٹھیکہ و کرایہ وغیرہ کے ہیں لیکن کوئی بھی پیشہ کیوں نہ ہو اوّل نیت آدمی کی اُس میں بخیر ہونا چاہیے کہ انما الاعمال بالنیات اُس کے بعد ادائے فرض منصبی میں امانت اور دیانت ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے یہ نہ ہو کہ کسی کو دھوکا یا فریب دیکر کچھ نفع حاصل کیا جائے اگر ایسا ہوگا تو پھر وہ کسب خراب اور ناجائز ہو جاوے گا جیسا کہ حکام و وکیل اور اکثر ملازمت پیشہ کرتے ہیں اور بندگان خدا کو دھوکا اور فریب دیکر رشوت لیتے ہیں چونکہ وہ لوگ کار منصبی میں دخل کرتے ہیں الا ما شاء اللہ اور مشاہرہ کہ جو اُن کو اُن کی خدمت مفوضہ کے معاوضہ میں اُن کے آقا سے ملتا ہے وہ بھی اُن پر حرام ہو جاتا ہے کذا قال استادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ منہ

بعد اُسکے اور پیشے ہیں تمام	چاہیے نیّت بخیر ان میں مدام
دھوکا دینا یا خیانت یا دغا	یہ طریقہ ہی نہیں اسلام کا
جو دکھا کر خشک گیلا ناج دے	ایسا خائن دین کو تاراج دے
بیع کی تفصیل سُن اجمال سے	وہ بدلنا مال کا ہے مال سے
بیع جائز سود ہے بالکل حرام	بیع فاسد بھی ہے سود ای نیکنام
ہے محرم سود کا سب کاروبار	دشمنِ دینِ خدا ہے سود خوار
لعن کرتے ہیں رسول اللہ اُسے	سود کو جو شخص لے یا اسکو دے
لینے والا دینے والا سود کا	اور تمسک لکھنے والا سود کا
شاہد و دلّال و میانی لوگ سب	جرم و لعنت میں برابر ہیں وہ اب
ان سبھوں پر لعن کی ہے آپنے	یہ بھی فرمایا ہے اُس کے واسطے
ایک درم دانستہ کھانا سود کا	ہے زنا چھتیس دفعہ سے سوا

۵۲ دھوکا دینا۔ الخ۔ یعنی یہ باتیں قول نمبر ۱ ایسی طریقہ اسلام کے خلاف ہیں مگر تجارت و ملازمت میں بہت زیادہ معیوب اور بدتر ہیں کہ جن سے ان کا کسب حلال فوت ہو جاتا ہے منہ

۵۳ خشک۔ الخ۔ یعنی جو چیز کہ خشک بیچنے کی ہو (جیسے کسی قسم کا غلہ وغیرہ) اُس کا نمونہ خشک دکھلا کر باقی چیز نم دار بیچے گا تو وہ خائنوں میں شمار ہوگا اور اپنی دیانت برباد کریگا بہ سبب فریب اور دغابازی کے۔ حضرت نے فرمایا ہے من غشنا فلیس منا ترجمہ۔ یعنی جو کوئی فریب دے وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے ۱۲ منہ

۵۴ بیع کی۔ الخ۔ یعنی کسب میں فریب و دغا کا حال تو معلوم ہو گیا اب بیع کی حقیقت معلوم کرو کہ وہ کیا چیز ہے۔ بیع ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے کو کہتے ہیں ۱۲ منہ

۵۵ بیع جائز۔ الخ۔ یعنی بیع جس کی حقیقت معلوم ہو گئی وہ جائز ہے لیکن سود اور بیاج اُس میں قطعی حرام ہے اور جو بیع کہ فاسد ہو وہ بھی سود کا حکم رکھتی ہے ۱۲ منہ

۵۶ ہے محرم۔ الخ۔ یعنی سود کا بیوپار بالکل حرام ہے اور سود خوار خدا اور رسول کا دشمن ہے کہ اس کے نہ چھوڑنے پر قرآن عظیم میں فرمایا۔ فأذنوا بحرب من اللہ و رسولہ ترجمہ۔ اگر وہ سود لینا نہ چھوڑیں تو جان لو کہ تم اللہ جل جلالہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہو۔ العیاذ باللہ اور بھی اس کے بارہ میں نہایت سخت سخت وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ نیچے کے اشعار میں اسکا بیان موجود ہے ۱۲ منہ

له پس مسلمانوں پر-الخ- یعنی جبکہ سود لینے دینے کا اس قدر جرم ہے تو ہر مسلمان مرد و عورت پر یہ بات فرض ہے کہ سود کے معنی سمجھے کہ سود کس کو کہتے ہیں اور بیع جو کہ جائز ہے اور سود جو ناجائز ہے ان میں تمیز کرے کہ دونوں میں کیا فرق ہے ۱۲ منہ له بیچنا اک جنس کا ہمجنس سے -الخ اب یہ بیان سود کا شروع ہوا کہ سود اس کو کہتے ہیں کہ ایک چیز کو اس کی ہمجنس سے بیچنا کمی زیادتی پر سود کا اصل ہے لیکن اتحاد جنس کے ساتھ اتحاد قدر یعنی اتحاد ناپ یا تول بھی پایا جائے واضح ہو کہ علت ربوا دو چیزیں ہیں کہ جن میں سود جاری ہوتا ہے ایک تو جنس یعنی شے کی ذات جیسے روپیہ اور چاندی کہ دونوں ایک ذات ہیں اگرچہ ایک مسکوک ہے اور ... غیر مسکوک دوسرے قدر یعنی تول یا ناپ جیسے چاول یا چاندی کہ تول کر بکتے ہیں یا گیہوں اور جو کہ عرب میں ناپ کر پیمانہ سے بیچے جاتے ہیں۔ پس جنس سے تو کوئی شے خالی نہیں ہو سکتی کہ جو چیز بیچی جائے گی آخر کچھ نہ کچھ جنس و حقیقت رکھتی ہوگی۔ اور ناپ یا تول ہر شے میں ہونا ضرور نہیں بکثرت ایسی چیزیں ہیں کہ نہ ناپ سے نہ تول سے بیچی جاتی ہیں بلکہ گنتی سے بکتی ہیں یا بے اندازہ۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ شرع مطہر نے یہ دو چیزیں وزنی مقرر فرمادی ہیں۔ یعنی سونا اور چاندی عام ازینکہ مہر ہو یا سکہ یا برتن ہو یا گہنا اور یہ چار چیزیں کیلی مقرر فرمائی ہیں یعنی ناپ کے پیمانہ سے بکنے کی۔ گیہوں اور جو۔ چھوارے اور نمک۔ پس ان چھیوں چیزوں کی قدر تو ہمیشہ یہی رہے گی اگرچہ عرف و رواج بدل جائے جیسے روپیہ کہ اب کہیں تول کر نہیں لیا دیا جاتا ہمارے ملک میں ... کا کچھ اعتبار نہیں کہ گیہوں و جو وغیرہ بھی کیلی چیزیں وزن سے بکتی ہیں مگر ان چھیوں چیزوں میں عرف کا لحاظ بالکل نہ ہوگا البتہ ان کے سوا باقی چیزیں یا وزن سے بکتی یعنی ان کے سوا جو چیز کہ جہاں کہیں تول کر بکتی ہے وہ وزنی ہوگی اور جو ناپ کر بکتی ہوگی وہ کیلی رہے گی اور جس میں یہ دونوں بات نہ ہوں وہ قدر سے خالی سمجھی جائے گی۔ اس کے بعد سمجھنا چاہیے کہ جو مال دوسرے مال سے بدلا جائے گا وہ چار حال سے خالی نہ ہوگا یا تو ان میں قدر و جنس دونوں متحد ہوں گی جیسے روپیہ سے چاندی لینا کہ دونوں ایک ہی جنس سے ہیں اور وہ دونوں وزنی بھی ہیں یا یہ کہ ان میں قدر متحد ہوگی اور جنس مختلف ہوگی جس طرح پیسوں کے بدلے جو لینا یا یہ کہ ان میں جنس متحد ہوگی اور قدر مختلف جیسے پیسوں کے بدلے تانبے کی ڈبیا خریدنا یا وہ چیزیں خریدنا کہ جو گنتی سے بیچی جاتی ہوں نہ تول نہ ناپ سے تو یہاں جنس ایک ہی ہوئی اور قدر یعنی تول ناپ ایک نہیں ہے اس لئے کہ جانب دوسرے سے قدر ہی نہیں- قدر متحد نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان میں ایک یا دونوں قدر سے بالکل خالی ہوں جیسے کہ کپڑے کے عوض میں گھوڑا لینا- دوم یہ کہ ایک چیز کیلی اور دوسری وزنی ہو جیسے روپے کے بدلے گیہوں یا جو کہ ان میں قدر شرعی متحد نہیں- چوتھی صورت یہ ہے کہ قدر و جنس دونوں مختلف ہوں جیسے روپیہ اور نوٹ یا اشرفی اور گھوڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان میں جنس متحد ہے نہ قدر (بقیہ نوٹ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

پس مسلمانوں پہ ہے فرض اے عزیز — بیچ میں اور سود میں کرنا تمیز
بیچنا اک جنس کا ہمجنس سے — کم زیادہ پر سمجھنا سود ہے
متحد جب ہوں وہ قدر و جنس میں — سود ہے گر ان کو کم یا بیش دیں
خواہ بیچیں نقد یا وہ دیں ادھار — دونوں صورت میں ہے سود اے ہوشیار
جنس ہو گر مختلف اور قدر ایک — قرض میں تو سود ہے اور نقد نیک
جنس ہو یا ایک اور ہوں قدر دو — یہ بھی صورت قرض میں ممنوع ہو
جنس کی ہمجنس پر دینا ادھار — ہے برابر بھی حرام اے دیں شعار
مختلف ہو جنس گر اور قدر بھی — بیچ یہ دونوں طرح جائز ہوئی
پھر ہے صحت بیچ کی لازم ضرور — فاسد و باطل سے بچ اے ذی شعور
یاد رکھنا بیچ کی قسمیں ہیں تین — جائز و موقوف و فاسد بالیقین
ہیں شرائط اس میں کچھ اور رکن بھی — غور کر ان سب پہ خوب اے متقی

ہے مقدم شرط صحت بیع کی
شرط دیگر مال قیمت دار ہو
رکن ہیں پھر اسکے ایجاب قبول
شرط فاسد کرے فاسد عقد کو
ہو کسی عاقد کو اسمیں منفعت
جیسے بیچے بائع کوئی آم کا
اور کرے شرط اسمیں فاسد اختیار
بیع پس فاسد ہوئی یہ سود ہے
ہاں اگر کچھ پیڑ استثنا کئے
اور جو کوئی شرط لغو اسمیں کرے
بیچتا تو ہوں میں یہ گھوڑا تجھے

عاقل و بالغ ہوں بائع مشتری
قابل تسلیم اسے دیندار ہو
ایک مجلس میں ہوں جب دونوں معقول
جو خلاف مقتضائے عقد ہو
یا مبیع مستحق کی مصلحت
سو روپے کے بالعوض اک یا صنا
آم بھی دینا مجھے تو دو ہزار
نفع بائع کے سبب مردود ہے
تو روا ہے اتنے مستثنے رہے
منفعت جسمیں نہو جیسے کہے
پر بشرطیکہ نہ بیچے تو اسے

۵۱ ہے مقدم شرط الخ۔ یعنی بیع کے صحیح منعقد ہونے کے واسطے یہی شرط ہے کہ خریدار و فروشندہ دونوں ذی عقل ہوں مجنوں نہ ہوں اور بالغ ہوں نابالغ نہ ہوں اگر کوئی نابالغ لڑکا معاملات میں خوب ماہر و ہوشیار ہو اور نفع ضرر کو خوب ہی سمجھتا ہو تو اس کی بیع بشرط ماذون ہونے کے صحیح سمجھی جائے گی اور اگر وہ ایسا نہ ہوگا تو اس کی بیع باطل ہو جائے گی کیا معنی کہ بیع منعقد ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ عاقدین ذی عقل ہوں اور بالغ ہوں اگر مجنون یا ناسمجھ بچے نے کوئی چیز بیچی یا خریدی تو بیع باطل ہے دوسرے سے منعقد ہی نہ ہوگی عاقدین کا ذی عقل و بالغ ہونا یا ان کے ولی کا نابالغ سمجھدار کو ماذون کر دینا عموماً خواہ کسی خاص چیز میں یہ شرط نفاذ عقد ہے یعنی عاقدین میں اگر کوئی عاقل نابالغ غیر ماذون ہے تو بیع منعقد و صحیح تو ضرور ہو جائے گی مگر نافذ نہ ہوگی بلکہ اجازت ولی پر موقوف رہیگی جیسا اوپر کے حاشیہ پر بیان ہوا ۱۲ منہ ۵۲ شرط دیگر الخ۔ یعنی بیع کے صحیح ہونے کی دوسری شرط یہ بھی ہے کہ مال متقوم یعنی قیمت دار دیا ہو پس صحت بیع کے واسطے مال کا ہونا بھی شرط ہے اور اس مال کا قیمت دار ہی ہونا شرط ہے اگر کوئی چیز ایسی ہوگی کہ وہ مال ہی نہ ہو۔ مثلاً خون جاری یا مردار یا آزاد آدمی پس بیع اس کی باطل ہوگی کیونکہ جب مبیع مال ہی نہیں ہے تو قیمت کس چیز کی دیجائے گی اور یہ چیزیں شریعت میں مال ہی نہیں کہی گئی ہیں اور اسی طرح جو چیز کہ مال تو ہو مگر قیمت دار نہ ہو جیسے مسلمانوں کے لئے شراب یا سور پس بیع اس کی بھی باطل ہے غرضکہ صحت بیع کے واسطے مال کا ہونا اور اس کا قیمت دار ہونا شرط ہے اور نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ مال متقوم قابل تفویض ہو کیا معنی کہ جس کو بائع مشتری کے قبضہ میں سپرد کر سکے۔ منہ ۵۳ رکن ہیں الخ۔ یعنی بعد متحقق ہونے شرائط صحت بیع کے جانبین میں ایجاب و قبول کا ہونا اسکے ارکان میں داخل ہے کیا معنی کہ بعد طے ہو جانے قیمت مال کے بائع کہے کہ میں نے اتنے میں اس کو بیچا اور مشتری کہے کہ میں نے خرید لیا یا قبول کیا اس کا نام ایجاب قبول ہے اور یہ بیع میں رکن ہے جس طرح کہ نکاح بالوکالت و بالولایت ہوتا ہے اسی طرح بیع بھی بالوکالت و بالولایت ہو سکتی ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ ایجاب و قبول دونوں ایک جلسہ میں ہوں۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز اتنے میں بیع کی اور عمرو نے اس وقت قبول نہ کیا بلکہ دوسرے جلسہ میں کہا کہ میں نے قبول کیا تو اب وہ چیز زید کی اجازت ثانی پر نفاذ پذیر ہوگی ورنہ وہ منعقد نہ ہوگی کہ جلسہ بدل گیا وقس علی ہذا ۱۲ منہ ۵۴ شرط فاسد الخ۔ بیع صحیح کے بتا دینے کے بعد اب بیع فاسد کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ یعنی بیع فاسد کی یک صورت یہ ہے کہ جس میں کوئی شرط فاسد لگی ہو اور شرط فاسد عام ہے کہ جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور بائع یا مشتری کو نفع ہو یا مبیع کو کہ مستحق نفع ہو اور مثال اس کی ایک تو آگے اشعار میں موجود ہے اسکے علاوہ دوسری یہ کہ کوئی مکان بیچے اور اس میں یہ شرط کرے کہ بیچنے کے بعد (بقیہ نوٹ نمبر ۴ و نمبر ۵ ۵۵ و ۵۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

مقتضائے عقد کو کہنا نہیں — نفع بھی پر اسمیں دونوں کا نہیں

اور نہ گھوڑا اہلِ استحقاق ہے — نفع اُسکو بھی نہیں ای نیک پے

پس صحیح یہ بیع ہوگی ہر کہیں — لغو ہے یہ شرط پر فاسد نہیں

مول[٥] لینا بیچنا۔ مُردار کا — یا سوٗر کا یا سگِ بازار کا

خون جاری حُرِّ آزاد و تراب — اور ہر بہتی ہوئی مسکر۔ شراب

مچھلیاں ہوں تال کے اندر اگر — یا کہ اُڑتے ہوں ہوا میں جانور

یا شکاری نیچے جنگل کا شکار — جو نہ ہو قبضہ میں اُسکے زینہار

ہیں یہ سب باطل ہو بیع ایدل دیں — یہ سرے سے منعقد ہوتی نہیں

پاس[٤] بائع کے نہ ہو جو ایک شے — بیچنا اس شے کا بھی ممنوع ہے

بیع[٣] ہو جو نقد اور۔ اور قرض اور — وہ بھی ہے مکروہ رکھنا اسپہ غور

بعد اذانِ جمعہ کے جو بیع ہو — وہ بھی ہے مکروہ تحریمی۔ سُنو

ف٥ مول لینا۔ الخ۔ یعنی بیع فاسد کا بیان ہو چکا اب بیع باطل کا شروع ہوا۔ یعنی مردار چیز جو ذبح نہ کی گئی ہو مری ہوئی ہو یا سوٗر جس کو خنزیر کہتے ہیں یا مانداری کتا یعنی کہ وہ کتا جو کہ شکاری نہ ہو یا خون جاری یا شراب انگوری یا کوئی نشہ لانے والی بہتی ہوئی چیز یا دیگر نشئی چیزوں یا آزاد آدمی جو بردہ شرعی نہ ہو یا پیٹ کے اندر بچہ جنیں خریدنا یا بیچنا یا تالاب نے اندر مچھلیاں یا اڑتے ہوئے جانور یا جنگل کا شکار جس کو کہ مار کر ہنوز اپنے قبضہ میں نہ کیا ہو یہ سب تمام و کمال بیع باطل ہیں اور حرام ہیں کیونکہ اس میں سے کوئی چیز یا تو مال ہی نہیں یا بیچنے والے کی ملک نہیں جو انعقاد بیع کے واسطے لازمی ہے ۱۲ منہ ف٤ پاس بائع کے۔ الخ۔ یعنی جو چیز کہ بائع کی ملک قبضہ میں نہ ہو اس کا بھی بیچنا ناجائز ہے۔ جس طرح پالا ہوا کبوتر کہ اڑ گیا اور پھر واپس نہیں آیا اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے مگر اس شخص کے ہاتھ جائز ہے کہ جو اقرار کرتا ہو کہ وہ میرے پاس موجود ہے یا یہ کہ جیسا شہر و قصبہ کے بقال اکثر کرتے ہیں کہ نہ دام دیتے ہیں نہ مال لیتے ہیں مال والے سے نرخ وغیرہ طے کر کے دوسرے وقت یا دس بیس دن کے بعد اس روز کے نرخ کے حساب سے نفع و نقصان سمجھ لیتے ہیں یہ بیع باطل اور حرام ہے اور وہ لفظ سود میں داخل ہے اور یہ صورت جو آجکل واقع ہو رہی ہے کہ بعض سوداگر یا عطائی لوگ اپنی طلب منفعت کے لئے خواہ مخواہ غلط اشتہار دیدیتے ہیں کہ ہماری دکان پر فلاں فلاں چیز موجود ہے جو صاحب ہم سے منگوائیں گے تو ہم ان کو کفایت کے ساتھ دیں گے اور حالانکہ وہ چیز ان کے پاس نہیں ہوتی جب کوئی مشتری روپیہ بھیجکر اس چیز کو منگواتا ہے تو وہ مشتہر صاحب دوسری جگہ سے لیکر بھیجدیتے ہیں تو یہ صورت اگرچہ دکانًا جائز ہو سکتی ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں اور وہ اس غلط اشتہار دینے اور فریب کرنے سے آپ ہی گنہگار ہوگا۔ مشتری طلب کنندہ کے ذمہ کچھ الزام نہیں ہے۔ ۱۲ منہ ف٣ بیع ہو جو نقد اور۔ الخ۔ یعنی جس چیز کی قیمت کہ نقد اور دست بدست بیچنے میں تو کم ہو اور قرض میں زائد قیمت پڑے اور یہ سبب قرض دینے کے یہ مزید نفع اور حاصل کرے تو یہ اگرچہ بکراہت جائز ہے مگر کسی طرح مناسب نہیں کہ ادھار دینے کے سبب سے قیمت بڑھا دے ۱۲ منہ

نرگو مادہ پرکودانا[1] بالعوض	یہ بھی ہے مکروہ تحریمی غرض
لید[2] گوبر مینگنی کا بیچنا	جائز ۔ اور پاخانے کا باطل ہوا
ہاں اگر[3] مٹی سے وہ مخلوط ہو	بیع اسکی یوں نہ کچھ مخبوط ہو
کھاد[4] کی جائز ہے پس بیع وشرا	ہے ضرورت مقتضی اسکی سدا
گھاس[5] ہو ور بن کی لکڑی حق عام	کاٹ کر بیچے روا ورنہ حرام
بالیں[6] اور پھل جب نہ قابل انتفاع	ہی بشرط دفع ۔ جائز ابتیاع
اور[7] چکوتہ اس کا غلہ کے عوض	یہ کبھی جائز نہیں ہے " غرض
بیع[8] جو مجہول ہو ممنوع سب	بیع جو معروف ہو مشروع ہے
بالیقین[9] جائز ہے بیع من یزید	ہے وہ نیلام ایک شی کا اے حمید
کٹنی[10] جائز ہے مگر اس شرط سے	جنس وہ بازار میں دائم بکے
یعنی[11] وقت عقد سے وعدہ جو	تا بہ وعدہ منقطع ہوتی نہ ہو

۱ نرگو مادہ پر کودانا الخ ۔ یعنی کوئی شخص فس یا قیمت لیکر اپنے نرکو کسی مادہ پر چھوڑے خواہ گھوڑا ہو خواہ گدھا خواہ بیل وغیرہ کچھ ہو وہ معاوضہ جو اس کے عوض لیا جائے وہ مکروہ تحریمی ہے یعنی قریب ۔ حرام کے ہے ۱۲ منہ ۲ لید گوبر ۔ الخ ۔ یعنی لید گوبر مینگنی وغیرہ فضلۂ مویشی کا بیچنا تو جائز ہے اگرچہ وہ بھی کراہت تنزیہی سے خالی نہیں لیکن انسانی پاخانہ کی بیع محض باطل ہے ۱۲ منہ ۳ لید گو اگر مٹی سے ۔ الخ ۔ یعنی اگر پاخانے میں کچھ مٹی ملی ہو تو اس کی بیع بھی حرام نہ ہوگی کیا معنی کہ اس وقت جائز ہوجائے گی اور کراہت تنزیہی سے یہ بھی خالی نہیں ۔ پاخانہ سے مٹی ملی ہونے میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ مٹی غالب ہو اور پاخانہ مغلوب ہو تو بیع جائز ہوگی اور یہی ہے ظاہر الروایۃ لیکن بحر الرائق میں ہے کہ پاخانے کے ساتھ مٹی کا ملا ہوا ہونا کافی ہے خواہ غالب ہو خواہ مغلوب ہو ہر طرح جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے بسبب ضرورت کے کیونکہ اس بات کا اندازہ کوئی نہیں کرتا کہ اس میں پاخانہ غالب ہے یا مٹی ۔ مخبوط بمعنی معدوم وضائع ہونے کے ہے کیا معنی کہ پاخانہ کے ساتھ مٹی مخلوط ہونے کی صورت میں بیع ناجائز ہوکر معدوم وضائع نہ ہوگی بلکہ اس صورت میں بیع جائز وقائم رہیگی ۔ ۱۲ منہ ۴ کھاد کی جائز ہے ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ پاخانہ کے ساتھ مٹی مخلوط ہونے کی صورت میں بیع جائز ہوئی تو کھاد کی بیع بھی جائز ہے کہ اس میں بھی انسانی وحیوانی فضلات کے ساتھ مٹی وغیرہ مخلوط ہوتی ہے اور اس کی ضرورت کثرت سے ہوتی ہے ۱۲ منہ ۵ گھاس ہو الخ ۔ یعنی گھاس اگرچہ اپنی زمین میں ہو اور بن کی لکڑی اسی طرح نہر یا تالاب یا اپنے مملوک کوئیں کا پانی ان کی بیع ناجائز ہے کہ یہ چیزیں کسی کی ملک نہیں ہوتیں ان میں عام آدمیوں کا حق ہے کہ لیں اور اپنے کام میں لائیں جو بھی کوئی گھاس کو چھیل لیگا یا لکڑی کو بن سے کاٹ لائیگا یا اس پانی کو بھر لائیگا وہی اس کا مالک ہوجائیگا اس کے بعد اس کی بیع جائز ہوجائے گی ورنہ باطل وحرام ہوگی ۔ منہ ۔ ۶ بالیں اور پھل ۔ الخ ۔ یعنی کھیت کی بالیں خواہ ان میں دانہ پڑا ہو یا نہ پڑا ہو اور اسیطرح درختوں کے پھل خواہ کھانے کے قابل ہوئے ہوں یا نہوں جبکہ وہ کسی طرح کام میں آسکیں اگرچہ وہ مویشی کے چارہ میں ہی کام آئیں تو کاٹ لینے کی شرط پر ان کا ابتیاع یعنی خرید و فروخت جائز ہے اور اگر اس شرط پر بیچیں کہ جب یہ پھل پک جائیں اور کھانے کے قابل ہوجائیں تب کاٹیں تو یہ بھی ناجائز ہے کہ اس میں مشتری کا نفع ہے ہاں اگر بائع اس نفع کو مشتری کے حق میں ہبہ کردے تو اب وہ بھی امام محمدؒ کے قول کے مطابق جائز ہوجائیگا وعلیہ عمل الناس ۱۲

۷ اور چکوتہ الخ ۔ یعنی کھڑے کھیت کے غلہ کا تخمینہ کرکے غلہ کے عوض میں اس کو بیچ دینا جس کو یہاں چکوتہ کہتے ہیں وہ کبھی درست نہیں ہے کیونکہ یہ بیع مجہول ہے اور مد کی بیع غلہ کے عوض ہے جس میں کمی وبیشی قطعی ویقینی ہے اور جو ظلم کھلا سود کا ہے ظاہر ہے ۱۲ منہ

۸ بیع جو مجہول ۔ الخ ۔ بیع فاسد و باطل ومشروع کے بیان کے بعد اب ایک کلیہ بیع جائز وناجائز کا بتایا گیا ہے کہ جو بیع مجہول ہو کیا معنی کہ جس کی کیفیت اور کمیت نہ معلوم ہو یا جو بیع الخ میں (بقیہ نوٹ نمبر ۸ کا اور ۹ و ۱۰ و ۱۱ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

جنس[۵۱] و نوع شے کا ہوجائے قرار	ناپ۔ تول و نرخ کردیں آشکار
ہو صفت[۵۲] بھی شے کی سب یکسر بیاں	یعنی جید یا ردی یا درمیاں
فرق[۵۳] بارانی و چاہی بول دیں	الغرض تعیین کما ہی کھول دیں
پھر تقرر[۵۴] جائے کا بھی شرط ہے	کس جگہ پر کون لائے گا وہ شے
بار برداری کی بھی جو چیز ہو	اسکو بھی ظاہر کریں پہنچائے جو
پھر شرط[۵۵] ہے مدت کا بھی طے ہونا ضرور	تاکہ آخر میں نہ واقع ہو فتور
یاد رکھ یہ بات بھی اے خیر خواہ	کم سے کم مدت ہے اسکی ایک ماہ[۵۶]
پھر[۵۷] تعیین ثمن ظاہر کرے	اور اسی جلسہ میں سب گن دے اسے
شرط ہو کوئی اگر اس کے خلاف	بیع ہوجائیگی فاسد پھر تو صاف
جالب[۵۸] ہے محمود۔ ممنوع احتکار	محتکر ملعون ہے۔ جالب مرزوق دار
رہن کا رکھنا بھی جائز ہو وسلے	جبکہ وہ کچھ نفع اس شے سے نہ لے

۵۱ جنس و نوع ستے۔ الخ۔ یعنی جس چیز کی کٹنی کرے اس کی جنس اور اس کا نام مقرر ہونا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ گیہوں دیئے جائیں گے یا جو چنے وغیرہ یہ نہیں کہ بغیر نام مقرر کئے جنس کے مطلق غلہ کی بدنی کرلی جائے سو بالآخر نزاع کی باعث ہو اگر جنس کا نام نہ آیا جائیگا تو بدنی یا کٹنی درست نہ رہے گی اور اگر وہ جنس کئی قسم کی ہوتی ہو جیسے چاول جیسے باسمتی اور بنسہ اور زیرہ وغیرہ تو نوع کی تعیین بھی ضرور ہے اسی طرح جس چیز کی کٹنی کی جائے اس کا نرخ اور ناپ یا تول بھی اسی وقت ظاہر کردیا جائے۔ مثلاً روپیہ یا فی اشرفی کتنے پیمانے گیہوں یا جو وغیرہ کے دیئے جائیں گے۔ اور اگر تول سے ٹھہرتا ہے تو یہ کہ کس قدر سیر یا من وہ ملنا چاہئیگا۔ اور نیز سیر اور من کی بھی تشریح کہ انگریزی تول سے یا فرخ آبادی تول سے یا بدایوں و بریلی کی تول سے لیا جائے گا غرضکہ ان سب باتوں کی پوری پوری تشریح کردینا شرط ہے تاکہ آخر میں نزاع باقی نہ رہے۔ منہ

۵۲ ہو صفت بھی الخ یعنی کٹنی کی چیز کی صفت بھی سب بیان کردی جائے کہ کیسی چیز لی جائے گی آیا بہت عمدہ اول و اعلیٰ قسم کی یا اوسط درجہ کی یا ادنیٰ درجہ کی چیز لی جائے گی ان صفات کا بیان کردینا بھی کٹنی کے واسطے شرط ہے۔ منہ

۵۳ فرق۔ الخ۔ یعنی سلم اگر ایسی چیز میں ہے کہ جس کا تعلق پیداوار آراضی سے ہو مثل غلہ و غالنہ وغیرہ کے تو اس میں اس بات کا قرارداد ہوجانا بھی ضرور ہے کہ آیا وہ جنس مزروعہ چاہی ہوگی یا بارانی اور بارانی سے مراد وہ کی ہے کیونکہ بارش کے اوپر اسی چیز کا دارومدار ہوتا ہے کہ جس کے لئے کوئی اور سلسلہ آبپاشی کا نہ ہو اگرچہ خاکی کا لفظ بھی یہاں آ سکتا تھا۔ مگر چونکہ پیداوار کے واسطے بارانی ہونا زیادہ تر موزوں و مناسب ہے اور اس میں لطف شعر زیادہ ہے لہٰذا بارانی لکھا گیا اور چاہی و خاکی کی قرارداد اس لئے ضروری ہے کہ چاہی چیز عمدہ و بہتر ہوتی ہے خاکی سے بدیں وجہ یہ بھی شرط ہے۔ منہ

۵۴ پھر تقرر جائے۔ الخ۔ یعنی بدنی میں جگہ مخصوص کا مقرر کرنا بھی ضروری ہے کہ کٹنی کی چیز کہاں پر لیجائے گی کھیت میں لیجائے گی یا مکان پر پہنچائے گی اور بار برداری کس کی ہوگی مشتری کی ہوگی یا بائع کی ہوگی جبکہ وہ چیز بار برداری کی ہو جس کے پہنچانے میں مصارف پڑتے ہوں کیونکہ جگہ کے قرب و بعد سے مصارف مختلف ہوتے ہیں تو بدنی میں ان سب باتوں کا طے ہونا لازمی ہے۔ منہ

۵۵ پھر ہے مدت کا الخ۔ یعنی ایک شرط بیع سلم یعنی کٹنی کی اجل معلوم کا طے ہونا ہے کہ کتنے دنوں میں سلم فیہ مشتری کو بائع دیگا کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلف فی شیٔ فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم۔ ترجمہ یعنی فرمایا حضرت نے جو شخص کہ بدنی کرے کسی چیز میں پس چاہئے کہ بدنی کرے ناپ اور پیمانہ معلوم میں اور وزن اور تول معلوم میں مدت معلوم تک کیا معنی کہ بدنی میں پیمانہ شے اور وزن شے اور مدت ادائے شے ان سب باتوں کا معلوم ہونا لازمی اور واجبی ہے اور مجہول ہونا کافی نہیں ہے اور وہ بیع کو ناجائز کرتا ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۶، ۵۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

اور جو ہر ہونہ سے حاصل ہو مفاد — پس وہی ہے سود رکھنا اسکو یاد

[۵] بیع شرطیہ جو ہے بیع الوفا — بعض اس کی بیع کہتے ہیں سوا

یعنی جب قیمت کو بائع پھیر دے — مشتری اس چیز کو واپس کرے

بیع کی صورت میں جائز نفع ہی — خاصکر جب غیر منقولہ ہو شے

اس پہ فتوے ہی نہایہ نے دیا — شرح مجمع نے پسند اسکو کیا

ہے دُرر میں بھی یہی بیع صحیح — اور بزازیہ میں بھی اے فصیح

ہیں اسی پر صاحبِ اشباہ بھی — اور علاء الدین امام حصکفی

[۶] بعض کہتے ہیں کہ یہ بیع الوفا — درحقیقت رہن ہی ہی اے فتا

نفع اس صورت میں پس جائز نہیں — کیونکہ وہ شی ملک میں فائز نہیں

ملک اگر ہوتی تو ہوتا جبر کیوں — بیع کب ہوتی ہی پہلو دار یوں

بس وثوقِ زر یہاں مقصود ہی — رہن ہے تو نفع لینا سود ہی

۵ بیع شرطیہ الخ۔ یعنی بیع شرطیہ جس کو کہ بیع الوفا کہتے ہیں اور بعض جگہ بیع الامانت بھی بولتے ہیں وہ اکثر فقہا کے نزدیک جائز ہے اور اس سے فائدہ اٹھانا درست ہے بہ سبب ضرورت و حاجت لوگوں کے سود سے بچنے کے واسطے۔ اور اس بیع کی صورت یہ ہے کہ بائع کوئی چیز مثلاً زر روپیہ میں اس شرط پر بیچے کہ جب بائع مشتری کو قیمت پھیر دے تو وہ مشتری بالوفا وہ مبیع پھیر دے اور اسی کا نام وفاداری اور امانت ہے کہ جس سے ایفاء وعدہ لازمی ہے۔ حتی کہ بیع الوفا کے بائع نے پھر اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ بطور بیع لازم بیچا تو وہ بیع بغیر اجازت مشتری اول کو صحیح نہ ہوگی اور اسی طرح اگر مشتری بالوفا نے اس کو فروخت کیا تو وہ بھی صحیح نہ ہوگی اور بائع وفا کو اور اس کے وارثوں کو حق استرداد ثابت ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ قیل بیع یفید الانتفاع بہ وفی اقالۃ شرح المجمع عن النہایۃ وعلیہ الفتوے یعنی بعض فقیہوں نے کہا کہ بیع الوفا درحقیقت بیع ہے کہ شی مبیع سے فائدہ لینے کی مفید ہے اور شرح مجمع کے باب الاقالہ میں نہایہ سے منقول ہے کہ اسی پر فتوی ہے وقیل ان بلفظ البیع لم یکن رہنا اسی در مختار میں ہے کہ بعض فقیہوں نے کہا کہ جب بیع الوفا۔ بیع کے نام سے موسوم ہے تو پھر وہ رہن کیونکر ہو سکتی ہے وفیہ وفی الدرر صح بیع الوفاء فی العقار استحسانا واختلف فی المنقول ہے اور اسی در مختار میں ہے کہ درر میں کہا کہ بیع الوفا غیر منقولہ چیزوں میں بیشک صحیح ہے استحسان کی رو سے اور منقول میں اختلاف ہے کیا معنی کہ زمین میں تو اس کا جائز و صحیح ہونا بالاتفاق ہے لیکن منقولہ چیزوں میں اختلاف فقہا ضرور ہے کہ بعض کے نزدیک ان میں بھی جائز ہے اور بعض کے نزدیک ان میں جائز نہیں وفیہ من الاشباہ والبزازیۃ انہ صحیح لحاجۃ الناس فراراً من الربوا وقالوا ما ضاق علی الناس امر الا اتسع حکمہ اور اسی در مختار میں اشباہ اور بزازیہ کے حوالہ سے یہ بھی ہے کہ بیع الوفا صحیح ہے بہ سبب حاجت آدمیوں کے سود سے بچنے کے واسطے اور فقہا نے کہا ہے کہ کوئی امر لوگوں پر تنگ نہیں ہوا مگر یہ کہ اسکا حکم وسیع ہو جاتا ہے وفی فتوے ابن الحلبی ان صدرت الاجارۃ بعد قبض المشتری المبیع وفاء ولو الیہ وعدہ فہی صحیحۃ والاجرۃ لازمۃ للبائع اور اسی مختار میں ہے کہ میں کہتا ہوں یعنی امام علاء الدین حصکفی صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اور ابن حلبی کے فتاوے میں ہے کہ اگر اجارہ کیا بیع بالوفا کا مشتری بالوفا نے بعد قابض ہونے اس کے کے تو وہ اجارہ بھی صحیح ہے زر اجارہ اجیر کے ذمہ واجب الادا ہے اجارہ دینے والے کے واسطے انتہی۔ اسی طرح اس کی صحت میں اور اور اقوال بھی فقہا کے منقول ہیں اور بحر الرائق وغیرہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ ۱۲ منہ

۶ بعض کہتے ہیں۔ الخ۔ یعنی بعض فقہا کا قول یہ ہے۔ کہ بیع الوفا درحقیقت رہن ہے بیع نہیں ہے اس لئے کہ بیع میں مشتری بطور لزوم مبیع کا مالک ہو جاتا ہے اور بیع الوفا کی شی مبیع ملک میں کسی طرح فائز نہیں ہوتی تو پھر وہ بیع کیونکر قرار پا سکتی ہے بیع میں واپسی مبیع پر جبر کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے کہ جب بائع قیمت لائے تو مشتری اس کو واپس دے کہ شرع نے بیع میں ایسے دو پہلو کبھی روا نہیں رکھے۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۲ ضمیمہ میں دیکھیں)

آٹھ قول آئے ہیں اسمیں باسند   ان میں احوط ہے یہی اے معتمد

ٹھیکے کا دینا بھی جائز ہے مگر   شرط فاسد[51] ہو نہ اسمیں کچھ اگر

ہو[52] مکانوں کا سکونت کیلئے   یا دکانوں کا تجارت کے لئے

یا سواری کا سفر کے واسطے   جبکہ مدت اور کرایہ طے کرے

نوکر[53] اور مزدور کی سب نوکری   اجرت معلوم پر جائز ہوئی

ناچنے[54] گانے کی اجرت ہے حرام   اور دلالی و خرچی بھی تمام

اور[55] زمینوں کا زراعت کیلئے   نقد پر ٹھیکے کا دینا چاہیئے

شرح اجرت کھولدینا شرط ہے   ٹھیکہ کی مدت بھی سب جائے طے

ہر[56] زراعت کا بھی دیوے اختیار   یعنی جو چاہے سو بوئے کاشتکار

اور جو دے مخصوص شی کا اختیار   تو وہی شی ہوگی جائز بالقرار

ہو زمیں قابل زراعت کے بھی سب   ان شرائط پر ہے ٹھیکہ مستحب

---

[51] شرط فاسد۔ الخ۔ یعنی وہ فاسد شرط جس کا بیان بیع کے احکامات میں گزرا اگر وہ ٹھیکہ میں بھی کیجائے تو اس شرط فاسد سے ٹھیکہ بھی ناجائز اور فاسد ہوجائیگا ۱۲۔ منہ [52] ہو مکانوں کا الخ۔ یعنی ٹھیکہ لینا یا دینا مکانوں کا رہنے کے لئے اور دکانوں کا سوداگری یا کسی اور کام کے واسطے اور سواری کی چیز کا مثل گاڑی۔ رتھ۔ گھوڑا۔ گدھا۔ وغیرہ کے سفر کرنے یا بوجھ لادنے کے واسطے جبکہ ان چیزوں کی اجرت اور مدت بخوبی طے کرلی جائے اور اس میں کوئی شرط فاسد نہ لگائی جائے تو یہ سب درست ہے ۱۲ منہ [53] نوکر اور مزدور الخ۔ یعنی کسی آدمی کو دوامی نوکر رکھے خواہ کسی مزدور کو ایک دن یا چند دنوں کے واسطے ملازم کرے اور اس کی اجرت اور نوکری ظاہر کرے اور اس پر ایجاب و قبول ہوجائے تو یہ بھی سب درست ہے اور بلا اظہار اجرت کسی کو نوکر رکھ لینا یا کسی مزدور کو کسی کام پر مقرر کردینا درست نہیں ہے ۱۲ منہ [54] ناچنے گانے کی الخ۔ یعنی یہ جو طوائفیں یا ڈومنیں یا گوئیے ناچتے اور گاتے اور بجاتے ہیں ان کی اجرت لینا دینا اور دلالی خواہ کسی خرید فروخت کی بابت ہو خواہ حرام کاری کرانے کی بابت ہو۔ یا کر حرامکاری کی خرچی خواہ مرد عورت کو دے خواہ عورت مرد کو دے یہ سب اجرتیں حرام در حرام ہیں ۱۲ منہ [55] اور زمینوں کا الخ۔ یعنی زمین کا ٹھیکہ یا پٹہ دینا درست ہے جبکہ اس کی مدت بتائی جائے اور اس کی شرح اجرت کھول دی جائے کہ اتنے بیگہ کی آراضی اتنے روپیوں یا اشرفیوں میں اتنے دنوں کے لئے ہے۔ منہ [56] ہر زراعت کا۔ الخ۔ یعنی وہ مالک زمین اپنی زمین ٹھیکے والے کو ہر زراعت کرنے کا اختیار بھی دے اور وہ زمین قابل زراعت بھی ہو شور اور ادسر نہو تو اس صورت میں ٹھیکہ دینا جائز بلکہ مستحب و افضل ہے۔ منہ ۱۲

اور بٹائی پر اٹھانا کھیت کا[۵۱]	بو حنیفہؒ نے تو ناجائز کہا
کیونکہ ہیں اخبار میں وارد یہی	منع کرتے تھے بٹائی سے نبیؐ
لیکن انکے دونوں شاگرد رشید[۵۲]	صاحبین اسکو بتاتے ہیں سعید
یعنی وہ جائز بتاتے ہیں مدام	جبکہ شرطیں اسکی ثابت ہوں تمام
ہے نظیر انکی بھی اک اچھی اثر[۵۳]	یعنی نخلستان خیبر کی خبر
ہے انہیں کے قول پر فتویٰ ضرور[۵۴]	تا بٹائی میں نہ آجائے فتور
مفتیوں کا ہے اسی پر اتفاق	تاکہ یہ مخلوق پر گذرے نہ شاق
اس پہ ہے اجماع جملہ مسلمین[۵۵]	پس بمجبوری یہ جائز کر یقین
چار ارکان اسکے ہیں اے مومنین	محنت اور ہل بیل اور تخم و زمین
ہو زمیں اور تخم مالک کا اگر[۵۶]	محنت اور ہل بیل عامل کے مگر
یا کہ مالک کی طرف سے ہو زمیں[۵۷]	اور ہوں عامل کی وہ باقی چیزیں

۵۱ اور بٹائی پر - الخ - یعنی بجائے نقد پر ٹھیکہ دینے کے اگر زمین کو بٹائی پر اٹھائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بٹائی ناجائز ہے کیونکہ احادیث شریفہ میں روایت ہے عبداللہ بن معقل سے کہ بیان کیا اس نے زعم ثابت ابن ضحاک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المزارعۃ وامر بالمواجرۃ - ترجمہ یعنی بیان کیا ثابت بن ضحاک صحابی نے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بٹائی کرنے سے زمین کے اور حکم دیا ہے ٹھیکہ پر دینے زمین کا بالعوض اس کے اور دوسری حدیث حضرت جابر سے روایت ہے کہ - نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ عن المخابرۃ الی آخرہ - ترجمہ یعنی منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی کے کرنے سے آخر حدیث تک یہ دونوں حدیثیں صحیح مسلم کی ہیں پس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے ان حدیثوں سے استدلال کرکے بٹائی کو ناجائز بتایا ہے ۱۲ منہ ۵۲ لیکن ان کے دونوں شاگرد - الخ - یعنی بٹائی پر زمین کو دینا امام صاحب موصوف کے نزدیک تو ناجائز ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مگر ان کے دونوں شاگرد رشید جن کو کہ درجہ اجتہاد قریب قریب ایسے استاد امام اعظم رحمۃ اللہ کے حاصل ہے اور جن کو کہ صاحبین کہتے ہیں دونوں صاحب اس بٹائی کے کرنے کو جائز بتاتے ہیں لیکن چند شرائط کے ساتھ مشروط کرکے جائز بتاتے ہیں اور وہ شرطیں آگے بیان کی جائیں گی اگر وہ ثابت نہ ہونگی تو ان کے نزدیک بھی بٹائی درست نہ ہوگی اور واضح ہو کہ امام ابوحنیفہ کو امام اعظم اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا علم اور فضل اور تبحر تمام مجتہدین و محدثین سے جو ان کے وقت میں تھے یا ان کے بعد ہوئے بہت بڑھا ہوا ہے بلکہ ان کے یہ دونوں شاگرد ابو یوسف اور امام محمد جن کو کہ صاحبین کہتے ہیں یہ بھی علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے اور امام اعظم کا تو کہنا ہی کیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ و حماد رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا جو کچھ علم و فضل ہے وہ اظہر من الشمس ہے پس ایسے کامل مکمل کا جو شاگرد ہوگا وہ ظاہر ہے کہ سب میں اعظم و افضل ہوگا بدیں وجہ ان کو امام اعظم کہتے ہیں اور انہیں کے مقلد حنفی کہلاتے ہیں منہ ۵۳ ہے نظیر - الخ - یعنی صاحبین رحمہما اللہ جس دلیل سے کہ بٹائی کرنے کو جائز بتاتے ہیں وہ نخلستان خیبر کی خبر ہے اور یہ نظیر بٹائی کے جواز کی اچھا اثر رکھتی ہے اثر اور خبر یہ دونوں حدیث کی قسمیں ہیں اشعار میں اور قافیہ میں ان الفاظ کی بندش اور رعایت جو خوبی پیدا کرلی ہے اس کو فقیہ خوب سمجھ سکتے ہیں شرح اس کی نہیں ہو سکتی اور نظیر جواز کی یہ ہے

وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفع الی یہود خیبر نخل خیبر وارضہا علی ان یعملوہا من اموالہم ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شطر ثمرہا

ترجمہ یعنی روایت ہے ابن عمر سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیے یہود خیبر کو درخت خیبر کے اور زمین اس کی اس شرط پر کہ محنت کریں وہ درختوں پر اور کھیتی کریں وہ زمین کی اور خرچ کریں اس میں وہ اپنا مال اور پیداوار میں سے آدھا رسول خدا کو ادا کریں اور آدھا خود لیں - منہ

۵۴ ہے انہیں کے - الخ - یعنی صاحبین کے قول پر جنہوں نے کہ دلیل مذکورہ کی رو سے بٹائی کو جائز درست رکھا ہے فتویٰ جاری ہے اور مفتیوں کا دستور العمل بھی ہے کہ اس کے جواز پر فتویٰ دیتے ہیں - بہ سبب ضرورت کے کہ ہر ایک آدمی کو جو کھیتی باڑی پیش آتی ہے - منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

[51] یاکہ عامل کا الخ - یعنی اگر صورت مذکورہ بھی نہ ہو تو یہ ہو کہ عامل یعنی کاشتکار کا فقط کام اور محنت کھیتی کرنے اور کمانے کی اور مالک کی زمین اور تخم اور ہل بیل یہ سب ہوں تو ان سب صورتوں میں بٹائی درست ہے اور اس عقد مزارعت کے صحت کے واسطے آگے کی باتوں کا ہونا اور شروط ہے منہ [52] اُن کے حصہ کا - الخ - یعنی بٹائی کے صحیح منعقد ہونے کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ کاشتکار و زمیندار کے حصہ کا بھی پیشتر ہی قرار داد ہو جائے کہ دونوں میں سے کس کو تہائی پیداوار یا چوتھائی دیا جائیگا یا دونوں کا آدھا آدھا ہوگا [53] نام لے لیں - یعنی قرار داد حصہ فریقین کے وقت یہ بات بھی نامزد ہو یا ضرور ہے کہ جنس کونسی بوئی جائے گی آیا گیہوں بوئے جائیں گے یا جَو کی کاشت کیجائے گی یا دیگر چیز منہ - ۱۲ [54] دونوں عاقل - الخ - یعنی صحت عقد مزارعت کے واسطے یہ بھی لازم ہے کہ زمیندار و کاشتکار دونوں عاقل ہوں انجان نہوں اگر انجان ہونگے تو ان کا عقد معتبر نہ ہوگا جیسا کہ اوپر بیع کے بیان میں چند جگہ جتلا دیا گیا ہے چونکہ نابالغ ماذون سمجھدار و تجربہ کار کا معاملہ بیع و اجارہ وغیرہ میں ضرورتاً جائز رکھا گیا ہے اس لئے مؤلف نے شعر ہذا میں صرف عاقل پر اکتفا کی اور بلوغ کا ذکر نہ کیا - منہ [55] اور نہ ہوں عاقل - الخ - یعنی اگر وہ دونوں یا کہ ایک دونوں میں سے عاقل نہوں بہ سبب صغر سنی کے خواہ بہ سبب دیوانگی کے تو اس وقت اُن دونوں کے ولی مجاز یا ایک کا ولی مجاز اور دوسرا خود اگر عاقل ہو عقد مزارعت کرے اور جملہ معاملات بیع شرا میں اور نیز دیگر معاملات نکاح وغیرہ میں اسی طرح پر سمجھنا چاہئے کہ اگر عاقدین عاقل و بالغ نہوں تو اُن کے بجائے اُن کے ولی مجاز معاملہ داری کریں اور ایسی حالت میں ولی کی معاملہ داری صحیح و درست سمجھی جائے گی اور مصرع اولیٰ میں ولی بمعنی سرپرست شرعی کے ہے اور مصرع ثانی میں ولی بمعنی بزرگ کے ہے جو کہ قاری کتاب کی جانب خطاب ہے لہٰذا قافیہ درست ہے اور اگر ولی کو ردیف مانا جائے تب بھی قافیہ اُن کے - اور اسے کا درست رہے گا - منہ [56] اس میں اگر کچھ اور ہو - الخ - یعنی اگر شرائط مذکورہ میں کچھ تغیر و تبدل ہوگا تو بٹائی میں خلل پڑ جائے گا گویا معنی کہ بٹائی جائز نہ رہے گی منہ

[51] یاکہ عامل کا فقط ہو اک عمل
بیج ہو مالک کا اور ہوں بیل ہل

[52] اُنکے حصہ کا بھی ہو جائے قرار
کس کا آدھا یا تہائی اے نگار

[53] نام لیلیں جنس مزروعہ کا بھی
یعنی گیہوں بوئیں گے وہ یا جَو ہی

[54] دونوں عاقل بھی ہوں پھر عاقدین
تب بٹائی ہو درست اے نور عین

[55] اور نہوں عاقل تو ہوں اُنکے ولی
سب جگہ یوں ہی سمجھنا اے ولی

[56] اسمیں گر کچھ اور ہو ردّ و بدل
پھر تو آئے گا بٹائی میں خلل

[57] قطعہ قطعہ بانٹ لینا کھیت کا
آج ادھر کا میرا اُس رخ کا ترا

یہ کبھی جائز نہیں اے نیک خو
سب سے بہتر ہے کہ ٹھیکہ نقد ہو

[58] اور ٹھیکہ گاؤں کی توفیر کا
جسطرح لوگوں میں اب رائج ہوا

یعنی نزد کاشتکاران ہی زمیں
وہ اجارہ میں ہی اُنکے بالیقیں

اور گاؤں پاس ٹھیکہ دار کے
وہ محاصل لیکر اُسکو دام دے

[57] قطعہ قطعہ - الخ - یعنی کھیت کے دو یا تین ٹکڑے کرکے یہ قرار داد کرنا کہ ان ٹکڑوں کا پیداوار کاشتکار کا ہوگا یا یہ کہ نشیبی زمین کا پیداوار ایک کا اور بلند زمین کا پیداوار دوسرے کا یا کہ گول یا نالی کے قریب کا پیداوار ایک کا اور اُن سے دور کا پیداوار دوسرے کا یہ قرار داد ناجائز ہے اس سے عقد مزارعت فاسد ہے عقد اُسی وقت صحیح ہوگا کہ کل کھیت کے پیداوار میں سے ہر ایک کا حصہ معین کرکے نامزد کر لیا جائے کہ نصف نصف یا ثلث یا ربع وغیرہ وغیرہ اور چونکہ بٹائی میں ان سب باتوں کی نگہداشت دشوار ہے اور اُس کے برخلاف خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اور نیز اُس کے ادا نہ ہونے میں بھی شبہ نہیں ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ کھیت کو نقد ٹھیکہ پر ہی طے کرکے دیا کرے کہ اُس میں کچھ کھٹکا نہیں ہے - منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ یہ نہیں جائز - الخ - یعنی یہ پیشگی ٹھیہ باغوں کا لینا دینا جائز نہیں ہے موجب فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے - کیونکہ مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع السنین ترجمہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچنے باغوں کے سے چند سالوں کے واسطے پیشگی اور دوسری جگہ ہے کہ نہی رسول اللہ عن المحاقلۃ والمزابنۃ والمخابرۃ والمعاومۃ وعن الثنیا ورخص فی العرایا - یعنی روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ - فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کھیتی کے سے جوتا کرے اور بیچنے کھجوروں کے سے درختوں پر بدلے سو فرق پیمانہ کھجور کے کہ نیچے ہوں اور بٹائی کرنے کھیت کے اور بیچنے پھلوں کے سے قبل نمودار ہونے اُن کے کے ایک سال یا دو سال یا زیادہ کے واسطے اور مستثنیٰ کر لینے پھلوں کے سے باغ میں اور اجازت دی عرایا میں اور ایک اور جگہ فرمایا ہے حضرت نے اَرَأَیْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ یَاْخُذُ اَحَدُکُمْ مَالَ اَخِیْهِ ترجمہ یعنی کیا نہیں غور کرتا تو کہ اگر باز رکھے اللہ تعالےٰ میوہ کو درخت پر نمودار ہونے سے یا پکنے سے تو پھر کس سبب سے لے ایک تمہارا مال بھائی اپنے کا مفت - کیا معنی کہ جب ایک تمہارا باغ کو پھل لانے سے پیشتر بیچ دے گا اور اُس میں کسی وجہ سے خدا کی قدرت سے اُس سال پھل نہ آوے گا تو پھر وہ قیمت اُس کی مفت کیونکر لیگا پس چونکہ یہ بیع مجہول ہے لہذا ناجائز ہے - منہ

۵۲ باغ میں جبتک کہ پھل آوے نہیں - یعنی جبتک کہ سب باغ میں پھلت بخوبی پھل نہ آوے گا تو پھر وہ قیمت اُس کی مفت کیونکر لیگا پس چونکہ یہ بیع مجہول ہے جائز نہیں ہے

۵۳ بعض کے نزدیک - الخ - یعنی بعض فقہا کے نزدیک جبتک کہ پھل کچے رہیں اُس وقت تک باغ کا بیچنا جائز نہیں ہے بلکہ ممانعت و حلت - منہ

۵۴ باغ میں پھل آ کے - الخ - یعنی جبکہ باغ میں پھل نمودار ہونے کے بعد پکنا بھی شروع ہو جاوے اُس وقت باغوں کا بیچنا جائز ہے اُن کے نزدیک قبل پکنے پھلوں کے باغ بیچنا جائز نہیں ہے کیا معنی کہ کچھ پھلوں کے نمودار ہونے پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ پھلوں کے نمودار ہونے کے بعد اُن کا پختہ ہونے لگنا ہی خرید و فروخت باغ کے واسطے شرط ہے -

کم ملے یا بیش اس سے کام کیا	ہر طرح دے اسکو جو ٹھیرا لیا
چاروں مذہب میں ہے یہ باطل حرام	آجکل غافل ہیں اس سے خاص و عام
ایسا ٹھیکہ ہے شنیعہ شرعیہ	دیکھ خیریۂ عقود الدریہ
باغ کا ٹھیکہ یہ دینا صاحبو	سال یا دو سال یا سہ سال کو
[۵۱] یہ نہیں جائز بقول مصطفا	منفعت کیوں لیتے ہو مال انسان کا
[۵۲] باغ میں جبتک کہ پھل آئے نہیں	بیچنا ناجائز اسکا کر یقیں
[۵۳] بعض کے نزدیک پھل جبتک ہیں خام	بیچنا تب تک ہے ناجائز مدام
[۵۴] باغ میں پھل آ کے جب پکنے لگیں	تب اجازت بیع کی یہ بعض دیں
[۵۵] پر ائمہ اپنے کہتے ہیں تمام	مطلقاً جائز ہی پختہ ہوں کہ خام
کہتے ہیں جائز وہ بیع ہر ثمر	خام ہوتے پر بھی بالائے شجر
شرط کرتے ہیں مگر وہ بھی تمام	اسطرح کہتے ہیں وہ تینوں امام

۵۵ پر ائمہ اپنے - الخ - یعنی ولیکن ہمارے سب امام کیا معنی کہ تینوں امام تمام کچے پھلوں کی بیع بھی درختوں کے اوپر جائز بتاتے ہیں - اور وہ امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ ہیں مگر اُن کے نزدیک بھی اُن کچے پھلوں کی بیع جائز ہونے کے واسطے یہ شرط ہے کہ ایسے پھلوں کے باغ بیچنے کے بعد مشتری اُن پھلوں کو ایک ساتھ کچا ہی توڑ لے اور بائع اپنے باغ کو پھلوں سے خالی کر لے تب تو یہ بیع کچے پھلوں کی جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے کیا معنی کہ اگر پھلوں کے پکنے سے پہلے باغ کو بیچا اور اُسمیں یہ شرط لگائی کہ پھلوں کے پکنے کے بعد رفتہ رفتہ پھل توڑے جائیں گے اور بتدریج باغ خالی کیا جائیگا تو ایسی صورت میں اُن کے نزدیک بھی بیع ناجائز ہوگی کیونکہ پکنے سے پیشتر پھلوں کی بیع اُنکے نزدیک بھی اُسیوقت جائز ہوگی جبکہ اُن پھلوں کو پکنے سے پیشتر ہی کچا توڑ لیا جاوے - منہ

ف۱ اور جو سب پھل - الخ - یعنی پھلوں کے نمودار ہو جانے پر بہت کچھ منحصر نہیں ہے بلکہ اگر تمام پھل بانہیں پورے [illegible] اور اپنی نہایت کو پہنچ جائیں کہ پھر ان میں بڑھنے کی گنجائش باقی نہ رہے تو اس صورت میں بھی [illegible] [illegible]

ف۲ قول یہ منقول ہے - الخ - یعنی یہ قول کہ بعد پورے بھر جانے اور بڑھ جانے پھلوں کے بھی ان کا درختوں پر چھوڑ رکھنا [illegible] امام ابو یوسف جن کو کہ شیخین بھی کہتے ہیں ان کا قول ہے ولیکن امام محمد کا اس میں یہ اختلاف ہے کہ اس صورت میں [illegible] نہایت کو پہنچ جائیں تو پکنے تک کی شرط پر پھلوں کا درختوں پر چھوڑ رہنا [illegible] ہے اور بعض فقہائے [illegible] تا کہ لوگوں کا نقصان نہ ہو کیونکہ اس کے عکس میں بڑا حرج [illegible] ہوتا ہے - ۱۲ منہ

ف۳ پھل کے آنے سے [illegible] پھلوں کے آنے سے پہلے ان کو بیچنا اور ایک سال یا دو سال یا تین سال یا اس سے بھی زیادہ مدت پیشتر ان کا بیع نامہ ہونا [illegible] وقت جس کو کہ مور کہتے ہیں ان کا بیچنا یا پھل نمودار ہونے کے بعد جلد یہ شرط کر کے بیچنا کہ پھلوں کو ان کے پکنے تک درختوں پر رہنے دیا جائے جیسا کہ اوپر بخوبی جتا دیا گیا ہے تو یہ بالکل حرام ہے اور اس میں کسی امام کا اختلاف نہیں ہے کیا معنے کہ جیسا اختلاف کہ پھلوں کے نمودار ہونے پر ان کو فوراً توڑ لینے کی شرط پر بیچنا یا نمودار ہونے کے بعد ان کے بھر کر پورے ہو جانے کے وقت بیچنے کے جواز و عدم جواز میں فقہا اور ائمہ کے درمیان ہے ایسا اختلاف پھل آنے سے پہلے بیچنے میں کسی کا نہیں ہے کہ یہ بالاتفاق سب کے نزدیک حرام ہے اور سود میں داخل ہے - واضح ہو کہ ہمارے باغات کے بیچنے میں آج کل بالعموم یہ رواج ہو رہا ہے کہ اکثر لوگ ہمارے باغ کو پھل نمودار ہونے سے پہلے مور نکلنے پر اور بعض پھل نمودار ہونے کے بعد فوراً پک جانے تک درختوں پر قائم رکھنے کی شرط پر اور بعض صاحب تو دو دو تین تین سال پیشتر بیچ ڈالتے ہیں اور شرع شریف کی ممانعت و حلت و حرمت کا کچھ خیال نہیں کرتے یہ حرکت نہایت مذموم ہے اور بہت بیجا ہے کہ جس کا وبال آخرت میں بہت زیادہ ہے جب مالکان باغ سے اس کی ممانعت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم پھل نمودار ہونے پر بھی اپنا باغات کو بیچیں اور ان کے پختہ ہو جانے تک انتظار کریں تو ایک پھل بھی جانوران وغیرہ ان سے باقی نہ بچے اور سب مال ہمارا ضائع جائے اور ہم مالکان سے اپنے متعدد باغوں کی حفاظت ہو نہیں سکتی - پھر کیا ہو - پس ایسی صورت میں اس کے جواز کی مستحسن شکل یہ ہے کہ ہر باغ میں کچھ نہ کچھ زمین خالی ضرور ہوتی ہے اور یہ نہیں تو دو درختوں کے بیچ کے فاصلہ کی زمین تو ضرور ہی خالی ہو گی پس وہ زمین جو کہ درختوں کی جڑوں سے علیحدہ ہے اس زمین کا ٹھیکہ یا پٹہ ہر انتفاع جائز کے واسطے جتنی ہی مدت کے لئے طرفین کی خوشی ہو جتنے ہی روپیہ کے بالعوض عاقدین چاہیں لین دین سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اس میں مستاجر کو اختیار ہو کہ وہ مدت معینہ کے اندر خواہ کتنی ہی مدت دراز کے واسطے کیوں نہ ہو (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

پھل اگر کچے خریدے مشتری — پس کہے مشترو یا بائع اُس گھڑی

یہ کہ وہ سب توڑ لے کچے ہی پھل — تب تو جائز ہی وگرنہ ہے خلل

اور اگر وہ شرط آپس میں کریں — یہ کہ پھل پیڑوں پہ پکنے تک رہیں

بیع پس فاسد ہی یہ اے نیک نام — ایسی صورت میں ہی ناجائز مدام

اور جو سب پھل آ کے پوری بھر گئے[۱] — جب بھی شرطِ ترک ناجائز رہے

قول یہ منقول ہے شیخین کا[۲] — پر خلاف اسکے محمد نے کہا

یعنی اس صورت میں وہ اس شرط کو — کہتے ہیں جائز کہ تا نقصان نہ ہو

بعض نے فتویٰ بھی ہے اسپر دیا — کیونکہ برعکس اسکے نقصاں ہے بڑا

پھل کے آنے سے ولیکن پیشتر[۳] — بیچدینا باغ کا اور مور پر

شرط پھل آنے کی ہو یا خام میں — شرط اُسکے پختہ ہونے کی کریں

یہ تو ہے بالکل حرام اے مومنیں — اختلاف اسمیں کسی کا بھی نہیں

۵۱ بیع پھل۔ الخ۔ یعنی ہا۔ باغ کا پھلوں کے پختہ ہو جانے کے بعد بیچنا یہ بہت خوب ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اور سب اماموں کو یہ پسند ہے کیا معنی کہ بالاتفاق سب کے نزدیک چاروں مذہب میں یہ حلال و طیب ہے۔ منہ ۱۲ ۵۲ اور بٹائی۔ الخ۔ یعنی باغ کو بٹائی پر دینا نقد پر بیچنا اس کا حکم کھیت کی بٹائی کے مانند یا قریب اس کے ہے اور وہ حکم گذر ہی چکا مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ۔

۵۳ یعنی ذی مقدور کو اسقدر کپڑا پہننا کہ جس سے سردی و گرمی مہلک دور ہو وے اور ستر عورت بھی چھپ سکے یہ فرض ہے اور اس پر زیادہ کرنا مباح ہے۔ منہ ۱۲۔

۵۴ زیور نقدین۔ الخ۔ یعنی سونے اور چاندی کا زیور اور ان کا بنا ہوا کپڑا اور ریشم نرا یہ سب چیزیں مردوں کو حرام اور عورتوں کو جائز ہیں کیونکہ حضرت مولا علی سے مروی ہے کہ ان ۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعله فی یمینه و اخذ ذهبا فجعله فی شماله ثم قال ان هذین حرام علی ذکور امتی منه۔

بیع پھل پکنے پہ ازبس خوب ہے ۔۔۔ سب اماموں کو یہ تو محبوب ہے

اور بٹائی باغ کی اے بوالہوس ۔۔۔ ہی بٹائی کھیت کی مانند۔ بس

تول میں یا ناپ میں کرنا کمی ۔۔۔ یا کہ قیمت میں چرا لے مشتری

دیر کرنا اجرتِ مزدور کو ۔۔۔ ظلم ہے۔ اور ہی حرام اسے نیک خو

لباس کا بیان

اوڑھنا کپڑے کا ذی مقدور کو ۔۔۔ جس سے مہلک سردی گرمی دور ہو

ستر عورت بھی بخوبی چھپ سکے ۔۔۔ مرد و زن دونوں پہ واجب جان اسے

ہے مباح اس سے زیادہ اوڑھنا ۔۔۔ پر ہیں اسراف و تکبر ناروا

زیور نقدین اور ریشم تمام ۔۔۔ ہی پہننا مردوں کو ان کا حرام

چار انگل تک ولیکن ریشمی ۔۔۔ گوٹ ہے انگور وا یوں ہیں زری

٥١ ہو جو بالعکس اس کے - الخ - یعنی جس کا تانا ریشمی اور بانا اور چیز کا ہو مثلاً سوت کا یا اون کا تو ایسا کپڑا مردوں کو پہننا جائز ہے کہ وہ ریشم کا حکم نہیں رکھتا ہے اور اس کے بالعکس یعنی جس کا تانا سوت اور اون وغیرہ کا ہو اور بانا ریشم کا ہو تو بھی مردوں کو ریشم کی مانند ممنوع ہے کہ یہ ریشم کا حکم رکھتا ہے مگر چار انگشت کی چوڑی گوٹ منع نہیں ہے جس طرح پر کہ اسقدر ریشم یا زری کے کپڑے کی گوٹ منع نہیں ہے کیا معنی کیا اگر کپڑا چار انگل سے زائد ہے اور اس پر چار انگل کی گوٹ یا حاشیہ یا بیل یا بوٹے ریشم یا زری کے ہیں تو حلال ہے اور اگر خود کپڑا ہی چار انگل یا اس سے کم ہو تو ریشم یا زری مرد کو حرام ہے جیسے تعویذ سونے یا چاندی کا یا کمربند ریشم وغیرہ کا ۱۲۔ منہ ٥٢ مرد کو رنگ کسم بھی ہے حرام - الخ - یعنی کسم سے رنگا ہوا کپڑا بھی مردوں کو پہننا حرام ہے کیونکہ روایت ہے حضرت مولا علی سے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس القسی والمعصفر ترجمہ - یعنی منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے پہننے سے اور کسم کی رنگ کے کپڑے پہننے سے ۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

٥٣ زعفرانی بھی ہے - الخ - یعنی جس طرح پر کسم کا کپڑا مردوں کو حرام ہے اسی طرح پر زعفران سے رنگا ہوا کپڑا بھی مردوں کو حرام ہے اس سے بھی نہی وارد ہے - منہ

٥٤ ٹخنوں سے نیچا ہو پاجامہ اگر - الخ - یعنی اگر مردوں کا پاجامہ اس قدر نیچا ہو کہ جس سے ٹخنے چھپ جائیں تو وہ بھی مطلقاً حرام ہے اگر بہ نیت تکبر و تبختر ہے ورنہ مکروہ ہے ۱۲ منہ

٥٥ ہیں وعیدیں - الخ - یعنی جس کا پائجامہ کہ ٹخنے سے نیچے لٹکتا ہو اس کے پائجامہ کے لئے احادیث نبوی میں سخت و سخت وعیدیں وارد ہیں چنانچہ ایک حدیث صحیح میں وارد ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار - رواہ البخاری - ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسقدر پائجامہ کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہوگا وہ آتش دوزخ میں ڈالا جائیگا - روایت کی یہ حدیث بخاری نے ۱۲ منہ ٥٦ ہے تکبر کے - الخ - یعنی ٹخنوں سے نیچا پاجامہ اگر بغیر تکبر و تبختر کے کسی اور وجہ سے پہنے تو وہ حرام نہیں ہے اور نہ اس کے واسطے وہ وعید ناقد ہے کیونکہ صحیح بخاری میں حدیث مروی ہے کہ یہ حدیث سنکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ اب میں کیا کروں کہ میرا تہبند تو خود بخود لٹک کر نیچے آجاتا ہے جبتک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں اور ادہر متوجہ ہو کر بہر اس کو سخت نہ باندہوں فرمایا انت لست ممن یصنعہ خیلاء - یعنی اے صدیق تم ان میں سے نہیں ہو جو تکبر اور اترانے کی راہ سے ایسا کرتے ہیں - پس اس سے معلوم ہوا کہ تکبر کی راہ سے لٹکانا حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی رہے گا اور صدیق اکبر کے لئے کچھ مکروہ نہیں کہ وہ اس سے مستثنیٰ فرما دیئے گئے کہ وہ اپنی عادت سے مجبور تھے کہ ان کا پاجامہ خود بخود لٹک کر ٹخنوں کے نیچے آجایا کرتا تھا کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۰ و ضمیمہ میں دیکھیں)

جس کا تانا ریشمی بانا ہو اور ۔ مرد و زن دونوں کو جائز ہی یہ طور
ہو[51] جو بالعکس اسکے وہ بھی منع ہو ۔ چار انگل سے زیادہ مرد کو
مرد[52] کو رنگ کسم بھی ہی حرام ۔ زعفرانی[53] بھی ہی ایسا ہی مدام
ٹخنوں[54] سے نیچا ہو پاجامہ اگر ۔ ہی تکبر سے محرّم سربسر
ہیں[55] وعیدیں سخت اُسکے واسطے ۔ نار دوزخ سے وہ پاجامہ جلے
ہے[56] تکبر کے کراہت کر یقین ۔ دیکھہ عالمگیریہ لے پاک دیں
منع یہ مردوں کو ہیں ای معتبر ۔ عورتوں کو تینوں جائز ہیں مگر
بلکہ ٹخنوں کا چھپانا فرض انھیں ۔ دامن اپنے ٹخنوں سے نیچے رکھیں
جامۂ مسنونہ ہی سبز و سفید ۔ ہیں لباس جنتی اے با امید
اور عمامہ باندھنا سنت سے گنے ۔ جس کا شملہ ہاتھ بھر اوسے لمبے
کم سے کم ہو پاؤ گز - اور بیٹھ کر ۔ تا زمیں جائز ہی - اور زائد میں شر

جو عمامہ سے پڑھے وقتی جناب [۵۱] — اُسکو ستر حصے زائد ہو ثواب

کھانوں کا اور ذبیحہ کا اور حلال حرام جانوروں کا اور شکار کا بیان

فرض ہے کھانا ہر اک کو اسقدر [۵۲] — زندگی جسکے سے قائم ہو۔ مگر

ہو تہائی پیٹ تک تو خوب ہی — یہ حدیث و سنت محبوب ہے

آدھے پیٹ اور پون تک بھی مستحب — پرشکم ہونا مباح اسے باادب

اس سے زائد ہی حرام اسے دیں شعار — جس سے بدہضمی ہو اور کھٹی ڈکار

---

۵۱ جو عمامہ الخ۔ یعنی حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ جو کوئی نمازی عمامہ باندھ کر اپنی نماز فرض ادا کرے تو اس نمازی کو پائے ایک نماز کے ستر نمازوں کا ثواب ہوتا ہے۔ منہ

۵۲ فرض ہے کہانا۔ الخ۔ اب یہاں سے کہانوں کا بیان شروع ہوا یعنی ہر آدمی کو اسقدر کہانا فرض ہے کہ جسقدر کہانے سے حیات انسانی قائم رہے اور اس سے زیادہ کہانا پون پیٹ تک مستحب ہے تاکہ ادائے فرائض و واجبات و سنن کی قوت بنی رہے اور پرشکم ہو کر کہانا مباح ہے اور روزہ رکھنے کے واسطے وہ بھی افضل ہے اور اس سے بھی زیادہ کہانا کہ جس سے بدہضمی ہو کر کھٹی ڈکاریں آنے لگیں حرام ہے اور اس سے سوائے اسراف مالی اور نقصان جان کے اور کچھ حاصل نہیں ہے اور کہانے کے واسطے کون کون سی چیزیں حلال و درست ہیں اور کون سی درست نہیں ہیں اس کا بیان آگے ہے۔ منہ ۱۲

۵۱ جنس غلہ الخ۔ یعنی ہر قسم کا غلہ مثل گندم، جو، چنا، جوار، باجرہ، مکا، دال، ماش، مونگ، موٹھ، مٹر، تل، سرسوں، کودوں وغیرہ کے اور تمام قسم کی ترکاریاں مثل آلو، کدو، کیلا، لوکی، ساگ، پات، وغیرہ کے اور جملہ پھل خربوزہ، تربوز، آم، انار، انگور، سیب، بہی، امرود، بیر وغیرہ کے اور سب میوہ جات مثل بادام، کشمش، پستہ وغیرہ کے ان کا کیا حکم ہے۔ اس کا حکم آگے آتا ہے۔ ۵۲ پاک پانی اور عرق ہیں طیبات۔ الخ۔ یعنی پاک پانی خواہ بارانی ہو یا زمینی ہو جیسا کہ اس کا بیان باب الوضو میں گذر چکا ہے اور عرق ہائے طیبات۔ طیبات پاک چیزوں کو کہتے ہیں مثل گلاب اور سونف اور گاؤزباں اور دیگر نباتات خشک کے یا خشک کھجور اور خشک انگور یعنی منقی ہے کہ جو بھگو کر ایک جا پکایا جاتا ہے اور جس میں قدرے جوش پیدا ہو جاتا ہے لیکن نشہ مطلق نہیں ہوتا اور نقیع خیساندہ انگور کو کہتے ہیں کہ انگور کو چند پانی میں تر کر کے اس کا آب نکالا جاتا ہے اور یہاں مراد تمام فواکہات کے خیساندہ و افشردہ سے ہے بشرطیکہ اس میں کچھ نشہ پیدا نہ ہونے پائے ۱۲۔ منہ ۵۳ سب جڑی بوٹی۔ یعنی تمام اقسام نباتات کہ جو زمین اور پہاڑوں پر پیدا ہوتی ہیں مثل گاؤزباں اور سونف اور منڈی اور کہنی وغیرہم کے اور تمام ادویات کو جو مختلف مقامات سے حاصل ہوتی ہیں مثل مشک عنبر و لعل و یاقوت و جواہر اور گندھک اور راتب اور موم اور مومیائی وغیرہ کے بشرطیکہ ان میں سے کوئی چیز ہلاک کنندہ مثل سنکھیا اور دیگر سمیات وغیرہ کے اور کوئی چیز نشہ لانے والی مثل افیون اور بھنگ اور چرس اور گانجہ وغیرہ کے ذرہ برابر نہ ہو۔ منہ ۱۲ ۵۴ شہد و شکر نیشکر۔ الخ۔ یعنی شہد جو کہ لعاب مگس انگبیں ہے اور شکر یا مصری و قند وغیرہ جو کہ جوہر نیشکر و دیگر فواکہات و نباتات وغیرہ کا ہے اور نیشکر جو کہ ایک رسدار شیریں چیز از قسم نباتات ہے یہ سب چیزیں جن کا ذکر یہاں تک ہوا حلال ہیں کیا معنی کہ تمام اجناس غلہ و ترکاری و جملہ اقسام پھل و میوہ ہا و جمیع آبہا و نبیذ و نقیع شربت ہا و تمام نباتات و ادویات غیر مہلک و غیر مسکر و شہد و شکر و نیشکر جن کے صفات بخوبی بیان کر دیے گئے ہیں وہ سب بغرض حصول حیات انسانی و قوت و صحت بدنی غذا و دوا کو حلال ہیں اور اسی طرح پر تمام قسم کے دہنیات مثل روغن سرسوں و روغن کنجد و روغن زیتون و روغن بلسان وغیرہا کے اور ہر قسم کے نمک مثل سانبھر اور نوسادر لاہوری اور کھاری وغیرہ کے اور تمام سرکہ جات مثل انگوری و عرق نیشکری وغیرہ کے حلال و پاکیزہ مال قابل استعمال کے ہیں فافہم۔ منہ ۱۲

جنس[51] غلہ اور ترکاری تمام	جملہ پھل اور میوجات اے نیکنام
پاک[52] پانی اور عرق ہیں طیبات	اور نبیذین اور نقیع میوہ جات
سب[53] جڑی بوٹی تمامی ادویہ	ہوں نہ مہلک اور نہ مسکر جو وہ
شہد[54] و شکر نیشکر سب ہیں حلال	روغن و سرکہ نمک پاکیزہ مال
بیضہ[55] ہا و لحم مذبوحات و شیر	ہیں حلال و پاک و طیب اے بصیر
قے[56] ہو یا پاخانہ یا پیشاب ہو	یا منی یا خون یا زرداب ہو
کل[57] نشے کی چیزیں اور مردار تمام	اور جو اشیا نجس ہیں سب حرام
جانور[58] جتنے کہ ہیں مردار خوار	پنجہ کش ہوں یا کہ ہوں وہ نشہ دار
سب[59] شکاری جانور مردار ہیں	خچر اور ہاتھی گدھے بیکار ہیں
بندر[60] اور لنگور اور حشرات الارض	جن و انسان۔ ترک ان سب کا ہے فرض
ہر[61] سؤر قطعی حرام اے خوشخصال	گائے، بکری، اونٹ، چوپا حلال

گھوڑا دودھی و چھاچھ و شتا وغیرہ کے منہ

۵۵ بیضہ ہا و۔ الخ۔ مذبوحات ان جانوروں سے مراد ہے کہ جو ذبح کئے جاتے ہیں اور جن کا گوشت حلال ہے اور ان کا ذکر آگے چل کر ہوگا پس مطلب یہ ہے کہ انڈے اور گوشت اور دودھ ان سب جانوروں کے کہ جو ذبح کئے جاتے ہیں حلال اور پاک ہیں انڈے پرند جانوروں کے ہوتے ہیں اور دودھ چرند یعنی چوپایوں کے ہوتا ہے اور ان چیزوں کے جائز و حلال ہونے کے واسطے ان جانوروں کا ماکول ہونا شرط ہے۔ یہاں تک کہ ان سب چیزوں کا بیان کیا گیا کہ جن کا استعمال غذا و دوا مسلمان کے واسطے درست ہے اور جن چیزوں کا استعمال درست و جائز نہیں ہے ان کا ذکر آگے مذکور ہوتا ہے منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰ و ۶۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ سب پکھیرو۔ الخ - یہ پرند جانوروں میں کے حلت و حرمت کا کلیہ ہے کہ پرندوں میں جسقدر جانور کہ سیدھی چونچ کے ہوتے ہیں مثل مرغی وطاؤس و تیتر و کبوتر و فاختہ و مینا و لوا و بٹیر و جمیع اقسام کنجشک ہائے کے و قاز و کلنگ و مرغابی و بجا و بگلہ وغیرہم کے وہ سب حلال ہیں الا ایک کوا اس میں حرام ہے بسبب اس کے کہ وہ مردار خوار و نجاست خوار ہے۔ منہ ۵۲ اور پکھیرو۔ الخ - یعنی سب پرند جو کہ ٹیڑھی و نوکدار چونچ رکھتے ہیں مثل باز و جرہ و شکرہ وغیرہم کے وہ سب مردار ہیں کیونکہ اکثر ایسے جانور درندی و شکاری ہوتے ہیں مگر ان سب ٹیڑھی چونچ کے جانوروں میں ایک طوطا حلال ہے کہ وہ نہ درندہ ہے نہ مردار خوار ہے فقط۔ منہ ۱۲ ۵۳ ہو نجاست کھانے پر۔ الخ - یعنی یا وہ جانور کہ جو نجاست کھاتے ہوں خواہ وہ پرند ہوں مثل کوے وغیرہ کے خواہ وہ چرند ہوں مثل سؤر اور گلہری وغیرہ کے وہ بھی مردار و حرام ہیں واضح ہو کہ نجاست خوار جانور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو کہ بالکل نجاست پر ہی گذران کرتے ہیں یا اکثر خوراک ان کی نجاست ہو وہ تو بالکل مردار ہیں اور ایک قسم وہ جو کہ نجاست کم کھاتے ہوں اور اتفاقیہ نجاست سامنے آجانے پر کھا لیتے ہوں جیسے کہ مرغی و بطخ وغیرہ وہ مردار نہیں ہیں لیکن کراہت ایک گونہ ان میں بھی ہے بسبب نجاست خوار ہونے کے لہذا مناسب ہے کہ ایسے جانور کو تین دن تک بند کرکے اور ان کو دانہ و چارہ وغیرہ دیکر چوتھے روز ذبح کیا جائے تو اس صورت میں کراہت ان میں باقی نہ رہے گی چمگادڑ جو کہ خلاف قواعد قدرت باوجود پرند ہونے کے انڈا نہیں دیتا بچہ جنتا ہے وہ بھی مردار ہے یا ہوام مثل چھپکلی کرکینٹا سانپ بچھو کانتر وغیرہ کے جو کہ پیٹ کے بل زمین پر چلتے ہیں یا رینگنے والے جانور مثل چیونٹی کان سلائی سونڈی کیڑے مکوڑوں کے وہ سب ہی مردار ہیں اور یہ بھی ایک قسم حشرات الارض کی ہیں فقط۔ منہ ۵۴ مکھی اور بھڑ اور بھمیری۔ الخ - یعنی مکھی ہر قسم کی خواہ شہد کی ہو خواہ دوسری ہو اور جملہ اقسام بھڑ کا جو کہ گوشت کھاتے ہیں اور تمام قسم کی بھمیریاں اور مچھر یہ سب ہی حرام اور مردار ہیں الا ان سب چیزوں میں ایک ٹڈی جس کو ملخ کہتے ہیں وہ حلال و ماکول ہے۔ منہ ۵۵ جتنے ہیں۔ الخ - یعنی جسقدر جانور کہ پانی میں بود و باش رکھتے ہیں مثل کچھوے ناکہ گھڑیال بچھوہ مینڈک وغیرہم کے ان سب جانوروں میں فقط ایک مچھلی ہر قسم کی حلال و ماکول اور باقی سب غیر ماکول ہیں فقط۔ منہ ۵۶ کھانے کو پس ٹڈی مچھلی کے سوا۔ الخ - یعنی مسلمان آدمی کو خورش کے واسطے سوائے ٹڈی اور مچھلی کے باقی تمام جانور ماکول کا ذبح کرنا فرض ہے کہ بغیر ذبح کے ان کا کھانا حرام ہے۔ گیا معنی کہ ٹڈی اور مچھلی بغیر ذبح کرنے کے کھائی جاتی ہیں کیونکہ ان میں بہتا ہوا خون نہیں ہے جس کے واسطے ذبح کرنے کی ضرورت ہو علاوہ ازیں بغیر ذبح ان کے حلال ہونے میں نص وارد ہے کہ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ احلت لنا میتتان السمک والجراد یعنی حلال کر دیئے گئے قدرت سے ہمارے واسطے دو مردے ایک مچھلی اور ایک ٹڈی جو بغیر ذبح کے انکو [illegible] بقیہ نمبر ۶ کا نوٹ [illegible] کا ضمیمہ میں دیکھو

سب پکھیرو سیدھی چونچوں کے حلال [۵۱]	ہیں مگر کوا حرام اے خوش خصال
اور پکھیرو ٹیڑھی چونچوں کے تمام [۵۲]	ایک طوطے کے سوا سب ہیں حرام
ہو نجاست کھانے پر جن کی گذر [۵۳]	یا ہوام اور رینگنے والے جانور
مکھی اور بھڑ اور بھمیری سب حرام [۵۴]	انمیں ٹڈی ہی حلال و خوش طعام
جتنے ہیں پانی کے اندر جانور [۵۵]	اُن میں ہے مچھلی حلال و معتبر
کھانے کو پس مچھلی ٹڈی کے سوا [۵۶]	ذبح اُنکا فرض ہے ذی روح کا
ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہیں [۵۷]	ساتھ ہی واللہ اکبر بھی پڑھیں
ہو مدد پر ذبح میں گر دوسرا	شرط ہے اُسکو بھی پڑھنا ذکر کا
چھوڑ دے قصداً جو کوئی تسمیہ [۵۸]	ہوگا پس مردار حیواں اے ثقہ
معتبر ہے ذبح از اہل کتاب [۵۹]	دونوں سروں کا ذبح مردار و خراب
قبلہ رخ کو ذبح کرنا خوب ہے [۶۰]	برخلاف اسکے بہت معیوب ہے

ذبح کا آلہ ہو تیز اے نیکبخت [51]	کُند ہونا اسکا ہی مکروہ سخت
ذبح ہی مکروہ اتنے زور سے [52]	جس سے گردن کٹکے باہر جا پڑے
ذبح کی جا ہے گلا ای ذابحین [53]	دوسری جا ذبح جائز ہی نہیں
ہر گلے میں چار ہوتی ہیں رگیں [54]	کاٹنا چاروں کا سُنت ہی یہیں
تین کٹجانیمیں بھی ہوگا حلال [55]	اس سے کم میں ہوگا مُردار و وبال
اختیاری ذبح میں یہ شرط ہے [56]	اضطراری میں نہیں ای نیک پے
ہو مُعلّم باز یا کُتا اگر [57]	چھوڑے اُسکو تسمیہ پڑھ کر مگر
کرکے زخمی مار ڈالے وہ شکار	ہوگیا وہ ذبح ذبحِ اضطرار
اُسکا کھانا ہے درست ای باکمال	تیر برآں کا بھی مارا ہی حلال [58]
جا کے تو زندہ اگر پائے اُسے [59]	ذبح کرنا بھی ہی فرض اُسکے لئے
ذبح بن پھر وہ نہیں ہوگا ذبیح [60]	ذبح کرکے زندہ کرنا ای مسیح

[51] ذبح کا آلہ۔ الخ۔ یعنی وہ ہتیار کہ جس سے جانور کو ذبح کرے خوب تیز ہونا چاہیے کہ ایک دفعہ میں پار کر دیوے اگر آلہ ذبح تیز نہ ہو کند و بوتھر ہو کر یہ بہت مکروہ ہے کیا معنی کہ مکروہ تحریمہ ہے کہ ایسے آلہ سے علاوہ جانور کو اذیت و تکلیف پہنچتی ہے۔ منہ

[52] ذبح ہے مکروہ۔ الخ یعنی ایسا سخت ذبح کرنا کہ جس سے گردن کٹکر بالکل علیٰحدہ ہو جاوے یا آنکہ چھری وغیرہ حرام مغز تک پہنچ جاوے یہ بھی مکروہ ہے۔ منہ

[53] ذبح کی جا گلا۔ الخ۔ یعنی جانور مذبوح کے ذبح کرنے کا مقام گلا ہے گلے کے سوا دوسری جگہ ذبح کرنا جائز نہیں ہے اگر گلے کو چھوڑ کر کسی اور مقام پر ذبح کیا جائے گا تو ذبیحہ مُردار ہو جائے گا۔ اور گلا سر اور گردن کے جوڑ اور گردن اور سینہ کے جوڑ کے درمیانی مقام کو کہتے ہیں لہٰذا ذابح کو واجب ہے کہ اس درمیان میں ہمیشہ ذبح کیا کرے۔ منہ ۱۲

[54] ہر گلے میں چار الخ۔ یعنی ہر حیوان کے گلے میں چار رگیں ہوتی ہیں اُن میں سے ایک رگ حلقوم ہے جس کو نرخرا بولتے ہیں اور جس میں ہو کر دم آتا جاتا ہے اور دوسری رگ مری ہے جس میں ہو کر دانہ پانی پیٹ میں پہنچتا ہے دو شہ رگیں ہوتی ہیں جن میں خون پھرتا رہتا ہے اور ذبح اختیاری کے وقت ان میں تین رگوں کا کاٹنا لازمی و ضروری ہے اور چاروں کا کاٹنا سُنت ہے۔ منہ

[55] تین کٹ جانے میں بھی۔ الخ۔ یعنی منجملہ چار رگوں کے اگر تین رگیں بھی ذبح میں کٹ جائیں گی۔ تو جانور ذبح ہو جائے گا اور اس کا کھانا حلال ہوگا اور اگر تین رگوں سے کم کٹیں گی تو ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔ منہ

[56] اختیاری ذبح میں۔ الخ۔ ذبح اختیاری اس کو کہتے ہیں کہ جانور کو اپنے قبضہ میں لاکر بطریق معمول ذبح کرے پس جبکہ جانور کو باختیار خود ذبح کرے اس وقت اس طرح پر ذبح کرنا کہ جس میں کم از کم تین رگیں اس کے گلے کی کٹجائیں۔ شرط ہے مگر اضطراری ذبح میں جبکہ جانور پر قبضہ نہ پہنچے اس وقت یہ حکم نہیں ہے اس کے واسطے دوسرا حکم ہے اور وہ بالتفصیل آگے بیان ہوتا ہے۔ منہ

[57] ہو معلّم باز یا کتا۔ الخ۔ یہ بیان ذبح اضطراری کا ہے۔ اور ذبح اضطراری اس کو کہتے ہیں کہ جب جانور وحشی ہو اور اس پر قبضہ نہ ہو تو اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر کسی تیز جراح چیز سے حربہ کیا جائے اور وہ جانور اس حربہ سے مر جائے یا کسی تعلیم یافتہ شکاری جانور کو تکبیر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ درندہ اس کو زخمی کر کے مار ڈالے تو وہ زخم اس شکار کے کہیں کیوں نہ لگے وہ ذبیحہ قرار پائے گا۔ اس کا نام ذبح اضطراری ہے۔ پس مقصود یہ ہے کہ اگر باز یا کتا جو تعلیم یافتہ ہو ان دونوں میں سے کسی کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ شکار کو زخمی کر کے مار ڈالے تو وہ شکار ذبح ہو جائیگا۔ بطریق ذبح اضطرار کے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا کیونکہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت من کلب او باز ثم ارسلتہ وذکرت اسم اللہ فکل مما امسک علیک۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑے تو اسنے کتے یا باز تعلیم یافتہ کو شکار پر بسم اللہ و اللہ اکبر پڑھ کر پس کھا تو اس شکار کو جس کو کہ اس نے تیرے واسطے پکڑ رکھا ہے (بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ کا نمبر ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

جس جگہ پکڑا ہو کتے نے اسے[51] — اس جگہ سے کاٹ کر کچھ پھینک دے

ہی معلم باز جب آنے لگے[52] — اور ہی کتا جب کھائے انہیں سے

جو کوئی آلہ کہ ایسا تیز ہو[53] — چیرے پھاڑے اور بہا دے خون کو

تسمیہ پڑھ کر اگر حربہ کرے[54] — اور شکار اسکی جراحت سے مرے

بالیقیں وہ ہے ذبیحہ اور حلال — کچھ نہیں ہے اسمیں جا قیل و قال

فی زمانہ مردمانِ ہر دیار[55] — کرتے ہیں بندوق سے اکثر شکار

اسکے بارہ میں بہت ہی اختلاف — کچھ نہیں ہے اسکا فتویٰ صاف صاف

کہتے ہیں ناجائز اکثر عالمین[56] — بعض جائز اسکو کرتے ہیں یقین

مولوی بلہور کے خرم علی[57] — شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی

دونوں نے لکھا ہی ناجائز اسے[58] — اپنے اپنے ترجمہ میں فقہ کے

اور مرے استاد مولانا حسن[59] — عالم و فاضل فقیہہ سہسوان

---

[51] جس جگہ پکڑا ہو۔ الخ یعنی کتے نے جو شکار کو جس جگہ اس کے بدن میں سے پکڑ کر مارا ہو بس اُس جگہ سے تھوڑا سا گوشت کاٹ کر پھینک دے یا اسی کتے کو کھلا دے باقی سب آپ کھا لے کیونکہ کتے کا لعاب ناپاک ہے پس جس عضو میں جہاں جہاں اس کا لعاب لگا ہو وہاں سے کاٹ کر پھینک دے منہ

[52] ہے معلم۔ الخ یعنی باز اور شکرہ وغیرہ تعلیم یافتہ جب ہوتا ہے کہ اگر اس کو صبر کر کے اور انتظار [illegible] بلاوے تو اس کے بلانے سے وہ چلا آوے اور کتا تعلیم یافتہ جب ہوتا ہے کہ شکار کو پکڑ کر اس میں سے چیر پھاڑ کر کے نہ کھانے لگے کیا معنی کہ اگرچہ شکار کو پکڑ کر اس کو مار ڈالے لیکن اس میں سے خود بخود کھانے نہ لگے اور اگر کتا شکار کو مار کر [illegible] تو پھر وہ تعلیم یافتہ نہ رہے گا اور اس کا مارا ہوا شکار مردار ہو جائے گا کتے کی عادت یہ ہے کہ اگر اس کو تعلیم دی جاوے تو وہ شکار کو پکڑ کر لے آتا ہے اور اگر شکار بڑا اور وزنی ہو تو اس کو پکڑ کر روک رکھتا ہے لیکن کھاتا نہیں ہے اور جب تعلیم یافتہ نہیں ہوتا اکثر شکار کو چیر پھاڑ کر کھانا شروع کر دیتا ہے اور باز و بہری و چرہ و شکرہ وغیرہ تعلیم یافتہ تب ہوتا ہے کہ وہ آدمی سے خوگر ہو جائے اور بلانے سے آنے لگے ان میں شکار کو مار کر کھانے نہ کھانے کی شرط نہیں ہے کیونکہ شکار کو مار کر ان پرندوں کا نہ کھانا غیر ممکن ہے منہ

[53] جو کوئی آلہ کہ ایسا تیز ہو۔ الخ۔ اب یہاں سے شکار کے مارنے کا کلیہ بتایا جاتا ہے کہ جو ہتھیار ایسا تیز و دھار دار ہو کہ جو شکار میں لگ کر اس کے بدن کو چیرے اور پھاڑے اور خون اس شکار میں سے تھوڑا سا نکال کر بہا دے۔ منہ

[54] تسمیہ پڑھ کر۔ الخ۔ یعنی اگر ایسے ہتھیار سے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر حربہ کرے اور شکار اس حربہ کی ضرب سے فوراً مر جائے کیا معنی اس شکاری کے شکار تک پہنچنے سے پہلے وہ جانور مر جائے تو وہ مرا ہوا جانور یقینی ذبیحہ و حلال ہوگا اور اس میں جائے گفتگو ہرگز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص ایسے مرے ہوئے جانور کو ذبیحہ و حلال نہ سمجھے گا تو وہ مرتد ہو جائے گا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا کیونکہ اس بارے میں نص قطعی وارد ہے پس ایسے شخص کو حلال نہ سمجھنا یا شک کرنا نص صریح کی مخالفت کرنا ہے جو کہ یقینی کفر ہے۔ منہ ۱۲

[55] فی زمانہ مردمانِ ہر دیار۔ الخ۔ یعنی اس زمانہ میں ہر ملک و دیار و جملہ ولایتوں میں لوگ بندوق سے اکثر شکار کھیلا کرتے ہیں لیکن اس بندوق کے بارہ میں علماء کا اختلاف بہت زیادہ ہے اور اس کے شکار کے جواز و عدم جواز میں اب تک کوئی اجماع علمائے امت کا ایسا نہیں ہوا جس سے اس شکار کی جائز یا ناجائز ہونے کا صاف صاف فتویٰ شائع ہو اور اس کے حلت یا حرمت کی دلیل قطعی قائم ہو کر ایک امر حق قرار پایا جاتا تاکہ باسانی لوگ اس پر عمل کریں اور تردد باقی نہ رہے منہ

[56] کہتے ہیں ناجائز اکثر۔ الخ۔ یعنی بندوق کے مارے ہوئے شکار پر جو اختلاف کثیر ہے وہ یہی ہے کہ اکثر علماء معتبر تو اس کو ناجائز و مردار قرار دیتے ہیں اور بعض علماء اسکو جائز و حلال فرماتے ہیں کیا معنی کہ اگر بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کے بندوق چلائی جائے اور اس سے شکار مر جائے تو بعض علماء کے نزدیک وہ شکار مثل تیر و تلوار کے مارے ہوئے شکار کے حلال ہے اور اکثر کے نزدیک مثل پتھر اور لاٹھی وغیرہ کے مارے ہوئے شکار کے وقیذ و توذہ ہے یعنی مردار ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

حافظ وقاریِ قرآنِ مجید | در فرائض نیز بےمثل وعدید
وہ بھی فرماتے کہ ناجائز یہ ہے | رحمۃ اللہ علیہ پے بہ پے
مولوی ومفتی لطفِ اللہ[51] | قاضی شہرِ علیگڈھ دینِ پناہ
فاضل ونامی ویکتائے زمن | مفتی آں حیدرآبادِ دکن
اوستادانِ جہاں را اوستاد | اہلِ دیں راہست بروے اعتماد
وہ بھی فرماتے ہیں ناجائز اسے | شامی وقاضی کے استدلال سے
مولوی[52] احمد رضا خانِ فقیہ | نیست مثلش دیگرے لاریب فیہ
پایہ اش در فقہ باشد بس بلند | پرتوِ بو یوسف است آں ارجمند
پیشوا ومقتدائے اہلِ دین | وارثِ علمِ پیمبر در زمین
واقفِ اسرارِ قرآن وحدیث | قامعِ بدعات وشرِ ہر خبیث
آں محیِ سنتِ خیر الانام | اہلِ سنت والجماعت را امام

[51] مولوی ومفتی لطف اللہ - الخ - یعنی مولٰینا مولوی لطف اللہ صاحب مدظلہٗ علیگڈہی جو علیگڈھ خاص کے قاضی ہیں اور حیدرآباد میں ایک عرصہ تک مفتی رہے ہیں اور یہ بہت بڑے فقیہ کامل وفاضل جید ہیں اور جن کی مثل اس میان دوآب میں دوسرا کوئی ایسا ہمہ داں نہیں ہے اور جو استاذ الاساتذہ کے نام سے مشہور ہیں اور جن کے صدہا شاگرد مثل مولوی محمد علی صاحب کانپوری ومولوی عبدالغنی صاحب مئو قائم گنج کے بڑے بڑے فاضل موجود ہیں - وہ بھی اس شکار کو ناجائز فرماتے ہیں اور اس کے عدم جواز میں قاضی خاں کی یہ عبارت تحریر فرمائی ہے - ولا یحل صید البندقۃ والمعراض والعصا وما اشبہ ذالک وان جرح ذالک انتہے - قاضی خاں - اور شامی کی عبارت ردالمختار سے یہ تحریر کی ہے - ولا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہٗ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم - انتہی ان کے جوابات بھی آگے مذکور ہوں گے منہ ۱۲ [52] مولوی احمد رضا خانِ فقیہ - الخ مولٰینا مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب مدظلہٗ فاضل بریلوی جو بہت بڑے فقیہ ومحدث وجامع جمیع علوم ویکتائے روزگار ہیں اور عصر میں جن کا ثانی نہیں ہے اور جو فی زمانا مجتہد مقید کا درجہ رکھتے ہیں اور فی الحقیقت اہل سنت وجماعت کی کشتی کے ناخدا ہیں اور جو دجالان کذابین زمانہ کے لئے بمنزلہ مسیح کے ہیں وہ بھی اس شکار کی ممانعت فرماتے ہیں اور اس بارہ میں وہ دیگر اساتذۂ متاخرین کے پیرو ہیں وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ بندوق میں توڑنا ہے کاٹ نہیں ہے لہٰذا اس کا شکار درست وجائز نہیں ہے - انتہی قولہٗ - اس کی تحقیق بھی آگے چلکر ہوگی کہ آیا بندوق میں کاٹ ہے یا نہیں جن فقہا کے نزدیک یہ شکار ناجائز ومردار ہے وہ مذکور ہوچکے اب وہ فقہا ذکر کئے جاتے ہیں جو اس کو جائز وحلال بتاتے ہیں - منہ

فاضلِ کامل بریلی مسکنش — نیست جائز ایں شکار از گفتنش

لیک[۵۱] پیر و مرشدِ ہر شیخ و شاب — شاہ عبدالقادرِ عالی جناب

نقش پائے نقشبندانِ سلف — ہیں باعونِ جد خلفِ ابنِ خلف

یعنی صاحبزادۂ عالی حضور — خواجۂ دنیا و دین عبدالغفور

وہ فقیہہ[۵۲] و عالم و فاضل بھی ہیں — اور طبیبِ حاذق و کامل بھی ہیں

ہیں[۵۳] محدث بھی بڑے با اقتدار — کہتے ہیں بندوق کا جائز شکار

یعنی پڑھ کر تسمیہ کو ایک بار — جو کوئی بندوق سے مارے شکار

اس سے مر جائے اگر وہ جانور — ہو گیا پس وہ حلال و معتبر

اور اگر وہ جانور زندہ ملے — شرط ہی جب ذبح بھی کرنا اسے

ذبح[۵۴] بن پھر وہ نہیں ہوگا حلال — ہے یہ دستورِ شریعت لازوال

شیخ[۵۵] عبداللہ ذی علم و فہیم — مفتی بھوپال در عہدِ قدیم

۵۱ لیک پیر و مرشد۔ الخ جو فتوٰی کہ گولی کے شکار کو جائز فرماتے ہیں ان میں ایک پیر و مرشد مولٰینا شاہ عبدالقادر خاں صاحب مدظلہٗ ساکن شہر شاہجہانپور ہیں اور جو مولٰینا و مرشدنا حضرت خواجہ عبدالغفور صاحب نقشبندی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ خلف الصدق ہیں اور خواجہ صاحب مرحوم و مغفور خلیفہ و سجادہ نشین اپنے نانا مولٰینا حضرت عبدالرحمٰن صاحب مرحوم شاہجہانپوری کے تھے اور وہ حضرت مولٰینا شاہ غلام علی صاحب مرحوم دہلی کے خلیفہ تھے جو آفتاب ماہتاب کی طرح شہرۂ آفاق ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ واضح ہو کہ خواجہ عبدالغفور صاحب نقشبندی رضی اللہ عنہم نہایت درجہ پابند شریعت، متبع سنت و صاحب نسبت بزرگ تھے اور جن کی صدہا کرامتیں بذریعہ ثقات ان آنکھوں سے دیکھی گئی ہیں یہ مؤلف ناچیز بھی انہیں کے دست مبارک پر بوسہ زن ہو کر کفش برداروں میں شامل ہوا ہے حالانکہ خواجہ صاحب مرحوم و مغفور مجھ سے ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ تم تو ہمارے برادرِ طریقت ہو ورنہ تم مرید بڑے حضرت مولٰینا شاہ عبدالرحمٰن صاحب قدس اللہ سرہٗ کے ہو اور وہ اس معنی کر کہ جب میری والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ بڑی حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور سے اول بیعت ہوئی ہیں تو اس وقت میں شکم مادر میں موجود تھا اور چونکہ جنین اپنی ماں کے تابع شریعت میں قرار دیا گیا ہے لہٰذا خواجہ صاحب مرحوم باصرار یہ فرماتے تھے کہ تم درحقیقت باتباع اپنی والدہ کے بڑے حضرت سے بیعت ہو چکے ہو اور ہم سے صرف تجدید بیعت تم نے کی ہے جب اس بارہ میں مجھ کو کچھ شک ہوا کہ میں تو درحقیقت ان حضرت سے مرید ہوا ہوں پھر یہ حضرت کیسے فرماتے ہیں کہ تم بڑے حضرت سے بیعت ہو چکے ہو اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ماں کے مرید ہونے کے وقت اس کے پیٹ کا بچہ بھی بیعت میں داخل ہو جائے جبکہ وہ ایک مضغۂ گوشت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور جنین جو شریعت میں اپنی ماں کے تابع رکھا گیا ہے وہ ماں کے اسلام قبول کرنے میں ہے نہ کہ بیعت میں جب یہ خدشہ گذرا تو واللہ باللہ ثم باللہ وکفی باللہ شہیدا کہ میں نے ایک روز شب کو خواب میں دیکھا کہ میں اپنے پلنگ پر بیٹھا ہوا ہوں اور میرے کمرے کے برآمدے میں سے خواجہ عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ اور ایک بزرگ آن کے ساتھ آگے آگے آئے اور میری چارپائی کے سامنے مونڈھوں پر بیٹھ گئے میں اپنے حضرت کو دیکھ کر تعظیم بجا لایا مجھ سے متبسم ہو کر فرمانے لگے کہ تمہارے پاس بڑے حضرت یعنی مولٰینا شاہ عبدالرحمٰن صاحب شاہجہانپوری تشریف لائے ہیں میں بہت خوش ہوا پھر خواجہ صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ اس کو توجہ دیدیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مجھ کو توجہ دی اور اس کا اثر اس وقت جو کچھ ہوا وہ زبانِ قلم سے نہیں نکل سکتا۔ بیدار ہونے کے بعد میں سمجھا کہ یہ وہ بات ہے کہ جو خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ تو بڑے حضرت کا مرید ہے۔ ۱۲ منہ

۵۲ وہ فقیہہ۔ الخ۔ یعنی مولٰینا مولوی عبدالقادر خاں صاحب مدظلہٗ بہت بڑے فقیہ، کامل و فاضل اجل ہیں اور نیز طبیب حاذق ہیں کہ حکیم محمود خاں صاحب و حکیم عبدالمجید خاں صاحب دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔ ۱۲ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۳ و ۵۴ ضمیمہ میں دیکھیں)

عالم جیّد فیہم معتمد ۔۔۔ در حدیث و فقہ بود وہ مستند

وہ[51] بھی فرماتے تھے بس بازیاں سے ۔۔۔ یہ روایت ہے علاء الدین سے

نیز[52] قطب الدین خان دہلوی ۔۔۔ وہ بھی لکھتے ہیں مظاہر میں یہی

بندقہ ہو جبکہ ہلکا اور تیز ۔۔۔ زرکہ ہے جراح و خونریز البزیز

پس نہیں مارا ہوا اسکا حرام ۔۔۔ زخم سے ثابت ہے موت اسکی مدام

عالمان[53] مصر نے بھی جابجا ۔۔۔ اس کا فتویٰ دے دیا ہے برملا

---(٭)---

صید[54] گولی کا جو کہتے ہیں حلال ۔۔۔ انکا مناعین سے ہے یہ ہی سوال

جبکہ[55] شرط ذبح قائم ہے سدا ۔۔۔ زخم کرنا اور بہانا خون کا

اور[56] ہے یہ بندوق میں ثابت تمام ۔۔۔ پھر ہے کیوں اس ضرب کا مارا حرام

کیا[57] یہی انصاف ہے اے صاحبو ۔۔۔ غور اپنے دلمیں تم کچھ تو کرو

[51] وہ بھی فرماتے تھے۔ الخ یعنی مفتی صاحب مرحوم بھی بندوق کے مارے ہوئے شکار کو جائز و ماکول بتانے تھے اور یہ روایت مولوی علاؤالدین صاحب ساکن جلال آباد ضلع مظفرنگر نے مجھ سے بیان فرمائی ہے کہ مفتی صاحب مرحوم سے چند مرتبہ مولوی صاحب موصوف نے اس کے جائزہ ماکول ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ کہ مفتی صاحب مرحوم نہایت شدومد سے اس کے جواز کے قائل تھے۔ اور مولوی علاؤالدین صاحب نہایت ثقہ و مقدس و دیندار و پرہیزگار بزرگ ہیں اور ولیعہد بہادر ریاست بھوپال کے استاد ہیں مدظلہ العالی۔ منہ

[52] نیز قطب الدین خان دہلوی۔ الخ۔ یعنی مولوی نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم دہلوی اپنے مظاہر حق ترجمہ مشکاۃ شریف کے کتاب الصید والذبائح میں عدی بن حاتم کی روایت کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ اگر بندقہ ہلکا اور تیز ہو تو وہ شکار کو حرام نہیں کرتا بسبب تحقیق موت کے ساتھ زخم کے واضح ہو کہ بندقہ لغت میں مٹی کے غلہ کو کہتے ہیں جو غلیل سے پھینکا جاتا ہے لیکن اب مجازا بندوق کی گولی کو بھی کہنے لگے ہیں۔ پس نواب صاحب مرحوم نے یہاں بندقہ سے بندوق کی گولی مراد لی ہے نواب صاحب کی اس تقریر سے ثابت ہے کہ ان کے نزدیک اگر چھوٹی گولی نوکدار سے شکار مارا جائے تو وہ حلال ہے بسبب اس کے کہ اسمیں جرح و طعن ہوتا ہے واضح ہو کہ بعض فقہا کے نزدیک خرد و دانہ کی گولی نوکدار سے اور نیز چھرہ و کراب سے مارا ہوا شکار حلال ہے بسبب اس کے کہ ان کے نزدیک چھوٹی و نوکدار گولی کا چھرہ کا مارا ہوا شکار جرح و طعن سے مرتا ہے اور مدور و بڑی گولی سے مارا ہوا شکار حلال نہیں ہے اندفاع ضعیف سے مرتا ہے جرح طعن سے نہیں مرتا چنانچہ یہی مذہب مولٰنا نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم کا بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اسی حدیث کے فائدہ میں بندقہ ثقیلہ یعنی بڑی مدور گولی کے شکار کو حرام اور چھوٹی اور نوکدار گولی کے مارے ہوئے شکار کو حلال لکھا ہے اور یہ بات نواب صاحب اور ان کے ہمخیال فقہا کی غلطی ہے گولی خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہو نوکدار ہو خواہ مدور ہر ایک یکساں کام کرتی ہے ۱۲ منہ

[53] عالمان مصر نے بھی جابجا الخ۔ یعنی علماء مصر نے بھی بندوق کے شکار کے جواز کا فتویٰ شائع کر دیا ہے اور وہ ایک رسالہ کی صورت میں ہے اور شاہ صاحب ممدوح کے پاس موجود ہے پس مطلب ان کا یہ ہے کہ جبکہ ایک ملک کے علماء نے اس کے جواز پر اتفاق کر لیا ہے تو پھر اب یہاں کے علماء کو اس کے ساتھ متفق نہ ہونے کی کیا وجہ ہے علماء مصر کا اس کے جواز پر اجماع کرنا ان کے نزدیک علت بندقہ کے واسطے کافی دلیل ہے ۱۲ منہ

[54] صید۔ الخ۔ یہاں تک جو مذکور ہوا وہ ہر دو قسم کے علماء کا اختلاف تھا کیا معنی کہ جن کے نزدیک بندوق کا شکار ناجائز ہے وہ لکھدیے گئے اور جن کے نزدیک جائز ہے وہ بتا دیے گئے اب مولف علماء مجوزین کے دلائل و براہین پیش کرنے کے بغرض دفع اعتراض مانعین ایک الزامی سوال کو علماء مجوزین کی طرف سے پیش کر کے اس کے جواب کا مطالبہ ان سے کرتا ہے اور مجوزین کے دعوی کو ثابت کرتا ہے منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ ضمیمہ)

۵۱ رائے اس میں - الخ - یعنی بندوق کے شکار کے عدم جواز میں اب سب فقہا کی رائے جو کہ منع فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے اور یہ خطائے اجتہادی ہے جیسا کہ ہم نے عقلاً و نقلاً ثابت کر دکھایا ہے اور جن باتوں میں کہ کتاب، سنت و اجماع امت و قیاس مجتہد مطلق سے ثبوت نہیں ہوتا تو اُس میں فقہائے مابعد کی رائے کا صائب نہ ہونا یا کسی نئی بات کے اجتہاد میں غلط کا ہو جانا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اختلاف کا ہونا لازمی ہے جو کہ باعث رحمت ہے - منہ ۵۲ غلہ سے پتھر سے لاٹھی سے - الخ - یعنی غلہ اور پتھر اور لاٹھی وغیرہ سے مارا ہوا جائز نہیں ہے کیا معنی کہ غلہ جو کہ مٹی سے بنا کر غلیل سے پھینکتے ہیں یا پتھر وغیرہ کے کھینچ مارنے سے یا لاٹھی اور گرز وغیرہ کے دبر پچکنے سے جانور ذبح نہیں ہوتا اگرچہ یہ چیزیں کا ہے زخم بھی کر دیں کیونکہ ان چیزوں کے صدمہ سے دبا اور اندفاع عنیف سے شکار مرتا ہے نہ کہ جراحت و خوں ریزی سے اور اگر اتفاقیہ ان میں جراحت ہو بھی جائے تو وہ ساقط الاعتبار ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے جیسا کہ اس سے پہلے حاشیہ پر ہم نے بخوبی جتا دیا ہے اور ایسے ہی مرے ہوئے شکار کو وقیذ و موقوذ کہتے ہیں - منہ ۵۳ بوجھ سے جس کے - الخ یہ کلیہ شکار کے مردار ہونے کا بتایا جاتا ہے جیسا کہ شروع میں شکار کے حلال ہونے کا کلیہ بتایا گیا تھا - یعنی جو چیز کہ ایسی ہو کہ جس کے صدمہ سے شکار دب کر مر جائے اور محض اندفاع عنیف سے اُس شکار کی ہلاکت واقع ہو اور زخم خونریزی اس میں نہ ہوتی ہو اُس کا مارا ہوا شکار ہرگز اور کبھی جائز نہیں ہے اگرچہ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر اس سے مارا جائے کیونکہ یہ شکار وقیذ و موقوذ ہے - منہ ۵۴ لیک یہ بندوق کی حالت نہیں - الخ - یعنی یہ حالت جو کہ غلیل اور پتھر اور لاٹھی وغیرہ کے مارے ہوئے شکار کی ہے یہ بندوق کی نہیں ہے کہ اس کا مارا ہوا شکار وقیذ و موقوذ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بالیقین آلہ جارحہ ہے جس کو ہم نے ثابت کر دیا اور جس کا کہ جراحت و خوں ریزی لازمی و دائمی کام ہے فقط - منہ ۵۵ اس کے رد میں - الخ یعنی یہ دلائل مجوزین صید البندوق کے بیان کئے گئے ان کے درجواب مانعین شکار مذکور یہ کہتے ہیں کہ یہ دلائل جواز و حلت شکار بندوق میں کچھ قوی و مضبوط نہیں ہیں اور نہ کسی فقیہ کے ذہن نشین و پسند ہو سکتے ہیں کیونکہ حلت و ذکاۃ جانور ماکول کے واسطے محض اُس کے زخم کر دینا اور خون بدن میں سے بہا دینا کافی نہیں ہے کہ اس طرح تو گوپھن کے پتھر سے بھی زخم ہوتا ہے خون بہتا ہے مگر پتھر کا مارا ہوا شکار بالاجماع حرام ہے کہ اس کا زخم و انہار دم بوجہ اندفاع عنیف ہے پس مجرد زخم و انہار دم بوجہ اندفاع عنیف کی نفی حکم شرعی سے محض ناواقفی ہے - ذبح کے لئے صرف زخم و انہار کافی نہیں بلکہ دھار و آلہ کی تخصیص ہے - محیط سرخسی اور بدائع اور کافی شرح وافی اور اجناس اور غایۃ البیان امام اتقانی اور در مختار طحطاوی اور ینابیع اور جوہرہ نیرہ اور فتاوی عالمگیری وغیرہا سے اس کی تحقیق آشکار ہے امام اتقانی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں قال فی الاجناس یعتبر فی حصول الذکاۃ اربع الی ان قال الثالث صفتہ الآلۃ ان تکون ما یقطع لھا حدۃ - جوہرہ نیرہ میں ینابیع سے ہے ان آلاتہ محدد اکل امام نسفی نے کافی میں فرمایا - (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

یہ کہ کتّے کا تو پکڑا ہو ذبیح — اور نہ ہو بندوق کا مارا صحیح
رائے اسمیں آپکی صائب نہیں[۵۱] — ہی خطائے اجتہادی بالیقیں
غلہ سے، پتھر سے، لاٹھی سے[۵۲] ولے — ہی نہیں جائز سمجھ موقوذ اسے
بوجھ سے[۵۳] جسکے مرے دبکر شکار — وہ کبھی جائز نہیں ای دیں شعار
لیک[۵۴] یہ بندوق کی حالت نہیں — ہے وہ آلہ جارحہ کرنا یقیں

* * *

اسکے رد میں[۵۵] کہتے ہیں یوں مانعین — کچھ نہیں ہیں یہ دلائل بہتریں
زخم خونریزی نری کافی نہیں — امر بر الدم کے تو یہ معنی نہیں
ذبح میں ہی شرط حدت کی مدام — جو کہ کاٹے دھار کی تیزی سی چام
آپ کی گولی میں یہ حدت کہاں — توڑتی ہے وہ تو اک قوت سے ہاں
توڑ میں[۵۶] اور کاٹ میں ہے فرق تام — ایک سمجھے جو سمجھ ہے اسکی خام
نہ جو نہ سمجھے فقہ سے کیا اس کو کام

دہار[51] ہونا کاٹنے میں شرط ہے | پس اُسی سے ہے زکوٰۃ اے نیک پے
ہیں یہی اقوال فقہ حنفیہ | دیکھ طحطاوی و عالمگیریہ
حلت[52] و حرمت کے جو یہ قول ہیں | اُن سے ہو کر اک طرف کہتا ہوں میں
صید یہ جائز ہو یا جائز ہو | ہے مگر انصاف شرط اے مومنو
شک ہو جسکی حلت و حرمت میں جب | پس وہاں یہ حکم ہے اے حق طلب
ترک کرنا اسکا اولیٰ ہے مدام | ہے یہی حکم شریعت لا کلام
ہوگئی[53] ہے پس کہ جب یہ بات صاف | اکثر اہل علم ہیں اُسکے خلاف
پس ہے اُسکا ترک کرنا لازمی | بن سکے ذبح اُسکو مت کھانا کبھی
ایسے[54] ہی جو صید پانی میں گرے | اور وہ اُسمیں غرق ہو کر جان دے
وہ بھی ناجائز ہے بالکل اے ثقہ | کیونکہ ہے مرگ اُسکی بیشک مشتبہ
جبکہ کھانا ہو حلال و معتبر | ہو سے بسم اللہ اُس کے پیشتر

[51] دہار ہونا - الخ - یعنی یہ امر کتب معتمدہ الائمہ فقہ سے ثابت ہی ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ شرعی کے لئے آلہ کا دہاردار ہونا ضرور مشروط ہے اور اُسی سے جانور ماکول کی زکوٰۃ واقع ہوتی ہے اور گولی - گرہ اب - چھرّے میں یقیناً دہار نہیں - پس مسئلہ ختم ہوا کہ بفضلہٖ تعالیٰ کتب معتمدہ سے جزئیہ نکل آیا - و للہ الحمد - کذا قال مولانا مولوی مفتی حاجی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی - منہ ۱۲

[52] حلت و حرمت - الخ - اب مؤلف کہتا ہے کہ صید البندوق کی حلت و حرمت میں یہ جو اقوال علمار سابق و حال کے معہ دلائل و براہین نقل کئے گئے ان میں سے میں کسی کی تقویت یا تضعیف کرنے سے ایک طرف اور علیحدہ ہو کر بطریق قول فیصل اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ شکار کسی قاعدہ کلیہ کی رو سے جائز ہو خواہ ناجائز ہو مگر انصاف شرط ہے کہ جب کسی چیز کی حلت و حرمت میں شک و شبہ واقع ہو تو اگرچہ اصل اشیا میں اباحت ہے ولیکن شرع شریف کا حکم ایسی جگہ یہی ہے کہ اُس کا ترک کرنا ہر حال میں اولیٰ و افضل ہے اور بعض کے نزدیک واجب - ۱۲ - منہ

[53] ہوگئی ہے پس کہ جب یہ بات - الخ - یعنی جبکہ یہ بات ہماری تحقیقات و استفسار علما سے بخوبی واضح ہو چکی ہے کہ اکثر اہل علم زمانہ سابق و حال مثل علامہ شامی و شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی و استاد سہسوانی و فاضل بریلوی و مفتی حیدرآبادی وغیرہم اُس کے خلاف ہیں تو اُس میں ضرور بالضرور ایک شک و شبہ پڑ گیا تا وقتیکہ پھر کبھی تمام علمار کا اجماع اس پر نہ ہو جائے پس ایسی حالت میں اُس شکار کا ترک کرنا اور نہ کھانا بہر حال اولےٰ و انسب ہے بلکہ واجب ہے اور اُس کی دوسری چیزوں مثلاً کھال اور خون اور سینگ وغیرہ سے منتفع ہونا بہتر و خوش تر ہے واللہ اعلم بالصواب - منہ

[54] ایسے ہی الخ - یعنی شکار آلہ جارحہ سے زخمی ہو کر پانی میں جا پڑے اور اُس میں ڈوب کر مر جائے تو وہ بھی مردار وغیرہ ماکول ہے کیونکہ اُس کی موت میں یہ قوی شبہ ہے کہ آیا وہ زخم کے اثر سے مرا ہے یا پانی میں ڈوب جانے سے مرا ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ زخم کے اثر سے مرا ہے پانی میں ڈوب کر نہیں مرا تو وہ پھر مردار نہ ہوگا فقتنبہ - منہ

بعد میں الحمد للہ کے مدام
فاقہ کرنے سے جو ہو مضطر کمال

اور جو کھانا ہو نجس تو ہو حرام
ہو گیا کھانا حرام اس کو حلال

کتاب الفرائض یعنی فرض حصوں کا بیان

اب فرائض کا میں کرتا ہوں بیان
مال میت پیشتر اے وارثان

[52] قرض ہیں دو جو کہ قرض عین ہو
بعدہ تجہیز اور تکفین کرو

[53] بعد اسکے قرض دیگر دیجیو
[54] بعد ازاں موصیٰ لہ کو ثلث دو

[55] دیکھیے یہ موصیٰ لہ کو ثلث مال
مابقی ترکہ ہے وارث پر حلال

[56] پہلے ہیں ذی فرض و عصبات نسب
بعد انکے پھر ہیں عصبات سبب

ہوں نہ عصبات سبب موجود اگر
ہونگے وارث انکے تب عصبات نز

ہوں وہ بھی پھر اگر اے نیک نام
رد ہو اصحاب فرائض پر تمام

٥١ یعنی نجس و حرام طعام پر بسم اللہ کہہ کر اس کو کھانا کفر و ضلالت ہے اور حلال و طیب کھانے پر اس کو پڑھ کے کھانا باعث رحمت و خیر و برکت ہے منہ

٥٢ قرض ہیں دو ۔الخ ۔یعنی میت کا مال پہلے اس کے قرض عین میں ادا کرو ۔قرض عین اس قرض کو کہتے ہیں جس میں کوئی شے مرہون و مستغرق ہو یعنی اس قرض کا تعلق کسی معین شے سے ہو ۔پس سب سے پہلے ایسی شے سے وہ قرضہ ادا کیا جائے ۔مثلاً ایک شخص نے ایک زمین خریدی اور اس کو بالعوض اس کی نذر قیمت کے رہن کر دیا اب اس خریدار کے مرجانے کے بعد سوائے اس زمین مرہونہ کے اور کوئی چیز نقد و جنس میں سے نہیں ہے ۔تو ایسی صورت میں وہ زمین مرہونہ بیچکر یہ قرض عین ادا کیا جائے تجہیز و تکفین میں پہلے نہ خرچ کیا جائے کیا معنی کہ قرض عین ۔تجہیز و تکفین پر مقدم ہے اور تجہیز و تکفین مطابق طریق سنت کے کیجائے اس میں اس سے زائد خرچ نہ کیا جائے ۔١٢ ۔منہ ٥٣ بعد اس کے ۔الخ یعنی قرض عین ادا کرنے کے بعد تجہیز و تکفین کی جائے اور تجہیز و تکفین کے بعد دوسرا قرض جو کہ قرض عین سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ ادا کیا جائے کیا معنی کہ اب وہ قرض ادا کیا جائے کیا معنی کہ اب چیز رہن نہ ہو جس قرض میں کوئی چیز مرہون نہیں ہر تی اس کو ہم نے قرض دیگر کہا ایسے قرضہ پر تجہیز و تکفین کا صرف مقدم ہے ١٢ ۔منہ ٥٤ بعد ازاں موصیٰ لہ کو ۔الخ یعنی بعد ادائے قرض دیگر جو کچھ مال میت کے اس میں سے موصیٰ لہ کو تہائی مال متروکہ تک دیا جائے ۔موصیٰ لہ اس کو کہتے ہیں جسکے واسطے میت وصیت کر جائے کہ بعد میرے اسقدر مال فلاں آدمی کو دیا جائے پس بموجب وصیت میت کے تہائی مال تک موصیٰ لہ کو دیا جائے اگر میت کسی کو تہائی مال سے زائد کی وصیت کریگا تو وہ زیادتی بے اجازت ورثہ پوری نہ کی جائے گی کیونکہ تہائی مال سے زیادہ وصیت بے اجازت ورثہ درست نہیں ہے اور تہائی تک درست ہے خواہ کہ انتہائے وصیت بے اجازت ہے اور یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ وصیت حق داران شرعی کے حق میں بے اجازت دیگر ورثہ ثلث یا اس سے کم میں بھی جائز نہیں غیروں کے واسطے جائز ہے پس جو کوئی میت اپنے کسی وارث کے حق میں وصیت کرے گا کہ اسی ایک کو سب مال دیدیا جائے یا آنکہ اس کے حصہ شرعی سے اس کو کچھ زیادہ دیا جائے تو یہ وصیت اسکی جاری نہ ہوگی اور اس موصیٰ لہ کو اسی قدر ملیگا جسقدر کہ اس کا حق فرائض میں ہوگا جبتک دیگر ورثہ اجازت نہ دیں فقط ١٢ ۔منہ ٥٥ دیکھیے یہ ۔الخ ۔یعنی موصیٰ لہ جو کہ حقدار شرعی نہو اس کو تہائی مال تک دیکر باقی ترکہ بقیہ وارثان میت کو آپس میں تقسیم کرنا حلال ہے کیا معنی کہ اگر ورثہ بلا وجہ شرعی وصیت کو باطل کر کے سب مال آپس میں بانٹ لیں تو یہ حلال نہیں ہاں قدر وصیت چھوڑ کر باقی تقسیم کر لیں تو روا ہے اگرچہ ابھی موصیٰ لہ نے مال نہ پایا ہو ۔منہ ٥٦ پہلے ہیں ذی فرض ۔الخ ۔یعنی وارثان میت میں سے جن کو ترکہ میت کا پہنچتا ہے ان میں سے اول ذیفرض یعنی ذوی الفرض اور عصبات نسبی ہیں اور اگر وہ نہوں تو ان کے بعد عصبات سببی حقدار ہیں ۔ذیفرض یا ذوی الفروض ان کو کہتے ہیں کہ جن کا فرض یعنی حصہ شرعی کتاب سنت سے معین ثابت ہو (بقیہ نوٹ نمبر ٥٦ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

پھر ہو وہ تقسیم ذوالارحام میں ‌‌ ‌ بعد ہم مولی الموالاۃ اس کو لیں

پھر نسب کا جس کے میت نے کیا ‌ ‌ ‌ غیر پر اقرار یوں رشتہ بنا

بعد ازاں موصیٰ لہ کو دیں کمال ‌ ‌ ‌ جو ثلث سے ہو فزوں پھر بیت مال

دوسری فصل موانع ارث کے بیان میں

موانعات ارث ہیں کل پانچ چیز ‌ ‌ ‌ قتل ناحق اس میں اول کر تمیز

ہے دوم ممنوع بیچارہ غلام ‌ ‌ ‌ اختلاف دین سوم ہے لاکلام

ہے چہارم اختلاف ملک و دار ‌ ‌ ‌ جہل ترتیب اجل پنجم شمار

جو کہ ہے ممنوع وہ مانع نہیں
لیک ہے محجوب حاجب بالیقیں

--- * ---

٥١ پھر ہو وہ تقسیم - الخ - یعنی اگر اصحاب رد بھی نہ ہوں تو مال متروکہ ذوی الارحام کو حسب حصص شرعی دیا جائے اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو مولی الموالاۃ کو دیا جائے اور مولی الموالاۃ نیکی و بدی کے قبول کرنے والے کو کہتے ہیں صورت عقد موالاۃ یہ ہے کہ ایک شخص مجہول النسب دوسرے شخص سے یہ کہے کہ تو میرا مولی ہے جب میں مروں تب میری میراث تو لینا اور اگر مجھ سے کوئی جرم قابل تاوان دیت یا قلہ سرزد ہو تو وہ تاوان تو ادا کرنا اور وہ شخص دیگر اس بات کو منظور کر لے تو یہ دوسرا شخص مولی الموالاۃ کہلاتا ہے نیکی و بدی قبول کرنے سے یہی مطلب ہے کہ اس نے میراث مجہول النسب لینے اور اس کے بدلے جرمانہ یا تاوان دینے کو قبول کر لیا ہے ۱۲ - منہ ٥٢ پھر نسب کا - الخ - یعنی جبکہ میت کا کوئی مولی الموالاۃ بھی نہ ہو تو اس صورت میں اس کا ترکہ اس کو دیا جاوے جس مجہول النسب شخص کا میت نے کسی اپنے عزیز سے نسب کا اقرار کیا ہو اور اس اقرار سے تا وقت وفات منحرف نہوا ہو غیر پر اقرار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ میت نے اس کو اپنا بیٹا یا بیٹی نہ بتایا ہو بلکہ مثلاً اپنے باپ کا یا بھائی کا یا بھتیجے کا بیٹا یا بیٹی بتایا ہو اور اپنے قول پر تادم حیات قائم رہا ہو تو اس حالت میں وہ ترکہ اس مجہول النسب کو دیا جائے گا اور اگر میت نے کسی کو مرتے وقت اپنا بیٹا تسلیم کیا ہو یا جس کو میت نے اپنے کسی بھائی یا بھتیجے کا بیٹا یا بیٹی بتایا ہو اور اس کے اس بھائی یا بھتیجے نے بھی اپنی زندگی میں اس مجہول النسب کے بیٹا یا بیٹی ہونے کا اقرار کر لیا ہو تو اس صورت میں وہ شخص مجہول النسب نہ رہے گا اور اول ہی مرتبہ میں عصبہ نسبی قرار پا کر میراث پائیگا - منہ ٥٣ بعد ازاں موصیٰ لہ کو - الخ - یعنی جبکہ وہ مجہول النسب شخص بھی جس کے لئے میت نے اپنے کسی عزیز پر اقرار نسب کیا ہو موجود نہ ہو تو اس صورت میں مال متروکہ سے جتنی وصیت ثلث سے زیادہ کی ہو نافذ کر دیجائیگی یہانتک کہ اگر کل مال کی وصیت کی تھی تو وہ تمام وکمال مال موصیٰ لہ کو دیدیا جائے گا - اور ایسی حالت میں وصیت ثلث سے زیادہ کی ہو اور ثلث کی قید نہ رہے گی اور جب وہ موصیٰ لہ بھی نہ پایا جائے یا اس کی وصیت دیکر بھی کچھ بچے مثلاً نصف کی وصیت کی تھی نصف بچ رہا تو اس وقت وہ مال متروکہ کل یا باقی لاوارث قرار پاکر بیت المال حکومت اسلام میں بغرض مصارف مسلمین داخل کیا جائیگا اور بیت المال اس خزانہ شاہی کو کہتے ہیں جس میں رفاہ عام و ضروریات اسلام کے لئے روپیہ جمع رہے - منہ ٥٤ مانعات ارث - الخ - یعنی وہ چیزیں جنسے وارث مورث کے ترکہ سے ممنوع و محروم ہوجاتا ہے - سب پانچ ہیں - اول ان میں قتل ہے کیا معنی کہ جو وارث اپنے کسی مورث کو عمداً بلا وجہ مار ڈالے گا تو اس مورث کے ترکہ سے محروم ہوجائیگا اور پھر اس میں سے اس کو کچھ نہ ملے گا - منہ

(بقیہ نمبر ۵۵، ۵۶، ۵۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵١ فرض کل چھ ہیں کلام اللہ میں ۔ الخ ۔ یعنی قرآن مجید و فرقان حمید میں ذوی الفروض کے واسطے مالک ارض و السموات نے جو حصص و سہام فرض کئے ہیں وہ تعداد و شمار میں کل چھ عدد ہیں اور ان چھوں فرض کی دو قسم مقرر ہیں فرائض ہیں ١٢ ۔ ۵٢ قسم اول میں ہیں ۔ الخ یعنی دو قسموں مقررہ میں سے قسم اول میں آدھا اور چوتھائی اور آٹھواں حصہ ہے ۔ منہ ۵٣ قسم ثانی میں ہے ۔ الخ یعنی دوسری قسم میں دو تہائی ۔ ایک تہائی اور چھٹا حصہ داخل ہیں ۔ یہ دونوں قسم کے ملکر چھوں حصے ہو گئے ۔ واضح ہو کہ ان چھوں فرضوں کی جو دو قسمیں مقرر کی گئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم اول کے جو فرض ہیں وہ تینوں ایک شان کے ہیں مثلاً آدھی کا نصف چوتھائی ہوتا ہے اور چوتھائی کا نصف آٹھواں ہوتا ہے اور اگر اس کو بالعکس کیا جائے تب بھی وہی نتیجہ نکلے گا مثلاً آٹھویں کو دونا کیا جائے تو چوتھائی ہوگا اور اگر چوتھائی کو دونا کیا جائے تو نصف حصہ نکلے گا ۔ علی ہذا قسم دوم کے فرض ایک شان کے ہیں مثلاً دو تہائی کو نصف کیا جائے تو ایک تہائی نکلے گی اور ایک تہائی کو نصف کیا جائے تو چھٹا حصہ پیدا ہوگا اسی طرح اسکے عکس کا حال ہے پس ان دونوں قسم کے متحد الشان فرضوں کی دو قسمیں علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیگئی ہیں ۔ فتنبہ ۔ منہ ۵٤ مالک ان کے ۔ الخ ۔ یعنی ان دونوں قسم کے چھوں فرض حصوں کے مالک رحق دار بارہ مرد و عورت ہیں کیا معنے کہ جن ذوی الفروض کو یہ حصے پہنچتے ہیں وہ سب بارہ کس ہیں جنکا بیان آگے موجود ہے ۔ منہ ۵۵ پہلے باپ اور وہ نہ ہو تو اس کا باپ ۔ الخ یعنی منجملہ بارہ تن اصحاب فرائض کے ایک ۔۔ ہے اور اگر باپ نہ ہو کیا معنی کہ مر گیا ہو تو باپ کا باپ یعنی دادا جس کو فرائض میں جد صحیح بولتے ہیں اور وہ بھی نہ ہو تو دادا کا باپ یعنی پردادا غرض کہ اسی طرح اصول میں براہ راست اوپر تک کیے بعد دیگرے جو کوئی پایا جائے ۔ منہ ۵٦ ہے چھٹا ان کا الخ ۔ یعنی باپ کا اور وہ نہو تو دادا اور پردادا وغیرہم کا جو کوئی بھی قریب تر پایا جائے ان میں سے ایک کو مال متروکہ کا چھٹا حصہ دیا جائیگا جب کہ میت کے اولاد نرینہ بھی موجود ہو ۔ اگر میت کے اولاد نرینہ نہ ہو بلکہ اولاد اناث ہو یعنی لڑکیاں یا پوتیاں یا پرپوتیاں ہوں تو اس صورت میں بعد دینے حصہ بنات کے جو کچھ ترکہ باقی رہے گا وہ بھی سب اسی باپ یا دادا یا پردادا وغیرہم کو بطور عصوبت ملے گا ۔ کیا معنی کہ ایسی حالت میں چھٹا فرض بھی اپنا وہ لیں گے ۔ اور بقیہ ترکہ بھی اور میت کے بہن بھائیوں کو کچھ نہ لینے دیں گے اسی پر فتوی ہے اور جن علماء کے نزدیک دادا پردادا کی موجودگی میں بہن بھائی میت کے بھی میراث پاتے ہیں اس کا بیان ہم آخر کتاب میں بالتفصیل انشاء اللہ تعالی مقاسمۃ الجد کے ذکر میں کریں گے ۔ فتنبہ ۔ منہ ١٢

فرض حصوں کا بیان

۵١ فرض کل چھ ہیں کلام اللہ میں	انکی دو قسمیں ہیں لیں اس راہ میں
۵٢ قسم اول میں ہیں شامل بیگماں	حصۂ نصف و چہارم آٹھواں
۵٣ قسم ثانی میں ہیں داخل بے خطا	دو تہائی اک تہائی اور چھٹا
۵٤ مالک ان کے مرد و زن بارہ ہیں سب	وہ بھی گن لے اسجگہ ای با ادب

ذوی الفروض کا بیان

۵۵ پہلے باپ اور وہ نہو تو اسکا باپ	ایسے ہی اوپر تک اسکو سمجھیں آپ
۵٦ ہی چھٹا ان کا جو ہو اولاد نر	مابقی بھی لڑکیاں ہوں اسکے گر

[۵۱] جب نہ کچھ اولاد ہو تب یہ اصول ۔۔۔ بنکے عصبہ باقی سب کر لیں وصول

[۵۲] ہوں جو اخیافی کلالہ کے لئے ۔۔۔ ایک کو سدس اور کئی کو ثلث دئے

[۵۳] نصف شوہر کو نہو اولاد اگر ۔۔۔ ساتھ بچے کے چہارم ہے مگر

[۵۴] یوں ہیں بی بی کو چہارم بے ولد ۔۔۔ ساتھ اسکے آٹھواں ہے رد و کد

[۵۵] لڑکیوں کو دو تہائی ہیں فقط ۔۔۔ ایک لڑکی ہو تو آدھا ہے فقط

[۵۶] لڑکیوں کے بعد ہیں پھر پوتیاں ۔۔۔ پوتے پر پوتے کی یوہیں بیٹیاں

[۵۷] ساتھ لڑکوں کے وہ عصبہ ہیں مگر ۔۔۔ مثل حظ الانثیین للذکر

[۵۸] ساتھ ایک اگلی کے گر ہوں پچھلیاں ۔۔۔ تب چھٹا حصہ ہے انکا بیگماں

[۵۹] ہوں یہ سب محجوب ہوں اگلی جو دو ۔۔۔ اور جو پیدا ساتھ میں نر انکے ہو

[۶۰] یاکہ اپنے بھی ہو نیچے کوئی نر، ۔۔۔ بانٹنا تب دو کو مثل یک ذکر

[۶۱] جبکہ نیچے تک نہوں یہ لڑکیاں ۔۔۔ تب بجائے انکے بہنیں ہو لیاں

۵۱ جب نہ کچھ اولاد ہو - الخ - یعنی میت کے جب کوئی اولاد نر و مادہ لڑکا لڑکی یا پوتا پوتی یا پر پوتا پر پوتی نہ ہو تو یہ سب اصول یعنی باپ اور وہ نہو تو دادا اور وہ نہو تو پر دادا وغیرہم جو کہ میت سے قریب تر ہو سب کا سب ترکہ عصبہ بن کر وصول کر لیں گے مطلب یہ ہے کہ جب کچھ اولاد نہ ہو تو بعد دینے حق دیگر ذوی الفروض کے - اگر وہ ہوں - تو یہ اصول مذکورہ باقی سب ترکہ خود لے لیں گے بہن بھائیوں کو کچھ نہ لینے دیں گے جیسا اوپر مذکور ہوا - منہ

۵۲ ہوں جو اخیافی کلالہ کے لئے - الخ - یعنی جبکہ میت کلالہ ہو اور اس کے اخیافی بہن بھائی موجود ہوں تو اس صورت میں اگر اخیافی ایک بھائی یا اخیافی ایک بہن ہو تو اس کو بلا تفریق نر و مادہ چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اخیافی کئی ایک ہوں یعنی دو بھائی بہن اخیافی ہوں یا زائد ہوں تو ان کو دو سدس ملیں گے یعنی تہائی حصہ ملے گا اس سے زائد حصہ ان کا کسی حالت میں نہیں اور اخیافی بہن بھائی حصہ لینے میں برابر ہیں یعنی ہر ایک نر و مادہ کو ان میں سے مساوی حصہ تقسیم ہوگا کم زیادہ نہ ملے گا - اور اخیافی اس کو کہتے ہیں کہ ماں ایک ہو اور باپ جدا اور کلالہ وہ میت ہے جس کے کچھ اولاد نر و مادہ نہ ہو اور نہ اصول میں باپ دادا پردادا وغیرہ کوئی نر موجود ہو تو ایسے میت کے ترکہ میں اخیافی حصہ دار ہوتے ہیں - ۱۲ منہ

۵۳ نصف شوہر کو نہو - الخ - یعنی میت عورت کے اگر اولاد نر و مادہ کوئی نہ ہو تو اس صورت میں شوہر کو آدھا ترکہ ملے گا اور شوہر اولاد متوفیہ کے ساتھ میں ہو تو اس صورت میں اسکو چوتھائی حصہ ملیگا اور یہی حجب نقصان ہے - ۱۲ منہ

۵۴ یوں ہیں بی بی کو - الخ - یعنی اسی طریق پر میت مرد کے اگر کوئی اولاد نر و مادہ نہ ہو اسکی بی بی یعنی جورو کو چوتھائی حصہ ترکہ کا ملے گا اور اگر عورت مذکورہ کے ساتھ شوہر متوفی کی اولاد بھی ہو تو اس صورت میں جورو کو آٹھواں حصہ ترکہ ملے گا - منہ

۵۵ لڑکیوں کو - الخ - یعنی میت کے اولاد اناث کو جبکہ ان کے ساتھ مثل انکے کوئی نر نہ ہو تو دو یا اس سے زائد لڑکیوں کو ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گی زائد نہ ملیں گی فقط کے لفظ سے یہی مراد ہے کہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی تک ہے اس سے زائد نہیں ہے اور ایک لڑکی ہو تو اس کو صرف آدھا ترکہ ملیگا - ۱۲ منہ

۵۶ لڑکیوں کے بعد ہیں پھر پوتیاں - الخ - یعنی لڑکیاں اگر نہ ہوں اور پوتیاں ہوں تو وہ ان کے بعد بجائے ان کے قائم مقام ہیں کیا معنی کہ جس طرح دو یا زائد لڑکیوں کو در صورت نہ ہونے لڑکے کے دو تہائی ملتی ہیں اور ایک لڑکی کو آدھا ترکہ ملتا ہے اسی طرح پوتیوں کو لڑکیوں کے بعد یعنی لڑکیوں کی عدم موجودگی میں دو یا زیادہ کو دو ثلث اور ایک کو نصف ترکہ ملیگا اور یہی بات نیچے تک قابل خیال رکھنے کے ہے یعنی پوتیوں کے بعد پر پوتیاں اور پر پوتیوں کے بعد نگر پوتیاں نیچے تک اسی طریق مذکورہ کے مطابق حصہ فرض پاتی چلی جائیں گی کہ ایک ہوگی تو نصف اور زائد کو دو ثلث فقط منہ

۵۷ ساتھ لڑکوں کے - الخ - یعنی یہ سب لڑکیاں جن کا ذکر اوپر ہوا اگر تنہا نہ ہوں بلکہ لڑکوں کے ساتھ ہوں تو اس صورت میں ان کا حصہ وہ نہ رہے گا جو اوپر مذکور ہوا بلکہ ان لڑکوں کے ساتھ وہ بھی عصبہ بنجائے گی مگر عصبہ بننے کی صورت میں ان کو ہر ایک بھائی کے مقابلہ آدھا حصہ ملے گا کیا معنی کہ دو بہنوں کا حصہ ایک بھائی کا حصہ برابر ہوگا جیسا کہ آیت کریمہ میں اسکا حکم ہے (بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ کا و نمبر ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہی سگی ہمشیر لڑکی کی بجائے ۔۔۔ پھر ہی سوتیلی بھی پوتی کی بجائے

لڑکیوں کے ساتھ ہیں عصبہ ہیں وہ ۔۔۔ اصل و فرع نر سے محجوبہ ہیں وہ

جبکہ ہوں یہ ساتھ بھائی کے ولیک ۔۔۔ تب ہی دیں کو دو مادہ کو ایک

ماں کا حصہ ہی چھٹا ہمراہ فرع ۔۔۔ ہی ہی دو بھائی بہنوں کی شرع

ہو نہ گر نسل اور نہ دو بھائی بہن ۔۔۔ ثلث کل ہی ماں کا حصہ اے حسن

شوہر و زوجہ میں سے گر ہو کوئی ۔۔۔ باپ کے ہمرہ تو ثلث ما بقی

ہو نہ گر مادر تو بعد اسکے مدام ۔۔۔ ہوتی ہے جدہ صحیحہ ذی سہام

ایک ہوں یا دو ہوں یا ہوں جسقدر ۔۔۔ سب کو ملتا ہے چھٹا حصہ مگر

سلسلہ میت سے ہو جسکا قریب ۔۔۔ اسکے آگے دور والی بے نصیب

ہوں برابر کی تو پھر وہ سب کو ہی ۔۔۔ رکھ خیال اس بات کا اے نیک پے

ایک جدہ سی جو ہوں دو سلسلے ۔۔۔ تب بھی اوروں کے برابر ہی وہ لے

۵۱ ہی سگی ہمشیر۔الخ۔ یعنی حقیقی بہن میت کی کہ ایک ماں ایک باپ سے ہو وہ میت کی لڑکی کی مثل ہے اور میت کی سوتیلی بہن کہ ایک باپ اور دوسری ماں سے ہو وہ میت کی پوتی کی مثل ہے حصہ پانے میں کیا معنی کہ جسقدر فرائض میں لڑکی کو پوتی کے اوپر فوقیت حاصل ہے اسیقدر فوقیت میت کی حقیقی بہن کو سوتیلی بہن پر حاصل ہے شرح اس کی یہ ہے کہ جسطرح ایک لڑکی کو نصف اور دو یا زائد لڑکیوں کو دو ثلث ملیں گے۔ اور پھر جس طرح اور جب وہ نہوں تو اسی طرح میت کی پوتیوں میں ایک پوتی کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث دیئے جاتے ہیں اسی طریق پر میت کی ایک حقیقی بہن کو نصف اور دو یا زائد حقیقی بہنوں کو دو ثلث ملتے ہیں اور جب یہ نہوں تو اسی طرح ایک سوتیلی بہن کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث ملیں گے اور پھر جس طرح ایک لڑکی کے ساتھ ایک پوتی خواہ زائد پوتیاں چھٹا حصہ پاتی ہیں اور دو یا زائد لڑکیوں سے وہ سب پوتیاں محجوب ہو جاتی ہیں اسی طرح ایک حقیقی بہن سے ایک سوتیلی بہن خواہ زائد چھٹا حصہ پائیں گی اور دو یا زائد حقیقی بہنوں سے وہ سب سوتیلیاں محجوب ہو جائیں گی اور پھر جسطرح محجوب پوتیاں بسبب ساتھ ہونے مذکر پوتے میت کے بقیہ ترکہ پانے میں عصبہ ہو جاتی ہیں اسی طرح یہ سوتیلی بہنیں محجوبہ اپنے مثل بھائی کے ساتھ ہونے سے باقی ترکہ پانے میں عصبہ بنجاتی ہیں۔ یہ ہے حقیقی بہن کی مماثلت صلبی لڑکی سے اور سوتیلی بہن کی مماثلت پوتی سے لیکن یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پوتیاں محجوبہ اپنے نیچے کے درجے کے مذکر سے مثلاً بھتیجے وغیرہ سے ہی بقیہ ترکہ حاصل کرنے میں عصبہ بنجاتی ہیں مگر سوتیلی بہنیں سوا اپنی مثل بھائی کے اپنے نیچے کے مذکر بھتیجے وغیرہ سے عصبہ نہیں ہوتیں اور اس صورت میں وہ بدستور محجوب رہیں گی اور ان سے نیچے والا مذکر بھتیجا وغیرہ خود ہی نرا باقی ترکہ لے لیگا۔ فتنبہ۔ منہ ۱۲

۵۲ لڑکیوں کے ساتھ ہیں عصبہ ہیں وہ الخ۔ یعنی وہ بہنیں خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلی میت کی لڑکیوں کے ساتھ اگر فرائض میں پائی جائیں گی تو اس صورت میں عصبہ بن کر باقی ترکہ حاصل کریں گی کیا معنی کہ جس طرح لڑکیوں کی عدم موجودگی میں وہ لڑکیوں کا فرض نصف یا دو ثلث پاتی ہیں اسی طرح ان کی معیت میں ان کا فرض ان کو دیکر باقی ترکہ جو کچھ بچے گا وہ سب بطور عصوبت خود لے لیں گے اور یہاں بہن کو عصبہ مع الغیر بولیں گے لڑکیوں میں نیچے تک کی سب لڑکیاں یکے بعد دیگرے شامل ہیں اس موقع پر اگر حقیقی بہن عصبہ بنے گی تو اسکا سوتیلا بھائی بھی اگر ہوگا تو وہ بھی محجوب و محروم ہو جائے گا لیکن یہ سب بہنیں خواہ تنہا ہوں۔ خواہ لڑکیوں کے ساتھ ہوں اصول زینی باپ اور دادا اور پردادا وغیرہم سے اور فروع مذکر یعنی لڑکے یا پوتے یا پرپوتے وغیرہم سے بالکل محجوب و بے بہرہ ہوتی ہیں اور ان کیساتھ ان کو کچھ حصہ نہیں ملتا ہے۔ واضح ہو کہ اصول میں سوا باپ کے دادا اور پردادا وغیرہ سے ان کا محجوب ہونا مختلف فیہ ہے لیکن فتویٰ اسی پر ہے کہ وہ محجوب ہیں اور اسکا اختلاف مقاسمۃ الجد میں انشاء اللہ تعالےٰ مذکور ہوگا۔ ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ جانئے جدۂ صحیحہ۔ الخ۔ یعنی جدہ صحیحہ کہ ذی الفرض ہوتی ہے جملہ اہل فرائض کے نزدیک وہ عورت ہے جس کے سلسلہ نسب میں کوئی نانا شامل ہو کیا معنی کہ وہ عورت کسی نانا کی ماں نہ ہو نہ اپنے نانا کی ماں ہو نہ باپ کے نہ دادا پردادا کے نانا کی ماں ہو اور اسی طرح دوسری جانب نہ ماں کے نانا نہ نانی کے نانا کی ماں ہو نہ دادی سر پردادی وغیرہا کے نانا کی ماں ہو اُس کا نام جدہ صحیحہ ہے اور اگر کسی نانا کی ماں ہو گی مثلاً اپنے نانا کی ماں یا باپ اور دادا وغیرہ کی نانا کی ماں ہو یا دوسری جانب میں۔ اپنی ماں یا نانی یا دادی پردادی وغیرہا کے نانا کی ماں ہو گی وہ تو جدہ فاسدہ کہلائے گی۔ اور وہ ذوی الارحام میں شمار ہو گی دادی اور نانی اور اُن کی مائیں اور دادا اور پردادا کی مائیں یہ سب جدات صحیحہ ہیں کہ اُنکے نسب میں نانا کہیں نہیں ہے ۱۲ منہ ۵۲ باپ دادا سے ہے۔ الخ۔ یعنی میت کے باپ دادا سے جن عورتوں کی اولاد میں ہو تو وہ عورتیں اُن کی موجودگی میں محروم و بے بہرہ رہتی ہیں مثلاً اگر کسی میت کے باپ موجود ہو اور دادی اور نانی بھی ہوں تو ایسی صورت میں دادی چونکہ باپ کی ماں ہے باپ کے سبب سے بالکل محروم رہیں گی اور نانی کو حصہ ملے گا کیونکہ نانی سے باپ کا کچھ واسطہ نہیں ہے اگرچہ اس باب اختلاف ہے کہ اس صورت میں نانی کو چھٹا حصہ ملے گا یا بارہواں۔ اسی طرح دادا کی ماں یا دادا کی دادی نانی کا حال دادا کی موجودگی میں سمجھنا چاہیئے کہ دادا سے وہ سب محروم و محجوب ہیں۔ واضح ہو کہ میت کے باپ دادا سے انہیں کی مائیں محروم ہو جاتی ہیں۔ میت کے ماں کی طرف کی مائیں ان سے محروم نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ جتایا گیا ہے لیکن میت کی ماں سے دونوں طرف کی مائیں قطعی محروم ہیں ۱۲ منہ ۵۳ دیکھے حق ان سب کا۔ الخ۔ یعنی ان سب ذوی الفروض کا فرض حق دیکر پھر جو کچھ ترکہ باقی رہ جائے وہ باقی ماندہ عصبات کی قسمت کا حصہ ہے ۱۲ منہ ۵۴ فرض سے باقی ہے عصبہ پر۔ الخ۔ یعنی یہ عصبہ کی تعریف ہے کہ عصبہ اُس کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض کا فرض حصہ پیشتر دے کر جو کچھ باقی رہے وہ باقی ماندہ مال اُس کو لینا حلال ہے۔ پس اگر کوئی شخص قابو یافتہ کسی ذوی الفروض کا حق نہ دے گا اور سب مال خود لے لیگا تو وہ مال اُس کو حلال و درست نہ ہو گا بلکہ حرام ہو جائیگا اور قیامت کے روز اُس سے سخت مواخذہ ہو گا اور اُس حق تلفی پر عذاب شدید اُس کو دیا جائیگا۔ کسی حقدار کا حق مارنا نہایت ظلم ہے اور موجب عتاب و غضب خدا و رسول کا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں اور جہاں تک قابو پاتے ہیں کسی کا حق مارنے میں مطلق در گذر نہیں کرتے العیاذ باللہ۔ اور اگر وہ عصبہ تنہا ہو کیا معنی کہ ذوی الفروض میں سے اُس کے ساتھ کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں وہ عصبہ کل مال تمام و کمال خود لے لیگا اور اگر عصبہ دو تین نفر ایک درجہ کے پائے جائیں گے تو وہ سب بحصۂ مساوی آپس میں تقسیم کریں گے اور ایسے عصبات کو عصبہ بنفسہ کہتے ہیں ۱۲ منہ ۵۵ عصبۂ نسبی۔ الخ۔ یعنی عصبہ بنفسہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو عصبۂ نسبی۔ دوسرے عصبہ سببی۔ عصبہ نسبی اُن میں مقدم و راجح ہیں اور اُن کی چار قسمیں ہیں کیا معنی کہ عصبات نسبی چار قسموں کے اندر محدود ہیں جنہیں ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے اور ایک قسم والوں کے سامنے دوسری قسم والے وارث نہیں ہوتے ہیں پس سب سے پہلی قسم میں میت کی اولاد عصبات میں شمار ہے ۱۲ منہ (بقیہ لوٹنا)

جانئے[51] جدۂ صحیحہ اُسکو آپ — جس کی نسبت میں نہ آئے ماں کا باپ

باپ[52] سے دادا ہیں محروم انکی ماں — اور ماں سے ساری جدہ بیگماں

دیکھے[53] حق ان سبکا پھر جو کچھ بچے — پس وہ باقی ترکہ عصبہ کو ملے

عصبات کا بیان

فرض[54] سے باقی ہو عصبہ پر حلال — ہو گا جب تنہا تو لیگا جملہ مال

عصبۂ[55] نسبی ہیں چار اے ذی شعور — قسم اول نسل میت کے ذکور

یعنی[56] لڑکے بعد ہم انکے پسر — ایسے ہی نیچے تک ان پر کھ نظر

قسم[57] ثانی ہیں اصولِ نر ہیں تمام — پہلے باپ اور پھر ہے دادا التزام

ہو[58] نہ گر جدِ صحیح اے شاد کام — جس کی نسبت میں نہ آئے ماں کا نام

قسم[59] ثالث باپ کی اولاد نر — پہلے بھائی پھر بھتیجے یاد کر

قسم چارم۔ نسلِ جد کا ہر ذکر[51] ‎ ‎ ایسے ہی ہر نسل اجدادِ دِگر

سلسلہ[52] اُسکا یہی ہے ای نجیب ‎ ‎ قسم اوّل سے ہے آخر بے نصیب

ایسے[53] ہی ہر قسم میں ای نیک پے ‎ ‎ پاس کے سے دُور کا محجوب ہے

ہر حقیقی[54] سے ہیں بے بہرہ سدا ‎ ‎ بھائی سوتیلے بھتیجے اور چچا

ساتھ[55] میں لڑکوں کے ہوں گر لڑکیاں ‎ ‎ یا کہ ہوں پوتوں کے ہمرہ پوتیاں

یا[56] ہوں بہنیں بھائیوں کے ساتھ میں ‎ ‎ تب یہ باہم ملکے سب عصبہ بنیں

پس[57] ملیگا اُن کو باہم یک دگر ‎ ‎ مثل حظ الانثیین للذکر

کچھ نہیں[58] ملتا بھتیجی پھپھی کو ‎ ‎ حکم اوپر تک یہی تم جان لو

کیونکہ[59] یہ ذی فرض میں داخل نہیں ‎ ‎ اسلئے عصبات میں شامل نہیں

ہیں[60] ذوی الارحام میں یہ حصہ دار ‎ ‎ دیکھ لینا اُس جگہ اے دیں شعار

---(٭)---

[51] قسم چارم الخ یعنی عصبات نسبی کی چوتھی قسم میں میت کے دادا کی اولاد نرینہ نیچے تک شامل ہے کیا معنی کہ اوّل چچا اور نہ ہوں تو چچا زاد بھائی اور وہ نہ ہوں تو چچا زاد بھائیوں کے لڑکے اسی طرح عصبہ نیچے تک ہوتے ہیں اور اگر یہ نیچے تک کچھ نہ ہوں تو اسی طرح میت کے پردادا کی نسل نرینہ اور اس کے بعد نگر دادا کی نسل نرینہ نیچے تک عصبہ ہوگی غرضکہ اوپر تک جسقدر اجداد میت کے ہیں اُن سب کی نسل نرینہ یکے بعد دیگرے بلحاظ قرابت عصبہ ہو سکتی ہے بشرطیکہ سلسلۃ النسب اُن کا صحیح طریق پر ثابت ہوجائے اور ان سب اجداد کی نسل نرینہ چوتھی قسم میں شامل ہے ۱۲ منہ

[52] سلسلہ اُس کا الخ۔ یعنی ان ہر چہار اقسام مذکورہ کا سلسلۂ انتظام یہی ہے کہ اوپر کی قسم والوں کے ہوتے ہوئے اس سے نیچے کی قسم والے محروم و بے نصیب عصوبت سے رہتے ہیں کیا معنی کہ قسم اول سے قسم دوم و سوم و چارم والے سب اور قسم سوم سے قسم چارم والے سب نامراد و ناشاد رہتے ہیں اور اعلیٰ والے عصبہ ہوجاتے ہیں جیسا کہ اول ہی سمجھا دیا گیا ہے۔ منہ

[53] ایسے ہی ہر قسم میں۔ الخ یعنی جسطرح اوپر کی قسم والوں کے مقابلہ میں نیچے کی قسم والے محروم رہتے ہیں اسی طرح ایک قسم والوں کے اندر پاس والے سے دور والا شخص محجوب ہوتا ہے مثلاً لڑکے کے سامنے پوتے کو اور باپ کے سامنے دادا کو اور بھائی کے سامنے بھتیجے کو اور چچا کے سامنے چچا زاد بھائی کو کچھ نہ ملے گا جیسا کہ ہر قسم کے بیان میں بھی واضح کردیا گیا ہے فقط۔ منہ ۱۲

[54] ہر حقیقی سے ہیں الخ۔ یعنی جس طرح قریب کے مقابلہ میں بعید محجوب ہوجاتا ہے اسی طرح حقیقی بھائی سے جملہ سوتیلے بہن بھائی اور حقیقی بھتیجے سے جملہ سوتیلے بھتیجے اور حقیقی چچا سے جملہ سوتیلے یوہیں اوپر تک بے بہرہ و محروم رہتے ہیں منہ

[55] ساتھ میں لڑکوں کے الخ۔ یعنی اگر میت کے لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں یا پوتوں کے ساتھ پوتیاں بھی اسی طرح نیچے تک ہوں۔ منہ

[56] یا ہوں بہنیں۔ الخ یعنی یا میت کی بہنیں میت کے بھائی کے ساتھ موجود ہوں تو اس وقت یہ سب نر و مادہ یعنی لڑکے لڑکیاں پوتے پوتیاں وغیرہ کے نیچے تک اور بہن بھائی آپس میں ایک دوسرے سے ملکر عصبہ بنجائیں گے کیا معنی کہ یہ نر بسبب قوت عصوبت اپنی کے اپنے ساتھ کی مادائوں کو بھی عصبہ بنا لیتے ہیں واضح ہو کہ ایسے موقع پر ان مادہ عورتوں کو عصبہ بالغیر بولتے ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ میت کے حقیقی بھائی حقیقی بہنوں کو اور سوتیلے بھائی سوتیلی بہنوں کو عصبہ بالغیر بناتے ہیں لیکن حقیقی بھائی سوتیلی بہنوں کو عصبہ نہ بنائیں گے کہ ایک حقیقی بھائی سے سب سوتیلے بہن بھائی ساقط و محروم ہوجاتے ہیں جیسا کہ اوپر جتا دیا گیا ہے۔ منہ

[57] پس ملے گا اُن کو باہم یکدگر۔ الخ۔ یعنی صورت مذکورہ میں جبکہ نر و مادہ مل کر عصبہ بنیں گے تو ان سب کو باہم ایکدوسرے کے ساتھ کیا معنی کہ لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ یا پوتیوں کو پوتوں کے ساتھ نیچے تک یا حقیقی بہنوں کو حقیقی بھائیوں کے ساتھ یا سوتیلی بہنوں کو سوتیلے بھائیوں کے ساتھ بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا۔ یعنی مذکر کو دوہرا حصہ اور مادہ کو اکہرا ملیگا جیسا کہ آیۂ کریمہ میں ارشاد ہوا ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ اخیر میں دیکھیں

عصبات سببی کا بیان

بعد نسبی کے ہی عصبہ بالسبب[۵۱] — کہتے ہیں مولی العتاقہ جسکو سب
اور نہو مولی العتاقہ خود اگر[۵۲] — ہونگے عصبہ اُسکے سب عصبات پر

فرض حصوں کے مخارج کا بیان

کہتے ہیں مخرج اسے[۵۳] ای نیکنام — جس سے نکلیں فرض کے پوری سہام
نصف کا مخرج[۵۴] ہی دو چارم کا چار — آٹھویں کا آٹھ ہے ای ہوشیار
قسم اول کے[۵۵] یہ مخرج ہیں تمام — قسم ثانی کے بھی سُن ای نیکنام
ثلث کا اور دو ثلث[۵۶] کا مخرج ہی تین — اور چھٹے حصہ کا چھ ہی کر یقین
پھر اگر اک[۵۷] قسم کے دو یا کہ سب — جمع ہوں چھوٹے کا ہو مخرج تب

۵۱ بعد نسبی کے ہے۔ الخ۔ یعنی عصبات نسبی کی جو دو قسم ہیں ایک نسبی اور دوسرا سببی اُن میں سے عصبات نسبی کا بیان ہو چکا۔ عصبات سببی کا بیان یہ ہے کہ جب فرائض میں عصبہ نسبی کوئی نہ پایا جائے تو اُس وقت بجائے اُن کے عصبہ سببی مقرر ہو کر باقیماندہ مال لے لیگا اور اگر ذی فرض کوئی نہ ہو تو وہ سب مال لیگا جس طرح عصبہ نسبی لیتا ہے اور عصبہ سببی وہ ہے جس کو اہل الفرائض مولی العتاقہ یعنی آزاد کنندہ عصبہ سببی مقرر ہوگا۔ ۵۲ اور نہو مولی العتاقہ خود اگر۔ الخ یعنی اگر مولی العتاقہ خود بذات خاص موجود نہ ہو تب اُس مولی العتاقہ کے جسقدر عصبات ذکور ہوں گے اُن کو وہ مال دیا جائیگا کیا معنی کہ سببی میں مولی العتاقہ کے عصبات ذکور عصبہ بنفسہ مقرر ہوتے ہیں اُن کے ساتھ اُن کی ذوات عصبہ نہیں بنتیں پس اگر کسی میت کے مولی العتاقہ کے ایک لڑکی اور ایک لڑکا یا ایک بہن اور ایک بھائی پائے جائیں تو اُس صورت میں لڑکے یا بھائی کو سب حصہ ملے گا اور لڑکی اور بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ عصبات سببی میں ذوات عصبہ بالغیر نہیں بنتیں ۱۲۔ منہ ۵۳ کہتے ہیں مخرج اُسے۔ الخ۔ اب یہاں سے ذوی الفروض کے حصوں کے مخرجوں کا بیان شروع ہوا اور فرائض میں مخرج اُس عدد کو کہتے ہیں جس عدد سے ذوی الفروض کے سہام صحیح تقسیم ہو جائیں کیا معنی کہ ذی فرض کا حصہ جس کو اہل فرائض کسر بولتے ہیں جسطرح کہ آدھا اور چوتھائی اور آٹھواں یا تہائی اور دو تہائی اور چھٹا۔ صحیح اُس سے نکل آئے اور اُس سے کم ہو تو بغیر ٹوٹے نکلے نہیں پس ایسے تقسیم کنندہ عدد کو مخرج بولتے ہیں اور وہ صحیح ہو کر درستی مخرج پر تقسیم فرائض کی صحت کا سارا دارمدار ہے۔ منہ ۵۴ نصف کا مخرج ہے دو۔ الخ۔ اب ہر فرض کے مخرج کا بیان کیا جاتا ہی تیسری فصل میراث میں جو چھیوں فرض حصوں کی دو قسمیں مقرر کی ہیں اُن دونوں میں نصف قسم اول کا جو پہلا فرض ہے اس کے مخرج کا بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا عدد جس میں سے نصف حصہ پورا نکل آئے وہ دو ہے کہ اُس سے آدھے کا ایک ایک عدد پورا بلا کسر صحیح برآمد ہوتا ہے پس جہاں کہیں فرائض میں فقط ایک فرض نصف ہو اور اُس کے ساتھ دوسرا فرض نہو وہاں کم از کم دو کے عدد سے مخرج مقرر کریں گے جس میں سے آدھے کا ایک عدد پورا نکل آئے اور ٹوٹے نہیں اور اسی طرح چوتھائی فرض کا مخرج چار ہے جس میں سے چہارم کا ایک عدد صحیح ہو کر نکلتا ہے اور آٹھویں فرض کا مخرج آٹھ ہے جس میں سے آٹھویں کا ایک عدد پورا ملتا ہے یہ جب ہے کہ فرائض میں یہ سب حصے تنہا علیحدہ علیحدہ آئیں دوسرے فرض حصص ان کے ساتھ نہ ہوں ۱۲۔ منہ ۵۵ قسم اول کے الخ۔ یعنی یہ مخارج جو اوپر بیان کئے گئے وہ قسم اول کے تینوں فرضوں کے ہیں اور قسم دوم کے تینوں فرضوں کے مخارج اگلے شعر میں مذکور ہوتے ہیں اُن کو بھی بغور تمام سننا چاہئے ۱۲ ۵۶ ثلث اور دو ثلث کا۔ الخ۔ یعنی قسم دوم کے فرض تین ہیں جو ثلث اور دو ثلث دو فرض ہیں پس اُن دونوں کا مخرج تین ہی کیا معنی کہ ایسا عدد جس میں سے ایک ثلث اور دو ثلث صحیح نکل آئیں وہ تین کا عدد ہے کہ اُس میں سے ایک ثلث کا ایک عدد۔ اور دو ثلث کے دو عدد صحیح نکل آتے ہیں اور اسی طرح چھٹے فرض کا مخرج چھ ہے جس میں سے چھٹے حصے کا ایک عدد پورا حاصل ہوتا ہے۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۶۷ کا دیکھو)

ف ۵۱ جمع ہوں گر - الخ - یعنی یہ بیان جو اوپر کے شعر میں ہوا وہ ہر دو قسم کے علیحدہ علیحدہ تینوں فرضوں کے ایک جگہ جمع ہونے کا تھا اب کہتا ہے کہ اگر دونوں قسم کے فرض باہم ایک جگہ جمع ہوں تو اس وقت کیا ہو - یعنی اس صورت میں جبکہ قسم اول کا آدھا - فرض قسم دوم کے کسی ایک فرض سے خواہ سب فرضوں سے مثلاً ایک ثلث سے خواہ چھٹے سے خواہ ان تینوں سے آکر ملے - منہ ف ۵۲ مسئلہ تب چھ سے ہوگا - الخ - واضح ہو کہ مسئلہ اور مخرج ایک بات ہے جبکہ فرائض میں تمام حصہ داروں اور ورثا کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں تو اس وقت مسئلہ قائم کرکے مخرج بناتے ہیں اس سے ہر ایک کو سہام تقسیم کرتے ہیں بدیں وجہ مسئلہ و مخرج کا اطلاق ایک معنی میں ہوتا ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں مسئلہ کا مخرج چھ ہوگا مثلاً اگر کہیں فرائض میں ایک شوہر اور ایک مادر اور ایک خواہر اخیافی پائے جائیں تو چونکہ یہاں شوہر کا فرض نصف ہے جو قسم اول کا فرض ہے اور ماں کا ایک ثلث اور خواہر اخیافی کا ایک سدس ہے جو قسم دوم کے فرض ہیں لہٰذا بسبب مجتمع ہونے فرض نصف قسم اول کے ساتھ ثلث و سدس فرضوں قسم دوم کے مخرج مسئلہ ۶ ہوا اس میں سے نصف کے تین سہام شوہر کو دیے گئے اور ثلث کے دو سہام ماں کو دیے گئے اور چھٹے کا ایک سہام خواہر اخیافی کو دیا گیا جیسا کہ ذیل میں مد میت سے ظاہر و روشن ہے وھو ہذا۔

مسئلہ ۶ — میت — ہندہ

شوہر	مادر	خواہر اخیافی یک
۳ سہام	۲ سہام	۱ سہم

بس اسی کا نام مخرج ہے جس سے ہر ذوی الفرض کا فرض صحیح برآمد ہو جائے جیسا مثال مذکورہ میں موجود ہے - پھر جبکہ وہ ہی کا مخرج بسبب زیادہ ہو جانے فرض حصوں کے تنگ ہو جاوے اور اس میں گنجائش پورے سہام دینے کی باقی نہ رہے تو اس حالت میں طاق و جفت دونوں طرح پر دس تک اس کا عول لیا جاتا ہے تاکہ سہام پورے تقسیم ہو جائیں - عول مخرج کے بڑھانے کو کہتے ہیں اور جہاں کہیں عول ہوتا ہے وہاں سب حصہ داروں کے حصے کچھ کچھ کم ہو جاتے ہیں اور عول کی پوری تشریح

جمع ۵۱ ہوں گر اول و ثانی کہیں	جبکہ ثانی سے ملے نصف اے حسیں
مسئلہ ۵۲ تب چھ سے ہوگا بے عجب	دس تک اسکا عول طاق و جفت سب
اور ۵۳ چہارم قسم ثانی سے ملے	مخرج اسکا ہوگا اسدم بارہ سے
سترہ تک عول اسکا طاق ہو	آٹھواں ۵۴ پھر قسم ثانی میں ہو جو
مسئلہ ۵۵ چوبیس سے ہوگا وفا	عول ستائیس ہے اس کا نزا
عول ۵۶ ہے مخرج بڑھا لینے کا نام	تنگ جب ہونے لگیں اس پر سہام

فصل در بیان نسبت ہائے تماثل و تداخل و توافق و تباین

دو ۵۷ عدد ہم شکل ہوتے ہیں جہاں	اس کی نسبت ہے تماثل بیگماں

فصل ہذا کے آخر شعر میں بیان کی جائے گی - فلینہ - منہ ف ۵۳ اور چہارم قسم ثانی سے ملے - الخ - یعنی اگر چوتھائی فرض قسم اول کا قسم دوم کے کسی فرض سے ملے کیا معنی کہ وہ دونوں ایک جگہ فرائض میں جمع ہوں تو اس وقت انکا مخرج بارہ سے بنے گا اور عول اس کا طاق سترہ تک ہوگا جیسا کہ اگلے مصرع میں موجود ہے یعنی اس مخرج کا عول جفت نہیں ہوتا ہمیشہ طاق آتا ہے خواہ تیرہ خواہ پندرہ خواہ سترہ غرض طاق ہی ہوگا جفت نہ ہوگا اور سترہ سے زائد بھی نہ ہوگا - منہ ف ۵۴ آٹھواں پھر قسم ثانی میں جو ہو - الخ - یعنی پھر اگر اول قسم کا آٹھواں فرض قسم دوم کے کسی فرض کے ساتھ جمع ہو تو اس وقت کیا ہو اس کا بیان اگلے شعر میں ہے - منہ ف ۵۵ مسئلہ چوبیس سے ہوگا وفا الخ - یعنی اس حالت میں مسئلہ کا مخرج چوبیس سے پورا ہوگا اور عول اس کا صرف ستائیس آئیگا اس سے کم و بیش کبھی نہ ہوگا - منہ -

(بقیہ حاشیہ نمبر ۵۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

ف۵۱ کم عدد زائد کو - الخ - یعنی اگر دو عدد ہمشکل نہ ہوں بلکہ مختلف ہوں پس اگر ان میں ایک عدد دوسرے عدد میں داخل ہو اور اس کو گنتا ہو یعنی بڑا عدد چھوٹے پر صحیح تقسیم ہو جاتا ہو مثلاً دو عدد اور چار عدد کہ دو کا عدد چار کو گنتا ہے اور اس میں داخل ہے پس ایسی نسبت کو تداخل کہتے ہیں ۱۲ منہ ف۵۲ ہے فرائض میں الخ - یعنی فرائض میں تباین اس نسبت کا نام ہے کہ دو عددوں کو ایک کا عدد شمار کرتا ہو سوا ایک کے کوئی عدد شمار نہ کرے جس طرح کہ ۳ و ۴ یا ۵ و ۹ کہ ان کو سوا ایک کے اور عدد شمار نہیں کرتا پس ایسی نسبت کا تباین نام ہے ۱۲ منہ ف۵۳ اور عدد ثالث - الخ - یعنی اگر کہیں دو عدد ایسے ہوں کہ نہ تو ان دونوں میں ایک عدد دوسرے عدد میں داخل ہو اور نہ ہی ان کو ایک نری نرا شمار کرتا ہو بلکہ ان دونوں کے سوا تیسرا عدد اور کوئی ان کو شمار کرے تو ایسی نسبت کا توافق نام ہے مثلاً ۴ - ۶ - کہ نہ تو چار چھ میں داخل ہے اور نہ فقط ایک کے ہی شمار پر اکتفا ہے بلکہ تیسرا عدد جو دو کا ہے وہ بھی ان کو شمار کرتا ہے کہ دو اور چار ہوئے اور دو کو سہ گنا کیا تو چھ ہوئے پس اسیکو توافق بولتے ہیں - منہ ف۵۴ دو اگر دونوں الخ یعنی اگر ان دونوں اعداد مذکور کو دو کا عدد گنے جیسا ابھی اوپر مثال میں بتایا گیا تو اس کو توافق بالنصف کہیں گے اور اگر تین کا عدد ان متوافق اعداد کو شمار کرے تو اس کو توافق بالثلث بولتے گے - جس طرح ۹ و ۱۲ - کہ ان دونوں کو تین کا عدد شمار کرتا ہے لہٰذا وہ توافق بالثلث کہا گیا اور اسی طرح اس سے زائد کا بھی حساب سمجھنا چاہئے کہ اگر شمار کنندہ عدد ثالث بجائے دو اور تین کے چار ہوگا تو اس وقت وہ توافق بالربع اور اگر پانچ ہوگا توافق بالخمس کہلائے گا و علیٰ ہٰذا الی الآخرہ - یہی مطلب ہے اگلے شعر کا فلیتنبہ - منہ -

کم عدد زائد کو گنتا ہو اگر[۵۱]	نام اُسکا ہے تداخل معتبر
ہے فرائض میں تباین کا یہ طو[۵۲]	ایک ہی گنتا ہو دونوں کو نہ اور
اور عدد ثالث جو دونوں کو گنے[۵۳]	ایسی نسبت کا توافق نام لے
دو اگر دونوں عدد کا عد کرے[۵۴]	کہہ توافق بالیقین بالنصف اُسے
تین گن جائے تو وہ بالثلث ہے	ایسے ہی زائد بھی جان اے نیک پے

تصحیح و تقسیم فرائض کا بیان

ایک فرقہ کے سہام اسے باہر[۵۵]	ہوں جب تقسیم اُسکے راس پر
پس سہام و راس میں اُسکے بہ غور	نسبتِ مذکور کا کر خوب غور
ان میں نسبت ہو توافق کی اگر[۵۶]	وفق فرقہ مسئلہ میں ضرب کر
حاصل ضرب اُس سے آئیں جسقدر[۵۷]	اُس سے کر تصحیح مخرج اے پسر

ف۵۵ ایک فرقہ کا سہام - الخ - اب یہاں سے تصحیح فرائض شروع ہوئی یعنی اگر فرائض میں وارثوں کے ایک گروہ پر حصہ صحیح نہ بٹے بلکہ ٹوٹے تو اس وقت عدد وارثان اور عدد سہام میں نسبت کا غور کریں کہ ان دونوں عددوں میں نسبتہائے مذکورہ میں سے کونسی نسبت پائی جاتی ہے جیسا اگلے شعر میں مذکور ہے - واضح ہو کہ وارثوں کے عدد کو عدد رؤس اور ان کے حصوں کو سہام کہتے ہیں - اور یہ بھی خوب یاد رہے کہ تصحیح فرائض کا دارومدار سب انہیں نسبتوں پر ہے جو مذکور ہوئیں پس نسبتوں کی یادداشت خوب ہونا چاہئے فلیتنبہ - منہ ۱۲-
ف۵۶ ان میں نسبت ہو - الخ - یعنی اگر عدد رؤس اور ان کے سہام میں نسبت توافق نظر آئے تب عدد رؤس اور ان کے سہام میں نسبت توافق نظر آئے تب عدد رؤس کے وفق کو مخرج میں ضرب دینا چاہئے ۱۲ منہ ف۵۷ حاصل ضرب اس سے - الخ - یعنی وفق فرقہ اور مخرج کے ضرب کرنے سے جو عدد حاصل آئے اسی حاصل ضرب سے اب مخرج بنانا چاہئے پس اس جدید تیار شدہ مخرج سے سب سہام صحیح منقسم ہو جائیں گے جیسا کہ اگلے شعر کے مصرع اولے میں اس کا بیان موجود ہے ۱۲ منہ

۵۱ منقسم ہو جائیں گے ۔ الخ ۔ یعنی اس ترکیب سے ہر وارث کے سہام پورے تقسیم ہو جائیں گے جیسا کہ اوپر جتا دیا گیا مثال اس کی ذیل میں بیان کی جاتی ہے ۔

مسئلہ ۱۸

جدہ صحیحہ	دختران	چچا
یک ضعیفہ	۶ نفر	یک نفر
۳	۱۲	۳

مثلاً ایک شخص زید مرا اور اس نے ایک جدہ صحیحہ اور چھ لڑکیاں اور ایک چچا وارث چھوڑے ۔ پس یہاں اول مسئلہ چھ سے ہوگا بسبب پائے جانے ایک سدس اور دو ثلث کے پس اس میں سے چھٹا سدس کو اور دو ثلث کے چار سہام لڑکیوں کو اور باقی بطور تعصیب چچا کو ملیگا لیکن چھ لڑکیوں کو دو ثلث کے جو چار ملے ہیں وہ ان پر پورے تقسیم نہیں ہیں لہذا ان کے عدد رؤس اور عدد سہام چار میں نسبت دیکھی گئی تو توافق بالنصف پایا گیا پس بموجب قواعد کے عدد وفق کو کہ تین ہے مخرج مسئلہ میں کہ چھ ہے ضرب دیا تو حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے اب بجائے چھ کے اٹھارہ مخرج رکھا گیا تو اس سے ہر فریق کے ہر فرد کو حصہ ملتا ہے جدہ کو چھ کے تین سہام بطور تعصیب چچا کو پہنچے ہیں اور وہ ان سب پر فرداً فرداً منقسم ہیں تین سہام تعصیب چچا کو پہنچے ہیں اور وہ ان سب پر فرداً فرداً منقسم ہیں اور کہیں کسر نہیں ہے اسی کا نام تصحیح ہے ۔ ۱۲ ۔ منہ

منقسم ہو جائیں گے اس ہی سہام[۵۱]
ضرب کر پس جملہ اعداد رؤس
حاصل ضرب اسکی بھی ہو جسقدر
اور کئی فرقوں کے سہم ای باہنر[۵۳]
پیشتر ہر اک کے سہم و راس میں[۵۴]
آئے جو جو نسبت انکے راس کی[۵۵]
اب یہاں فرقوں میں باہم غور کر[۵۶]
ایک فرقے کے عدد کو بالیقیں[۵۷]
اور جو ہوا نمیں تداخل بالطریق[۵۸]
اسکے اعداد رؤس اے پر ہنر
اور جو فرقوں میں توافق ہو بہم[۵۹]

اور جو ہو انمیں تباین لا کلام[۵۲]
اصل مخرج میں بلا رنج و فسوس
مخرج بالا اسی سے جا کے کر
منکسر ہوں انکے راسوں پر اگر
غور نسبت ہائے بالا کا کریں
اصل فرقے فرض کر لے پس وہی
ہو تماثل ان میں جب باہم دگر
مسئلہ میں ضرب کر ای پاکدیں
انمیں ہو سب سے زیادہ جو فریق
اصل مخرج میں اٹھا کر ضرب کر
وفق یک در دیگرے زن ای صنم

[illegible]

۵۲ اور جو ہو ان میں تباین ۔ الخ ۔ یعنی اگر عدد رؤس اور عدد سہام میں توافق نہ ہو بلکہ تباین ہو تو اس وقت کل اعداد رؤس کو اصل مخرج میں ضرب کرنا اور اس کے حاصل ضرب سے جدید مخرج بالا تیار کر لینا جیسا کہ اگلے دونوں شعروں میں بیان ہے پس اسی مخرج بالا سے ہر فریق کے ہر فرد کو صحیح سہام پہنچیں گے ۔ مثلاً مثال مذکورہ بالا میں اگر بجائے چھ نفر دختران کے پانچ نفر دختران ہوں تو ان کے عدد رؤس اور عدد سہام میں نسبت تباین پیدا ہوگی پس اس حالت میں کل عدد رؤس کو کہ ۵ ہیں اصل مخرج چھ میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب تیس ہوں گے اب وہی مخرج بالا ٹھہرے گا اور اس سے ہر فرد کا حصہ صحیح بٹ جائیگا ۔ مخرج بالا اس کا نام ہے کہ جب اصل مخرج سے سہام تقسیم نہ ہوں تو اس میں کسی دو نسبت کی مناسبت سے ضرب دیں اور اس کے حاصل ضرب کو اٹھا کر اصل مخرج پر ایک لکیر یا خط کھینچ کر اوپر رکھدیں جیسا مثال مذکور میں درج ہے اسی کا نام مخرج بالا ہے فقط ۱۲

۵۳ اور کئی فرقوں کے الخ ۔ اب تک جو بیان کیا گیا وہ صرف ایک فرقہ کے سہام منکسرہ کی تصحیح کا بیان تھا اب یہاں سے چند فرقوں موجودہ فرائض کے سہام منکسرہ کی تصحیح شروع ہوئی (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا و نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

اور اگر انہیں تبایُن سے ہو حرب [۵۱] | ایک کو دی دوسرے کے کل میں ضرب
اُنکے حاصل ضرب سی پھر بے قصور [۵۲] | تیسرے میں غور کر جا کر ضرور
ہو توافق وفق اُسکا ضرب کر [۵۳] | اور تبایُن ہو تو کل میں اُسکے پھر
ایسے ہی چارم میں پنجم میں مدام [۵۴] | غور کر کے ضرب دینا تا تمام
بعد ہم آخر کے حاصل ضرب کو [۵۵] | اصل مخرج میں اُٹھا کر ضرب دو
اُس سی ہو تصحیح اُسکی بالیقیں | پھر اگر ہو عول مخرج میں کہیں [۵۶]
ضرب ہو گی عول میں پس ہر جگہ [۵۷] | حاصل ضرب اُسکا ہو گا مسئلہ

ذوی الفروض پر رد کرنے کا بیان

جب نہ ہو عصبہ کوئی ذوالفرض میں [۵۸] | مابقی بھی پھر انہیں کو پھیر دیں
اسکو رد کہتے ہیں سب اہل ہنر | رد و لے ہوتا نہیں زوجین پر [۵۹]

۵۱ اور اگر اُن میں تبایُن سے ہو الخ - یعنی اگر اُن فرقوں کے باہم نسبت تبایُن پائی جائے تو ایک فریق کے کل عدد رؤس کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤس میں ضرب کرنا چاہیئے ۱۲ - منہ ۵۲ اُن کے الخ - یعنی اُن دونوں فریق کے باہم حاصل ضرب سے تیسرے فریق نسبتیہ کی نسبت کو غور کرنا چاہیے کہ اُن میں کیا نسبت پیدا ہوتی ہے کیا معنی کہ اگر ایک فرقہ کے وفق کو دوسرے سے ضرب کیا گیا ہو جیسا کہ اس سے اوپر تیسرے شعر میں بیان کیا گیا ہے یا بصورت تبایُن کل عدد رؤس کو دوسرے فرقہ کے کل عدد رؤس سے ضرب کیا گیا ہو جیسا کہ اس سے اوپر کے شعر میں موجود ہے تو اُن دونوں نسبتوں کے ہر ایک کے حاصل ضرب سے تیسرے فرقہ کے نسبتیہ عدد رؤس میں نسبت دیکھنا چاہیئے ۱۲ - منہ ۵۳ ہو توافق وفق - الخ - یعنی اب اگر اس میں نسبت توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے میں اور اگر نسبت تبایُن ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل عدد رؤس کو ضرب دینا چاہیئے کہ کیا معنی کہ حاصل ضرب فرقہ ہائے نسبتیہ بالا کو فریق سوم کی نسبت منظورہ سے پھر ضرب دینا چاہیئے ۱۲ - منہ - ۵۴ ایسے ہی چارم - الخ - یعنی اسی طریق مذکور کے موافق چوتھے اور پانچویں فریق میں بھی اگر وہ پائے جائیں نسبتوں کا اُن میں غور کر کے ضرب کرتے رہنا چاہیئے آخر تک کیا معنی کہ چاہے جسقدر فریق ہوں اُن تمام فریقوں میں یہی طریق ضرب کا جاری رکھنا چاہیئے منہ ۵۵ بعد ہم آخر کے حاصل ضرب کو - الخ - یعنی طریق مذکور کے موافق آخر فریق تک ضرب کر کے سب سے آخر تک کے حاصل ضرب کو اصل مخرج میں ضرب دینا اُس سے تصحیح مسئلہ ہو جائے گی - منہ ۵۶ پھر اگر ہو عول مخرج میں الخ - یعنی پھر اگر کسی جگہ مخرج میں عول بھی ہو تو وہاں مخرج عائلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل ضرب مخرج مالا قائم ہوگا ۱۲ - منہ ۵۷ ضرب ہو گی عول میں - الخ - یعنی جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ۱۲ - منہ ۵۸ جب نہ ہو عصبہ کوئی الخ یعنی جیسا وارثوں میں جملہ ذوی الفروض ہوں اور عصبہ آخذ بقیۂ فرض نہ پایا جائے تو اُسوقت ذوی الفروض کا فرض دیکر جو باقی بچے وہ بقیہ بھی پھر انہیں ذوی الفروض کو علی قدر حصص لوٹا دیا جائے اسی کا نام اہل فرائض کے یہاں رد ہے ۱۲ - منہ ۵۹ رد و لے ہوتا نہیں الخ یعنی ذوی الفروض کے فرقہ میں جو رو اور خاوند - ان دونوں پر رد نہیں ہوتا کیا معنی کہ جو اصل فرض ان کا ہے وہی ملتا ہے اُس کے سوا دوبارہ بطور رد انہیں کچھ نہیں دیا جاتا باقی اور تمام ذوی الفروض کو در صورت نہ ہونے عصبہ کے رد کیا جاتا ہے اور زوجین پر رد کا نہ ہونا متفق علیہ ہے لیکن جبکہ فرائض میں سوا جورو یا خاوند کے کوئی اور ذوی الفروض ہو اور ذوی الارحام میں سے بھی کوئی نہ ہو غرض موانع بالزائد تک کوئی مستحق نہ ہو تو اُس وقت فتویٰ یہ ہے کہ جورو یا خاوند میں سے جو کوئی ہو اُسی پر سب رد کر دیا جائے کذا قال استاذی و مولائی حافظ قاری مولانا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ - منہ -

اہلِ رد میں جنس واحد ہو اگر[۵۱]	مسئلہ اعداد سے تب اُنکے کر
اور جو ہوں دو تین فرقے فرض میں[۵۲]	مسئلہ اُن کے سہاموں سے کریں
پھر اگر زوجین میں سے ہو کوئی[۵۳]	اہلِ رد کے ساتھ پس اے متقی
چھوٹے مخرج میں سے دیکر حصہ کو[۵۴]	مابقی سب اہلِ رد کو بانٹ دو
ساتھ اُس کے جنس واحد ہو اگر	مابقی کو بانٹنا اعداد پر
منقسم ہو جائیں گر اُن پر سہام	سب سے بہتر ہے وگرنہ لاکلام
چھوڑ کر سب کلام کر نسبت کا غور	اُنکے اعداد اور سہموں میں بغور
ان میں نسبت ہو توافق کی اگر	کو ضربِ وفقِ رؤس اب اخذ کر
ضربِ اقل مخرج میں جنس شو کے ہو	اور تداخل میں بھی لینا وفق کو
اور تباین اُنمیں ہو گر اے عروس	کر اقل مخرج میں ضربِ کل رؤس
اور اگر ہوں ساتھ اُسکے دو فریق	تب ہاں کرنا عمل یوں اے رفیق

۵۱ اہلِ رد میں جنس واحد ہو۔ الخ۔ اہلِ رد سوا زوجین کے باقی ذوی الفروض کو کہتے ہیں یعنی جبکہ اہلِ رد ذوی الفروض میں سے فقط ایک جنس کے فریق ہوں مثلاً لڑکیاں یا پوتیاں یا بہنیں پائی جائیں تو اُس وقت جسقدر وہ لڑکیاں یا پوتیاں ہیں ہوں ان کے عدد رؤس کے مطابق مخرج بنا لیا جائے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک لڑکی ہو تو ایک سے مخرج بنا کر اُس کو سب دیدیا جائے اور اگر دو لڑکیاں ہوں تو دو سے مخرج بنا کر آدھا آدھا اُن دونوں کو تقسیم کردیا جائے یا تین بہنیں ہوں تو تین سے مخرج بنا کر اُن کو مساوی تقسیم کردیا جائے یہی معنی ہیں اعداد رؤس سے مسئلہ یا مخرج قائم کرنے کے۔ منہ ۵۲ اور جو ہوں دو تین فرقے۔ الخ۔ یعنی اور جو فرائض میں ذوی الفروض اہلِ رد میں سے دو یا تین قسم کے مختلف الجنس فریق حصہ دار موجود ہوں تو اُس وقت مخرج مسئلہ اُن کے سہام معدودہ کے مطابق بنا کر قائم کریں یعنی کہ جسقدر سہام اُن کو اصل مخرج سے ملتے ہوں پس اُنہیں سہام کے شمار کے بموجب مخرج قرار دیں اور اُس سے سب کو تقسیم کردیں۔ مثلاً ایک شخص فوت ہوا اُس نے ایک ماں اور چار بہنیں حقیقی چھوڑیں اس صورت میں اصل مخرج چھ سے ہے۔ چھٹے کا ایک ماں کو اور دو تہائی کے چار بہنوں کو دیئے گئے تو ایک باقی رہا لہٰذا قاعدہ رد جاری کیا گیا اور جسقدر سہام کہ اُن کو اصل مخرج سے پہنچتے ہیں یعنی پانچ پس اب اُنہیں پانچ عدد سے مخرج بنا کر ایک ماں کو اور چار بہنوں کو تقسیم کردے اسی کا نام رد ہے جس طرح ذیل کی مثال سے ظاہر ہے منہ

مسئلہ ۵

ماں	خواہران یعنی چار نفر
۱ سہم	۴ سہام

۵۳ پھر اگر۔ الخ۔ یعنی پھر جو فریق اہلِ رد کے ساتھ میں زوج و زوجہ میں سے بھی کوئی موجود ہو پس اُس وقت۔ منہ ۵۴ چھوٹے مخرج میں سے دیکر۔ الخ۔ یعنی جبکہ فرائض میں فریق اہلِ رد کے ساتھ غیر اہلِ رد بھی پائی جائیں کیا معنی کہ زوج زوجہ میں سے بھی کوئی ایک شخص اُن کے ساتھ موجود ہو تو اُس جگہ اقل اُس کے چھوٹے مخرج میں سے اُس کا حصہ فرض نکال کر بقیہ مخرج مذکور کو فرقہ ہائے اہلِ رد پر تقسیم کردینا چاہیئے اسی قاعدہ کے بموجب جو اوپر بیان کردیا گیا ہے کہ جنس واحد کو اُس کے عدد رؤس کے مطابق اور مختلف اجناس کو اُن کے سہام کے موافق دیا جائے کہ اس سے رد صحیح ہوتا ہے۔ جنت سے مراد جورو۔ خاوند ہیں کہ ہر ایک دوسرے کا جنت ہوتا ہے۔ چھوٹے مخرج سے یہ مراد ہے کہ میاں بی بی کا چھوٹے سے چھوٹا وہ مخرج جس میں سے اُنکا حصہ فرض و سہم بتر کی برآمد ہوتا ہے یعنی دو چار۔ یا آٹھ۔ کہ کم از کم اُنہیں مخرجوں سے میاں بی بی اپنا حصہ فرض پاتے ہیں۔ پس یہاں چھوٹے مخرج میں سے اُس کو دینے کے یہ معنی ہیں کہ اگر کہیں فرائض میں بہ معیت شوہر یا بی بی رد کرنے کی ضرورت ہو تو وہاں اقل میاں بی بی کے مخرج خورد میں سے اُن کا فرض نکال کر۔ مثلاً بصورت نصف دو کے مخرج سے اور بصورت چہارم چار کے مخرج سے اور بصورت ہشتم آٹھ کے مخرج سے اُن میں سے ایک کا حصہ دیکر باقیماندہ (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا و نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ ب دیکھیں)

۵۱ جو اقل مخرج - الخ - یعنی بعد دینے حصّہ فرض جنت میت کے اس کے مخرج خورد سے باقی سہام مخرج مذکور پر مجموع حصص ہر دو فریق اہل رد کو جانچنا چاہیئے کہ آیا مجموعہ سہام اہل رد اور بقیہ سہام مخرج اقل ایک ہیں اور ان میں کچھ اختلاف تو نہیں ہے منہ ۵۲ راست ہو کر الخ - یعنی اگر وہ مجموعۂ سہام اور بقیہ سہام مخرج اقل راست ہوجائیں اور ان میں باہم استقامت ہو تو پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا وہ سہام مستقیم فریقین اہل رد کے ہر فرد پر منقسم بھی ہیں یا نہیں پس اگر وہ ان کے ہر فرد پر منقسم ہوں تو بہت بہتر ہے اور نہایت تحسین و آفرین کی جگہ ہے کہ کسی سر درد کی نوبت نہ آئی جیسا مثال ہذا میں ملاحظہ طلب ہے -

مسئلہ ۴

مسـ

زوجہ یک — جدہ یک — برادران اخیافی ۲ نفر

۱ سہم — ۱ سہم — ۲ سہام

صورت مسئلہ میں متوفی کے ایک زوجہ اور ایک جدہ اور دو برادران اخیافی وارث ہوئے چونکہ کوئی عصبہ نہیں ہے لہٰذا مسئلہ ردیہ ہے پس بموجب قواعد رد زوجہ کو اوّل اس کے اقل مخرج سے کہ چار ہیں ایک دیا تو تین باقی رہے وہ تینوں سہام مؤثر رد کے جدہ صحیحہ و برادران اخیافی کے واسطے ہیں چونکہ جدّہ و برادران اخیافی کے مجموع سہام بھی تین ہیں لہٰذا وہ سہام باقی جنت کے مجموع سہام اہل رد کے مطابق ہیں اور ان پر مستقیم ہیں کہ ان میں سے ایک جدّہ کے حق کا ہے اور دو برادران اخیافی کے حق کے ہیں اور چونکہ جدّہ بھی ایک ہے اور برادران اخیافی بھی دو نفر ہیں لہٰذا وہ سہام ہر فریق کے ہر فرد پر صحیح منقسم بھی ہیں جیسا کہ دیر مثبت تحریر ہے پس یہاں اب کسی مزید کارروائی اور درد سر کی ضرورت نہیں اور واضح ہو کہ جدّہ صحیحہ و برادران اخیافی کے مجموع سہام تین اس سلئے ہیں کہ اگر

جو اقل مخرج سے دیگر جنت کو
راست ہو کر وہ ہر اک کی راس پر
ورنہ پہلے غور نسبت کا کریں
ٹھہرے جو جو قدر اُنکے راس کی
گر توافق ہو تو وفق یک فریق
دوسرے میں ضرب دیکر کے حساب
جنت کی مخرج اقل میں ضرب دے
گر تماثل ہو تو اُنمیں کوئی سا
ضرب دینا مخرج مذکور میں
جب نہو باقی زوجین ای قسیم
اُسکے حصّے لیکے مخرج جنت میں

(۱) اے ہیچ ہیچ نسبت ان کی اس اس

بچ رہا اسمیں حصص کو جانچ لو
ٹھیک بٹجائے تو بہتر خوب تر
دونوں فرقوں کے سہام و راس میں
دیکھ پھر اُن نسبتوں میں اے ذکی
اور تباین ہو تو کل کو باطریق
اُن کے حاصل ضرب کو لیکر شتاب
اُسکی حاصل ضرب سے مخرج بنے
اور تداخل میں جو فرقہ ہو بڑا
اُسکے حاصل ضرب سی تصحیح لیں
فرقہ ہائے اہل رد پر مستقیم
ضرب دیکر راست کرلینا اُنہیں

فرائض میں کسی جگہ صرف جدّہ اور برادران اخیافی ہوں تو وہاں مخرج مسئلہ بموجب قواعد تصحیح چھ ہوگا اس میں سے چھٹے حصّہ کا ایک جدّہ کو اور تہائی کے دو برادران اخیافی کو پہنچیں گے - جب ان دونوں اعداد کو ایک جگہ جمع کریں گے تو وہ تین عدد ہوجائیں گے پس یہی اعداد مجموع سہام یا مجموع حصص کہلائے جائیں گے اور چونکہ یہ بات پہلے ہی بتادی گئی ہے کہ رد کے موقع پر فریقین اہل رد کو ان کے سہام فرض کے مطابق دیا جائے گا لہٰذا یہاں ان کے سہام فرض کو جمع کرکے باقی مخرج اقل احدالزوجین پر پھیلا کر ہر فرد کو تقسیم کردیا گیا جیسا کہ ظاہر ہے فتفکر - ۱۲ منہ ۵۳ ورنہ پہلے غور نسبت - الخ - یعنی اور اگر وہ سہام مستقیمہ فریقین اہل رد کے عدد رؤس پر فرداً فرداً تقسیم نہ ہوں تو اس وقت پہلے ان دونوں کے عدد رؤس و سہام حاصلہ میں نسبت کا غور کریں کہ ان میں کیا نسبتیں ہیں ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ نمبر ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

ملہ پھر نہ وہ بھی۔ الخ۔ یعنی اگر وہ راست شدہ سہام فریقین اہل رد کے ہر فرد پر منقسم نہ ہوں کیا معنی کہ اگر وہ راست شدہ سہام راست ہو کر اہل رد کے ہر فریق پر منقسم بھی ہوں تو پھر کسی اور بات کی ضرورت ہی نہیں جیسا کہ مثال مندرجہ حاشیہ شعر بالا میں موجود ہے کہ سہام راست شدہ فرقہ ہائے اہل رد کے ہر فرد پر منقسم بھی ہیں اور اگر وہ راست شدہ سہام ان پر فرداً فرداً منقسم نہ ہوں تو اس وقت حسب دستور قواعد تصحیح ان کو بھی درست کرنا چاہئے جیسا کہ اسی فصل میں چند بار تصحیح مختلف طریق پر بیان ہو چکی ہے کہ مزید بیان کی مطلق ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی بغرض اطمینان طالب ایک مثال اس کی بھی اور تحریر کیجاتی ہے اس پر غور کرنا چاہئے۔ مثلاً اگر مثال مذکورہ بالا میں بجائے ۴ نفر لڑکیوں کے نو ۹ لڑکیاں ہوں اور بجائے ۱ نفر جدات کے ۶ نفر جدات ہوں تو اس حالت میں ۲۸ سہام لڑکیوں کے ۹ نفر لڑکیوں پر اور سات سہام جدات کے چھ نفر جدات پر منقسم نہ ہوں گی پس فریقین اہل رد کے سہام مقبوضہ اور عدد رؤس میں نسبت کا غور کیا جائیگا چونکہ بنات کے عدد رؤس ۹ میں اور سہام مقبوضہ اٹھائیس ۲۸ میں تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس ۹ عدد معتبر ہوئے اور اسی طرح جدات کے رؤس چھ ۶ و سہام مقبوضہ سات میں تباین ہے پس وہ عدد رؤس بھی چھیوں مقبول ہوئے اب ان ہر دو ۹ و ۶ تسبینی فریقوں میں مکرر نسبت کا غور کیا گیا تو توافق بالثلث ان میں معلوم ہوا لہٰذا ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوئے اب ان حاصل ضرب اٹھارہ کو مخرج مستقیم یعنی کہ چالیس میں پھر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۷۲۰ ہوگئے اب ان ۷۲۰ کے مخرج مسئلہ سے ہر فریق کے ہر فرد کو ٹھیک تقسیم ہوتا ہے کیا معنی کہ اب ہر فریق کے سہام ان پر مستقیم بھی ہیں اور ان میں سے ہر ایک فرد پر منقسم بھی ہیں جیسا کہ میت مندرجۂ ذیل سے بخوبی ظاہر و روشن ہے۔

رد ہے مندِ عول اسے صاحب کرم + رد میں حصے، دن زیادہ اسہم کم۔

پھر نہ وہ بھی منقسم ہوں اُنہیں گر	حسب دستور اُن کی بھی تصحیح کر
ردؔ ہے ضدِ عول ای با نام و ننگ	رد میں حصے ہوں زیادہ اسہم کم

ذوی الارحام کا بیان

ہیں ذوی الارحام میت کے قریب	پر نہیں ذی فرض و عصبہ وہ غریب
جب نہوں عصبات و ذی فرض اہل رد	تب انہیں ترکہ ملے بے رد و کد
مثل عصبہ چار قسم اُن سب کی گن	پہلے فرع بنت و فرع بنت ابن
تا بسفل ہیں یہ ہیں فرع بنات	دوسرے اجداد و جدہ فاسدات
تیسرے اُسکی برادر زادیاں	نیز خواہر زادے خواہر زادیاں
چوتھے پھپھی اور ماموں خالہ سب	اور چچا کی لڑکیاں بھی گنئے اب
بعد ازیں ماں باپ کی ہیں پھپیاں	ماموں اور خالہ چچا کی لڑکیاں

مسئلہ $\frac{720}{\frac{40}{8}}$

میت

زوجہ یک کس	دختران ۹ نفر	جدات ۶ نفر
۹۰ سہام	۵۰۴ سہام	۱۲۶ سہام

فرائض ہذا کی تصحیح ۷۲۰ کے مخرج سے ہوئی اسمیں سے آٹھویں حصے کے زوجہ کو نوّے سہام پہونچے اور وہ اسپر مستقیم ہیں اب مابقی زوجہ ۶۳۰ بچے ان میں سے پانچویں حصے کے ۱۲۶ سہام جدات کو دیے گئے (اسلئے کہ مجموعہ سہام جو پانچ ہیں ان میں سے جدات کا ایک ہی جو کہ مجموعہ سہام کا پانچواں حصہ ہے پس اسی حساب سے ۶۳۰ باقیماندہ زوجہ میں سے پانچویں حصے کے ۱۲۶ جدات کو دیے گئے) اور وہ ان کی ہر ایک فرد پر منقسم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک جدہ کو اکیس ۲۱ اکیس ملتے ہیں باقی ۵۰۴ سہام ۹ دختران کے رہے وہ ان کے ہر فرد پر منقسم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو چھپن چھپن پہونچے ہیں اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ۷۲۰ ہو جائیں گے لہٰذا تصحیح کامل ہے اگر ایسے موقع پر زوجات بھی متعدد ہوں تو ان کا حصہ بھی اُنپر منقسم نہ ہوگا (بقیہ نوٹ نمبر ۱ کا نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

ﻋﻟﮧ سلسلہ اس کا یہی ہے ۔ الخ ۔ یعنی ذوی الارحام کی توریث کا سلسلہ مثل عصبات کے ہے کہ قسم اول کے ہوتے ہوئے قسم ثانی والوں کو اور اُن کے سامنے تیسری قسم والوں کو اور اُن کے سامنے چوتھی قسم والوں کو کچھ نہیں ملتا ہے فتبصر ۱۲ منہ ﻋﻟﮧ ایسے ہی میّت سے الخ ۔ یعنی جس طرح قسم اول کے مقابلہ میں قسم دوم والے بے نصیب و بے بہرہ رہتے ہیں اسی طرح ایک قسم کے اندر قریب کے ہوتے ہوئے بعید کو نہیں ملتا مثلاً نواسہ کے ہوتے ہوئے نواسہ کے لڑکوں کو اور نانا کے ہوتے ہوئے نانا کے باپ کو کچھ نہ ملیگا ہٰکذا وہٰکذا ۔ ۱۲ منہ ﻋﻟﮧ قسم یک میں ہوں جو دو ۔ الخ ۔ یعنی اگر ایک قسم کے اندر دو کس ذوی الارحام میں ایسے ہوں جن میں سے ایک کا مورث تو اس میت کا وارث ذوی الفروض میں خواہ عصبات میں بن سکتا ہو اور دوسرے کا مورث ایسا نہو کیا معنی کہ وہ اس میت کے نہ ذوی الفروض میں ہو نہ عصبات میں ہو پس تو اُن دونوں ذوی الارحام والوں میں بھی اُن کے اصل کے بموجب عمل کر کیا معنی کہ جس کا مورث وارث میت ہو سکتا ہو اُس کو ترکہ میت ہٰذا کا سب دیدے اور جس کا مورث وارث میت ہٰذا کا نہوتا ہو اُس کو کچھ نہ دے مثلاً اگر کہیں ذوی الارحام میں ایک تو پوتی کا لڑکا یا لڑکی ہو ۔ اور دوسرا نواسی کا لڑکا یا لڑکی ہو تو اس صورت میں سب ترکہ پوتی یعنی دختر پسر کے لڑکے یا لڑکی کو ملیگا دوسرے کو جو کہ نواسی کا لڑکا یا لڑکی ہو کچھ نہ ملیگا ۔ کیونکہ اگرچہ یہ دونوں ذوی الارحام میں ہیں اور دونوں سلسلہ میں بھی برابر ہیں کہ ایک پوتی کا زائیدہ ہے اور دوسرا نواسی کا زائیدہ ہے مگر چونکہ پوتی ذوی الفروض میں داخل ہے اور نواسی داخل نہیں ہے لہٰذا اُن کی اصل کے بموجب اُن کے ساتھ معاملہ کرکے ایک کو سب ترکہ ملیگا اور دوسرے کو کچھ نہ ملیگا فتبصر منہ ﻋﻟﮧ اور جو اصل اُن کی یکساں الخ ۔ یعنی اگر اُن ہر ذوی الارحام کی اصل مساوی و یکساں ہو مثلاً وہ دونوں پوتی کے ہوں یا دونوں نواسی کے ہوں یا ایک ماموں کا ہو اور ایک خالہ کا ہو یا ایک دختر عم کا ہو اور ایک دختر عمہ کا زائیدہ ہو غرض کہ سلسلہ قرابت اور اصل دونوں کی مساوی و برابر ایک دوسرے کے ہو تو اُس وقت نر و مادہ کو بہ طریق عصبہ للذکر مثل حظ الانثیین دیا جائیگا مساوات اصل میں اس بات کا بخوبی خیال رکھنا چاہئے کہ یا تو دونوں ذوی الفروض و عصبات کے زائیدہ ہوں یا دونوں ذوی الارحام کے زائیدہ ہوں اُس وقت اُن سب کو ملاکر ترکہ تقسیم کیا جائے اور اگر برخلاف ہوں تو ذوی الفروض و عصبات کے زائیدہ فایق و مقدم ہوں گے اور ذوی الارحام کے محروم رہیں گے اور اسی طرح قرب و قوت قرابت کا بھی مثل عصبات کے لحاظ رکھنا چاہئے کہ قریب کے ہوتے بعید کو نہ دیا جائے اور دو قرابت والوں کو ایک قرابت والے پر ترجیح دی جائے مثلاً عمہ عینی کے مقابلہ میں عمہ علاتی اور خالہ عینی کے مقابلہ میں خالہ علاتی کچھ نہ پائیں گے اسی طرح اُن کی اولاد میں خیال رکھنا چاہئے کہ عینی کی اولاد علاتی کی اولاد پر مقدم ہے فتبصر ۔ منہ ۔

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

ﻋﻟﮧ سلسلہ اسکا یہی ہے اے حبیب — قسم اوّل سے ہے ثانی بے نصیب

ﻋﻟﮧ ایسے ہی میّت سے جو ہوگا قریب — دور والا اُس سے ہوگا بے نصیب

ﻋﻟﮧ قسم یک میں ہوں جو دو ایسے کہیں — ایک کا مورث ہو وارث بالیقیں

دوسرے کا ہو نہ وارث کچھ اگر — پس تو اُن دونوں میں بھی دیا ہی کر

ﻋﻟﮧ اور جو ہو اصل انکی یکساں تب انہیں — ترکو دو ۔ اور عورتوں کو ایک میں

ﻋﻟﮧ اور جو ہوں سب عورتیں یا مرد سب — پس برابر بانٹنا ہر اک کو تب

ﻋﻟﮧ باپ کی قربت ذوی الارحام میں — ماں کی قربت سے قوی ہے کام میں

ﻋﻟﮧ باپ والوں کو ہیں دو ۔ اور ماں کو ایک — ایسی ہی تقسیم کر با رائے نیک

حمل کی وراثت کا بیاں

ﻋﻟﮧ وارثوں میں حمل بھی گر ہو کہیں — اُسکا حصہ بھی اُٹھا رکھتے ہیں

ہلے مرد و عورت میں - الخ - یعنی میت ہذا کے ذوی الفروض و عصبات مرد او۔ عورتوں میں سے جس کو حصہ زیادہ ملتا ہو اس کے بقدر وہ حصہ میراث میں سے لیکر حمل کے واسطے اٹھار کھا جائے - بعض صورت فرائض میں ایسی ہوتی ہے جسمیں بہ نسبت مرد کے عورت کو حصہ زیادہ ملتا ہے پس اس لئے مؤلف نے یہ کہا کہ مرد عورت میں سے جس کا حصہ زیادہ ہوتا ہو وہ لیکر ایک ضامن مزید برا اس اور کر لینا چاہیے تاکہ اگر اتفاقیہ بجائے ایک بچہ کے دو بچے یا زائد حمل میں پیدا ہوں تو جسقدر حصہ کہ ان کا اور ہوتا ہو وہ بھی وارثان سے واپس لیا جاوے اگر وارث بروقت تقسیم ترکہ ایسا ضامن پیش نہ کریں تو تقسیم ترکہ تا وضع حمل ہو توقف رکھی جائے مثال اس بات کی کہ بعض صورتوں میں عورت کو مرد سے زیادہ پہنچتا ہے یہ ہے کہ اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶ عول ۸

زوج	مادر	ہمشیرہ اخیافی یک	حمل از پدر متوفیہ
۳ سہام	۱ سہم	۱ سہم	۳

مرد و عورت میں جسے زائد ملے
حمل میت موت سے دو سال تک
دوسرے کا حمل ہو تو موت سے
حمل جبتک نصف سے زائد جنے
تب وارث بھی اور مورث بھی ہو

پس وہ حصہ لیکے اک ضامن بھی لے
گر ہو پیدا حصہ لے بے ریب و شک
چھ مہینے تک جیا تو حصہ لے
اور ہو زندہ گو کہ بعد اسکے مرے
ورنہ حصہ اُسکا تم اگلوں کو دو

خنثیٰ کی میراث کا بیان

مرد و زن میں ہو علامت سے تمیز
اسکو خنثیٰ کہتے ہیں سب بالیقین
اس علامت سے ہو حصہ یاب وہ
بول کرتا ہو وہ دونوں سے اگر

جسمیں ہوں دونوں علامت اے عزیز
پس اگر ہو وارثوں میں وہ کہیں
جس علامت سے کرے پیشاب وہ
تو پہل جس سے کرے وہ معتبر

تو اس علامت سے وہ حصہ پائے گا جس علامت سے کہ پیشاب آئے گا۔

صورت مسئولہ میں ایک عورت مری اور اُسنے خاوند اور ماں اور ایک اخیافی بہن اور ایک حمل اپنے باپ کا چھوڑا - تو اس صورت میں اگر حمل کو مرد فرض کریں تو وہ متوفیہ کا بھائی ہوگا اور عصبہ بن کر ترکہ پائیگا اور چونکہ بسبب جمع ہونے نصف کے ساتھ قسم دوم کے مخرج چھ سے ہے پس چھ میں سے نصف کے ۳ سہام خاوند کو پہنچیں گے اور چھٹے کا ایک ماں کو اور ایک اخیافی بہن کو ملے گا باقی رہا ایک سہم وہ بھائی کو بطور عصوبت پہنچیگا اب اگر حمل کو عورت فرض کریں تو وہ متوفیہ کی بہن حقیقی قرار پائے گی اور اس صورت میں بہن ذوی الفروض میں شمار ہو کر نصف ترکہ کی مستحق ہوگی پس چھ کا نصف ۳ سہام اس بہن کو ملیں گے اور مسئلہ میں عول ہو کر آٹھ سے مخرج بنے گا جس میں سے ۳ سہام زوج کو اور ایک ماں کو اور ایک اخیافی بہن کو اور تین حمل سے زائیدہ بہن کو پہنچیں گے اور یہ ۳ سہام اس بہن کے بھائی والے ایک سہم سے کہیں زائد ہیں لہٰذا اس موقع پر حمل کو عورت قرار دیکر تین سہام منجملہ ۸ سہام کے اٹھار کھیں گے جیسا کہ زیر مد میت تحریر ہے - فقط - منہ۔

(بقیہ نوٹ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

٥١ مرد و عورت میں سے کم جس کو ملے - الخ - یعنی میراث میں مرد و عورت میں سے جسکو کم حصہ ملتا ہوگا یا کچھ نہ ملتا ہوگا تو وہی حصہ خنثیٰ مشکل کا قرار پائے گا کیا معنی کہ اگر فرائض میں کسی جگہ مرد کو حصہ کم ملتا ہے تو وہاں اس کو مرد کا حصہ دیا جائیگا اور اگر عورت کو کسی موقع پر کم ملتا ہوگا تو وہاں اس خنثیٰ مشکل کو عورت کا حصہ دیا جائیگا - اور یہ بات پیشتر ہی بتا دی گئی ہے کہ بعض صورتوں میں بہ نسبت مردوں کے عورتوں کو کم ملتا ہے لہٰذا بعض صورتوں میں بہ نسبت عورتوں کے مردوں کو کم ملتا ہے لہٰذا جس صورت میں کہ جس کو کم حصہ ملتا ہو یا اگر کچھ نہ ملتا ہو پس اس صورت میں خنثیٰ مشکل کو وہی نقصان پہنچائیں گے - غرض کہ خنثیٰ مشکل کی میراث حمل کے برعکس ہے کہ جس طرح حمل کو مرد و عورت میں سے جس کا حصہ زیادہ ہوتا ہے وہ اس کے لئے اٹھا رکھ لیا جاتا ہے اسی طرح خنثیٰ مشکل کو برخلاف اس کے مرد اور عورت میں سے جس کو کمتر ملتا ہوتا ہے وہ دیا جاتا ہے - مثلاً اگر کسی موقع پر میت کے ایک لڑکا ہو اور ایک خنثیٰ مشکل ہو تو وہاں پر خنثیٰ مشکل کو لڑکی قرار دے کر تین میں سے دو لڑکے کو اور ایک اس خنثیٰ مشکل کو دیا جائیگا جس طرح کہ میت ذیل سے ظاہر ہے منہ -

اور معاً گر آئے دونوں راہ سے	پھر تو خنثیٰ مشکل اسکو جانئے
یا علامت کچھ نہ ہو مطلع ہو صاف	ہو وہاں ایک چھید خالی مثل ناف
وہ بھی ہے خنثائے مشکل اے حضور	ہے فرائض اسکی بس مشکل ضرور
مرد و عورت میں سے جسکو کم ملے [51]	پس وہ حصہ مشکل خنثیٰ کو دے

مفقود الخبر کی میراث کا بیان

ہو جو کوئی شخص مفقود الخبر [52]	مال اس کا رکھدیں نزد معتبر
کیونکہ اپنے مال میں زندہ ہے وہ [53]	لیک ترکہ غیر میں مُردہ ہے وہ
غیر کے ترکہ سے جو حصہ ملے [54]	وہ بھی مثل مال امانت میں رہے
اسکی پیدائش سے ستر سال تک [55]	حصہ ہر مورث سے لینا یک بیک
پھر جو آجائے وہ مفقود الخبر [56]	دیدیں دونوں مال اسکو سربسر

٥٢ ہو جو کوئی شخص - الخ یعنی اگر فرائض میں کسی جگہ مفقود الخبر بھی وارث ہو (مفقود الخبر اس شخص کو کہتے ہیں جو باہر چلا گیا ہو اور اس کے مرنے جینے کی کچھ خبر معلوم نہ ہو) پس ایسے شخص کا ذاتی مال جو کچھ ہو از قسم منقولہ وہ کسی معتبر و متدین شخص کے پاس بطور امانت رکھدیا جائے اور از قسم غیر منقولہ میں جو محاصل اس کا ماہانہ یا سالانہ وصول ہوا کرے وہ بھی اس امین کے پاس جمع ہوا کرے اور اقسام مویشی و دیگر اشیا تلف شدنی کو فروخت کر کے اس کی قیمت جمع کردیجائے - اگر اس مفقود الخبر کے بی بی و بچے نابالغ یا ضعیف العمر و حاجتمند والدین موجود ہوں تو اس کے مال میں سے بقدر کفاف ان کو دیا جایا کرے اور باقی بطور امانت جمع ہوا کرے کذا قال استاذی و مولائی حافظ و قاری مولانا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ - ۱۲ منہ ٥٣ کیونکہ اپنے مال میں زندہ ہے وہ - الخ - یعنی اس کا ذاتی مال اس لئے امانتہً جمع کیا جائے کہ وہ مفقود الخبر اپنے ذاتی مال میں زندہ ہونے کا حکم رکھتا ہے اور زندہ آدمی کا مال بلا اجازت اس کے کسی کو نہیں مل سکتا - لیکن غیر کے ترکہ میں اس مفقود کا حکم مردہ کا ہے کیا معنی کہ جو میراث کسی مورث کی اس کے پس غیبت اس کو پہنچے اس میراث میں اس کو مُردہ کا حکم ہے جبکہ وہ میعاد مقررہ کے اندر واپس نہ آئے یا کہ بعد موت مورث اس کی زندگی ثابت نہ ہو اور اس مجمل کی تفصیل پانچویں شعر میں آنے کی قتیبہ منہ ٥٤ غیر کے ترکہ کا جو حصہ - الخ یعنی اس مفقود کو مورث کے ترکہ سے وارثۃً جو کچھ ملتا ہے وہ حصہ بھی امانۃً مثل حصہ حمل کے موقوف رکھا ہے اور جو مال کہ ذاتی اس کا رکھا ہوا ہے اس میں یہ ورثہ کا مال شامل نہ کیا جائے کیا معنی کہ وہ مال علیحدہ رہے اور یہ مال علیحدہ رہے کیونکہ ان دونوں کا حکم جداگانہ ہے ۱۲ منہ -

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ و ۵۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ گر نہ آئے۔ الخ۔ یعنی اگر وہ مفقود الخبر شخص اس میعاد معین کے اندر نہ آئے اور اس کی موت و حیات کا حال بھی یقینی نہ معلوم ہونے پائے اور یہ ستر سال تمام و کمال اس کی پیدایش کے حساب سے گذر جائیں تو اس وقت اس مفقود کی موت کا حکم دیدیا جائیگا کہ اب وہ زندہ نہیں ہے۔ اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ اب تک زندہ ہے تو پھر اس کی موت کا حکم نہیں دیا جائیگا اور اس کے اموال کی اسے اطلاع دی جائے کہ تیرا یہ مال امانت میں موجود ہے اسکا کیا ہو لیں وہ جو چاہے سو کرے اور جیسا امر کرے اس کے مطابق عمل کیا جائے یا یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں وقت مر گیا تو اس کی موت کے وقت سے پہلے جتنے مورث اس کے مرے تھے ان کے ترکہ سے اُن کے حصے جو اس کو ملے ہے وہ اور اس کا اپنا ذاتی مال اُن وارثوں پر تقسیم کرائے جائیں جو مفقود کی موت کے وقت موجود تھے اور اس کے موت کے بعد جن وارثوں سنے انتقال کیا ہے اُن کا حصہ اُسے نہ ملے گا وہ اُن مورثوں کے دیگر ورثہ کو واپس دیا جائے گا۔ منہ ۱۲

۵۲ مال اس کا وارث۔ الخ۔ یعنی بعد گذر جانے مدت مذکور اور نافذ ہو جانے حکم موت کے اُسکا ذاتی مال جس کو وہ چھوڑ کر چلا گیا تھا مفقود کے وارثان موجود کو دیا جائے یہ کیا معنی کہ وہ وارث جو ستر سال گذر جانے کے وقت پائے جائیں اُن کو مال مذکور بطور ترکہ تقسیم کیا جائے کیونکہ اسی وقت اسکو میت کا حکم ہوا ہے پس اُسی وقت جو وارث ہوگا وہ ترکہ پائیگا اور وہ مال جو دیگر مورثان کے ترکہ سے مفقود کے پس غیبت اس کو ملتا رہا ہے وہ سب ترکہ مورثان سابق کے اُن وارثوں کو کہ جو اُن کے مرنے کے وقت موجود تھے پھیر دیا جائے اور مفقود کے وارثان کو یہ مال نہ دیا جائے کیونکہ اس مال میں اس مفقود کو حکم مردہ ہونے کا دیا گیا ہے اور وہ مردہ کو کسیکا ترکہ نہیں ملتا ہے۔ ترکہ غیر میں مردہ ہونے کے یہی معنی ہیں جیسا کہ پانچ شعر اوپر مذکور ہوا تھا۔ فقبنہ۔ واضح ہو کہ اگر مفقود الخبر کی موت و حیات کی خبر میعاد مذکور سے پہلے ہی معتبر ذریعہ سے معلوم ہو جائے گی تو اسی وقت اس کے احکامات نافذ ہو جائیں گے اور میعاد مقرر کے گذرنے کا پھر انتظار نہیں کیا جائیگا کیونکہ بعد حاصل ہونے علم یقینی اس کی موت و حیات کے پھر وہ مفقود نہیں سمجھا جائیگا جیسا کہ اوپر بیان کر دیا گیا۔ منہ ۱۲

گر نہ آئے اور گذر جائیں یہ سال	حکم اسکی موت کا ثابت ہو بحال
مال اس کا وارث موجود لے	غیر کے ترکہ کا حصہ پھیر دے
اسکی منکوحہ بھی اب عدت کرے	بعد ازاں چاہے تو وہ سنت کرے
حاجب اور محجوب بھی مفقود ہو	حجب حرماں حجب نقصاں ای نکو

قیدیوں کا بیان

ہوں جو مسلم قید دار الحرب میں	حکم مفقود الخبر میں وہ رہیں
ہے یہ اس صورت میں جب انکا پتا	کچھ نہ ملتا ہو حیات و موت کا
ورنہ وہ مسلم ہیں مسلم کی مثال	وارث و مورث ہیں بے تبدیل حال
ہاں بدل دیں دین تو وہ مرتد ہوئے	حکم مرتد فصل آئندہ میں لے

۵۳ اسکی منکوحہ۔ الخ۔ یعنی بعد گذر جانے میعاد مذکور ستر سال کے مفقود کی عورت منکوحہ اب اس وقت عدت بھی کرے گی کہ وہ اس پر واجب ہے اور بعد فراغ عدت اگر اس کا جی چاہے تو وہ بطریق سنت نکاح ثانی بھی اب کر سکتی ہے ہمارے عرف میں نکاح کو سنت کرنا کہتے ہیں اسلئے قافیہ میں بجائے نکاح کے سنت کرنا لایا گیا ہے۔ فقبنہ۔ منہ ۱۲

۵۴ حاجب و محجوب بھی۔ الخ۔ یعنی مفقود الخبر دیگر ورثا کا حاجب بھی ہوتا ہے اور دیگر ورثا سے خود بھی محجوب ہو جاتا ہے۔ حجب حرمان و حجب نقصان دونوں طریق پر حجب حرمان یہ ہے کہ کچھ نہ ملے جیسے بیٹے کے سامنے پوتا۔ اور حجب نقصان یہ ہے کہ اصلی فرض سے کم ملے جیسے اولاد کے سامنے زوج و زوجہ کو۔ ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵، ۶، ۷، و ۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

٥١ عورت مرتدہ کا ۔الخ ۔ مرتد اس کو کہتے ہیں جو مسلمان دین اسلام سے پھر کر کافر ہو جائے العیاذ باللہ یعنی پس اگر کوئی عورت مرتدہ ہو اور وہ مرجائے تو اس کا سب ترکہ اس کے وارث مسلمانوں کو ملیگا غیر مسلمانوں کو نہ ملے گا کیا معنی کہ اگر مرتدہ متوفیہ کے چند وارثان مسلمان ہوں اور چند وارث مرتد ہوں یا کافر ہوں تو اس کا ترکہ مرتد یا کافروں کو کچھ نہ ملے گا مسلمان ورثا کو سب ملے گا اور اگر اس کا وارث مسلمان کوئی نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کے ترکہ کے مالک کافر یا مرتد ورثا ہرگز نہوں گے بلکہ وہ مال اس کا بیت المال میں عام مسلمانوں کا حق سمجھ کر رکھا جائیگا اور اسی طرح مرتد مرد کے وہ کسب جو اس نے اپنے مسلمانی زمانہ میں کیا ہے تھے وہ بھی اس کے مسلمان وارثوں کو ملیں گے کافر و مرتد وارث کچھ نہ پائیں گے لیکن وہ مال جو مرتد مرد نے اپنی زمانہ ردت میں یعنی مرتد ہونے کی حالت میں کمائے وہ اس کے کسی وارث کو نہ ملیں گے نہ مسلمان کو نہ غیر مسلمان کو بلکہ یہ کسب تمام و کمال مسلمانوں کے بیت المال میں مال غنیمت کی مد میں رکھے جائیں گے بخلاف زن مرتدہ کہ اس کے سب مال زمانہ اسلام کے کسب کردہ ہوں خواہ زمانہ ردت کے وہ سب اس کے مسلمان وارثوں کو ہی ملیں گے کیا معنی کہ زن مرتدہ کے تمام و کمال کسب نو اور ردت حالت اسلام صرف مسلمان وارثوں کو ملتے ہیں اور اگر مسلمان ورثا نہوں تو وہ سب مال بیت المال میں جاکر لاوارث مال کے خانہ میں جمع ہوتے ہیں اور مرتد مرد کے کسب ہائے ردت اول ہی مرتبہ خواہ کوئی مسلمان وارث ہو یا نہو بیت المال میں بمد غنیمت شامل ہو جاتے ہیں ١٢ منہ ٥٢ لیک ترکہ مسلمین اموات کا ۔الخ ۔ یعنی مسلمان مورث کا ترکہ اسکے مرتد وارث کو کچھ نہیں مل سکتا کیا معنی کہ جس طرح مرتدہ میت کا ترکہ اس کے مسلمان وارثوں کو سب ملتا ہے اور مرتد مرد کا کسب اسلام اس طرح مسلمان میت کا ترکہ اس کے مرتد وارثوں کو نہیں ملے گا اور کیونکر مل سکتا ہے جبکہ مرتد مورث کا بھی ترکہ مرتد وارث کو نہیں ملتا ہے تو پھر مسلمان میت کا ترکہ اس کے مرتد وارث کو کس طرح مل جائیگا فتدبر ۔منہ ٥٣ بعد مورث کے مرے وارث اگر ۔الخ ۔ یعنی اب یہاں سے

مرتد کے ترکہ کا بیان

عورت[٥١] مرتدہ کا ترکہ تمام	ہے مسلمان وارثوں کا حق مدام
ایسے ہی مرتد کے کسب اسلام کے	کسبِ ردت اسکے بیت المال سے
لیک[٥٢] ترکہ مسلمین اموات کا	وارثانِ مرتدین کو نا روا

مناسخہ کا بیان

بعد[٥٣] مورث کے مرے وارث اگر	یعنی ترکہ بانٹنے سے پیشتر
اسکے[٥٤] کل وارث انہیں میں سے ہوں گر	مورثِ اول سکے تھے جو اے پسر
خواہ باقی کل ہوں وارث انکو	یا ہوں بعض ۔ اور فرق قسمت میں نہ ہو
پس[٥٥] اُسے تو چھوڑ کر تقسیم کر	کالعدم لکھدے تو اسکے نام پر

مناسخہ کا بیان شروع ہوا مناسخہ اس کو کہتے ہیں کہ مورث اعلیٰ کے مرنے کے بعد ترکہ تقسیم نہ ہونے پائے کہ اور کوئی وارث مرجائے تو ایسی صورت میں الخ ٥٤ اسکے الخ ۔ یعنی وارث کے مرجانے کے بعد اس کے وارث بھی انہیں لوگوں کے سوا اور لوگ وارث نہ ہوں جن کو مورث اول کا ترکہ پہنچتا عام از یں کہ اس وارث مردہ کے سوا باقی کل ورثا مورث اول اس کے وارث ہوں یا بعض لوگ اس کے وارث ہوں مگر ہر حال میں طرز تقسیم نہ بدلے تا آں کا رد واحد ہو جس طرح کہ باپ کے مرنے کے بعد تین لڑکے اس کے ایک بطن سے خواہ تین بطن سے اس کے وارث ہوں اور ان کے باہم ترکہ تقسیم نہ ہونے پائے کہ ایک لڑکا منجملہ ان تین لڑکوں کے مرجائے اور وہ لڑکا سوائے ان دونوں بھائیوں اور کسی غیر کو وارث نہ چھوڑے تو چونکہ بھائیوں کی تقسیم بھی مثل بیٹوں کی تقسیم کے ہوتی ہے لہٰذا طرز تقسیم ایک رہا اور اس میں کچھ تبدل نہ آیا ۔ (بقیہ نوٹ نمبر ٥٥ کا دیکھیں ضمیمہ میں دیکھیں)

اور جو کچھ وارث ہوں اُسکی دوسرے[۵۱] | یا پھرے[۵۲] تقسیم اپنی راہ سے
میتِ[۵۳] اول کی کر تصحیح تام | اس سے کر پہلوں کو تقسیم سہام
میتِ[۵۴] ثانی کی پھر تصحیح کر | اسمیں اور حصہ میں اُسکے کر نظر
ہوں[۵۵] جو یکساں اُسکی تصحیح و سہام | سب سے بہتر پھر نہیں کچھ اور کام
جس[۵۶] طرح وارث کسی کے ہوں اگر | بی بی۔ اور ماں۔ اور چچا اک پُر ہنر
بارہ[۵۷] سے یہ مسئلہ ہو بالیقین | چار ماں کو پانچ عم کو بی بی کو تین
بعد[۵۸] ازاں مرجائے بی بی بھی اگر | پیشتر تقسیم ترکہ سے مگر
اور[۵۹] ہوں وارث اُسکو اک بھائی بہن | تین سے ہو مسئلہ پس اے حسن
تین[۶۰] میں سے نر کو دو مادہ کو ایک | ہے یہی تصحیح و مافی الید۔ ولیک
وارثوں[۶۱] پر جب بٹتے ہوں تمام | میتِ ثانی کے مقبوضہ سہام
غور[۶۲] کر نسبت کا پس اے مہرباں | مخرجِ ثانی و مافی الید میں ہاں

۵۱۔ جو کچھ وارث۔ الخ۔ یعنی میت دوم کے ورثا بالکل یا بعض میت اول کے ورثار کے سوا اور لوگ ہوں مثلاً میت دوم کی بی بی اور اولاد کہ ان کا تعلق وارث میت اول سے نہ تھا۔ منہ ۵۲ یا پھرے تقسیم الخ۔ یعنی ورثا میت دوم پر تقسیم تقسیم اول سے متحد نہ ہو۔ بلکہ متغیر ہو مثلاً میت اول کے لڑکوں کے ساتھ فرائض میں ایک زوجہ میت اول کی بھی شریک ہو تو وہ میت ثانی کی ماں ٹھہرے گی اور طریقہ تقسیم متغیر ہو جائیگا تو ان دونوں صورتوں میں جو کہ شعر ہذا کے دونوں مصرعوں میں بیان ہوئیں۔ منہ ۵۳ میت اول کی کر۔ الخ۔ یعنے اس صورت میں میت اول کی پیشتر تصحیح کرکے اس کے تمام ورثار کو مع میت دوم کے سہام تقسیم کرنا چاہیئے اسکے بعد۔ منہ ۵۴ میت ثانی کی۔ الخ۔ یعنی بعد اس کے میت دوم کی تصحیح کر اور پھر اس تصحیح میں اور میت دوم کے سہام حاصلہ میں جو اس کو میت اول سے ملے ہیں نظر و غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ دونوں ایک سے ہیں یا مختلف۔ منہ ۵۵ ہوں جو یکساں۔ الخ۔ یعنی اگر تصحیح مسئلہ میت دوم و سہام حاصلۂ میت دوم از میت اول جنکو مافی الید بھی کہتے ہیں ایک ہوں کیا معنی کہ وہ دونوں باہم متحد و متماثل ہوں مختلف نہوں تو سب سے بہتر بات ہے اور نہایت خوشی کی جگہ ہے کہ کسی اور تردد کی ضرورت نہ پڑی اور نہ اور کوئی کام مشقت کا کرنا پڑا کیونکہ انہیں سہام حاصلۂ میت دوم کو اس کے مخرج مسئلہ پر بچا کر اس کے ورثار کو اس سے سہام تقسیم کر دینا چاہیئے مثال اس کی ذیل میں درج ہے۔ منہ ۵۶ جس طرح وارث۔ الخ تصحیح میت دوم و مافی الید میت دوم کے متماثل ہونے کی صورت میں مؤلف تمثیلاً عرض کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرے اور وارثوں میں ایک بی بی اور ایک ماں اور ایک چچا چھوڑے۔ الخ ۵۷ بارہ سے الخ یعنی صورت مذکورہ میں تصحیح مسئلہ بارہ سے ہوگی اس طریق پر کہ اس میں سے ایک ثلث کے چار سہام ماں کو اور چہارم کے تین سہام بی بی کو دیئے جائیں گے اور باقی کے پانچ سہام بطور عصوبت چچا کو ملیں گے۔ منہ ۵۸ بعد ازاں مرجائے الخ۔ یعنی اب اگر بی بی کہ تین سہام کی مالک ہے تقسیم ترکہ میت اول سے پہلے ہی مرجائے ۱۲ منہ ۵۹ اور ہوں وارث۔ الخ۔ یعنی بصورت مذکورہ زوجہ متوفیہ کے وارث ایک بھائی اور بہن عینی یا دونوں علاتی فرائض میں پائے جائیں تو اس وقت ان دونوں بہن بھائی کی تقسیم تین کے مخرج سے ہوگی۔ منہ ۶۰ تین میں سے نر کو دو الخ۔ یعنی میت ثانی کے ورثہ کی تصحیح تین کے مخرج سے ہوگی اس طرح کہ تین میں سے بھائی کو دو سہام اور بہن کو ایک سہم ملیگا اور چونکہ میت دوم کے سہام حاصلہ و مافی الیہ بھی یہی تین ہیں لہذا انہیں تین مافی الیہ میت دوم میں اس کے ورثہ کو حسب طریق مذکور تقسیم کر دیا جائیگا اور پھر کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ پڑے گی جیسا کہ ہر دو مدات اموات ذیل سے ظاہر ہے

(بقیہ نوٹ نمبر ۱۰ کا و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ گر توافق ہو۔ الخ۔ یعنی اگر اُن دونوں میں نسبت توافق پائی جائے تو وفق مسئلہ ثانی کو اور اگر نسبت تباین ہو تو کل مخرج مسئلہ ثانی کو لیکر۔ منہ ۵۲ ضرب کر تصحیح اول۔ الخ۔ یعنی میت اوّل کی تصحیح میں اُس کو ضرب دینا چاہیئے اور حاصل ضرب کو مخرج مسئلہ اولی قرار دینا چاہیئے اور اسی طرح وفق مسئلہ ثانی یا کل مخرج مسئلہ ثانی کو جیسی صورت کہ ہو وارثان بالا یعنی اوّل کے جملہ ورثہ سوائے میت دوم کے سہام میں بھی ضرب دینا چاہیئے تاکہ سہام بھی تصحیح جدید کے مطابق ہو جائیں۔ منہ ۵۳ ضرب مافی الید۔ الخ۔ یعنی بصورت تباین کل مافی الید میت ثانی کو اور بصورت توافق وفق مافی الید میت ثانی کو اس کے وارثوں کے سہام میں بھی ضرب کرنا چاہیئے۔ منہ ۵۴ ٹھیک ہو جائیں گے۔ الخ۔ یعنی ترکیب مذکور عمل میں لانے سے میت اوّل و میت دوم دونوں کے وارثوں کے سہام صحیح و درست ہو جائیں گے اور اسی کا نام مناسخہ ہے مثلاً اگر مثال مذکور بالا میں میت دوم کے وارثوں میں بجائے ایک خواہر کے دو خواہر پائی جائیں تو اس صورت میں مافی الید میت دوم تصحیح کے خلاف ہوگا اور سہام مقبوضہ مافی الید میت دوم اس کے وارثان پر صحیح تقسیم نہوں گے کیونکہ اس صورت میں تصحیح مسئلہ ثانی چار سے ہو گی اور مافی الید صرف تین سہام ہیں لہٰذا اب تصحیح مسئلہ چار ہیں اور مافی الید تین میں نسبت کا غور کیا جائے گا تو ان میں تباین ثابت ہوگا تو ان میں تباین ہوگا پس بموجب قاعدہ مذکورہ کل تصحیح مسئلہ دوم کو کہ چار ہیں کل اعداد تصحیح مسئلہ اولے میں کہ بارہ ہیں ضرب دیا تو ۴۸ عدد ہو گئے وہی مخرج بالا تصحیح مسئلہ اولی میں کہ بارہ میں ضرب دیا تو ۴۸ عدد ہو گئے وہی مخرج بالا تصحیح اول کا قرار دیا اور پھر انہیں چار عدد تصحیح مسئلہ دوم کو بطن اول کے وارثان ماسوائے میت دوم کے سہام میں بھی ضرب دیا تو ماں کے چار کے سولہ سہام اور چچا کے پانچ کی جگہ بیس سہام ہو گئے اور اسی طرح میت ثانی کے کل مافی الید تین سہام کو بوجہ تباین۔ اس کے ورثا کے سہام میں ضرب دیگئی تو دونوں بہنوں کی ایک ایک کے تین تین سہام اور بھائی کے دو کی جگہ چھ سہام ہو گئے اب ان سب کو جمع کیا تو مجموع سہام ۴۸ ہو گئے اور وہی تصحیح اول ہو لہٰذا مناسخہ صحیح ہو جیسا کہ تمثیلاً مدات اموات مندرجہ ذیل سے ثابت و روشن ہو

گر توافق ہو تو وفق مسئلہ[۵۱]	اور تباین ہو تو کل کو اس جگہ
ضرب کر تصحیح اوّل میں انہیں[۵۲]	وارثان فوق کے بھی سہم میں
ضرب مافی الید کے کل یا وفق کو[۵۳]	وارثان تحت کی حصوں میں دو
ٹھیک ہو جائینگے پس اب سب سہام[۵۴]	اوّل و ثانی وراثت کے تمام
اور مرے ہوں دو سے زائد وہ اگر[۵۵]	تین ہوں یا چار ہوں یا بیشتر
پس یہاں بھی مثل سابق پیشتر[۵۶]	اوّل و ثانی کی تو تصحیح کر
کرکے یہ تصحیح پس اے نیک خو[۵۷]	ایک میت کر شمار ان دونوں کو
پھر سوم کو مثل ثانی کر شمار[۵۸]	کر عمل اسمیں بھی وہی اختیار
جتنے میت ہوں یہیں سب میں کیں[۵۹]	مدّ اجا کھینچنا پھر بعد میں
مبلغ مخرج جو آخر میں بنے[۶۰]	اس سے ہر میت کا وارث سہم لے

- - - - - - - ✤ - - - - - - -

مسئلہ ۴۸/۱۲		زید	مسئلہ ۴		ہندہ تباین - مافی الید ۳
زوجہ	مادر	عم	برادر	خواہر	خواہر
ہندہ	زبیدہ	عمرو	سلیم	سلمیٰ	سلیمہ
۳	۴/۱۲	۵/۱۲	۲/۴	۱/۴	۱/۴

۵۱ صلح وارث ایک شے الخ - یہ تخارج کا بیان ہے کہ اگر کوئی وارث ترکہ مورث میں سے کوئی شے معلوم لیکر علیحدہ ہو جائے خواہ وہ شے اُسکے مقدار حصّہ سے زائد ہو یا اپنے حصّہ سے کم ہو اُسکو لیکر باقی ترکہ کو دیگر ورثا کے حق میں چھوڑ دے اور وہ ورثہ بھی اس بات سے رضامند ہوکر اُسکو منظور کرلیں ت - منہ ۵۲ مسئلہ میں لے الخ - یعنی بصورت مذکورہ تصحیح مسئلہ اس وارث صلح کنندہ کے سمیت کریں لیکن وارث مذکور کے سہام اُسکو ہرگز نہ دیں کیونکہ وہ اپنے حصّہ کا عوض ایک شے خاص سے برضامندی باہمی پاچکا ہے پھر ابکی اُسکو یہ سہام کیونکر مل سکتے ہیں مگر ان سہاموں کو لیکر منہ ۵۳ حصّے آتے ہوں الخ - یعنی وہ سہام جو کہ اُس کے حق کے تھے اُن کو مخرج مسئلہ سے لیکر اسی مسئلہ کی تصحیح سے اُن کو طرح کردیں یعنی خارج کردیں اور بقیہ اعداد مخرج کو اصل تصحیح قرار دیں اور باقی ماندہ وارثوں پر تقسیم کردیں مثال اُسکی یہ ہے۔

تخارج یعنی کسی وارث کے صلح کا بیان

صلح وارث ایک شے معلوم پر
مسئلہ میں لے مصالح کو بھی ساتھ
جتنے آتے ہوں سہام اُس شخص کے

ہیں روا سب کی رضا سے بے خطر
پر سہام اُسکے نہ دینا اُسکے ہاتھ
طرح کردینا انھیں تصحیح سے

مقاسمۃ الجدّ مع الاخوۃ والاخوات یعنی دادا کی تقسیم بہن اور بھائیوں کیساتھ

باپ اور جب وہ نہ ہو تو اُسکا باپ
جب نہ ہو میّت کے بیٹا اور پدر

باپ کی مانند ہے حقدار آپ
تب وہ دادا بنکے عصبہ ذو تر

شرح اسکی مجملاً یہ ہے کہ فرائض مذکور میں ایک زوجہ اور ایک ہمشیرہ اور ایک برادر موجود ہیں ان میں سے زوجہ مثلاً ایک جوڑی کپڑے کی لیکر برضامندی باہمی تقسیم سے علیحدہ ہو گئی اور بقیہ ترکہ شوہر متوفی کے بہن بھائی کو چھوڑ دیا پس مسئلہ کی تصحیح زوجہ سمیت کیگئی تو وہ چار سے ہوئی چہارم کا ایک زوجہ کو ملتا ہے اور باقی تین دونوں بہن بھائی کو پہنچتے ہیں مگر چونکہ زوجہ بمصالحت کپڑے لیکر علیحدہ ہو گئی ہے لہذا اُس کے حصّہ کا ایک سہم چار کی تصحیح میں سے خارج کردیا تو عدد رہ گئے پس اب انہیں تین

وہ مطلب یہ ہے کہ فرائض میں اگر میت کے باپ نہ ہو تو میت کے باپ کا باپ بجائے اس کے قائم ہوتا ہی

سے تصحیح کرکے دو بھائی کو اور ایک بہن کو تقسیم کردیا گیا - فلیتدبر - منہ ۵۴ جب نہ ہو میّت کے الخ - یعنی فرائض میں میّت کے باپ نہ ہو اور نہ اولاد نرینہ پائی جائے تو اس صورت میں میت کے باپ کا باپ جس کو دادا کہتے ہیں وہ مثل باپ کے عصبہ مقرر ہوگا اور بقیہ فرض مال متروکہ تمام و کمال حاصل کریگا اور اگر میت کے ذوی الفروض میں کوئی نہ ہوگا تو وہ تنہا سب مال خود لیگا لیکن میّت کے بہن اور بھائیوں کو کسی حال میں کچھ نہ لینے دیگا اور ان کو پامال و ساقط کردے گا جس طرح کہ وہ باپ سے ساقط ہو جاتے ہیں کیا معنی کہ میّت کے بہن بھائی دادا سے بھی اسی طرح محجوب و محروم ہو سکتے ہیں جس طرح کہ باپ سے ہوئے ہیں یہی مضمون اگلے شعر کا ہے ۱۲ - منہ

جو بچے ذوی فرض سے لے سب مال | بھائی بہنیں اُس سے سب ہیں پائمال
ہے[۵۱] یہ قولِ ابن عباس و عمر[۵۲] (اسے ابن عمر) | اور اسی پر ہیں صحابہ بیشتر
ہے[۵۲] یہی صدیق کا بھی اجتہاد | عائشہ[رض] کا بھی یہی ہے اعتقاد
بو[۵۳] حنیفہ کا بھی مذہب ہے یہی | اور یہی مذہب میں ہے مفتیٰ بہ
اور[۵۴] یہی ہم کر چکے ہیں پہلے عرض | در بیانِ عصبۂ اصحابِ فرض
ہیں[۵۵] خلاف اسکے ولے حضرت علی[رض] | بابِ شہرِ علم و اسرارِ نبی
یعنی[۵۶] اُن کا ہے یہ ارشاد و سبق | مختلف ہے باپ سے دادا کا حق
بھائی[۵۷] اور بہنیں بھی بہرہ ور ہیں | اُن کو حصہ دینگے جد کیساتھ میں
ہوں[۵۸] بہن اور بھائی اور دادا جہاں | مثل اک بھائی کے دادا ہے وہاں
نر[۵۹] کو دو حصے دیں اور مادہ کو ایک | جد کا حصہ سدس سے کم ہو نہ لیک
افضل[۶۰] الامرین میں ہے اسکا حق | جسمیں فائدہ ہو وہی لے وہ طبق

۵۱ ہے یہ قول ابن عباس و عمر - الخ - یعنی یہ قول مفتیٰ بہ جو اوپر بیان کیا گیا کہ دادا سے میت کے بہن بھائی محجوب رہتے ہیں - یہ حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقولہ ہے اور اسی بات کے قائل اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم ہیں مثل حضرت عبد اللہ ابن زبیر و حذیفہ بن یمان و ابی سعید الخدری و ابی بن کعب و معاذ بن جبل و ابی موسی الاشعری وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین منہ ۵۲ ہے یہی صدیق کا بھی الخ - یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا بھی یہی اجتہاد ہے کہ میت کے بہن بھائی دادا کے ساتھ وارث نہیں ہوتے منہ - ۵۳ بو حنیفہ کا بھی مذہب ہے الخ - یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب مختار بھی یہی ہے کہ دادا کے ساتھ بہن بھائی فرائض میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں کی پیروی کی ہے حضرت شریح و عطا و عروہ بن زبیر و عمر بن عبد العزیز و حسن بصری و ابن سیرین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اور حنفیوں کے مذہب مفتیٰ بہ مسئلہ بھی یہی ہے کہ دادا کے ساتھ کسی بہن بھائی کو وارث نہیں بناتے - منہ ۵۴ اور یہی ہم کر چکے ہیں - الخ - یعنی اس سے پہلے ذوی الفروض و عصبات کے بیان میں بھی ہم نے یہی مسئلہ مفتیٰ بہ و مذہب مختار بیان کیا ہے کیا معنی کہ ذوی الفروض و عصبات کی فصل میں صاف صاف یہ بیان ہو چکا ہے کہ کسی اصول مذکر کی موجودگی میں فروع الاب یعنی بہن بھائی وارث نہیں ہوتے اقسام عصبات میں باپ یا دادا قسم دوم میں مذکور ہوئے ہیں اور فروع الاب یعنی بہن بھائی وغیرہ قسم سوم میں مذکور ہیں اس سے یہی مطلب ہے کہ قسم دوم میں سے کسی ایک کی موجودگی میں قسم سوم والے سب کے سب محروم رہتے ہیں مقصود یہ ہے کہ یہی مختار مذہب جبکہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے تو پھر اب یہاں مکرر اس کے ذکر کی کیا ضرورت ہے مگر چونکہ اس میں بعض عالی قدر اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف ہے اس لئے بغرض بیان اختلاف مذہب یہاں مکرر لکھا جاتا ہے ۱۲ منہ ۵۵ ہیں خلاف اس کے - الخ - یعنی اب یہاں سے اختلاف اجتہاد کا ذکر شروع ہوا یعنی قول مذکور الصدر کے خلاف حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ ہیں - منہ ۵۶ یعنی انکا ہے - الخ - یعنی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مقولہ ہے کہ فرائض میں جو فرض و حق کہ میت کے باپ کا ہے وہ حق بعینہ اس کے باپ یعنی دادا کا نہیں ہے کیا معنی کہ باپ اور دادا کے حق میں ان کے نزدیک کچھ فرق ہے اور وہ فرق کیا ہے - منہ ۵۷ بھائی اور بہنیں بھی الخ - یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک باپ اور دادا کے حق میں یہ تفاوت ہے کہ دادا کی موجودگی میں میت کے بہن بھائی بھی وارث ہوتے ہیں اور مثل باپ دادا سے محروم نہیں ہوتے فتنبہ - منہ ۵۸ ہوں بہن بھائی اور دادا - الخ - یہ بیان ہے دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کے وارث ہونے کا - یعنی جب کبھی فرائض میں بہن بھائی اور دادا میت کے پائے جائیں تو اس وقت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دادا ایک بھائی کے برابر حصہ دار شمار کیا جائے گا پس جس قدر بہن بھائی میت کے موجود ہوں ان میں دادا کو بھی شامل کرکے منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

مثلِ اخ[۵۱] لیگا وہ بہتر ہو اگر — سُدس لیگا سُدس جب ہو بیشتر
پانچ بہائی[۵۲] تک مساوی لے عطا — پانچ سی زاید ہوں تب وہ بہخطا
سدس[۵۳] لیکر خود الگ ہٹجائیگا — مابقی اخوان پر بٹ جائیگا
ہوں[۵۴] نری بہنیں اگر ہمراہِ جد — وہ وہاں ذیفرض ہیں بے ردّ و کد
داخلِ[۵۵] تقسیم علاقی بہنیں — مرتضیٰ کا ہے یہی قول مبیں
زید[۵۶] ثابت کا ہی اس میں اختلاف — وہ بجائے سُدس فرماتے ہیں صاف
ثلث[۵۷] سی کمتر نہیں جد کا نصیب — دو سے زاید ہوں جو بہائی اے حبیب
ثلث[۵۸] کل دادا کو دیکر مابقی — بہائی اور بہنوں کو دیدیں یہ تقی
ہوں[۵۹] جو سوتیلے حقیقیوں کیساتھ — ہوگی پس تقسیم اُن دونوں کے ساتھ
داخلِ[۶۰] تقسیم وہ ہونگے مدام — لیک وہ حصّہ سے خارج ہیں تمام
وہ[۶۱] ملے تھے جد کے صرف اضرار کو — جو ضرر دے کیوں ضرر اُسکو ہو

۵۱ مثلِ اخ لیگا وہ بہتر ہو اگر۔ الخ۔ یعنی بہن بہائی کے برابر حصّہ لینے میں جب تک دادا کا فائدہ ہوگا تو وہ بہائی کے برابر حصّہ لیگا اور اگر چھٹے حصّہ میں اُس کو نفع ہوتا ہوگا تو وہ چھٹا حصّہ حاصل کریگا۔ یہ افضل الامرین کی تفصیل ہے کیا معنی کہ ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں کہ اس کو فائدہ زائد ہوگا وہی صورت تقسیم کی وہ اختیار کریگا جیسا کہ ذیر جتلادیا گیا ہے کہ دادا کی تقسیم بہائیوں کے برابر اُس حد تک ہوگی جہاں تک کہ اُس کو چھٹے حصّہ سے کم نہ ہونے پائے۔ ۱۲۔ منہ **۵۲** پانچ بہائی تک۔ الخ۔ اب بیان اس بات کا ہے کہ اُن دونوں چیزوں میں سے کونسی چیز کس جگہ بہ نسبت دوسری کے بہتر و برتر ہے یعنی جب تک کہ میت کے پانچ بہائی فرائض میں پائے جائیں گے اُس وقت تک دادا کو چھٹا بہائی قرار دے کر تقسیم مساوی کیجائے گی کہ اس صورت میں دادا کو بہائی کے برابر حصّہ لینے میں فائدہ ہے کیونکہ اگر ایک بہائی ہوگا تو دادا کو اُس کے برابر لینے میں نصف حصّہ ملے گا اور اگر تین بہائی یا دو بہائی اور دو بہنیں پائی جائیں گی تو اس کو چوتھا حصّہ ترکہ کا حاصل ہوگا اور اگر چار بہائی یا تین بہائی اور دو بہنیں یا دو بہائی چار بہنیں ہوں گی تو دادا کو پانچواں حصّہ مال متروکہ کا ہاتھ آئیگا اور یہ سب حصّے چھٹے حصّے سے زائد و پر منفعت ہیں اور اگر پانچ بہائی ہوں گے تو اس کو ہر صورت سے چھٹا حصّہ ملیگا بہر حال چھٹے سے کم حصّہ اُس کا کبھی نہ ہوگا اور جبکہ میت کے بہائی پانچ نفر سے بھی زیادہ ہوں مثلاً چھ یا سات بہائی یا چار بہائی اور چار بہنیں ہوں غرض کہ بہن بہائیوں کی [illegible] جبکہ چھ بہائی یا زائد کے برابر ہوجائے تب [illegible] منہ **۵۳** سُدس لیکر خود الگ۔ الخ۔ یعنی بصورت مذکورہ دادا کل ترکہ میں سے چھٹا حصّہ لیکر علیحدہ ہوجائے گا اور مابقی ترکہ اُن سب بہن بہائیوں کو بحساب للذکر مثل حظ الانثیین بانٹ دیا جائے گا کیونکہ اس موقع پر دادا کو چھٹا حصّہ لینے میں فائدہ ہے۔ منہ **۵۴** ہوں نری بہنیں۔ الخ۔ یعنی اگر دادا کے ساتھ نری بہنیں میت کی پائی جائیں اور بہائی کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں وہ بہنیں مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ذوی الفروض مانی جائیں گی اور دادا عصبہ قرار پائے گا کہ ایک بہن کو نصف اور زائد کو دو ثلث دے کر باقی ترکہ بطور عصبیت دادا کو ملے گا یہ نہ ہوگا کہ دادا کو یہاں نری بہنوں کے ساتھ ملا کر نر کو دوہرا اور مادہ کو اکہرا دیا جائے جس طرح بہائیوں کے ساتھ [illegible] ہونے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ ۱۲۔ منہ **۵۵** داخلِ تقسیم۔ الخ۔ یعنی جب کہ فرائض میں عینی اور علاتی دونوں قسم کے بہائی دادا کے ساتھ جمع ہوں تو علاتی بہائی تقسیم میں یہاں اضرار الجد داخل نہیں کئے جائیں گے جیسا کہ بعض کے نزدیک ہے اور آگے بیان کر اُن کا حال معلوم ہوگا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہی اجتہاد ہے جو مذکور ہوا۔ منہ **۵۶** زید ثابت کا ہے۔ الخ۔ یعنی اس تقسیم میں جو مذکور ہوئی حضرت زید بن ثابت رضہ کا کچھ اختلاف ہے وہ یہ کہ اُن کے نزدیک بجائے چھٹے حصّہ کے ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ اس نے تو پایا - الخ - یہ ایک شعری نکتہ ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ جو کوئی کسی کا نقصان تکتا ہے وہ آپ نقصان اٹھاتا ہے خصوصاً بڑوں کو ضرر دینا کہ اس کا پھل اور برا ہے - علاتیوں نے تقسیم میں داخل ہو کر دادا کو تو کچھ کمی ہی دی کہ کم از کم تہائی مال تک تو اس نے پا ہی لیا لیکن خود انہیں ایک رومال تک بھی ہاتھ نہ آیا یہ نصیحت ہے کہ آدمی کو چاہئے کسی مسلمان کا نقصان نہ چاہے خصوصاً اپنے بڑے کا کہ اس کا نتیجہ اور بھی زائد برا ہے والعیاذ باللہ تعالے ۱۲ منہ ۵۲ آئیگا تقسیم میں الخ یعنی دادا کے ساتھ شامل ہو کر جو مال علاتیوں کی تقسیم میں آئیگا وہ مال تمام و کمال عینی بھائی میت کے لیں گے اور علاتیوں کو یا مال کر دیں گے کیونکہ علاتی عینیوں سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں اور یہاں پر ان کی ظاہری شرکت محض دادا کو نقصان دینے کی غرض سے رکھی گئی ہے ۱۲ منہ ۵۳ ہو ولیکن ایک - الخ یعنی جبکہ فرائض میں صرف ایک حقیقی بہن ہو اور دو یا تین یا زائد سوتیلی بہن بھائی ہوں تب ۱۲ - منہ ۵۴ نصف عینی - الخ - یعنی ایسی صورت میں حقیقی بہن کو یہ مقدار فرض آسکے کہ نصف ہوتا ہے دیگر اور دادا کو افضل الامرین میں سے حصہ دے کر جو کچھ باقی بچ رہے ۵۵ وہ بنی علات کا - الخ - یعنی وہ بسما ندہ سوتیلی بہن بھائیوں کا حق ہے اور اگر کچھ باقی نہ بچے تو یہ ان علاتیوں کی قسمت کا پھیر ہے منہ - ۵۶ اور جو ذیفرض اور بھی - الخ یعنی اگر وہ بہن بھائیوں کے فرائض میں دادا کے ساتھ دیگر ذوی الفروض مثل زوجہ یا مادر میت کے اور بھی موجود ہوں تب ۱۲ - منہ ۵۷ جد کا حصہ پس وہاں - الخ - یعنی دادا کا حصہ ایسے موقع پر بجائے افضل الامرین کے افضل الامور الثلثہ ہوگا افضل الامور الثلثہ کے یہ معنی ہیں کہ تین چیزوں میں سے جو چیز افضل و بہتر ہوگی وہ دادا کو ملے گی کیا معنی کہ اس سے پہلے تو دو چیزوں میں سے جو چیز افضل ہوتی وہ ملتی تھی اب یہاں اس موقع پر تین چیزوں میں سے جو چیز افضل و برتر ہوگی وہ دادا میاں کو ملے گی جس کی تفصیل آگے مذکور ہے ۱۲ - منہ ۵۸ مثل اخ - الخ - یہ افضل الامور الثلثہ کی تفصیل ہے یعنی بھائی کے مثل حصہ لینے میں یا کل ترکہ کا چھٹا حصہ پانے میں یا ذوی الفروض کا حصہ دیکر مابقی ترکہ کے ایک ثلث حاصل کرنے میں ان تینوں حصوں میں سے جو حصہ دادا کے واسطے افضل و زیادہ ہوگا وہی اس کو دیا جائیگا مثلاً اگر کہیں ایک عورت مرے اور وارث اس کے ایک بھائی اور ایک دادا اور ایک خاوند پائے جائیں تو اس صورت میں مقاسمہ دادا کے لئے بہتر ہوگی باقی دونوں باتوں سے اس طرح

پھل بزرگوں کے ضرر کا دیکھئے — آپ بالکل خائب و خاسر رہے
اس نے تو پا[۵۱] یا تہائی مال تک — انکو ہاتھ آیا نہ اک رومال تک
آئیگا[۵۲] تقسیم میں جو انکے مال — وہ بھی سب لے لیں گے عینی بالکمال
ہو[۵۳] ولیکن ایک جب عینی بہن — اور بنی علات میں ہوں چند تن
نصف[۵۴] عینی اور نصیب جد تمام — دیکے دونوں کو بچے جو کچھ مدام
وہ[۵۵] بنی علات کا حق ہی ضرور — اور نہ بچنا انکی قسمت کا قصور
اور[۵۶] جو ذیفرض اور بھی پائیں یہاں — بھائیوں کے اور جد کے ساتھ ہاں
جد[۵۷] کا حصہ پس وہاں ای ذیشعور — تین امروں میں سے ہے خیر الامور
مثل[۵۸] اخ یا سدس کل یا ثلث باق — انمیں جو افضل ہو وہ لے بی شقاق
ہی[۵۹] اسی صورت سی یہ رد و بدل — شافعی کا بھی اسی پر ہے عمل
شافعی[۶۰] و مالک ابن انس — دونوں پیرو ہیں اسی مسلک کے بس

مسئلہ ۴

ہندہ

شوہر	برادر	جد صحیح
۲	۱	۱

(بقیہ نوٹ نمبر ۵۸ کا و ۹ و ۶۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

ما؂ اور یہاں - الخ - یعنی حنفیوں میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردان رشید ہیں اور یہ دونوں صاحب مجتہد فی المذہب ہیں اگرچہ مجتہد مطلق نہیں یہ اصول میں اپنے استاذ یگانۂ آفاق کے ہی متبع رہے ہیں اگرچہ فروعات میں اختلاف کیا ہے اور ان دونوں کو صاحبین کہتے ہیں - پس یہ دونوں صاحب بھی اس مسئلہ خاص میں امام شافعی کے مطابق ہیں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مسلک کو اس بارہ میں پسند کرتے ہیں - منہ ؂ بھائیوں کو وہ بھی - الخ - یعنی صاحبین بھی دادا کی معیت میں میت کے بہن بھائیوں کو وارث بناتے ہیں اور بموجب اعتقاد زید بن ثابت کے ترکہ تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا منہ - ؂ پس یہاں مفتی کو ہے - الخ - یعنی چونکہ مقاسمت کی سب کیفیت اور پوری پوری تشریح اور اس کے اختلاف ظاہر کر دیے گئے ہیں پس اب مفتی کو ایسے موقع پیش آنے پر اختیار ہے کہ جیسا مناسب و مصلحت وقت سمجھے اسی کے مطابق کام کرے منہ ؂ مذہب اعظم پہ فتوے دے بعین - الخ - یعنی مفتی کو یہ اختیار ہے کہ چاہے تو حنفی مذہب کے مطابق بھائیوں کو محروم کر کے سب ترکہ دادا کو دے (اور یہی اصل و مفتیٰ بہ مذہب ہے) اور چاہے تو بموجب رائے صاحبین کے دادا کو بھائیوں میں شامل کر کے حسب تجویز زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تقسیم عمل میں لائے - یہاں پر مفتی کو ان دونوں باتوں کا اختیار ہے اور ان دونوں میں سے قاضی شرع جیسا فیصلہ دیگا وہی فیصلہ نافذ ہو جائیگا اور پھر اس میں ہرگز تغیر و تبدل نہ ہوگا اور مفتی کو اس موقع پر مختار ہونا شریفیہ والے نے تحریر کیا ہے لیکن یہ تحریر نہیں کیا کہ کس موقع پر کونسی بات مفتی اختیار کرے جب میں نے اپنے استاذ مرحوم و مغفور سے اس کا موقعہ دریافت کیا تو فرمایا کہ اسکا کوئی خاص موقعہ کسی کتاب میں بتایا نہیں گیا ہے یہی ہے کہ جہاں جیسا مناسب ہو اس طرح عمل کرے میں نے عرض کیا کہ وہی مناسب موقع تو دریافت کیا جاتا ہے کہ کس موقع پر بھائیوں کو محروم کرے اور کہاں پر دادا کے ساتھ تقسیم عمل میں لائے اور آپ نے اس موقع پر کہاں کہاں کیا کیا فتویٰ دیا ہے - فرمایا ہمارے سامنے ایسا موقع کوئی پیش نہ آیا اور اگر آتا تو ہم بھائیوں کو محروم کر دیتے اور دادا کو سب دلا دیتے میں نے عرض کی کہ پھر اس مقاسمت کے بیان سے اور مفتی کے اس بارہ میں مختار ہونے سے کیا نتیجہ ہے جبکہ آپ ایک ہی پہلو اختیار فرماتے ہیں - غرض کہ مجھ سے اور مولانا مرحوم سے اس بارہ میں بہت گفتگو ہوئی اور بالآخر میرے اصرار پر مولانا مرحوم نے یہ موقع تجویز کر کے بتایا کہ اگر دادا اور میت کی بہن بھائی فرائض میں موجود ہوں تو اس وقت مفتی کو چاہئے کہ اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا دادا کے ورثا میں کون کون لوگ ایسے موجود ہیں جو دادا کے مرنے کے بعد دادا کے وارث ہو سکتے ہیں اگر ان ورثا میں ایسے قوی وارث پائے جائیں جن کی موجودگی میں میت کے یہ بہن بھائی دادا کے ترکہ میں وارث نہ ہو سکتے ہوں (مثلاً دادا کے بیٹے صلبی ہوں کہ ان سے یقیناً یہ پوتے محجوب ہیں) (بقیہ حاشیہ نمبر ۱۴ کا دو ضمیمہ میں دیکھیں)

اور یہاں احناف سب ای نور عین؂		ہیں موافق شافعی کے صاحبین
بھائیوں کو وہ بھی دیتے ہیں مگر؂		ساتھ میں دادا کے پائے جائیں گر
پس یہاں مفتی کو ہے یہ اختیار؂		جیسا موقع ہو کرے ویسا ہی کار
مذہب اعظم پہ فتویٰ دے بعین؂		یا کرے فتویٰ دے بقولِ صاحبین
پر محقق ہے وہی قولِ امام		ہے مثل اَلقَولُ مَا قَالَتْ حَذَامِ
ای حمید اب تو نہ کر طول کتاب		ختم کر واللّٰہ اعلم بالصواب

یہ دعا راقم کی ہے با چشم تر
یا الٰہی خاتمہ بالخیر کر

تمت بالخیر

لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ

ضمیمہ کنز الآخرۃ

مصنفہ جناب تقدس مآب چودھری محمد عبد الحمید خان صاحب

جس میں بقیہ حواشی جو صفحات کتاب سے بوجہ عدم گنجایش بچ رہے تھے صفحات اور نمبروں کے حوالہ سے بہ ترتیب درج کردیئے گئے ہیں اور

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں چھاپا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ کنز الآخرۃ

۱۳۰۹ھ

حاشیہ صفحہ ۹ نمبر ۸ کا بقیہ اور دیگر جہات سے بے تعلق ہے وہ گمراہ ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے جسم سے آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے سب جگہ سکونت پذیر ہے وہ بھی گمراہ و بے دین ہے اس کا وجود با جود بیشک حق ہے اور اس کا احاطہ بھی حق ہے کہ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ - و یا کہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ نص قطعی ہے ولیکن اس کی کیفیت سے ہم ناواقف ہیں کہ وہ کیونکر ہے چنانچہ علامہ ہندی قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی مالا بد منہ میں یہی فرمایا ہے کہ او تعالے محیط اشیا است و قرب و معیت باشیا دارد اما نہ آں احاطہ و قرب کہ در فہم قاصر ما آید کہ آں شایاں جناب اقدس او نیست - حق ہے کہ - ددر میان بارگاہ الست غیر از ہیں پیمانہ نبرد اند کہ ہست - منہ ۔ جسم و جوہر سے الخ - یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جسم و جوہر و عرض ان سب نقصان والی چیزوں سے پاک و منزہ ہے جسم کی ماہیت تو اوپر بیان کردی گئی اور عرض وہ چیز ہے کہ جو قائم بالغیر ہو - اور جوہر وہ شے ہے کہ جو قائم بالذات سے ہو اور اللہ پر تر اگرچہ قائم بالذات ہے ولیکن وہ جوہر سے مبرا ہے کیونکہ جوہر بھی ایک مادہ مخلوق ہے اور حادث ہے جوہر کا قائم بالذات ہونا عارضی ہے اور حق سبحانہ قائم بالذات حقیقی و قدیمی ہے لہذا وہ جوہر سے بھی منزہ ہے اور وہ مادے اور عرض سے بھی پاک ہے مادہ وہ شے ہے کہ جس سے اجسام بنتے ہیں اور وہ بھی حادث و مخلوق ہے اور نیز کوئی علت و بیماری بھی اس کو لاحق نہیں ہوتی کہ یہ سب باتیں جسم فانی سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ اس سے منزہ ہے ۱۲ - منہ ۔ ہاتھ پاؤں - الخ یعنی حق سبحانہ کے واسطے ان باتوں کا ہونا ثابت ہے جس طرح پر فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ اور فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا اس کا ارشاد ہے لیکن یہ سب اس کی صفاتی باتیں ہیں جیسے کہ علم و قدرت اس کی صفتیں ہیں اور ہاتھ پاؤں سے اعضا و جوارح مراد نہیں کہ وہ اجسام ہیں اور حق سبحانہ ہر تعلق جسم مثل طول و عرض و عمق و گوشت و پوست وغیرہ سب سے پاک و منزہ ہے ۱۲ - منہ ۔

حاشیہ صفحہ ۱۲ نمبر ۸ کا بقیہ سطح دنیا پر قریب قیامت کے تشریف لائیں گے اور ہمارے حضرت تمام مخلوقات کے واسطے رحمت ہیں کہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ آپ کی ہی شان میں وارد ہے منہ ۔ علم عطا کر دیا - الخ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ علم جامع عطا فرمایا ہے کہ جس کی تفسیر مایکون و ما کان ہے مایکون یعنی جو کچھ روز قیامت تک ہونے والا ہے - ماکان - یعنی جو کچھ روز اول سے ابتک ہو گذرا اس سب پر ہمارے نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم محیط ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۔ ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طلیس جو کچھ تمام آسمانوں اور زمین میں ہے سب مجھے معلوم ہو گیا دوسری روایت ہے فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۔ جو کچھ کہ مشرق سے مغرب تک ہے سب میں نے جان لیا - تیسری روایت ہے فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ ہر شئے مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی یہ حدیث جامع ترمذی شریف وغیرہ بہت کتب معتمدہ حدیث میں ہے امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے امام ابن حجر مکی افضل القری لقراء ام القری میں فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَطْلَعَهٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر اطلاع دی تو سب اگلوں پچھلوں کا علم حضور کو عطا ہوا اور کچھ ابتک ہو گذرا اور جو ہونے والا ہے وہ سب جان لیا امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ الشریف قصیدہ بردہ مقدسہ میں عرض کرتے ہیں ؎ فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا ۔ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۔ یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم

کا علم (جس میں تمام ماکان و مایکون ہی) حضور پر نور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں علمھما انما یکون سطرا من سطور علمہ لوح و قلم کا تمام علم حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴ نمبر ۴ کا بقیہ

الی آخر الروایۃ۔ اور نیز روایت ہے حضرت ابو ذر صحابی سے کہ پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا دیکھا ہے آپ نے اپنے رب کو چشم ظاہر سے تو جواب دیا حضرت نے کہ نورٌ انی اراہ یعنی وہ تبارک و تعالیٰ نور مطلق ہے کیونکر اس کو دیکھ سکتا ہوں میں چشم ظاہر سے اور اس کے معنی اور طرح بھی کیے گئے ہیں حاصل کلام یہ کہ رویت میں ضرور اختلاف ہے حضرت عائشہ صدیقہ جو کہ بہت بڑی مجتہدہ و اعلم الصحابہ بعد خلفاء اربعہ و محرم راز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہیں وہ رویت ظاہری سے انکار کرتی ہیں اور عقائد نسفی میں بھی اسی قول پر اعتماد کر کے کہا ہے کہ ثم الصحیح انہ رأی ربہ بفوادہ لا بعینہ یعنی ٹھیک بات یہی ہے کہ دیکھا حضرت نے اپنے رب کو دل کی آنکھ سے نہ کہ سر کی آنکھ سے اور تطبیق ان دونوں قولوں میں اور تحقیق جامع یہ ہے کہ قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے لایا بصارت چشم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قلب پاک میں اور بصارت و بصیرت کو ایک کر کے دکھلایا اپنے جمال باکمال کو ان کو ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۱۲ منہ ۵۵ یہی صحیفے الخ۔ صحیفے اوراق منتشر کو کہتے ہیں جس کو یہاں جز بھی کہتے ہیں اور اس سے مراد آسمانی سیپارے ہیں کیا معنی کہ جس طرح پر کتب سماوی توریت اور انجیل اور قرآن مجید حق ہیں اسی طرح پر صحائف آسمانی کہ جو اکثر انبیاء پر مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ وغیرہم کے نازل ہوئے ہیں وہ بھی حق ہیں کیا معنی کہ ان سب کتب سماوی و صحف آسمانی کا کلام الٰہی ہونا حق ہے کلام الٰہی ہونے میں سب یکساں و برابر ہیں اور اسی طرح پر فرشتے جن کو کہ ملائکہ کہتے ہیں ان کا وجود بھی برحق ہے

حاشیہ صفحہ ۱۵ نمبر ۸ کا بقیہ

ابوبکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابوبکر سردار ہمارا ہے ہیں اور ہم سب اصحاب سے افضل رہتے ہیں اور ہم سب سے محبوب زیادہ وہ ہیں طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعن محمد بن حنفیہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر ترجمہ اور روایت ہے محمد بن حنفیہ سے جو کہ سوتیلے بھائی ہیں امام حسن و حسین کے کہ دریافت کیا میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ بعد رسول خدا کے سب آدمیوں میں کون شخص زیادہ افضل ہے جواب دیا کہ ابوبکر سب میں افضل ہے اور روایت ہے عمرو عاص سے کہ پوچھا میں نے حضرت سے کہ ای الناس احب الیک قال عائشہ قلت من الرجال قال ابوھا یعنی یا حضرت سب آدمیوں میں آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں کون زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ عائشہ کا باپ۔ یعنی عائشہ کا باپ سب میں محبوب زیادہ ہے اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا انہوں نے کہ رسول خدا کے زمانہ میں ہم سب اصحاب ابوبکر صدیق کے برابر کسی کو نہ جانتے تھے اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا نبی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے کہ اے ابوبکر تو سب سے پہلے میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور روایت ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ آٹھوں دروازے ابوبکر کو اپنی اپنی طرف بلائیں گے غرض کہ ایسے ہی بہت سی حدیثیں اور آثارات صحابہ موجود ہیں کہ ابوبکر صدیق تمام امت میں افضل ہیں اور تمام صحابہ و تابعین کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکر سب میں افضل ہیں اور سب سے محبوب ہیں رسول خدا کو بہ سبب کمال اتباع سنت و کمال تقویٰ و طہارت اپنی کے ۱۲ منہ ۵۹ جانشین مسند الخ۔ یعنی بعد وفات حضرت خیر البشر کے مسند خلافت و امامت و ارشاد پر بہ اجماع امت جانشین ہوئے وہ یہی صدیق اکبر ہیں اور یہ حضرت کے خسر بھی ہیں اور یار و مصاحب بھی ہیں اور یہ دونوں خسر و داماد ہمیشہ اور ہر جگہ ساتھ ساتھ رہتے تھے اور شیر و شکر کی طرح ملے جلے تھے اور کاہے جدا نہ ہوتے تھے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶ نمبر ۲ کا بقیہ

پیمبر بروں کرد آب دہن
چو تریاق لب رانی برفشاند
چو جستند بسیار و کم یافتند
بصبح چہارم بر آمد ز غار
بر آمد بر اں اشترے عجلہ دار

بمالید بر زخم و گفت ایں سخن
معاینہ شد و زخم دور دش نماند
سہ شب تا کہ سوئے ہما مشتافتند
دو جمازہ آورد وہ بہ جلہ داد
بہ ہمراہ او گشت عامر سوار

تو از غم گرداں صدا را بلند
بجا ندم رسیدند پس مشرکاں
بغار اندروں نامد از وزو شب
نشست او بریک شتر شاہ دیں
گرفتند پس سوئے یثرب شتاب

کر از زخم افعی بسا بی گزند
بہ نزدیکے غار باسپہ راں
بسر برد آں شہ بغار ان ربب
ابوبکر را کرد با خود قرین
بہ ہمراہ بر ساحل رود آب

غرض کہ ان سب باتوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ صدیق اکبر کی مانند عاشق زار و یار غار و جاں نثار سید ابرار کا ہمرا

ایسا نہیں ہے کہ حکم پاتے ہی سب گھر بار چھوڑ کر تن تنہا اپنے خلیل کے ساتھ اس سفر جانکاہ میں ہو لیا اور جو جو خدمات کہ سرور کائنات کی اس
خادم جان نثار نے انجام دی ہیں ان میں سے ایک خدمت غار تک لیجانے کی مشتے نمونہ از خروارے ہے اور اسی بنا پر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابوبکر سے کہ انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض (ترمذی) یعنی اے ابوبکر تو یار ہے میرا غار میں اور صاحب
ہے میرا حوض کوثر پر اور یہ ایک ایسی خدمت ہے کہ جس پر عمر فاروق ہمیشہ دست افسوس ملتے رہے اور فرمایا کہ اے کاش تمام عمر کی میری
سب عبادت صدیق اکبر کی ایک شب کی خدمت غار ثور کے برابر ہو جاتی ولیکن ہرگز برابر نہیں ہو سکتی سبحان اللہ کیا کیا مصنف لوگ
ہو چکے ہیں۔ اور کافی ہے صدیق اکبر کی شرافت و افضلیت میں یہی اک بات کہ ؎

بدینساں رسانید شہ را بغار　　　زہے راکب و مرکب شاہوار

مسئلہ ۵۳ لن تنالوا البر الخ۔ یعنی یہ بات بالکل سچ ہے کہ جبتک آدمی اپنا نام اور جان اور مال اور آبرو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے گا
تب تک اللہ کے خاص بندوں میں شمار نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ یعنی ہرگز نہ پہونچوگے
تم بھلائی کو جب تک کہ خرچ نہ کروگے اللہ کی راہ میں اس چیز میں سے جس کو عزیز و پیارا سمجھتے ہو تم۔ پس یہ شان درحقیقت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کی تھی کہ جو چیز ان کے نزدیک بہت محبوب و مرغوب تھی مثل جان اور مال و آبرو و اہل و عیال وغیرہ کے وہ سب اللہ اور
اس کے رسول کی راہ میں صرف کردیا حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سب اصحاب
کو کہ خیرات کریں اور صدقہ دیں اللہ کی راہ میں کچھ اور اس وقت اتفاقیہ میرے پاس مال حلال بہت زیادہ تھا پس بہت خوش ہوا میں اس
حکم سے اس روز اس وجہ سے کہ میں بسبب موجود ہونے مال کثیر کے اس قدر مال اللہ کی راہ میں خرچ کرونگا کہ ابوبکر اس قدر خرچ
نہ کر سکیں گے اور شاید کہ اس وجہ سے آج میں ابوبکر پر اس کار خیر میں فوقیت لے جاؤں جو کہ میں ان سے پہلے کبھی نہیں لے جا سکا ہوں
پس کہا عمر نے کہ لایا میں آدھا مال اللہ اور رسول کے واسطے پس فرمایا حضرت نے مجھے کہ اے عمر کتنا مال اپنے اہل و عیال کو باقی چھوڑ آیا
ہے۔ عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ آدھا مال اللہ کے واسطے لایا ہوں اور اسی قدر چھوڑ آیا ہوں اور اس کے بعد ابوبکر صدیق جس قدر
کہ ان کے پاس مال تھا قسم نقدی و جنس وغیرہ سے وہ سب کا سب اللہ اور اس کے رسول کے واسطے لے آئے پس آنحضرت نے ان سے
دریافت کیا کہ اے ابوبکر تم کسقدر مال اللہ کی راہ میں لائے ہو اور کسقدر بال بچوں کے لئے چھوڑ آئے ہو جواب دیا انہوں نے کہ جو کچھ
میرے گھر میں نقد اور جنس اور دیگر مال متاع تھا وہ سب کا سب حضور انور پر قربان کرنے کے لئے لایا ہوں اور اپنے بال بچوں کے
واسطے فقط اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں کیا معنی کہ اللہ اور رسول کا فضل ان کے واسطے کافی ہے مال و متاع فانی کی کیا حقیقت ہے
وہ ہوا تو کیا اور نہ ہوا تو کیا۔ پس کہتے ہیں عمر کہ جان لیا میں نے اس روز سے کہ میں ہرگز ابوبکر پر سبقت کبھی نہیں لیجا سکونگا اور اسی وجہ
سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابوبکر ترجمہ یعنی نہیں نفع دیا ہے مجھکو کسی کے مال نے کبھی
اسقدر کہ جسقدر نفع دیا ہے مجھکو ابوبکر کے مال نے علاوہ ازیں ان کے فضائل اور حسنات اسقدر زیادہ و کثیر ہیں کہ جو حد شمار میں نہیں آسکتی

مسئلہ ۵۴ ہے خلافت ان کی برحق الخ۔ یعنی ابوبکر صدیق کی خلافت برحق ہے جیسا بال برابر شک و شبہ کو دخل نہیں ہے اور جو کوئی اسمیں
شک کرے وہ باجماع امت دائرہ اہل سنت و مسلک اہل حق سے خارج ہے کیونکہ اول تو وہ بموجب ارشاد رسول کے تھے دوم
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ یعنی نہیں مناسب ہے اس قوم کو کہ جس میں ابوبکر موجود ہو
یہ کہ امام بنے ان کا سوائے ابوبکر کے اور کوئی کیا معنی کہ ابوبکر کے روبرو کسی دوسرے کو امامت کا حق حاصل نہیں ہے اسی واسطے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مدینہ منورہ سے حج کا قافلہ روانہ فرمایا اور خود آنحضرت تشریف نہیں لے گئے تو [illegible] ابوبکر [illegible]
اپنے امام حج بنا کر روانہ کیا کہ وہ دیگر صحابہ کو حج کرائیں علاوہ ازیں جبکہ مرض الموت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری [illegible]
نماز کے واسطے تشریف نہ لیجا سکے اور آپ سے لوگوں نے نماز پڑھانے کے واسطے اصرار کیا تو حضرت نے حکم دیا کہ بجائے [illegible]
صدیق اکبر نماز پڑھائے پس جبکہ نماز اور حج کے واسطے جو کہ اہم ترین امورات دین سے ہیں حضرت نے ابوبکر کو امامت کے [illegible]
مخصوص طور پر مقرر فرمایا اور پھر وہ تمام امت کے امام ہوئے تو خلافت جو کہ اصلاح دین و دنیا کے واسطے مخصوص طور [illegible]
اور پھر وہ تمام نہ کئے جاتے اور اسی واسطے حضرت کے بعد ابوبکر صدیق کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اس اجماع میں
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کہ وفات نبوی کے سوم کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے بطیب خاطر خود تشریف لا کر بدست صدیق

نے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے فیوض اور ارشادات سے مستفید ہوئے اور ہمیشہ نماز جماعت ابوبکر کے پیچھے ادا فرماتے رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ پس صدیق اکبر کی خلافت راشدہ باجماع امت حق ہے ۱۲ منہ ۵ پھر عمر ہیں الخ۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق کے بعد خلیفہ برحق عمر فاروق ہیں چونکہ بعد صدیق اکبر کے بموجب حکم ان کے ان کے جانشین ہوئے اور ان کی خلافت پر بھی تمام صحابہ کا مع حضرت علی مرتضیٰ کے اجماع ہو گیا آیا ہے کہ صدیق اکبر کو جب مرض الموت ہوا اور اس میں غشی طاری انکو ہونے لگی تو انہوں نے اپنے کاتب و میر منشی حضرت عثمان غنی کو بلا کر ایک نامہ اپنا مہری تحریر کرایا اور اس میں خلیفہ کو نامزد کر کے لوگوں کو دیدیا کہ اس کو بعد میرے کھول کر جو اس میں نامزد کیا گیا ہے اس کی بیعت کریں جب وہ نامہ تمام اصحاب کے روبرو لایا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لَا نَرْضٰى اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عُمَرَ یعنی ہم راضی نہ ہوں گے مگر یہ کہ ہوں عمرؓ۔ چنانچہ نامہ کھلنے پر عمر فاروق کا ہی نام نکلا اور پھر تمام صحابہ نے بے ردوکد بیعت فاروق کے ہاتھ پر کی اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کھلی ہوئی کرامت ہے جو کچھ انہوں نے فی الوقت اپنے نور ولایت سے عمر فاروق کی خلافت حقہ کو دیکھ کر نامہ کے کھولنے سے پیشتر بیعت کا اقرار فرمایا سچ ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ اور پھر اس کے بعد سب کے ساتھ مرتضیٰ نے بطیب خاطر عمر کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ فاروق بھی بہت بڑے رفیق و مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور امر حق کے جاری کرنے میں نہایت مستعد و سرگرم رہتے تھے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ یعنی البتہ اللہ تعالیٰ نے گردانا ہے امر حق کو اوپر زبان اور دل عمر کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ الخ۔ یعنی اگر ہوتا میرے بعد کوئی نبی تو البتہ عمر بن الخطاب ہوتا اور انکے ایمان لانے سے پہلے رسول خدا نے ان کے ایمان لانے کی دعا مانگی ہے اور عرض کی کہ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِيْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ ترجمہ یعنی الہٰی عزت اور بزرگی دے تو اسلام کو بسبب مسلمان کر دینے ابی جہل کے یا عمر خطاب کے۔ پس یہ دعا عمر خطاب کے حق میں قبول ہوئی اور عمر اس دعا کے صبح کو ہدایت حق سے بہلے گئے ہوئے آئے اور در دولت نبوی پر حاضر ہو کر دستک دی ۵

چو در باز کردند بر روے او	در آمد عمر بالب عذر گو	گرفتش ببر سرور انبیا	
نشاندش بجائیکہ بودش سرا	بگفتند اصحاب ہم تہنیت	وزاں بیشتر یافت دیں تقویت	پس اصحاب دیں اشداء اصحا
کہ از عزت سرور انبیا	بسوے حرم آشکارا روند	نماز جماعت بجا آورند	رسید ایں سخن چوں بعرض رسول
زخیر البشر یافت عز قبول			

پس عمر کے ایمان لانے کے بعد نماز فرض مسجد الحرام میں کھلم کھلا ہونے لگی جو کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی کیا معنی کہ ماوجودیکہ امیر حمزہ عم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضےٰ شیر خدا اور صدیق اکبر یا صحابہ بڑے لوگ ایک مدت سے ایمان لا چکے تھے مگر تاہم بسبب غلبہ کفار قریش کے کسی کو حرم محترم میں کھلم کھلا نماز ادا کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ ابوجہل یا عمر ان دونوں میں سے کسی ایک کو تو مسلمان کر دے تاکہ اسلام کو تقویت و عزت حاصل ہو اور کفار کا زور کم ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دعا کے دوسرے ہی دن ہادی برحق نے عمر کو ہدایت بخشی اور وہ ایمان لائے جیسا کہ مذکور ہوا اور پھر ان کے ایمان لانے کے بعد حرم محترم میں علی رؤس الاشہاد نماز پڑھی گئی اور قریش میں تہلکہ مچ گیا اور وہ کچھ نہ کر سکے اور پھر اس کے بعد دین حق روز بروز ترقی پکڑتا گیا۔ پس جو شخص کہ دعاء نبی کی برکت سے ایمان لایا ہو اور جس کے ایمان سے دین اسلام کو عزت حاصل ہوئی وہ شخص اسلام سے کیونکر برگشتہ ہو سکتا ہے اور حق سے باہر ہو کر کب وہ ناحق کو اختیار کر سکتا ہے ولیکن۔ حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست۔ اور کافی ہے عمر کی شرافت اور عزت کے واسطے یہی دعاء نبوی کہ جس کی برکت سے وہ اسلام لائے اور دوم یہ حدیث کہ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ ۵ پھر ہیں عثمان غنی۔ الخ۔ یعنی عمر فاروق کے بعد خلیفہ برحق عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین ہیں جو بموجب تجویز عمر فاروق ان کی وفات کے بعد چھ جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلافت دائر رکھی گئی تھی کہ ان چھ میں سے جسے مسلمان چاہیں اسے خلیفہ بنالیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب کے مشورے سے خلیفہ تسلیم کئے گئے اور ان کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور یہ بھی بڑے رفیق اور مصاحب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور ان کو دو صاحبزادیاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے منسوب ہوئی تھیں کیا معنی کہ اول حضرت رقیہ بنت رسول خدا عثمان کو منسوب ہوئیں جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثوم دوسری صاحبزادی کا نکاح عثمان کے ساتھ کر دیا جب ان کا بھی انتقال ہو گیا تو فرمایا کہ اگر ہوتی میرے پاس تیسری لڑکی بن بیاہی تو اس کا نکاح بھی میں عثمان سے ہی کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے چالیس صاحبزادیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان ہی کو دیتا اور اسی وجہ

سے ان کو ذی النورین کہتے ہیں کہ ان کو دو صاحبزادیاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بمنزلہ دو نور کے تھیں منسوب ہوئی تھیں اور ان کے
بہی فضائل ومناقب بیشمار ہیں اور کافی ہے ان کی شرافت وعلو مرتبت کے واسطے یہ فرمانا رسول خدا کا کہ تیسری بیٹی حضرت کی اور ہوتی تو
وہ بہی آپ عثمان ذی النورین رض کو ہی منسوب فرماتے اور حضرت عمر فاروق رض اور حضرت عثمان ذی النورین رض صاحب شہید ہوئے ہیں اور
ان کی شہادت کی خبر چند طریقوں سے چند مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدی تہی حضرت عمر نماز پڑہتے میں شہید ہوئے ہیں اور
حضرت عثمان رض قران مجید پڑہتے میں شہید ہوئے ہیں اور آیہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر آپ کا خون مبارک
ٹپکا ہے جو کہ ان کی مظلومیت کی خاص دلیل ہے حرم محترم مدینہ میں وہ مصحف خون آلودہ ہنوز موجود ہے کیا کہیں گے قیامت کے روز وہ ظالم
جبکہ خون عثمان مظلوم ان کی گردنیں پکڑ کر منتقم حقیقی کے روبرو مصحف مذکور کی آیت مسطور و خون آلودہ کو اپنی شہادت میں پیش کریگا۔ ــ ٥
خون ناحق چوں من ضائع کے است ٭ بر من ست امروز فردا بر ویست ٭ رضوان اللہ علیہ مائۃ الف الف مرۃ۔ منہ ٥٤ پہر امام مرتضیٰ
الخ۔ یعنی بعد عثمان شہید کے خلیفہ برحق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں کہ بعد شہادت ذی النورین کے تمام صحابہ وتابعین موجودین
کا اجماع مرتضیٰ کی خلافت پر ہوگیا اور پہر اس وقت وہی مستحق خلافت تھے اور جس نے ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اس نے
خطا کی حضرت علی مرتضیٰ برادر عم زاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چھوٹی صاحبزادی
رسول خدا کی ان کو منسوب تہیں اور انہوں نے صغرسن سے لیکر آخر تک حضرت رسول خدا کے پاس ہی پرورش پائی تہی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ترجمہ یعنی اے علی تو
میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے پاس مگر فرق یہ ہے کہ نہیں نبی میرے بعد کیا معنی کہ اخوت ومحبت واعانت میں جیسے
ہارون موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے ویسے ہی تو میرے نزدیک ہے مگر فرق یہ ہے کہ نہیں نبی میرے بعد کیا معنی کہ اخوت و
محبت واعانت میں جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے ویسے ہی تو میرے نزدیک ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ نبی بہی تھے
اور تو نبی نہیں ہے کیونکہ نبوت مجہہ پر ختم ہو چکی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ ترجمہ یعنی
جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بہی مولا ہے اور فرمایا آپ نے کہ علی منی وانا من علی۔ یعنی علی مجہہ سے ہے اور میں علی سے ہوں
کیا معنی کہ میرا اور علی کا خون ایک ہے اور اس لئے دونوں کا معاملہ بہی ایک ہے اور فرمایا حضرت نے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا
یعنی میں شہر ہوں علم وحکمت کا اور علی دروازہ اس کا ہے۔ علاوہ اس کے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں اسقدر احادیث
و آثار ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور کافی ہیں ان کی عظمت وجلالت وشرافت کے واسطے یہ تین باتیں کہ اول انہوں نے پرورش
پائی ہے صغرسن سے جوانی تک کنار عاطفت نبوی وحجر تربیت مصطفوی میں۔ دوم یہ کہ شرف بخشے گئے وہ زوجیت جناب سیدۃ النساء
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے سوم یہ کہ وارد ہوئی ان کی شان میں یہ حدیث من کنت مولاہ۔ پس اسپر بہی جو کوئی ان سے
محبت نہ کرے اور ان کی خلافت کا انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن
یعنی دوست رکہتا علی کو منافق اور نہیں دشمن رکہتا ان کو مومن رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷ نمبر ۳ کا بقیہ

یعنی فاطمہ سردار ہے جنت کے عورتوں کی اور جناب سیدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی
صاحبزادی ہیں جو مرتضیٰ علی کو منسوب تہیں اور ان کے مراتب ودرجات بہت عالی ہیں
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بے انتہا محبت تہی حضرت عایشہ سے کسی نے پوچہا کہ سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کس سے محبت تہی جواب دیا کہ فاطمہ زہرا سے پہر پوچہا کہ مردوں میں کس سے زیادہ تہی جواب دیا کہ ان کے شوہر سے اور
کافی ہے سیدہ کی شرافت وافضلیت میں یہی صرف ایک بات کہ وہ جگر پارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں فرمایا حضرت نے کہ
فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی۔ ترجمہ یعنی فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ پس جس کسی نے غضب میں ڈالا اس کو گویا
کہ غضب میں ڈالا مجہہ کو۔ بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی رنج وغم وہم میں چہ ماہ کے بعد سیدہ نے بہی سفر آخرت اختیار کیا انہیں
کی اولاد کو سادات کہتے ہیں۔ سیدہ کی شرافت ونجابت وجوہر وعصمت وعفت وصداقت وطہارت ظاہر وباطن وتقدس طینت کو حوروں
میں سے کوئی نہیں پہنچتا۔ کہا عایشہ صدیقہ نے ہرگز نہیں دیکہا میں نے کسی کو صادق زیادہ فاطمہ زہرا سے سوائے ان کے والد بزرگوار کے
صلی اللہ علی ابیہا الکریم وعلیہا مائۃ الف الف مرۃ منہ ٥٤ جنتی ہوتا ہے حق سبطین کا۔ الخ۔ سبطین۔ امام حسن مجتبیٰ وامام حسین شہید کربلا

کو کہتے ہیں اور یہ دونوں صاحبزادے ہیں فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہا کے اور نواسے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں صاحبزادوں کا جنتی ہونا بھی حق ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدا شباب اہل الجنۃ الحسن والحسین ط یعنی سردار جوانان اہل جنت کے حسن وحسین ہیں علاوہ ازیں فضائل ومناقب ان دونوں شہزادوں کے بھی مثل اپنی والدہ ماجدہ کے بیحد وشمار ہیں رسول خدا کو ان دونوں سے بھی محبت بہت زیادہ تھی۔ روایت ہے انس صحابی سے کہ پوچھا لوگوں نے حضرت سے کہ اہل بیت میں سے کس سے زیادہ محبت ہے آپ نے فرمایا الحسن والحسین یعنی حسن رض وحسین رض سے بہت زیادہ محبت ہے وکان یقول لفاطمۃ ادعی لی ابنی فیشمھما ویضمھما ترجمہ۔ اور کہا انس رض نے کہ تھے حضرت جب جاتے گھر میں کہتے فاطمہ رض سے کہ بلا میرے دونوں بیٹوں کو پس جب وہ آتے تو حضرت ان کو سونگھتے اور گلے سے لگاتے اور روایت ہے ابن عمر رض سے کہ فرمایا حضرت نے ان الحسن والحسین ھما ریحانای من الدنیا ترجمہ۔ یعنی تحقیق حسن رض اور حسین رض وہ دونوں دو پھول ہیں میرے دنیا میں کیا معنی کہ ان کے دیکھنے سے تروتازگی حاصل ہوتی ہے جس طرح پر کہ پھولوں کے دیکھنے سے ہوتی ہے۔ اور روایت ہے بریدہ سے کہ رسول خدا منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسنین رض حاضر ہوئے اور وہ دونوں سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور ان میں لیٹ کر گر گر پڑتے تھے پس یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور دونوں کو گود میں اٹھا لائے اور اپنے روبرو بٹھالیا اور پھر خطبہ پڑھنے لگے۔ آخر حدیث تک اور روایت ہے اسامہ بن زید سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر مبارک سے اپنے کولوں پر کچھ لپیٹے ہوئے ہیں۔ عرض کیا میں نے کہ یا حضرت آپ یہ کیا چیز لپیٹے ہوئے ہیں پس حضرت نے کھولا اس کو تو دیکھا میں نے کہ حسن رض وحسین رض ہر دو کولوں پر حضرت کے لپٹے ہوئے ہیں فرمایا کہ یہ دونوں بیٹے میرے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور پھر فرمایا اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما ترجمہ یعنی اے اللہ میں بہت دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو پس تو بھی دوست رکھ ان دونوں کو اور انکو جو دوست رکھے ان دونوں کو اور روایت ہے ابن عمر رض سے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن ابن علی علیٰ عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکب ھو ترجمہ یعنی تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائے ہوئے حسن بن علی رض کو اپنے دوش مبارک پر پس یہ دیکھ کر کہا ایک شخص نے کہ اچھی سواری پر سوار ہے تو اے لڑکے حضرت نے جواب میں فرمایا اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے کیا معنی کہ سواری تو درحقیقت اچھی ہے ولیکن سوار بھی بہت اچھا ہے۔ اور روایت ہے برا ابن عازب رض سے کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسن بن علی کو اپنے دوش پر سوار کرائے ہوئے تھے اور فرماتے تھے اللھم انی احبہ فاحبہ ترجمہ یعنی اے اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اس کو دوست رکھ۔ اور روایت ہے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین رض سے ہوں دوست رکھے اللہ اس کو جو دوست رکھے حسین رض کو۔ غرضکہ اسی طرح بے شمار احادیث وآثار ان دونوں کے فضائل ومحبت میں وارد ہیں خداوند تعالیٰ ہم سب کو ان کی محبت ومتابعت عطا فرمائے

۵ خدایا بحق بنی فاطمہ ۔ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ ۔ اگر دعوتم رد کنی ور قبول ۔ من ودست ودامان آل رسول۔ منہ

۵۵ حق ہے حب اہل بیت۔ الخ۔ یعنی تمام اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا حق ہے کہ بغیر اس کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور اسی طرح جسقدر اصحاب رسول کہ صاحب صدق ووفا ہیں ان کو ذکر خیر سے یاد کرنا اور ان سے بغض وعداوت کا نہ رکھنا حق ہے۔ منہ

۵۶ جنتی ہیں۔ الخ۔ یعنی رسول خدا کی جسقدر کہ بی بیاں ہیں ان سب کو ام المومنین سمجھنا حق ہے۔ منہ ۵۷ نیز باقی۔ الخ۔ یعنی باقی جسقدر کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں وہ سب اچھے ہیں اور آپس میں متحد ہیں اگر ان میں سے کسی ایک پر بھی کوئی لعن یا طعن کرے گا تو وہ اہل حق سے خارج ہو جائے گا۔ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۱۸ نمبر ۴ کا بقیہ

وارد ہیں جیسے کہ فرمایا حضرت نے واللہ لینزلن ابن مریم حکما عدلا۔ الی آخرہ یعنی قسم ہے اللہ برتر کی کہ البتہ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے حاکم عادل ہو کر آخر حدیث تک پس جو شخص کہ دنیا میں اب پیدا ہو کر آپ عیسیٰ ہونے کا دعوی کرے یا اپنے کو مثل مسیح قرار دے اور آیات وحدیث کی تاویلات کرے کہ اترنے سے مراد پیدا ہونا ہے وکذا وکذا پس وہ شخص کاذب ہے اور دائرہ اہل حق سے خارج ہے اور اسی طرح پر دجال کذاب ایک چشم کا جو خروج کرے گا اور دعوی خدائی کرے گا اسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مارنا اور اس کے فتنہ وفساد و شرو

تو ہے زمین کو پاک کرنا حق ہے ۱۲ منہ ۵۵ ہے خروج دابۃ ۔ الخ ۔ یعنی قریب قیامت کے دابۃ الارض کا نکلنا بھی حق ہے دابۃ الارض ایک جانور عجیب الخلقت ہے کہ وہ بھی قریب قیامت کے برآمد ہوگا اور لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا ۔ اور اسی طرح پر یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی حق ہے اور یاجوج ماجوج ایک قوم شریر کفار کی ہے کہ وہ بھی قریب قیامت کے نکلے گی اور قریب قریب تمام بنی نوع انسان کو تباہ و برباد کر دے گی سوائے حضرت عیسیٰ اور اُن کے ہمراہیان کے پھر عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے وہ تمام قوم یکبارگی فنا ہو جائے گی ۔ منہ ۵۶ حق ہے غرض ۔ الخ ۵۷ کا فنا ہونا ۔ الخ ۔ یعنی قیامت کو زمین کا پھٹنا اور تاروں کا ٹوٹ کر بکھر جانا اور آسمانوں کا شق ہو جانا یہ سب حق ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ اور فرمایا ہے إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا یعنی جس زمین لرزے انتہا کا لرزنا اور فرمایا ہے وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً یعنی زمین و پہاڑ اٹھا کر یک دفعہ پاش پاش کر دیئے جائیں گے اور ایک جگہ ارشاد ہے إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنی جس روز کہ آسمان شق ہو جائیں اور تارے بکھر جائیں کیا معنی کہ جب ایسا ہو تو وہی دن قیامت کا ہے ۔ منہ ۵۸ سب کا مرنا ۔ الخ ۔ یعنی یہ سب باتیں حق ہیں کہ نص قرآنی سے ثابت ہے حق کا لفظ جو اس شعر میں ہے وہ تینوں باتوں سے متعلق ہے جب کے مر جانے سے اور قبروں کے اٹھنے سے اور پھر دو نفخہ صور سے کیا معنی کہ دنیا کے اجسام پر ایک دم سب کا فنا ہو جانا اور پھر اس کے بعد سب کا زندہ و موجود ہو جانا اور ان دونوں امروں کے واسطے نفخ صور کا ہونا حق ہے کہ فرمایا اللہ برتر نے ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ط یعنی پھر تم سب حیات و بقائے عارضی کے بعد ایک نہ ایک دن مرو گے اور پھر تم سب قیامت کو سزا و جزا کے لئے اٹھائے جاؤ گے اور نفخ صور کی بابت ارشاد ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ اور صور پھونکا جائیگا یا کہ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۔ پس جس وقت کہ صور پھونکا جاوے گا اسرافیل علیہ السلام جو کہ ملائکہ مقربین سے ہیں صور پھونکیں گے جب کہ تمام مخلوقات و کائنات کے مٹا دینے کا حکم ہوگا تو اس وقت اسرافیل صور پھونکیں گے اور اس کی آواز سے تمام زمین و آسمان و مافیہا ایک دم فنا ہو جائیں گے اور پھر اسرافیل خود بھی فنا ہو جائیں گے اس وقت رب العالمین مالک الملک اپنی شان قہاری جتلا کر فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کے روز تمام ملک کا مالک کون ہے چونکہ تمام عالم فنا ہوگا لہٰذا اس کا جواب کچھ کہیں سے نہ ہوگا تب وہ مالک حقیقی خود ہی جواباً ارشاد فرمائیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ط یعنی سب ملک و ملک حقیقی آج کے دن بلکہ ہمیشہ ۔ اللہ یکتا و بے ہمتا و قہار ہی کے واسطے ہے پھر بعد اس کے وہ قادر مطلق پیشتر اسرافیل کو زندہ کریگا اور پھر اُن کو نفخ صور کا حکم دیگا اور وہ زندہ ہو کر دوبارہ نفخ صور کریں گے اور اس سے تمام مخلوقات فناشدہ از سر نو زندہ ہو جائے گی یعنی جو لوگ کہ قبروں میں مدفون ہوں گے وہ قبروں سے جو ڈوبے ہوں گے وہ دریاؤں سے اور جو آگ میں جلے ہوں گے وہ شعلوں سے اور جو درندوں نے پھاڑ کھائے ہوں گے وہ سب اُن کے پیٹوں سے غرضکہ جمیع فناشدہ اجزا اسے اپنے مقامات سے نکل کر بقدرت قادر برحق زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے ۔ منہ

۵۹ حق ہے جنت ۔ الخ ۔ یعنی جنت و دوزخ حق ہے اور جنت و دوزخ کا عذاب و ثواب بھی حق ہے اور حساب و کتاب کا ہونا بھی حق ہے واضح ہو کہ جنت باغ بہشت کو کہتے ہیں جس میں کہ مومنین و صالحین داخل ہو کر طرح طرح کے عیش و آرام پائیں گے جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ط اور اسی طرح دوزخ مکان [illegible] کا نام ہے جس میں کافر طرح طرح کے عذاب پائیں گے جیسا کہ فرمایا اللہ برتر نے جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور دوزخ بری جگہ ہے اور پھر دوسری جگہ ارشاد ہے سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ط اور اسی طرح حساب کے بارے میں وارد ہے فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ط ترجمہ آیۂ کریمہ اور جو شخص کہ دیا جائیگا نامۂ اعمال اس کا سیدھے ہاتھ اس کے میں پس وہ شخص حساب کیا جائیگا آسانی اور مہربانی کے ساتھ ۔ منہ ۱۲ ۶۰ حق ہے جوئے شہد الخ ۔ یعنی جنت میں شہد کی اور دودھ کی اور سلسبیل کی نہروں کا ہونا حق ہے کہ جن سے سیراب و شیریں کام ہوں گے سلسبیل نہر رواں کا نام ہے کہ بہشتی کے ہمراہ ہر جگہ چلتی پھرتی رہے گی اور بوقت خواہش اس کا پانی آسانی سے بہشتی کے حلق میں خود بخود داخل ہو کر جلد گوارا ہو جائیگا اور اسی طرح پیالہ ہائے شراب کافوری و زنجبیل کا ہونا حق ہے کہ جن میں پینے سے لذت زنجبیلی و کافوری حلق کو حاصل ہوگی اور بعض کا قول ہے کہ شراب کافوری و زنجبیلی کے چشمہ کا نام سلسبیل ہے اور شراباً طہوراً بھی اسی قبیل سے ہے اور نیز جنت میں حوران عین و غلمان مہ جبیں کا اہل جنت کی خدمت کے واسطے موجود ہونا حق ہے ۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۳۷ ۵

ہو گئے بالغ وہ دونوں ۔ الخ یعنی جبکہ لڑکوں کو احتلام ہونے لگے (احتلام خواب میں منی نکلنے کو کہتے ہیں) اور لڑکیوں کو ماہواری حیض جاری ہونے لگے تب وہ دونوں نر و مادہ بالغ ہو جاتے ہیں اور احکام شرعی ان پر فرض ہو جاتے ہیں ۔ اگر کسی نر و مادہ کو کسی وجہ سے یہ علامات ظاہر نہ ہوں تو پندرہ برس پورے ہونے پر اُن کو بالغ ہونے کا حکم دیا جاوے گا

یعنی قریب قیامت کے مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا بھی حق ہے کہ اُس کے بعد دروازہ توبہ کا بند ہو جائیگا اور اسی طرح مدت ایک آگ کا پیدا ہونا [illegible] سے بھی حق ہے

اصل و فرع سے یہاں مرد و عورت مراد ہیں۔ مرد اصل ہے اور عورت فرع ہے کیونکہ پیشتر حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں جب وہ تنہائی سے گھبرائے تو ان کے پہلوئے چپ سے حضرت حوا علیہا السلام ظاہر ہوئیں بدیں وجہ مرد اصل ہے اور عورت فرع ہے اور وہی شعر میں مذکور ہے فقط ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۳۴ نمبر ۴ کا بقیہ بلکہ وہ بھی حیض کے ذیل میں شامل ہے کیونکہ ان دونوں کا ایک حکم ہے صرف مدت کا فرق ہے ۱۲ منہ

۵۴ اور بڑھ جاوے الخ۔ یعنی اگر عادت والی عورت کو جس کو پیشتر بھی چند بار حیض آچکا ہو اور اسی طرح نفاس والے کو جس کو دو ایک بار بعد ولادت خون نفاس جاری ہو چکا ہو اس کی عادت و معمول کے خلاف خون مذکور رنگ لائے اور مدت معینہ حیض و نفاس سے بھی آگے تجاوز کر جائے تو یہ فاضل دنوں کا خون اس کی عادت مقررہ کے بعد سے استحاضہ کا خون کہلائیگا۔ مثلاً اگر خون حیض دس دن یا خون نفاس چالیس دن سے ایک دن یا ایک گھڑی یا اس سے بھی کم بڑھ جاوے تو اگر یہ حیض یا نفاس مبتدیہ عورت کو پہلی بار آیا ہے تو پورے دس دن تک حیض اور چالیس دن تک نفاس قرار پائیگا اور جو اس سے بڑھا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر وہ عورت عادت والی ہے جس کا ذکر ہے اور اس کو چند مرتبہ پیشتر حیض یا نفاس آچکا ہے تو اب دیکھیں گے کہ پہلی اس کی عادت کتنے دنوں کی تھی جتنے دن اس کی عادت کے تھے وہی حیض و نفاس ٹھہریں گے باقی استحاضہ ہوگا مثلاً ہمیشہ اسے سات دن حیض آتا تھا اور اس بار بارہ دن خون آیا تو اس میں وہی سات دن حیض کے ہیں اور باقی پانچ استحاضہ کے یا یہ کہ خون نفاس پہلے اس کو تیس دن آتا تھا پھر اس دفعہ اکتالیس دن آیا تو نفاس تیس دن ہی رہیگا اور باقی گیارہ دن استحاضہ کے ہوں گے پس اس کو لازم ہے کہ نہا کر ان فاضل دنوں کی نمازیں قضا کرے اور یہی بیان اگلے شعروں میں بہ تفصیل موجود ہے۔ ان اشعار میں خاص حیض کا ذکر ہے۔ اور نفاس اس کے ذیل میں شامل ہے۔ ۱۲ منہ

۵۹ اور اگر نو دن تک آئے۔ الخ۔ یعنی اگر وہ خون حیض یا نفاس اس عادت والی عورت کو جس کو کہ پیشتر سات دن حیض آیا کرتا تھا یا یہ کہ تیس دن نفاس آتا تھا اس مرتبہ اس کو بجائے سات دن خون حیض جاری ہونے کے نو دن یا کہ دس دن خون حیض آیا گیا اور پھر بند ہو گیا تو یہ باقی دو دن یا تین دن بھی انہیں سات دنوں میں شامل ہو جائیں گے اور وہ سب دن حیض کے شمار ہوں گے کیونکہ وہ دن معینہ حیض کے اندر ہیں لہذا حیض میں شامل ہیں اسی طرح اگر خون نفاس بجائے تیس دن کے اس مرتبہ اس کو پینتیس دن یا چالیس دن خون آئے تو یہ پانچ یا دس دن بھی نفاس میں شمار ہوں گے کیونکہ اس کی مدت کے بھیتر ہیں ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۳۹ ۵۷ غسل جن پر فرض ہے۔ الخ۔ یعنی جن لوگوں پر غسل کرنا فرض ہے کہ وہ جنب و حائض و نفساء ہیں ان کو قرآن مجید کی تلاوت کرنا یا مسجد میں داخل ہونا یا حرم محترم کا طواف کرنا حرام ہے اور اسی طرح حائض و نفساء کے ساتھ جماع کرنا بھی حرام ہے جب تک کہ وہ غسل فرض نہ کر لیں ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۴۳ نمبر ۵ کا بقیہ خواہ بسبب ضعف و کمزوری جسمانی کے تو اس وقت تیمم کرنا درست ہے اور اگر بعض جگہ پر بدن پانی نقصان پہنچاتا ہو اور اکثر جگہ پر نقصان نہ کرتا ہو مثلاً اگر کسی کے سر میں پھوڑا یا زخم ہو اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو اور باقی بدن پر پانی ڈالنا ضرر نہ کرتا ہو تو حنفیہ کے نزدیک سر پر مسح کرے اور باقی بدن کو غسل کے واسطے دھو ڈالے اور اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور اس کے کھولنے میں نقصان ہو تو پٹی پر مسح کرے اور اگر اکثر حصہ بدن پر پانی نقصان کرتا ہو اور جزو بدن میں ضرر نہ کرتا ہو تو اس وقت تیمم کرنا کافی ہوگا اور جزو بدن کا دھونا ساقط ہو جائیگا ۱۲ منہ ۵۶ یا ہو وہ مفقود الخ۔ یعنی اگر پانی کسی جگہ جنگل میں نہ ملے اور نمازی کو اپنی جائے قیام سے چاروں طرف ایک ایک میل تک پاک پانی کے ملنے کی امید نہ ہو یا پانی موجود تو ہو مگر پاک پانی نہ ہو بلکہ نجس ہو یا آب مستعمل ہو یا کنواں تو پاس ہو مگر اس میں سے پانی کھینچنے کے واسطے ڈول نہ ہو یا رسی نہ ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا درست ہے یا پاک پانی بھی موجود ہے مگر سب ہو کہ یہ احتمال ہو کہ اگر اس سے وضو یا غسل کرلے گا تو اُسے یا اس کے ساتھ والے یا اس کے جانور کے واسطے پانی پینے کو باقی نہ رہیگا تب بھی تیمم کرنا درست ہے۔ جیسا کہ اگلے اشعار میں بالتفصیل بیان موجود ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۴۶ نمبر ۳ کا بقیہ کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ تک رہتا ہے اس سے کم و بیش نہیں ہوتا کہ اوپر بیان ہوا ہے لہذا اس میں بڑی احتیاط درکار ہے تاکہ فرض میں خلل نہ واقع ہو چونکہ ابتدائے طلوع فجر کی پہچان بہت دشوار ہے خاص کر جبکہ مطلع پر گرد و غبار یا ابر و باد ہو بلکہ چاندنی کے وقت بھی ابتدائے طلوع صبح صادق نہیں معلوم ہوتی ہے چاندنی کی روشنی میں اس کی جھلک محسوس نہیں ہوتی لہذا مناسب یہ ہے کہ ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے کہ ہر روز کس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے پس دوسرے دن اُسی حساب سے وقت مقررہ مندرجہ بالا کے اندر اندر اذان و نماز فجر ادا کرے تاکہ یہ دونوں ٹھیک وقت کے اندر ہوں۔ ۱۲ منہ ۵۳ نظر آتا ہے۔ الخ۔ یعنی جس وقت سورج وسط آسمان سے مغرب کی جانب میل کرے کیا معنی کہ ڈھل جائے پس اسی

وقت ظہر کا وقت آجاتا ہے۔ ۱۲ منہ **٥٥** ختم ہوجاتا ہے ظہر۔ الخ۔ یعنی ظہر کا وقت جبکہ سایہ کسی شے کا اس کے برابر ہوجائے ختم ہوجاتا ہے لیکن اس ایک مثل پر سایہ اصلی جس کو فی الزوال کہتے ہیں زیادہ کیا جاتا ہے کیا معنی کہ فی الزوال کو چھوڑ کر جس وقت سایہ شے ایک مثل ہوجاتا ہے - - - - - - - - - - - - - اسوقت ظہر کا وقت آخر ہوجاتا ہے اور سایہ اصلی یا فی الزوال اس کو کہتے ہیں جو استوار آفتاب کے وقت یعنی دوپہر کو ہر شے کا سایہ باقی رہتا ہے اور یہ دن کے گھٹنے بڑھنے سے بڑھتا گھٹتا رہتا ہے یعنی دن جتنا گھٹتا جاتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا جاتا ہے سایہ گھٹتا جاتا ہے اور وہ مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف ملکوں کے یعنی ایک ہی وقت میں ایک ملک میں سایہ اصلی زائد ہوتا ہے اور اسی وقت دوسرے ملک میں وہ سایہ کم ہوتا ہے چنانچہ موسم سرما میں ماہ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر جو کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے ساڑھے آٹھ قدم سے زاید یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہوجاتا ہے اور مکہ معظمہ میں جو ۲۱ درجہ پر واقع ہے انہیں روزوں میں ٹھیک ۷ قدم برابر سے کچھ ہی زائد رہتا ہے اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکہ معظمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دوپہر کے وقت ہر شے کا سایہ بالکل مفقود ہوتا ہے اس کے بعد پھر وہ سایہ الٹا پیدا ہوتا ہے یعنی ٹھیک دوپہر کو ہر چیز کا سایہ جو شمال کی طرف پڑتا تھا اب مکہ معظمہ میں جنوب کی جانب پڑے گا اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے یہاں تک کہ ۱۵ جولائی سے ۱۸ جولائی تک پھر وہ معدوم ہوجاتا ہے اس کے بعد پھر وہ سیدھا شمال کیجانب پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوبی سمت پڑتا ہے نہ کبھی مفقود ہوتا ہے بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے پس جس موسم میں اور جس ملک میں یہ سایہ جسقدر ہوگا اسیقدر سایہ مذکور کو چھوڑ کر ظہر کا وقت وہاں ایک مثل تک روایت صحیح باقی رہے گا اور اس کے بعد نماز ظہر قضا ہوجائے گی ۱۲۔ منہ **٥٦** دو روایت اس میں ہیں۔ الخ۔ یعنی یہ جو ظہر کا وقت ہمنے ایک مثل تک بتایا اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں آئی ہیں ایک روایت تو یہی ایک مثل کی ہے جو مذکور ہوئی اور یہی روایت قوی ہے اور نیز یہی روایت مفتے بہا ہے کیا معنی کہ اسی روایت پر فتاوائے معتبر در مختار۔ و عزالاذکار۔ و فیض و برہان وغیرہ میں فتویٰ دیا گیا ہے ۱۲ منہ **٥٧** دوسری دو مثل کی ہے۔ الخ۔ یعنی دوسری روایت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی ظہر کے بارے میں دو مثل کی آئی ہے۔ ۱۲ منہ **٥٨** مثل کے راوی حسن۔ الخ۔ یعنی وہ جو ایک مثل کی روایت مفتے بہا ہے اس کے راوی حسن بن زیاد رحمۃ اللہ ہیں جو کہ اجلہ شاگردان امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ وعن سائر اتباعہ سے ہیں اور اسی روایت کے مطابق امام زفر و امام ابو یوسف و امام محمد اکابر شاگردان امام اعظم رضی اللہ عنہم کا قول ہے کیا معنی کہ ان سب کے نزدیک بھی وقت ظہر ایک مثل تک رہتا ہے اور اس کے بعد عصر شروع ہوجاتا ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے سوائے ظاہر الروایہ کے ۱۲ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۴۷ نمبر ۳ کا بقیہ

جبتک کہ سایہ تمہارا تمہارے برابر ہوجائے اس کو چھوڑ کر۔ آخر حدیث تک روایت کی یہ حدیث امام مالکؒ نے ان تمام حدیثوں سے بخوبی ثابت ہے کہ نماز ظہر کا وقت ایک مثل تک ہی ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت ہوجاتا ہے اور یہی تعامل صحابہ کرام کا بھی ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد و ہدایت سے ثابت ہوا اسی طرح اس بارے میں احادیث صحیحہ حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ جن کے بعد ظہر کے ایک مثل تک موقت ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں رہتا۔ ۱۲ منہ **٥٩** اس پر ہے اجماع۔ الخ۔ یعنی اسی قول متفق علیہ پر جو ایک مثل کا ہمنے بتایا حرم محترم مکہ معظمہ کے تمام علماء و فقہاء و عام و خاص کا اجماع ہے اور اسی پر عملدرآمد ہے بلکہ ظہر کی نماز کو ایک مثل کے اندر پڑھنے کا عملدرآمد تو تمام دنیائے اسلام میں ہے کہ کسی ملک میں کسی مسجد میں جہاں پر کہ جماعت پابندی کے ساتھ ہوتی ہو اور امام وموذن بھی اسکے واسطے مقرر ہوں کسی موسم میں ظہر کی نماز کو ایک مثل کے بعد تک تاخیر نہیں کرتے جیسا کہ عزالاذکار و فیض کی عبارات مندرجہ بالا سے بھی تشریح ہے اور اسی کا نام تعامل ہی بلکہ سچ پوچھو تو حرم محترم میں تو ایک مثل سایہ گذر جانے کے بعد نماز عصر میں بھی تاخیر نہیں کرتے اور وہاں فی زماننا اسی پر اجماع اور اسی پر عمل ہے اور لاکھوں حجاج جو ہر سال ادائے فریضہ حج کے واسطے وہاں جاتے ہیں اسی کا اتباع کرتے ہیں کما لا یخفیٰ علی زائرہ۔ اور اسی روایت پر عمل کرنے کا حکم پایۂ تخت خلافت اسلامیہ سے بذریعہ محکمہ قضا صادر ہوچکا ہے جس کے بر بنا ریہ تعامل حرم محترم میں جو کہ مرکز اسلام ہے جاری ہے اور اب تمام امت پر اس کا انقیاد واجب ہے اور یہ جو بعض اصحاب تاویل کرتے ہیں کہ یہ حکم خلافت اسلامیہ سے شوافع کی درخواست تاخیر نماز عصر پر صادر ہوا ہے بدیں وجہ کہ حکومت نے مصلائے حنفی کو موخر کرنا پسند نہیں کیا اس لئے حکم دیا کہ صاحبین ؒ کے قول پر حنفی

نماز عصر ایک مثل کے بعد فوراً ہو جایا کرے تاکہ شافعیوں کی عصر میں تاخیر ہونے پائے۔ بدیں وجہ یہ سند قابل تسلیم نہیں ہے یہ تاویل بہت رکیک ہے ہم کہتے ہیں کہ جب ایک مثل کے بعد وقت عصر ہوتا ہی نہیں پھر شافعیوں کی تاخیر کی وجہ سے اپنی نماز قبل از وقت کیونکر روا رکھی گئی علاوہ ازیں اگر شافعیوں کو اول اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیا جاتا اور دو مثل کے بعد حنفی نماز مستور ہوا کرتی تو اسمیں کیا حرج تھا کہ جس کو حکومت نے کسی طرح پسند نہیں کیا آخر فجر کی نماز بھی تو شافعی لوگ حنفیوں سے پہلے پڑھ لیتے ہیں باوجودیکہ حنفیوں کے نزدیک بھی غلس میں نماز فجر بالاتفاق بلا کراہت درست ہے۔ گو افضل نہیں لیکن جائز ہونے میں شک نہیں پھر اس کو خلافت اسلامیہ نے کیوں کر پسند رکھا ہے کہ نماز فجر کو شافعی پہلے ادا کر لیتے ہیں اور حنفی بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں جو کہ دوسری صورت میں نماز عصر کو قبل از وقت ہونے سے بھی تاخیر کرنا پسند نہ کیا گیا۔ فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگرد صاحبین رحمہما اللہ مختلف ہوں تو مفتی مجتہد کو اختیار ہے کہ دونوں کے دلائل پر غور کرکے جس کے دلائل اس کے نزدیک قوی ہوں اس کے موافق فتویٰ اخذ کرے چنانچہ اسی بنا پر کتب فقہ شرح وقایہ و درمختار وغیرہ میں بیسیوں مسائل نیز عبادات اور خصوصاً معاملات میں امام کے برخلاف صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر فتوے موجود ہیں من شاء فلینظر الیہ پس جبکہ خود امام الائمہ سے ہی ایک مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہوں اور ایک روایت کے مطابق صاحبین و نیز دیگر اجلہ شاگردان کا بھی قول ہو اور باقی تینوں ائمہ مجتہدین کا بھی مذہب وہی ہو اور نیز آثارات صحابہ و تابعین بھی اسی کی رہنمائی کرتے ہوں اور احادیث صحیحہ کثیرہ بھی اسی روایت کی تقویت فرماتے ہوں اور فتاوائے مذکورین اسمئے فیض و برہان و عزر و درمختار وغیرہ کے مؤلفین بھی (جن کے مفتی برحق ہونے میں مطلق شک و شبہ نہیں ہے) اسی روایت کے موجب فتویٰ دیتے ہوں اور محکمہ قضا خلافت اسلامیہ سے بھی اسی روایت مفتی بہا کے مطابق فتویٰ صادر ہوکر مرکز اسلام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں معمول بہ قرار پا چکا ہو اور خاص و عام نے قبول کر لیا ہو تو اب جائے غور ہے اور انصاف بالائے طاعت شرط ہے کہ بایں ہمہ کیوں نہ اس روایت قوی پر عمل کیا جائے اور پھر کیونکر اس کے خلاف دوسری روایت کو جو اپنی نظیر آپ ہی ہو ضعیف و منسوخ و مطروح نہ خیال کیا جاوے پس ان تمام باتوں سے ہماری غرض یہ ہے کہ نماز ظہر کا وقت یقینی ایک مثل تک ہے لہٰذا اس کو کبھی اور کسی موسم میں ایک مثل کے بعد ہرگز ہرگز تاخیر نہ کیا جائے ورنہ وہ نماز ضرور قضا ہو جائے گی واللہ اعلم بالصواب و عندہ علم الکتاب و ما علینا یا اولی الالباب۔ ۱۲ منہ ۵۵ مثل ثانی تک الخ۔ یعنی دوسری روایت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی ظہر کا وقت دو مثل تک ہے جس کو فقہا ظاہر الروایۃ کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ ظاہر روایت اُسے کہتے ہیں کہ وہ روایت امام محمد بن حسن کی تصنیفات میں امام الائمہ سے مروی ہو مثل جامع صغیر و جامع کبیر و مبسوط وغیرہ کے اور اس کی نقل بہ تواتر اصحاب متون وقایہ یا ہدایہ یا کنز الدقائق یا قدوری وغیرہم کی ہو پس یہاں مثلین کی روایت کو امام محمد نے امام الائمہ سے مبسوط میں نقل کیا ہے اور وقایہ و نہایہ و ہدایہ وغیرہ میں اس کو نقل کرکے ظاہر الروایۃ قرار دیا ہے اور اس پر ان کا فتویٰ ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ شارح وقایہ و جامع درمختار وغیرہما نے ایک مثل کی روایت کو بھی امام الائمہ کی طرف منسوب کیا ہے اور گو کہ شارح وقایہ نے اس کے مفتیٰ بہ ہونے نہ ہونے سے سکوت کیا ہے لیکن جامع درمختار نے تو نہایت تاکیدی سطلے و بہ یفتیٰ سے اس کا مفتیٰ بہ ہونا قرار دیا ہے اور اسی بنا پر طحاوی نے فرمایا ہے کہ وبہ ناخذ۔ یعنی اسی ایک مثل کے قول کو ہم بھی مستند جانتے ہیں اور اس پر کاربند ہیں۔ بایں ہمہ ظاہر الروایۃ کے برخلاف بھی اکثر فتوی فقہ میں موجود ہیں مثل شفق ۵۶ سرخ کے مغرب کے وقت میں اور تکمیل سجدے کی ناک اور پیشانی دونوں کے ساتھ میں وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہاں دو مثل کی روایت کے برخلاف جسکو ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے۔ یک مثل کی روایت پر جس کی اہمیت ہر طرح ثابت ہے عمل کرنے میں کیا حرج ہے وما علینا الا البلاغ ۱۲ منہ ۵۶ احصل اسکا۔ الخ۔ یعنی یہ جو ظہر کے وقت کا اختلاف بیان کیا گیا اور طرفین کے دلائل تحریر کیے گئے اور ایک مثل کی روایت کی تقویت بتائی گئی اس کا احصل اور لب لباب یہی ہے کہ نماز ظہر ہمیشہ ایک مثل کے اندر اندر پڑھ لیجائے اور بلا وجہ شرعی کبھی اسمیں ایک مثل کے بعد تاخیر نہ کیجائے کیونکہ ایک مثل گذر جانے کے بعد درحقیقت نماز ظہر کا وقت پھر نہیں رہتا اور وہ نماز پھر قضا ہو جاتی ہے ۱۲ منہ ۵۷ ہے اسی میں احتیاط۔ الخ۔ یعنی نماز ظہر کو ہمیشہ ایک مثل کے اندر پڑھنے میں اور مثل دوم

---

۵۱ اس پر یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے (کہ حکومتوں کے جابرانہ احکام کی اگر سند لیجائیگی تو ہزاروں جرائم حلال ہو جائیں گے) ہماری تو یہی عرض ہے کہ خلافت اسلامیہ کے اس حکم کو جو مطابق حکم خدا و رسول کے ہے اور جسکو فتاوائے اربعہ مذکورہ بالا نے مفتیٰ بہ قرار دیا ہو اور جو جملہ ائمہ مجتہدین و نیز روایت صحیح حسن بن زیاد خود امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ کا اور ان کے شاگردوں کا مذہب ہو اور جسکو بالاتفاق علماء و فقہاء حرمین شریفین و نیز بارہا جمیع علماء دار الخلافت و شیخ الاسلام نے امیر المومنین کے حضور سے منظوری لے کر نافذ کیا ہو اور جس کو تمام صلحاء و علماء مکہ و مدینہ نے قبول کر لیا ہو اس کو جابرانہ احکام سے تعبیر کرنا اور حرمت جرائم سے مشابہ بتانا کس حد تک قابل غور ہے اور اسکا انصاف ناظرین

تک اُس کا انتظار نہ کرے میں کمال احتیاط ہے کہ باتفاق جمیع امت نماز صحیح و درست ہوتی ہے اور اس میں پھر کسی کا اختلاف نہیں رہتا کیونکہ اوپر حاشیہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے صحیح روایت ایک ہی مثل کی آئی ہے اور اسی روایت کے مطابق تمام مجتہدین و محدثین و اکثر صحابہ و تابعین کا مسلک ہے اور نیز حدیث صحیح وقت الظهر اذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله۔ اسی کی تائید کرتی ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت دو مثل تک بھی آئی ہے (جس روایت سے کہ بعض کے نزدیک اُن کا رجوع کرنا بھی ثابت ہے) مگر اُس مذہب پر روایت مفتیٰ بہا کے بموجب مثل ثانی میں نماز ظہر قضا ہو جائے گی تو نماز فرض کا ایسے وقت ادا کرنا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک ادا ہو اختلافی وقت میں پڑھنے سے اولیٰ ہے بلکہ واجب ہے۔ واضح ہو کہ کنز الآخرۃ اشاعت اول میں جو ہم نے ظہر کا وقت بموجب روایت مفتیٰ بہا جس پر حرمین شریفین میں بھی عملدرآمد جاری ہے ایک مثل تک لکھا تھا اور اُس کے بعد عصر کا وقت بتایا تھا اُس پر بعض علمائے کرام نے اعتراض فرمایا اور ہم کو مشورہ دیا کہ ہم اسکو ترمیم کریں اور اب اُس کا وقت دو مثل تک اور اُس کے بعد عصر کا وقت قائم کریں لہٰذا عصر کے وقت کو تو ہم نے اُن کے مشورے کے بموجب تسلیم کر لیا اور بموجب ظاہر الروایۃ دو مثل کے بعد ہی اُس کا پڑھنا لازم و ضروری تحریر کیا کہ درحقیقت عصر کے وقت میں اسی میں احتیاط ہے کہ وہ دو مثل کے بعد ہی پڑھی جائے لیکن ظہر کے وقت میں ہم نے وہی وقت ایک مثل تک کا موقت کیا کہ درحقیقت ظہر کا وقت باجماع امت ایک ہی مثل تک ہے اور اس میں اسی بات میں پوری احتیاط بھی ہے۔ کہ وہ ایک مثل کے اندر ادا کیجائے اور اسی کے دلائل میں اشعار بھی زائد ہو گئے اور مضمون حاشیہ بھی بہت دراز ہو گیا جسکا ہم کو افسوس ہے ناظرین معاف فرمائیں گے ۱۲ منہ ۵۸ ہو گیا جب ظہر کا وقت الخ۔ یعنی جو وقت ظہر کا وقت ختم ہوا اسی وقت عصر کا وقت شروع ہو گیا یعنی کہ روایت قوی و مفتیٰ بہا کے بموجب ایک مثل کے بعد اور ظاہر الروایت کے مطابق دو مثل کے بعد شروع ہوا۔ شرح وقایہ میں ہے ووقت العصر من آخر وقت الظهر على القولين الى ان تغيب الشمس ۱۲ منہ ۵۹ احتیاط ایسا بھی۔ الخ یعنی جس طرح کہ نماز ظہر میں یہ احتیاط کی گئی تھی کہ وہ ایک مثل کے بعد کسی طرح تاخیر نہ کیجائے کہ ایک مثل کے بعد نماز ظہر درحقیقت قضا ہو جاتی ہے اور اُس کا صحیح وقت ایک مثل تک ہی ہے تو یہاں اب نماز عصر میں بھی اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ یہ نماز دو مثل سے پہلے نہ پڑھی جائے تاکہ دونوں روایت پر عمل ہو یعنی روایت مفتیٰ بہا پر ظہر میں اور ظاہر الروایۃ پر عصر میں ۱۲ منہ

صفحہ ۴۸ کا حاشیہ نمبر ۵ کا بقیہ

آفتاب سے لیکر شفق سپید کے غائب ہونے تک ہر روز اتنا ہی وقت رہتا ہے جتنا کہ اُس دن صبح کا وقت تھا جسکا حساب اوپر بیان کر دیا گیا ہے ۱۲ منہ ۵۶ یعنی مغرب کی ہے الخ یہ شعر اپنے اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی مغرب کے وقت کی انتہا جس جگہ تک ہے پس ٹھیک اسی جگہ سے عشا کی ابتدا ہے کیا معنی کہ جب شفق تک مغرب ہے اور اُس کے بعد سے فوراً عشا ہے اور ان دونوں وقتوں کے درمیان میں بھی کوئی وقت مہمل یا بیکار نہیں ہے ۱۲ منہ ۵۷ صبح صادق تک عشا کا الخ یعنی عشا کا وقت غروب شفق کے بعد سے صبح صادق کے نمودار ہونے تک رہتا ہے کیا معنی کہ جس وقت صبح صادق کی ابتدائی جھلک پیدا ہوتی اسی وقت عشا کا وقت ختم ہو گیا لیکن عشا کا وقت آدھی رات تک تو مختار و مستحب ہے اور آدھی رات کے بعد صبح تک مکروہ تحریمی ہے مصرعہ ثانی میں جو تنگ وقت لکھا گیا ہے اُس سے کراہت مراد ہے کیونکہ تنگ وقت بمعنی تنگی وقت کے مستعمل ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ عشا کا وقت نصف شب گذر جانے کے بعد تنگ ہو جاتا ہے اور وہ مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ ۵۸ وتر کا وقت الخ۔ یعنی نماز وتر جو کہ واجب ہے اُسی کا وقت اور عشا کا ایک ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ وتر ہمیشہ عشا کی نماز کے بعد واجب ہوتا ہے اگر اُس کو عشا سے پہلے پڑھ لے گا تو وہ وتر ہرگز ادا نہ ہوگا اور عشا کے بعد پھر اُس کو پڑھنا واجب رہے گا ہاں عشا کا وقت آدھی رات کے بعد مکروہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اُس وقت مستحب ہے ۱۲ منہ ۵۹ روشنی میں۔ الخ۔ اب یہاں سے مستحب و مختار وقتوں کا بیان شروع ہوا کہ کس کس نماز کا کس کس حصہ وقت میں پڑھنا افضل و اولیٰ ہے پس مضمون شعر یہ ہے کہ نماز فجر کو روشنی پیدا ہو جانے کے بعد پڑھنا مستحب ہے جس کو اسفار بولتے ہیں کیونکہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر یعنی روشنی کے وقت نماز پڑھو تم فجر کی کہ اُس کا اُس وقت پڑھنا باعث بڑے ثواب ہے۔ واضح ہو کہ نماز فجر کا وقت ابتدائے طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ ۱۰ منٹ سے لیکر ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ تک رہتا ہے جیسا کہ اوپر ہم مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں اس میں جتنی دیر روشنی صرف آسمان پر رہے اور زمین پر اُتر کر زمین کو روشن نہ کرے وہ وقت غلس یعنی اندھیرے کا ہے اس میں اذان کا دینا تو کچھ حرج نہیں ہے مگر نماز فجر اسوقت پڑھنا خلاف مستحب ہے جب روشنی آسمان سے اُتر کر اور نیچے پھیل کر در و دیوار و زمین کو روشن کر دے اُس وقت سے طلوع سے کچھ پہلے تک نماز کا مستحب وقت ہے اور افضل یہ ہے کہ فجر کی جماعت ایسے وقت پڑھی جائے کہ بعد سلام نماز اگر نماز میں کسی قسم کا فساد معلوم ہو تو پھر وضو کرنے کے بعد بطریق مسنون چالیس آیتوں سے ساٹھ آیتوں تک پڑھ کر نماز کا اعادہ وقت کے اندر کر سکے اور یہی فقہا کا مختار و مفتیٰ بہ مذہب ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ نماز فجر کا سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس لیئے جس وقت نماز پڑھے گا وہ نماز بلا کراہت

مختار وقت پر ادا ہوگی ولیکن روشنی کے وقت نماز فجر پڑھنا مستحب ہے اور موجب زیادتی ثواب و برکت و باعث کثرت جماعت کا ہے فتدبر۔ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۴۹ نمبر ۱ کا بقیہ

اور اکثر تین حصہ وقت نکل جانے پر بھی پڑھتے تھے جس سے بہت زیادہ تاخیر ثابت ہوتی ہے پس اس موسم میں اسی قدر تاخیر کرنا مستحب ہے اور علاوہ اس میں جلدی کرنا سنت کے خلاف ہے۔ واضح ہو کہ یہ بات تجربہ سے بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ موسم گرما میں شروع سے لیکر آخر تک جس کا زمانہ ۲۲ مارچ سے ۲۳ ماہ ستمبر تک ہوتا ہے ظہر کا وقت ایک مثل کے حساب سے دھوپ گھڑی میں ہر ایک حالت و مقدار پر تقریباً برابر رہتا ہے کیا معنی کہ اس موسم میں دن کے گھٹنے بڑھنے سے ظہر کا وقت کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے۔ سایہ اصلی البتہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے ولیکن ظہر کا وقت سایہ اصلی کو چھوڑ کر بدستور اپنے مقدار معینہ پر قائم رہتا ہے دھوپ گھڑی کے حساب سے نصف النہار ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے جو زوال کا وقت ہے اور اس کے متصل ذرا سے وقفہ میں معاً ظہر کا وقت آجاتا ہے اس وقت سے ایک مثل پر سایہ گذرنے تک ہمارے ملک ہندوستان کے ۲۸ درجہ والے شہروں میں (جن کے قریب یہ ہمارا قصبہ واقع ہے) ۲۹ درجہ عرض تک جس کے قریب دہلی و میرٹھ واقع ہیں موسم گرما میں آخر مارچ سے ۲۳ ماہ ستمبر تک چھ ماہ برابر تین بجکر ۴۴ منٹ تک وقت ظہر باقی رہتا ہے کیا معنی کہ ایک مثل کے حساب سے سایہ اصلی کو چھوڑ کر دھوپ گھڑی کے چار منٹ اوپر ساڑھے تین کے تک وقت ظہر باقی رہتا ہے اور اس کے بعد مثل دوم شروع ہو جاتا ہے ہاں البتہ موسم سرما کے آٹھوں برج کی تحویلوں میں کہ ۲۴ ستمبر سے ۲۱ مارچ تک میں مثل اول کے حساب سے ظہر کا وقت برابر گھٹتا بڑھتا ہے حتی کہ آخر ماہ دسمبر میں جا کر قریب پون گھنٹہ وقت کم ہو جاتا ہے کیا معنی کہ اس وقت بحساب دھوپ گھڑی کے تین بجے سے بھی کچھ پہلے ظہر کا وقت بحساب ایک مثل ختم ہو جاتا ہے اس موسم میں سوائے دو ہفتہ آخر ماہ دسمبر و اول ماہ جنوری کے مثل اول میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور اول موسم گرما کی مانند موسم بھر ایک حالت و مقدار پر برابر قائم نہیں رہتا اور مثل اول کے بعد کا وقت تو دوازدہ ماہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وقت کی ناپ تول میں دھوپ گھڑی کا اعتبار ہے جو کہ قطب سے ملا کر صحیح پیمانہ پر نصب کی گئی ہو اور صحت اس کی یہ ہے کہ اس میں جب زوال کا وقت ہو تو اس وقت سے دن کی دونوں طرفیں یعنی طرف قبل از زوال اور طرف بعد از زوال تقریباً برابر ہوں ایک منٹ کم و بیش نہ ہوں کیونکہ زوال ٹھیک نقطہ نصف النہار پر واقع ہوتا ہے اور اس وقت دھوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت رکھا جاتا ہے۔

پس اس حساب سے مثلاً اگر ۵ بجے صبح کے آفتاب طلوع ہو تو ٹھیک ۷ بجے شام کے غروب ہو جائے یا جس زمانہ میں ۶¾ بجے پر طلوع ہو تو سوا پانچ پر شام کے غروب ہو جائے۔ غرض کہ کوئی زمانہ کیوں نہ ہو۔ طلوع آفتاب سے زوال تک اور زوال سے غروب تک کا عرصہ تقریباً برابر ہو کم و بیش بقدر یک منٹ نہ ہو اس میں جسقدر کمی بیشی ہوگی اسی قدر زوال میں غلطی ہوگی۔ یہ ناپ تول کہ ہم نے بتائی اس میں ریلوے گھڑی کا مطلق اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس کا وقت ہمیشہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور اسمیں زوال کے وقت سال میں صرف دو دن کے سوا کبھی ٹھیک بارہ نہیں بجتے کسی زمانہ میں اس میں زوال کے وقت ۱۲½ بجتے ہیں اور کبھی (۱۲½) بجنے لگتے ہیں اور گاہ گاہ ان دونوں کے درمیان زوال ہونے لگتا ہے اسلئے وہ وقت اس حساب لگانے کے لئے عام لوگوں کو بکار آمد نہیں ان کو اس سے زوال کا صحیح حال نہیں معلوم ہو سکتا جبتک کہ اسکو دھوپ گھڑی سے مطابق کر کے نہ دیکھا جائے ہاں جو تعدیل الایام کے دقایق اور فضل طول جانتا ہے وہ اس سے بھی صحیح حال لگا سکتا ہے ہم نے جو ریلوے ٹائم کا یہاں اپنے قصبہ کے عرض البلد پر تجربہ کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یکم جنوری کو ریلوے گھڑی میں بارہ بجکر اٹھارہ منٹ پر نصف النہار یعنی زوال کا وقت ہوتا ہے پھر بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ پانچ فروری سے ۱۰ فروری تک ۱۲ بج کر ۲۹ منٹ پر ہوتا ہے پھر گھٹتا جاتا ہے یہانتک کہ چھٹی مئی سے تئیس مئی تک بارہ بجکر گیارہ منٹ پر ہونے لگتا ہے پھر بڑھتا ہے یہانتک کہ بیس جولائی کو بارہ بج کر اکیس منٹ پر ہوتا ہے اور وہی وقت دوسری اگست تک قائم رہتا ہے پھر گھٹتا ہے یہانتک کہ ۱۸ اکتوبر کو ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے پھر دو منٹ ڈیڑھ منٹ کے فرق سے ۱۹ نومبر تک ۱۲ بجے سے پہلے ہوتا ہے ۲۰ نومبر سے پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے یہانتک کہ ۳۱ دسمبر کو ۱۲ بج کر ۱۰ منٹ پر زوال نظر آتا ہے تقریباً یہی دورہ جبتک کہ منقلب اللیل و النہار چاہے اس کے متعلق ایک جدول لکھی جاتی ہے جس سے سہارنپور اور اس کے مساوی درجے والے قصبات و بلاد کا تاریخ وار فرق زوال معلوم ہو سکتا ہے وھو ہذا۔ ۱۲ منہ۔

جدول وقت نصف النہار حقیقی بہ ساعت ریلوے برائے قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

یہ جدول نصف نصف منٹ کے فاصلے سے دیگئی ہے جبتک تاریخ نہ بدلے وقت وہی رہیگا جو کسی تاریخ کے سامنے ہے

تاریخ جنوری ۱	بارہ بجکر ۱۸	مارچ ۴	بارہ بجکر ۰۲۶	۲۳	بارہ بجکر ۱۳
۲	۰۱۸	۶	۲۶	۲۵	۰۱۲
۳	۱۹	۹	۰۲۵	۲۸	۱۲
۴	۰۱۹	۱۱	۲۵	مئی ۲	۰۱۱
۵	۲۰	۱۳	۰۲۴	۷	۱۱
۶	۰۲۰	۱۴	۲۴	۲۴	۰۱۱
۷	۲۱	۱۶	۰۲۳	۲۹	۱۲
۸	۰۲۱	۱۸	۲۳	جون ۲	۰۱۲
۱۰	۲۲	۲۰	۰۲۲	۵	۱۳
۱۱	۰۲۲	۲۱	۲۲	۸	۰۱۳
۱۲	۲۳	۲۳	۰۲۱	۱۰	۱۴
۱۳	۰۲۳	۲۵	۲۱	۱۳	۰۱۴
۱۵	۲۴	۲۶	۰۲۰	۱۵	۱۵
۱۶	۰۲۴	۲۸	۲۰	۱۸	۰۱۵
۱۸	۲۵	۳۰	۰۱۹	۲۰	۱۶
۱۹	۰۲۵	۳۱	۱۹	۲۲	۰۱۶
۲۱	۲۶	اپریل ۲	۰۱۸	۲۵	۱۷
۲۲	۰۲۶	۳	۱۸	۲۷	۰۱۷
۲۴	۲۷	۵	۰۱۷	۲۹	۱۸
۲۶	۰۲۷	۷	۱۷	جولائی ۲	۰۱۸
۲۹	۲۸	۹	۰۱۶	۵	۱۹
فروری ۱	۰۲۸	۱۰	۱۶	۸	۰۱۹
۵	۲۹	۱۲	۰۱۵	۱۱	۲۰
۱۹	۰۲۸	۱۴	۱۵	۱۵	۰۲۰
۲۳	۲۸	۱۶	۰۱۴	۲۰	۲۱
۲۷	۰۲۷	۱۸	۱۴	اگست ۳	۰۲۰
مارچ ۲	۲۷	۲۰	۰۱۳	۹	۲۰
اگست ۱۲	بارہ بجکر ۰۱۹	ستمبر ۲۸	۰۵	دسمبر ۳	۰۴
۱۵	۱۹	۲۹	۵	۴	۵
۱۷	۰۱۸	اکتوبر ۱	۰۴	۵	۰۵

۹	۷	۴	۳	۱۸	۲۰
۰۹	۸	۰۳	۴	۰۱۷	۲۲
۵	۹	۳	۶	۱۷	۲۴
۰۷	۱۰	۰۲	۸	۰۱۶	۲۶
۸	۱۱	۲	۹	۱۶	۲۷
۰۸	۱۲	۰۱	۱۱	۰۱۵	۲۹
۹	۱۳	۱	۱۳	۱۵	۳۱
۰۹	۱۴	نصف منٹ	۱۵	۰۱۴	ستمبر ۲
۱۰	۱۵	صفر	۱۸	۱۴	۳
۰۱۰	۱۶	گیارہ بجبکر		۰۱۳	۵
۱۱	۱۷	۰۵۹	۲۰	۱۳	۶
۰۱۱	۱۸	۵۹	۲۳	۱۲	۸
۱۲	۱۹	۵۸	۲۸	۱۲	۹
۰۱۲	۲۰	۵۹	نومبر ۱۱	۰۱۱	۱۱
۱۳	۲۱	۰۵۹	۱۵	۱۱	۱۲
۱۳	۲۲	بارہ بجبکر		۰۱۰	۱۴
۱۴	۲۳	صفر	۱۸	۱۰	۱۵
۰۱۴	۲۴	نصف منٹ	۲۰	۰۹	۱۶
۱۵	۲۵	۱	۲۲	۹	۱۸
۰۱۵	۲۶	۰۱	۲۴	۰۸	۱۹
۱۶	۲۷	۲	۲۶	۸	۲۱
۰۱۶	۲۸	۰۲	۲۷	۰۷	۲۲
۱۷	۲۹	۳	۲۹	۷	۲۴
۰۱۷	۳۰	۰۳	۳۰	۰۶	۲۵
۱۸	۳۱	۴	دسمبر ۱	۶	۲۶

دہوپ گھڑی اگر صحیح نصب کی گئی ہو تو جس وقت ٹھیک اس میں بارہ بجیں جیبی گھڑی میں یہ منٹ سیکنڈ کر لینا جو کہ ہر تاریخ کے مقابل لکھے ہیں گھڑی آدھا منٹ بھی غلط نہ ہوگی

ملک سو موسم میں وسے اخ۔ یعنی موسم سرما میں نماز ظہر کا اول وقت پڑہنا مستحب ہے کیا معنی کہ جس طرح پر موسم گرما میں نماز ظہر کو بہت دیر کر کے پڑہنا مستحب ہے تاکہ گرمی کا جوش ہو مارے اور نماز باطمینان تمام خاطر جمعی کے ساتھ ادا ہو اسی طرح پر موسم سرما میں نماز ظہر کو بعد از زوال بہت جلد پڑہنا مستحب ہے کیونکہ اس موسم میں کوئی عذر گرمی کے باعث پریشان خاطری کا نہیں ہے لہٰذا اول وقت پڑہنا افضل و اولیٰ ہے جیسا کہ حدیث انس رضی کے دوسرے ٹکڑے و اذا کان البرد عجل۔ سے ثابت و روشن ہے۔ ترجمہ حدیث مذکور۔ یعنی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت موسم سرد میں نماز ظہر جلد ادا فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوسرے جملے سے ظاہر ہے یعنی الشتاء خمسة اقدام الخ ترجمہ یعنی روایت کی ابن مسعود رضی نے کہ جاڑوں میں آنحضرت کا پانچ قدم سے سات قدم تک نماز ظہر پڑہنے کا معمول تھا اس حدیث کے پہلے جملہ کی تشریح اس سے اوپر کے حاشیہ میں ہو چکی ہے اور اب اس دوسرے جملہ کی تفسیر بیان کی جاتی ہے یہ بات تو پہلے ہی بتلا دی ہے کہ قدم ہر چیز کے طول

کے ساتویں حصہ سے مراد ہے اور یہ بھی اور جتلا دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں راوی نے سایۂ اصلی کو چھوڑ کر وقت کا بیان نہیں کیا ہے بلکہ سایہ
اصلی کو شامل رکھ کر ادائے نماز ظہر کا وقت بتایا ہے جاڑوں کے موسم میں یعنی تحویل عقرب سے تحویل حوت تک ۲۲۔ اکتوبر سے ۲۲ فروری تک
ہے کہ منطقہ میں سایۂ اصلی کچھ کم پانچ قدم سے شروع ہو کر کچھ اوپر سات قدم تک ہو جاتا ہے اور اسی طرح گھٹ کر سات قدم سے کچھ کم پانچ
تک آخر موسم مذکور میں رہ جاتا ہے پس راوی کا بیان ہے کہ اول یا آخر موسم سرما میں جبکہ سایۂ اصلی بوقت زوال پانچ قدم پر ہوتا تھا
یا وسط سرما میں جبکہ سایۂ مذکور سات قدم تک پہنچ جاتا تھا۔ یا ان اوقات کے مابین جب کہ سایۂ اصلی اسی زمانہ کے لحاظ سے ۵½ یا ۶ یا ۶½
قدم پر ہوتا تھا کیونکہ پانچ سے لیکر سات تک ان سب اعداد میں شامل ہے تب اس وقت سایۂ اصلی سے قدرے تجاوز کر جانے پر جو کہ
زوال کے ہو جانے کی علامت ہے اور جس کو راوی نے پانچ قدم اور سات قدم اور ان کے مابین پر ہی مبنی کیا ہے اور کسر تجاوز
کو جو کہ زوال کی علامت ہے بسبب اختصار کے ذکر نہیں کیا بسبب اس کے کہ نیا اوقات پوری رقم کے بیان میں کسر زائد اکثر ذکر
نہیں کیجاتی اور اس کا ذکر نہ کرنا خلاف نہیں سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نصف النہار کے وقت زوال ہو جانے پر جبکہ سایہ تجاوز کرجاتا
ہے تو ابتدا میں اسقدر کم تجاوز کرتا ہے جو کسی طرح اس کا متجاوز ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیر کے بعد سایہ کا بڑھنا معلوم ہوتا ہے حالانکہ
وہ پہلے ہی تجاوز کر جاتا ہے اور ظہر کا وقت معاً تجاوز کرتے ہی آجاتا ہے۔ اس کی حقیقت پر جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مطلع ہیں دوسرا کیونکر مطلع ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر راوی نے سایۂ اصلی کو منتہائے زوال قرار دے کر پانچ قدم سے سات قدم تک
ادائے نماز ظہر کی تعیین فرمائی اور غرض و مقصود اس سے یہ ہے کہ زوال ہو جانے کے بعد فوراً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے نماز ظہر ادا فرمانے کا معمول تھا اس بیان سے موسم سرما میں نماز ظہر کی نہایت جلدی ثابت ہوتی ہے اور وہ وقت دھوپ گھڑی
سے غالباً بارہ بجے کے کچھ منٹ ہی بعد ہوگا کیونکہ اگرچہ زوال کے ہوتے ہی معاً ظہر کا وقت ہو جاتا ہے لیکن آدمی یا کسی دوسرے طویل و
باریک شے کا سایہ تجاوز کرنا چند منٹ تک محسوس نہیں ہوتا جس بنا پر راوی حدیث نے بھی سایۂ اصلی ہی کو زوال کا ہو جانا قرار دیا ہے
لیکن عام لوگوں کو مناسب ہے کہ زوال کے ۱۵ منٹ گذر جانے کے بعد نماز ظہر کو ادا کریں بلکہ ۱۵ منٹ کے بعد اذان دیں اور اذان
کے ۱۵ منٹ بعد نماز پڑھیں تاکہ زوال کے قرب سے محفوظ رہیں ۱۲۔ منہ **۵۳** جمعہ کا اور ظہر کا وقت الخ۔ یعنی جو وقت ظہر کا ہے وہی
وقت جمعہ کا بھی ہے اور جس طرح کہ جس زمانہ میں جس وقت پر ظہر کا پڑھنا مستحب ہے اسی طرح اس زمانہ میں اسی وقت جمعہ کا پڑھنا بھی مستحب
ہے اسی طرح اس زمانہ میں اسی وقت جمعہ کا پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن جمعہ میں عجلت بہ نسبت ظہر کے اور زیادہ مستحب ہے کیا معنی کہ
اگرچہ جاڑوں میں نماز ظہر کی بھی جلدی مستحب ہے لیکن اگر کسی وجہ سے اس میں تاخیر بھی ہو جائے تو ہو جائے مگر جمعہ میں موسم سرما میں تاخیر کسی
طرح نہ ہونا چاہیے کہ اس کے جلد ادا کرنے کے واسطے نہایت تاکید ہے کیونکہ روایت ہے حضرت انس سے کہ اذا اشتد البرد بکر
بالصلوٰۃ واذا اشتد الحر ابرد بالصلوٰۃ یعنی الجمعۃ رواہ البخاری یعنی جب سردی زیادہ ہوتی تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بہت سویرے نماز جمعہ پڑھتے اور جب گرمی سخت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز جمعہ ادا کرتے غرض کہ سرما میں نماز جمعہ بہت جلد اور اول وقت پڑھنا
مستحب ہے اور موجب نہایت ثواب و برکت کا ہے ۱۲۔ منہ **۵۴** عصر میں ہے دیر الخ۔ یعنی عصر کی نماز کا ایک حد مناسب تک دیر کرنا افضل واسطے
ہے مگر نہ اتنی دیر کرنا کہ جس سے بلا وجہ عذر شرعی آفتاب متغیر ہو کر قریب غروب کے ہو جائے اور اس پر نگاہ ٹھہرنے لگے کہ اسقدر دیر کرنا مکروہ
تحریمی ہے اس کا نفیس بیان واضح تبیان فتاوی رضویہ میں ہے اس کی عبارت کی تلخیص از بس مفید ہونے کے باعث کی جاتی ہے۔
قال فے الفتاوی الرضویہ۔ نماز عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہیے نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب
ہے اسی واسطے اسکا نام عصر رکھا گیا لانہا تعصر یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے حاکم و دار قطنی نے زیاد بن عبد اللہ نخعی سے روایت
کی ہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھے تھے مؤذن نے آکر عرض کی یا امیر المومنین نماز۔ امیر المومنین
نے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کے لئے عرض کی۔ امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو ہذا الکلب یعلمنا السنۃ یہ کتا ہمیں
سنت سکھاتا ہے پھر اٹھ کر ہمیں نماز عصر پڑھائی جب ہم نماز پڑھ کر وہاں آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے فجثونا للرکب لنزول الشمس
للغروب نتراءاہا۔ ہم زانوؤں پر کھڑے ہو کر سورج کو دیکھنے لگے کہ وہ غروب کے لئے اترتے نیچے اتر گیا تھا یعنی دیواریں اس زمانہ میں نیچی نیچی ہوتی
تھیں آفتاب اتنا ڈھلک گیا تھا کہ بیٹھے سے نظر نہ آیا دیوار کے نیچے اتر چکا تھا گھٹنوں پر کھڑے ہونے سے نظر آیا۔ مگر ہرگز اتنی تاخیر جائز نہیں
۵۵ واضح ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ اس وقت صرف دینی مسائل شرعی بیان فرما رہے تھے کہ جن کا ادھورا چھوڑنا انکے نزدیک اسوقت

کہ آفتاب کا قرص متغیر ہو جاوے اور اس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے یعنی جبکہ غبار کثیر یا ابر رقیق وغیرہ حائل ہو کر ایسے حائل کے سبب تو ٹھیک دوپہر کے آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی ہے اس کا اعتبار نہیں بلکہ صاف شفاف مطلع میں اس قدرتی ودائمی حیلولت کرۂ بخار کے سبب کہ افق کے قریب میں نگاہ کو اس کا کثیر حصہ طے کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے طلوع وغروب کے قریب آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی ہے جب اس سے اونچا ہوتا اور کرہ بخار کا کم حصہ حائل رہجاتا ہے شعاعیں زیادہ ظاہر ہوتیں اور نگاہ جمنے سے مانع آتی ہیں اور یہ حالت مشرق ومغرب دونوں جانب میں یکساں ہے جس کا حال اس شکل سے عیاں ہے۔
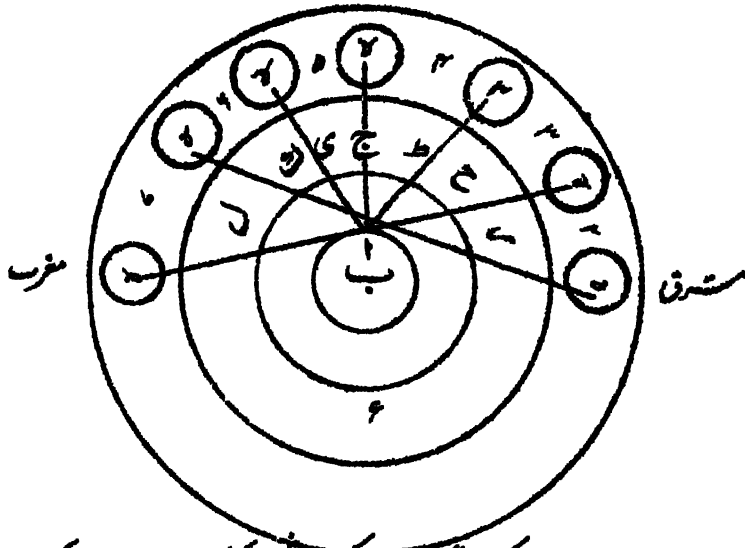
اب کرہ زمین ہے ا موضع ناظر ہے یعنی سطح زمین کی وہ جگہ جہاں دیکھنے والا شخص کھڑا ہے ج ء ر س کی سب طرف کرہ بخار ہے جسے عالم النسیم وعالم لیل ونہار بھی کہتے ہیں اور ہر طرف سطح زمین سے ۴۵ یا قول اوائل پر ۵۲ میل اونچا ہے اس کی ہوا اوپر کی ہوا سے کثیف تر ہے آفتاب اور نگاہ میں اس کا جتنا حصہ زائد حائل ہوگا اتنا ہی نور کم نظر آئیگا اور نگاہ زیادہ ٹھہرے گی ہ مرکز شمس ہے ۱ تا ۵ ہر طرف وہ خط ہے جو نگاہ ناظر سے شمس پر گذرتا ہے پہلے نمبر پر آفتاب افق شرقی سے طلوع میں ہے اور دوسرے تیسرے نمبر پر چڑھتا ہوا چوتھے نمبر پر ٹھیک نصف النہار پر آیا پھر پانچویں چھٹے نمبر پر ڈھلتا ہوا ساتویں پر افق غربی پر غروب کے پاس پہنچا ظاہر ہے کہ جب آفتاب پہلے نمبر پر ہے تو خط ا ہ کا حصہ ا ہ کرہ بخار میں گذرا اور دوسرے نمبر پر ا ح تیسرے پر ا ط چوتھے پر ا ج اور اقلیدس سے ثابت ہے کہ ان میں ا ہ سب سے بڑا ہے اور آفتاب جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ا ح ا ط وغیرہ چھوٹے ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ نصف النہار پر خط ا ج سب سے چھوٹا رہجاتا ہے ہم نے اپنے مساحات ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ خط ا ج یعنی دوپہر کے وقت کا خط اگر ۴۵ میل ہے جب بھی خط ا ہ یعنی وقت طلوع کا خط چھ سو میل سے بھی زائد ہے جب آفتاب ڈھلتا ہے وہ خطوط اسی نسبت پر بڑے ہوتے جاتے ہیں ای برابر ا ط کے پڑتا ہے اور ا ک برابر ا ح کے اور ال برابر ا ہ کے بیان سے واضح ہو گیا کہ قدرتی دائمی سبب ہے جس کے باعث آفتاب جب نصف النہار پر ہوتا ہے اپنی انتہائی تیزی پر ہوتا ہے اور اس سے پہلے اور بعد دونوں پہلوؤں پر جتنا افق سے قریب تر ہوتا ہے اس کی شعاع نہیں ہوتی ہے یہاں تک کہ مشرق ومغرب میں ایک حد کے قریب پر اصلا نگاہ کو خیرہ نہیں کرتی مشرق میں جب تک اس حد سے آفتاب نکل کر اونچا نہ ہو جائے طلوع سے اس وقت تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے اور مغرب میں جب تک آفتاب اس حد کے اندر آجائے اس وقت سے غروب تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے تو اس بیان سے سبب بھی ظاہر ہو گیا اور یہ بھی کھل گیا کہ یہ وقت شرق وغرب دونوں جانب میں برابر ہے خیر یہ کہ مشرق کی طرف تو یہ وقت صرف پندرہ منٹ رہتا ہے جو تقریباً ایک تیر بلندی کی مقدار ہے اور مغرب میں ڈیڑھ دو گھنٹے ہو جائیں یہ کئی تیر رہتا ہے تجربہ سے یہ وقت تقریباً بیس منٹ ثابت ہوا ہے تو جب سے آفتاب کی کرن طلوع میں ذرا چمکے اس وقت سے بیس منٹ گزرنے تک نماز نا جائز اور وقت کراہت ہو اور ادھر جب غروب کو بیس منٹ رہیں وقت کراہت تحریمی آجائے گا اور آج کی عصر کے سوا ہر نماز منع ہو جائے گی۔ انتہی ما فی الفتاوی الرضویہ اس بیان کو خوب سمجھ کر غیر ابر کی حالت میں نماز عصر میں تاخیر کرے مگر وقت کراہت تک ہرگز ہرگز تاخیر نہ کرے کیونکہ نماز وسطی ہے جس کی قرآن مجید میں

بھی سب سے زیادہ محافظت کی تاکید ہے اور آیہ وسطے اس کی شان میں وارد ہے۔ آیہ کریمہ حافظوا علے الصلوات والصلوٰۃ الوسطے ترجمہ یعنی
محافظت کرو تم فرض نمازوں کی اور خاص کر زیادہ محافظت کرو نماز عصر کی۔ کیا معنی کہ سب فرض نمازوں کی محافظت کرو مگر عصر کی محافظت بہت زیادہ
کرو اور محافظت نماز میں سب سے زیادہ مقدم رعایت اوقات کی ہے کہ نماز فرض اپنے وقت مختار سے غیر مختار وقت میں ہونے پائے اور عصر
کے وقت میں جب قرص آفتاب پر نگاہ بے تکلف ٹھہر جائے تو وہ وقت باتفاق جمیع فقہا و محدثین کے مکروہ تحریمی ہے تو اس سے بچنا واجب ہے
جیسا کہ بیان اس کا گزرا او السوء علے الکنز طحطاوی علی الدر میں ہے المراد بذھاب الضوء فلا یحصل للعین بہ حیرۃ ولا
عبرۃ لتغیر الضوء لان تغیر الضوء یحصل بعد الزوال یعنی تغیر آفتاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی روشنی جاتی رہے تو نگاہ کو اس سے
خیرگی حاصل نہ ہو اور دھوپ کا تغیر کچھ معتبر نہیں کہ مطلق تغیر تو زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ کتاب الاسرار اور بحر الرائق وغیرہا کتب فقہا میں
تاخیر کی تصریح یہ کی ہے .... -- .... کہ جس نماز میں تاخیر مستحب ہے (جیسے فجر یا ظہر گرما یا عصر و عشاء غیر ابر) وہاں
تاخیر کے یہ معنی ہیں کہ وقت مختار کے دو حصہ برابر برابر کریں حصہ اول کو چھوڑ کر حصہ دوم میں نماز پڑھیں تو وہ نماز مستحب ہے اس پر ہمارے
اساتذہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ فرمایا ہے کہ فجر و ظہر کا تو سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس کی ادا کے لئے تو کل وقت کی تنصیف ہوگی لیکن
عصر و عشا کا آخر وقت یعنی حصہ دوم مکروہ ہے اس کو چھوڑ کر باقی کی تنصیف کی جائے گی پس عصر کے دو برابر حصوں میں جو حصہ دوم ہے اس میں
شروع سے لیکر غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے تک کا جو وقت ہے وہ مکروہ تنزیہی ہے کہ اس وقت سے آفتاب میں تغیر زائد آجاتا ہے
جو قابل لحاظ ہے اور اس میں نماز پڑھنا اگرچہ مباح ہے لیکن ثواب بہت کم ہوتا ہے اور ایسا آدمی خدا اور رسول کے نزدیک کاہل و سست
قرار پاتا ہے ما بقی بیس منٹ آخر کا وقت تو بہت ناقص اور قطعی مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں تو آفتاب پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگتی ہے جیسا کہ
اوپر بیان ہوا اور ایسے وقت نماز عصر پڑھنا اگرچہ فرض کو سر سے اتار دیتا ہے ولیکن ثواب کچھ نہیں ملتا بلکہ اس قدر تاخیر کرنے سے سخت
گنہگار ہوتا ہے اور اس میں صفت نفاق کی پیدا ہوتی ہے جس سے احتراز واجب ہے اور عصر کے حصۂ اول کا وقت مختار ہے اور اسی کی
تنصیف قابل اعتبار ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ۱۲ منہ ؎ زردی خورشید کرے الخ۔ یعنی جو شخص کہ آفتاب کے زرد ہو جانے
تک تاخیر کرے وہ اس وعید شدید کا مصداق ٹھہرے گا کہ جس کی نسبت حدیث شریف میں ارشاد ہے تلک صلوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی
اذا اصفرت وکانت بین قرنی الشیطان قام فنقر اربعا لا یذکر اللہ فیہا الا قلیلا۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ نماز عصر کی
کہ جو بالکل اخیر وقت میں پڑھی جاتی ہے منافق کی نماز کے مشابہ ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے اور انتظار کرتا ہے سورج کا یہاں تک کہ جب وہ ہو جاتا ہے
زرد اور ہوتا ہے درمیان دونوں سینگوں شیطان کے (یعنی قریب غروب کے ہوتا ہے) تب کھڑا ہوتا ہے نماز عصر کے لئے پس ٹھونگیں مارتا
ہے مرغ کی مانند جلد جلد چار۔ نہیں یاد کرتا اللہ کو اس میں مگر تھوڑا۔ پس اس وعید شدید کا ہر مسلمان کو ڈرنا چاہئے اور اس قدر تاخیر ہرگز ہرگز
نہ کرنا چاہئے کہ جس میں آفتاب پر زردی آجائے اور اس وجہ سے اس میں مشابہت منافق کی پیدا ہو اللھم نحن نعوذ بک من النفاق
وسوء الاخلاق ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۵۰ نمبر ۱ کا بقیہ

پھر ۲۳ و ۲۴۔ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹہ پچاس منٹ بیشتر یہ وقت رہجاتا ہے پھر اس کے
بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ بیشتر باقی رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ ستمبر میں ایک
گھنٹہ ۴۴ منٹ بیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ بیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۳۲ منٹ بیشتر ہوتا ہے پھر ۲۳ و ۲۴۔ ماہ ستمبر تحویل
میزان میں ایک گھنٹہ ۳۴ منٹ بیشتر باقی رہجاتا ہے پھر اس کے بعد سے آخر ماہ ستمبر تک ایک گھنٹہ ۳۰ منٹ رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ اکتوبر
میں ایک گھنٹہ ۲۹ منٹ بیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۲۸ منٹ بیشتر پھر ہفتہ سوم میں ۲۳۔ ماہ اکتوبر تک ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ غروب
آفتاب سے پیشتر یہ وقت باقی ہوتا ہے پس اس حساب سے ہر روز جتنا وقت عصر اس روز ہو اس کے دو حصہ برابر برابر کریں۔ حصہ دوم
کو جو مکروہ ہے چھوڑ کر حصہ اول میں جو مختار ہے نماز عصر پڑھیں اور اس میں غیر ابر کے دن قدرے تاخیر کریں لیکن زائد تاخیر اس میں بھی
ہرگز نہ کریں کہ اصل تاخیر تو ایک مثل سے دو مثل تک ہے سو وہ گزر گئی ما بقی ابر کے دن تو مطلق تاخیر نہ کریں تاکہ آفتاب کے روپوش
ہونے کے باعث کراہت کا وقت نہ آجائے۔ واضح ہو کہ برخلاف اشاعت اول کنز الآخرۃ کے اس اشاعت ثانی میں ہفتہ وار عصر کا
وقت بحساب دو مثل مقرر کیا گیا ہے اور اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ بڑھتے دنوں میں شروع تاریخ تحویل آفتاب کا وقت لیا گیا ہے
اور وہی آخر ہفتہ تک قائم رکھا ہے اور گھٹتے دنوں میں آخر ہفتہ کا وقت لیا ہے اور وہی شروع تک سمجھا گیا ہے تاکہ درمیان کی قدرے کمی بیشی سے

وقت میں ادا ودرشل ہوئے پائے فقیہ ۱۲ منہ ۵۲ جب ہوا سورج کے الخ۔ یعنی جب آفتاب کے غروب ہو جانے پر یقین کامل حاصل ہو جائے تو اسوقت مغرب کی نماز میں بلا سبب شرعی تاخیر کرنا جائز نہیں ہے اور اگر دو ستارے تاخیر کرے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا اور اگر اسقدر تاخیر کرے کہ جتنی دیر میں دو رکعتیں بہت ہلکی پڑلی جائیں تو اسقدر تاخیر مکروہ تنزیہی ہے اور اتنی دیر کرنا کہ جبیں بکثرت تارے نظر آنے لگیں یہ مکروہ تحریمی ہے ۔منہ ۵۳ جبکہ بادل ہو۔ الخ یعنی جب کبھی بادل گہرا چھا ہو یا غبار وغیرہ چڑھا ہوا ہو کہ جس سے سورج کا ڈوبنا نہ معلوم ہو سکے تو ایسی حالت میں اسقدر توقف کرنا بہت ضروری لازمی ہے کہ جبیں آفتاب کے غروب ہو جانیکا پورا پورا یقین ہو جائے اور کچھ شک وشبہ باقی نہ رہے اور وہ توقف موجب کراہت ہرگز نہیں ہے بلکہ باعث ثواب کا ہے تاکہ فرض یقیناً اپنے وقت پر ادا ہو ۔۱۲ منہ ۵۴ پہر تہائی رات میں ۔الخ ۔یعنی غروب شفق کے بعد سے لیکر تہائی رات گئے تک نماز عشا کی تاخیر کرنا مستحب ہے اور بہت افضل واولیٰ ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث صحیحہ کثیرہ وارد ہیں اور تہائی رات گئے کے بعد سے آدھی رات تک وقت مختار ہے اور آدھی رات کے بعد عشا کا وقت مکروہ تحریمی ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ۵۵ ہو اگر پچھلے کے اُٹھنے کا الخ ۔یعنی اگر آدھی رات کے بعد اُٹھنے کا نمازی کو پورا وثوق ہو تو نماز تہجد کے بعد نماز وتر کا پڑھنا مستحب ہے اور اگر کامل وثوق نہ ہو تو عشا کی نماز کے بعد وتروں کا فوراً پڑھ لینا مناسب ہے تاکہ واجب قضا نہ ہو جائے مقطع قافیہ میں جو امین آیا ہے وہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اگر نمازی بغیر ادائے وتر سو رہے گا تو وہ تہجد کے وقت اٹھنے کے واسطے اور نماز وتر کی امانت پوری کرنے کے واسطے امین یعنی امانت دار ہے پس اگر امانت کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو اپنے اوپر معلق نہ چھوڑے اور عشا کے بعد ہی ادا کر لے تاکہ امانت میں خلل نہ پڑے ۱۲ منہ ۵۶ میں یہی مختار وقت ۔الخ یعنی اوقات نماز کے مختار وقت یہی ہیں کہ جو ہم نے بیان کئے پس نمازی کو چاہئے کہ نماز فرض کو ہمیشہ اوقات مستحب ومختار پر ادا کیا کرے اور ان کو بلا وجہ اندر تنگ کر کے نہ پڑھا کرے کہ نماز کا زیادہ تنگ کر کے ادا کرنا بہت بیجا ہے اور مختار وقت کے یہ معنی ہیں کہ جن وقتوں پر نماز کا پڑھنا موجب اسارۃ نہ ہو اور ہمارے فقہائے اس وقت نماز کا ادا کرنا بے تکلف اختیار کیا ہو ۱۲ منہ ۵۷ وقت فجر والخ یعنی فجر اور ظہر ان دونوں نمازوں کا سب وقت اول سے آخر تک مختار ہے اگرچہ ان کے وقتوں میں بھی ایک حصہ دوسرے سے افضل واولیٰ ضرور ہے لیکن تاہم وقت کے مختار ہونے میں شک نہیں ہے کیونکہ ان نمازوں کے وقت کا کوئی جز مکروہ نہیں ہے اور باقی دیگر نمازوں کا بھی عصر اور مغرب اور عشا کا آخر وقت کراہت رکھتا ہے جن میں عصر کا آخر وقت سخت نقصان دہ ہے اور سب میں زائد مکروہ تحریمی ہے خلاصہ یہ ہے کہ عصر کا وقت جبکہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے اور مغرب کا وقت جبکہ ستارے گنجان نظر آنے لگیں اور عشا کا وقت بعد آدھی رات کے مکروہ تحریمی ہے اور فجر کا اور ظہر کا سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس میں کچھ کراہت نہیں ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵ نمبر ۶ کا بقیہ اور وہ فجر کے فریضہ سے پہلے دو رکعت اور فریضہ ظہر سے پیشتر چار رکعت سنت موکدہ ہیں اور پھر فریضہ ظہر کے بعد دو رکعت اور نیز فریضہ مغرب اور عشا کے بعد دو دو رکعت پڑھنا سنت موکدہ میں فافہم ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۶۲ نمبر ۶ کا بقیہ جیسے قرات خلف الامام یا رفع یدین وغیرہ تو ان باتوں میں اتباع امام واجب نہیں کہ وہ مشترک واجب نہیں ہے مطلب اس سے یہ ہے کہ اگر امام غیر حنفی ہو مثلاً شافعی اور مقتدی حنفی ہو تو ایسی صورتیں وہ مقتدی ان باتوں میں امام کا اتباع کرے کہ جو دونوں کے مذہب میں بالاتفاق مشترک واجب ہوں اور جو باتیں کہ باہم ان کی مشترک نہ ہوں انہیں اتباع نہ کرے کہ واجب نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا فافہم ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۶۳ نمبر ۴ کا بقیہ لیکن مآل اس کے ترک کا بھی تنزیہی ہے ۔اگر اتفاقیہ ہو ورنہ قریب تحریمی کے ہوگا ۔طحطاوی نے اسارت کے معنی بھی ترک اولے لئے ہیں جو کہ کراہت تنزیہی کے برابر ہے ۔۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۶۷ نمبر ۶ کا بقیہ اور پھر جبکہ نفی عامہ کے بعد ایک معبود برحق وحدہٗ لاشریک لہ کا اقرار زبانی کریگا تو پھر وہ سبابہ اپنی جگہ پر بدستور رکھ جائے گی اور اس کے سر بسجود ہونے سے تصدیق قول اثبات پیدا ہوگی

حاشیہ صفحہ ۷۳ نمبر ۳ کا بقیہ بلکہ مارنے والا اور ثواب پائے گا ۔بسبب قتل موذی کے جن سے نزدیک سانپ بچھو وغیرہ کے مارنے میں عمل کثیر کی صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہوتی وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث صحیح اقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ میں بلا کسی شرط عمل کثیر وقلیل وغیرہ کے ان کے قتل کی اجازت دی گئی ہے اور فی الصلوٰۃ کا جملہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسی صورت میں بھی [illegible] نماز کے اندر بھی ہے اور نماز اس کی قائم ہے اور یہی قول قوی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے

کر کہ احتیاطاً اس کے خلاف میں ہے ۱۲ منہ ۵۴ جس سے جاتا ہے وضو۔الخ۔ یعنی جس جس بات سے کہ وضو جاتا ہے کیا معنی کہ ٹوٹتا ہے اس بات کے نماز میں .... پیش آجانے سے نماز بھی فوراً وضو کے ساتھ فاسد ہو جاتی ہے ۱۲ منہ ۵۵ ہاں۔الخ۔ یعنی صورت مذکورہ میں وضو کے فاسد ہونے پر نماز بھی فاسد ہو جائے گی مگر ہاں۔ بعد تجدید وضو چند شرائط بعض صورتوں میں اسی نماز کا بنا۔ کرنا بھی روا اور درست ہے۔ بنا اسکو کہتے ہیں کہ جب نمازی کا وضو نماز پڑھتے میں بلا اختیار شکست ہو جائے مثلاً نکسیر پھوٹ جائے یا ریح صادر ہو جائے تو اس وقت نمازی فوراً وضو کی جگہ آکر نیا وضو کرے اور کوئی کام منافی نماز نہ کرے اور بعد وضو فوراً اپنی جائے نماز پر واپس آکر نماز کو اسی جگہ سے پھر شروع کرے جہاں پر کہ نماز میں حدث واقع ہوا تھا تو ایسا کرنا بعض مخصوص حالتوں میں تیرہ شرطوں کے ساتھ جائز ہے ورنہ بعد اسکا نام بنا ہوا۔ وہ تیرہ شرطیں جنکے ساتھ بنا کرنا جائز ہے یہ ہیں۔ پہلی شرط جواز بنا یہ ہے کہ سماوی حدث ہو کہ جس میں نمازی کا کچھ اختیار نہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ حدث کا نمازی کے بدن سے واقع ہونا ہے کیا معنی کہ وہ حدث خارج سے لاحق نہ ہوا ہو مثلاً بسبب مفقود ہونے پانی کے تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا کہ پانی سامنے کوئی لیکر آگیا تو اس صورت میں بنا جائز نہ ہو گی وضو کر کے نئے سر سے نماز پڑھنا پڑے گی۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ حدث موجب غسل نہ ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ حدث نادر الوجود نہ ہو مثلاً نماز میں قہقہہ مارنے سے حدث ہوا ہو۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی رکن حدث کے ساتھ ادا نہ کیا ہو۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی رکن چلتے میں ادا نہ کیا ہو۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی کام مخالف نماز نہ کیا ہو مثلاً کسی سے بات چیت نہ کی ہو یا کھانا نہ کھایا ہو یا پانی نہ پیا ہو۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی کام ایسا نہ کیا ہو جس سے نمازی کو مجبوری نہ ہو مثلاً وضو کے لئے قریب کا پانی چھوڑ کر دور نہ چلا گیا ہو۔ اور نویں شرط یہ ہے کہ بغیر عذر کے زیادہ کچھ دیر نہ کی ہو۔ دسویں شرط یہ ہے کہ اس حدث سے پہلے کا کوئی حدث اور ظاہر ہو گیا ہو مثلاً موزہ کے مسح کی مدت کا نکل جانا۔ گیارھویں شرط یہ ہے کہ صاحب ترتیب کو کوئی قضا نماز یاد نہ آئی ہو۔ بارھویں شرط یہ ہے کہ مقتدی نے اپنی جگہ کے سوا اور جگہ نماز کو پورا نہ کیا ہو۔ تیرھویں شرط یہ ہے کہ امام نے ایسے شخص کو خلیفہ نہ کیا ہو جو امامت کے لائق نہ ہو مثلاً عورت یا مجنون یا نابالغ نہ ہو تو ان شرائط کے ساتھ نماز کی بنا سابق تحریمہ پر جائز و درست ٹھہرے گی ورنہ جائز نہ ہو گی اور از سر نو پڑھنا پڑے گی ۱۲ منہ ۵۶ ایسی حالت الخ۔ یعنی ایسی حالت میں بھی جبکہ نماز کا بنا کرنا جائز ہو نماز کا سابق تحریمہ سے علیحدہ ہو کر شروع سے پھر پڑھنا بہر حال افضل و اکمل ہے اور چونکہ شرائط مذکورہ کا عوام کو یاد کرنا بہت دشوار ہے لہٰذا اسی پر عمل چاہئے کہ نماز پھر پڑھے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۷۵ نمبر ۵ کا بقیہ چلا گیا تو رکعت ملنے کی جلدی میں آستینیں نہیں اتارتے اور شامل ہو جاتے ہیں یہ گناہ ہے اثم ہے کہ دونوں آستینیں اتار لیں اگرچہ رکعت جاتی رہے ۱۲ منہ ۵۷ آنے والے کی الخ۔ یعنی اگر امام کسی آنے والے مقتدی کی وجہ سے نماز کا قیام دراز کر دے یا رکوع بڑھا دے تاکہ وہ شخص رکعت پالے تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر امام رکوع میں ہے اور مقتدی آکر فوراً رکوع میں شامل ہوا اور امام اسی وقت رکوع سے سر اٹھانے کو تھا لیکن پھر اس خیال سے کہ اگر وہ سر اٹھائیگا تو اس رکوع میں شامل ہونے والے کو یہ شبہ رہجائیگا کہ میں رکعت میں شامل ہوا یا نہیں اس صورت میں بقدر دو تسبیح کے اگر امام بڑھا دے کہ وہ اطمینان سے شامل ہو جائے اور اسے اپنی رکعتوں کی گنتی میں شبہ نہ رہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۷۶ ۵۸ وسط سر ہونا۔الخ۔ یعنی اس طرح عمامہ باندھنا کہ سر آس پاس سے چھپ جائے اور بیچ میں کھلا رہے یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اسی طرح خالی عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھنا مکروہ ہے اور نماز میں انگڑائی لینا یہ بھی مکروہ ہے واضح ہو کہ اگر نماز میں انگڑائی یا جمائی قصداً خود لے گا تو مکروہ تحریمی ہوگا کہ فعل عبث ہے اور اگر بلا قصد وہ آئیں اور ان کو تا بامکان روکے نہیں تو یہ مکروہ تنزیہی ہیں اور اگر وہ روکے سے نہ رکیں تو کچھ کراہت نہیں بشرطیکہ جمائی لینے میں منہ کو ڈھانپ لے ۔۱۲ منہ ۵۹ آیتیں گننا۔الخ۔ یعنی آیتوں کا دل میں شمار کرنا نمازی کو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر انگلیوں پر گنے گا تو بدرجہ اولیٰ مکروہ ہوگا اور عمل کثیر جس کی تعریف اوپر گذری ہے اس سے تو نماز جاتی رہتی ہے ۶۰ عمل قلیل اگر اس سے تاکیدی ممانعت پر کوئی نہی آئی ہے تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہ آئی تو مکروہ تنزیہی ہے ۔۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۹۰ نمبر ۲ کا بقیہ فرمایا گیا ہے نماز کو منع کر کے ان میں داخل ہوں جن کو اللہ عزوجل فرماتا ہے ارایت الذی ینھیٰ عبداً اذا صلیٰ کیا تو نے اسے دیکھا جو بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا معنی کہ نماز سے اللہ کے بندوں کا روکنا باعث سخت عتاب و غضب باری تعالیٰ کا ہے پس کسی شبہ یا اختلاف کی وجہ سے نماز کا روکنا یا جمعہ کا بند کرنا جو پہلے سے ہوتا چلا آتا ہو کسی طرح لازم نہیں ہے گو کہ وہ کہیں منعقد ہوتا ہو البتہ ایسے موقع پر یہ ضرور بلکہ بہت ضرور ہے کہ ان لوگوں کو احتیاطاً ادائے فرضیہ ظہر کی بھی ہدایت کی جائے کہ ایسے موقع پر ظہر کا ادا کرنا بھی واجب ہے تاکہ شک نہ رہے اس مسئلہ پر اہل ہند نے عجیب افراط و تفریط کر رکھی ہے بعض تو ظاہر الروایۃ کی نص صریح لا جمعۃ الا فی مصر جامع کے برخلاف ہر گاؤں دیہہ میں انعقاد جمعہ کا حکم دیتے ہیں کہ اگر وہاں جمعہ ہوتا ہو تو اب قائم

کرتا جاہئے کہ وہ ہر جگہ فرض ہے حالانکہ یہ ہرم مذہب ہے کہ نص کے خلاف ہے اور بعض صاحب اُس پر اتنا زور دیتے ہیں کہ ہوتے ہوئے جمعہ کو
لوگوں سے چھڑوانے اور بند کرنے کی کوشش وسعی بلیغ کرتے ہیں اور وہ اَرَاَیتَ الَّذِیۡ یَنۡہٰی عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی کی وعید شدید اور حضرت مولیٰ
علی رضی اللہ عنہ کی تنبیہ و تعذیر سے نہیں ڈرتے جو کہ ابھی مذکور ہو چکی اور بعض لوگوں نے مذہب حنفی کے غلط معنی سمجھ کر یہ بھی ظلم کیا کہ ہندوستان
بھر میں ہر جگہ معاذ اللہ جمعہ مطلقاً حرام ٹھہرا دیا کہ جمعہ کے لئے دار الاسلام و شہر ہونا شرط ہے اور شہر وہ ہے جس میں قاضی و حاکم اسلام رہتا ہو کہ جو حدود
شرعی نافذ کرے اور یہ ہندوستان بھر میں نہیں تو یہاں سب جگہ جمعہ حرام ہوا تو۔ تو یہ اُن کی محض ناسمجھی و کجروی ہے ہندوستان ہو یا اور
کوئی ملک ہو جو ملک کہ قدیمی اسلامی مفتوحہ ہے اور اس میں شعائر اسلام جاری ہیں وہ بہستہ اسلامی ملک کے حکم میں رہے گا جیسا کہ اوپر
بیان ہو چکا ہے کیونکہ بفضلہ اسلام غالب ہے اور ہمیشہ کفر پر غالب رہتا ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ قاضی کا ہونا اور حدود اسلام کا جاری نہونا
ہند پر کیا موقوف ہے یہ تو ایک عرصہ دراز سے ممالک حکومت اسلامیہ میں بھی نادر ہے تو پھر چاہئے کہ کہیں جمعہ نہو یہ وہم فاسد ہے یزید
پلید اور حجاج کا زمانہ کتنے مظالم کا تھا اور حدود شرعی کے نفاذ کا کہیں پتا نہ تھا اور نہ مظلوم کی فریاد کوئی سنتا تھا باینہمہ صحابہ کرام اس وقت بھی
جمعہ پڑھتے تھے پھر اب یہ دو کے نافذ نہونے کا کیا سبب انع جواز جمعہ ہے جو صاحب کہ قوم اسلام سے جمعہ ترک کرانے کی کوشش کرتے ہیں
اُن کو معلوم ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی قوم کے واسطے جو سب کے سب جمعہ کو چھوڑ بیٹھیں کیا وعید ارشاد فرمائی ہے ابن عمر و
ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لَیَنۡتَہِیَنَّ اَقۡوَامٌ عَنۡ وَدۡعِہِمُ الۡجُمُعَاتِ اَوۡ لَیَخۡتِمَنَّ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ ثُمَّ لَیَکُوۡنُنَّ مِنَ
الۡغَافِلِیۡنَ البتہ باز رہیں قومیں جمعہ کی نماز چھوڑ بیٹھنے سے ورنہ مہر کر دے گا اللہ اُن سب کے دلوں پر اور پھر وہ ہو جائیں گے غافلین میں سے اسی
طرح ایک اور جگہ جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوۡمٍ یَتَخَلَّفُوۡنَ عَنِ الۡجُمُعَۃِ۔ لَقَدۡ ہَمَمۡتُ
اَنۡ اٰمُرَ رَجُلًا یُّصَلِّیۡ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوۡنَ عَنِ الۡجُمُعَۃِ بُیُوۡتَہُمۡ رواہ مسلم ترجمہ یعنی فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس قوم کے بارے میں جو کہ نماز جمعہ کے پیچھے رہجاتی ہے البتہ ارادہ کیا میں نے یہ کہ حکم کروں میں ایک شخص کو کہ وہ جمعہ کی نماز پڑھا دے
اور میں جا کر اُس قوم کے مردوں کے گھر جلا دوں جو نماز جمعہ کو پس پشت ڈال کر گھر میں بیٹھ رہے ہوں روایت کی یہ مسلم نے پس غور کا مقام ہے
روایت کی یہ مسلم نے پس غور کا مقام ہے کہ جو قوم کی قوم جمعہ کو چھوڑ بیٹھیں اُن کے لئے کیسی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ کیا وہ صاحب جو ناحق ایک
جم غفیر و تعداد کثیر مسلمانان ہند سے نماز جمعہ ترک کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اس وعید نبوی سے نہیں ڈرتے ہیں جو تارکان جمعہ کے واسطے
وارد ہوئی ہے خوب یاد رہے کہ جو صاحب عام مسلمانان ہند سے جمعہ ترک کرانے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ بیچارے اُن کے وعظ و پند
سے جمعہ کو ترک کر دیں گے تو اُس کا وبال اُن تارکین پر اتنا نہ ہوگا جتنا کہ اُن پر ہوگا جو ترک جمعہ کی ہدایت کرتے ہیں ہاں اگر وہ صاحب جو جمعہ ترک
کرانے کی عوام مسلمانان سے تحریک کرتے ہیں اگر بجائے ترک جمعہ کے یہ ہدایت کریں کہ نمازی بعد ادائے نماز جمعہ چار رکعت احتیاط ظہر بھی پڑھ لیا
کریں جیسا کہ اکثر کتب متداولہ میں لکھا ہے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہی اولے و انسب ہے کہ احتیاط ہر حال میں بہتر ہوتی ہے۔۔ کہ سرے
ہی سے جمعہ چھڑوا دیا جاوے یہ ہم نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے کہ جو لوگ چھوٹے دیہات میں بھی جمعہ پڑھنے کے عادی ہوں اُن کو بھی نماز جمعہ سے
ہرگز ہرگز نہ روکا جائے کہ شعار اسلام کے یہ بات خلاف ہے نہ کہ معاذ اللہ عموماً ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور بڑے بڑے گاؤں سے
جمعہ اٹھانے کی کوشش کی جائے۔ اَللّٰہُمَّ اہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ ۵۳ تیسری شرط ہے خطبہ کا۔ الخ۔ یعنی تیسری شرط انعقاد جمعہ کے لئے یہ ہے
کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھا جاوے۔ واضح ہو کہ جمعہ سے پہلے ایک خطبہ پڑھنا تو فرض ہے کہ بغیر اس کے جمعہ جائز نہیں اور دو خطبہ پڑھنا اور ان
دونوں کے بیچ میں قدرے بیٹھنا یہ سنت ہے اور اس بیٹھنے میں کچھ دعا وغیرہ نہ کرنا چاہئے چپ بیٹھنا چاہئے ۱۲ منہ ۵۴ خطبہ اور جمعہ کو۔ الخ۔
یعنی چوتھی شرط صحت نماز جمعہ کے واسطے یہ ہے کہ خطبہ اور نماز جمعہ یہ دونوں ظہر کے وقت میں ادا ہوں قبل و بعد نہوں کیا معنی کہ زوال
ہو جانے کے بعد سے وقت عصر آنے سے پہلے ایک مثل تک پڑھے جائیں جیسا کہ ظہر کے بیان میں گذر چکا ہے۔ ۵۵ جماعت بھی۔ الخ۔ یعنی
پانچویں شرط صحت ادائے نماز جمعہ کے واسطے یہ ہے کہ نماز جمعہ با جماعت ہو اور اس میں امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی ہوں جو کہ تینوں عاقل بالغ
مرد ہوں ۱۲ منہ ۵۶ فرض ہیں۔ الخ جمعہ کی نماز میں دو رکعتیں فرض ہیں اور دونوں میں امام پر قرأت بالجہر واجب ہے۔ ۵۷ ہے اذان مسنون الخ
یعنی خطبہ شروع ہونے کے وقت اس سے پہلے اذان دینا سنت ہے اور بعد ختم ہونے خطبہ کے نماز جمعہ کے واسطے تکبیر کہنا جس میں قد قامت الصلوٰۃ
کہتے ہیں یہ بھی سنت ہے ۱۲ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۹۳ نمبر ۴ کا بقیہ جو درج ہونے سے کتاب ہٰذا میں رہ گیا

فطرہ وقت طلوع فجر عید کے واجب ہوتا ہے ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر اور جبتک کہ اُس کو ادا کیا جائے تب تک وہ برابر واجب رہتا ہے اور اگر نماز عید سے پہلے نہ دیا تو بعد نماز کے ضرور ادا کرے اور اگر بعد نماز عید کے بھی اُس روز نہ ادا کیا تو عمر بھر میں جب یاد آوے ادا کرے کہ بغیر ادا کرنے کے ساقط نہیں ہوتا۔ عن ابن عباس قال فی آخر رمضان اخرجوا صدقۃ صومکم فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الصدقۃ صاعًا من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح علی کل حر او مملوک ذکر او انثی صغیر او کبیر رواہ ابوداؤد روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا آخر رمضان میں نکالو زکوٰۃ روزہ کے یعنی فطرہ دو مقرر کیا یعنی واجب کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ فطر ایک صاع کھجور سے یا جو سے یا آدھا صاع گیہوں سے اوپر ہر آزاد کے یا غلام لونڈی مرد ہو یا عورت بڑا یا چھوٹا۔ روایت کی یہ ابوداؤد اور نسائی نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بموجب اسی حدیث کے کہتے ہیں کہ گیہوں آدھا صاع اور جو پورے صاع دینے چاہئیں۔ اور صاع شرعی وہ ہے جس میں ایک ہزار چالیس درم کے وزن کی ماش یا مسور سمائیں اور علماے ہند نے اُس کو برابر چار سیر وزن انگریزی مروجہ حال کے قرار دیا ہے اور سیر انگریزی اسّی روپیہ بھر سکہ رائج الوقت کا مقرر ہے۔ پس اسی حساب سے گیہوں پورے دو سیر اور جو پورے چار سیر انگریزی وزن کے ہوئے جو اکثر بلاد ہند میں رائج ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۰۰ نمبر ۷ یعنی وہ جملہ دعائیہ اللھم اغفر لہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ربنا اغفر لی ولہ کہے اور یوں بھی ٹھیک ہے کہ اللھم اغفر لنا ولہ پڑھے غرض کہ ان تینوں جملوں میں سے جو جملہ جلد یاد ہو جائے وہی پڑھے پس وہ مقتدی جن کو دعائے طویل مذکورہ بالا یاد نہ ہو وہ سب اس دعائے قلیل کو امام کے پیچھے امام کی چوتھی تکبیر کے کہنے تک برابر پڑھے جائیں جبکہ چوتھی تکبیر امام کہے اُس وقت وہ مقتدی بھی اس جملہ کو ختم کرکے امام کے ساتھ چوتھی تکبیر کہیں اور پھر امام کے ساتھ ہی سلام پھیریں اگر جنازہ عورت کا ہو تو جملہ دعائیہ میں بجائے لہ کے لہا پڑھیں اور اگر خود امام کو دعاے طویل اللھم اغفر لحینا یاد نہ ہو تو وہ بھی انہیں تینوں دعاؤں قلیل میں سے کسی ایک دعا کو تین یا پانچ یا سات بار رطاق پڑھ کر چوتھی تکبیر کہے اور نماز پوری کرے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۴ نمبر ۱ اب تجھے الخ یعنی اسے شخص جب تجھے یہ بات معلوم ہوگئی کہ خدا اور رسول کی طرف گرویدہ ہونے میں اور نفس امارہ کے مار ڈالنے میں درحقیقت تیری نجات اور حیات ہے اور اس کی پیروی کرنے میں اور اُس کو نہ مارنے میں تیری ممات اور وفات ہے تو اسے شخص اب تجھکو اختیار ہے کہ یا تو تو اُس کو مار تاکہ تو ہمیشہ ہمیشہ زندہ و برقرار رہے اور خواہ تو اُس کے ہاتھوں سے مرکر مردہ دل ہوکر نیست و نابود ہو جا۔ واضح ہو کہ میت و نابود ہونے سے مراد نجات ایمانی و حیات روحانی سے محروم و بے بہرہ رہنا ہے نہ یہ کہ ایسا فنا ہو تا کہ جس سے عذاب و ثواب کی حس جاتی رہے کہ عذاب قبر تمام اہل شرک کے لئے لازمی و حتمی ہے اور بعض گنہگار مسلمانوں کو بھی ایک حد معین تک مگر لیکن بہ نسبت اہل شرک کے ان کو کمتر اور اسی طرح مومنوں و نیکوکاروں کو راحت و مغفرت کی حس یقینی ہے ۱۲ منہ ۵۵ جمعہ کو کرنا الخ۔ یعنی جمعہ کے دن مومنین کے مزارات و مقابر پر جاکر زیارت کرنا اور اُن پر سلام کرنا اور دعائے مغفرت دینا یہ سب سنت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے مزارات پر اکثر جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے اور ان کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کا اتباع کرے اور سلام و دعائے مذکور پڑھا کرے اس کے سوا اور بھی سلام و دعا احادیث صحیحہ میں منقول ہیں اُن میں جو یاد ہو پڑھے ۵۶ ہاں سماع و علم موتی الخ۔ یعنی مومنین مزارات پر جاکر جو مسلمان اُن پر سلام کرتا ہے اور دعائے مغفرت دیتا ہے اس کو وہ سب سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور جواب سلام دیتے ہیں اور ان کے اس سننے اور جاننے پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے جیسا کہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے بھی جذب القلوب الی دیار المحبوب میں فرمایا ہے۔ تمام اہل سنت و جماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراک مثل علم و سماع مر سائر اموات را۔ انتہی اور اس سماع موتی پر احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ اموات کے اجساد البتہ بیخبر ہو جاتے ہیں اور روح اُن کی باخبر رہتی ہے اور وہ سب دیکھتی اور سنتی اور سمجھتی ہے اور عذاب و ثواب کو محسوس کرتی ہے جو شخص کہ روح کے فنا ہونے کا قایل ہو وہ اہل بدعت یا فلاسفہ اہل ضلالت سے ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۴ نمبر ۲ کا بقیہ لہٰذا یہ اُن کے مانند بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ کیونکہ کا بیان بھی امرائیل میں جو کان تشبیہ کا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ سب باتوں میں انبیا سے مشابہت رکھتے ہیں اں یہ ضرور ہے کہ ان

لوگوں کی حیات بالکل انبیاء کی حیات کی مثل نہیں ہے البتہ اُس کے قریب قریب ہے اور وہ بل احیاءٌ کے مصداق ضرور ہیں اور بیشک وعند ربہم یرزقون کے شرف سے مشرف ہیں اور اُن کا تعلق روحی اُن کے ابدان سے بہ نسبت دیگران کے بہت زیادہ ہے اور اسی وجہ سے اُن کے تصرفات بھی اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ فافہم ولا تکن من الغافلین ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۱۲ نمبر ۷ کھیت میں پیدا ہو الخ۔ یعنی کھیت کے مزروعہ میں جو چیز بھی پیدا ہو اُس میں سے دسواں حصہ پیدا وار کا زکوٰۃ میں دینا واجب ہے اور پیداوار سال میں اگر ایک بار ہوگا تو ایک بار زکوٰۃ لیجائے گی اور دو بار یا تین بار ہوگا تو اتنی دفعہ لی جائے گی اسمیں یہ شرط نہیں ہے کہ پیداوار پر جب سال گزر جائے تب زکوٰۃ دی جائے بلکہ پیداوار کھیت میں جس وقت تیار ہو کر زرد ہونے لگے اسی وقت دسواں حصہ اُس کا نکالا جائے۔ یہ بیان بارانی یا ترائی یا کنوے پانی بلا محصول کے کھیت کے پیداوار کا ہے منہ ۵۵ جو بہرائی کھیت کی الخ یعنے اگر کھیت کی آبپاشی کنوئیں سے یا دریا سے بذریعہ ڈول یا رسی کھینچکر کرنا پڑتی ہو یا کسی تالاب یا جھیل یا نہر کا پانی مول لیکر اور محصول ادا کر کے کھیت میں دینا پڑتا ہو تو اس وقت اُس کھیت کے پیداوار میں سے بجائے دسویں حصہ کے بیسواں حصہ پیداوار کا واجب ہوگا۔

حاشیہ صفحہ ۱۱۳ نمبر ۴ کا بقیہ جس کا مالک کوئی نہ ہو تو اُس صورت میں وہ بقیہ دفینہ یعنی چار حصے شرعاً پانے والے کو ملیں گے اور اگر دفینہ روپے کا اپنے گھر میں نکلے جب بھی یہی حکم ہے کہ پانچواں حصہ زکوٰۃ کا اور چار حصے مالک کے ہیں ہاں اگر کسی شے کی کان زمین مملوک میں نکلے تو وہ ایک قول پر تمام و کمال مالک زمین کی ہے اسمیں زکوٰۃ کچھ نہیں ہے لیکن دوسرا قول قوی اسمیں یہی ہے کہ پانچواں حصہ اُس کا بھی زکوٰتی ہے اور اسی مضمون کو ہم نے شعر میں بھی ذکر کیا ہے منہ ۵۵ جو زکوٰۃ۔ الخ۔ اب یہاں سے زکوٰۃ کے مصرف کا بیان ہے کہ زکوٰۃ کا مال کس کس مصرف میں دینا درست ہے اور کس میں نادرست ہے پس وہ اُن مسلمانوں کو دینا چاہئے کہ جو قرض میں مبتلا ہوں تو مقروض کو بقدر اُس کے قرض واجب الادا کے دینا چاہئے اُس سے زائد نہ دے اور فقیر اور مسکین کی تفصیل آگے مذکور ہوا ہے

حاشیہ صفحہ ۱۲۳ نمبر ۵ کا بقیہ کہ اُس کے سُنت ہونے کے اور واجب ہونے کے دو قول منقول ہیں۔ پس اسے شخص خواہ عمرہ کو تو سنت سمجھے خواہ واجب سمجھے وہ بات ایک ہی ہے۔ کیونکہ سُنت مؤکدہ بھی قریب واجب کے ہے لہٰذا عمرہ کا کرنا ہر حال میں لازمی ہے اور واضح ہو کہ عمرہ کے واجب ہونے کا قول قوی تر ہے منہ ۵۵ ہیں طواف وسعی۔ الخ۔ یعنی عمرہ جس کا بار بار نام لیا گیا وہ کس کو کہتے ہیں اور اُس کے کیا کام ہیں۔

پس اُس کے کام یہ ہیں کہ احرام باندھ کر۔ طواف اور سعی اور قصر کرنا یعنی بیت اللہ کے گرد سات پھیرے پھرنا۔ اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اور سر کے بالوں کا ترشوانا اسی کا نام عمرہ ہے۔ واضح ہو کہ عمرہ کے اور حج کے افعال ایک ہیں سوائے اس کے کہ حج میں وقوف عرفات اور زیادہ ہے اور وہ ایام مخصوص یعنی شوال اور ذیقعدہ و دس دن ذالحجہ میں ہی ادا ہوتا ہے اور عمرہ کے لئے اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے عمرہ سوائے یوم عرفہ اور ایام تشریق کے سال کے تمام روزوں میں جائز ہے بلکہ رمضان المبارک میں تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ عُمْرَۃً فِی رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً۔ ترجمہ۔ یعنی عمرہ کرنا رمضان میں حج کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ منہ ۵۵ ہیں مہینے حج کے۔ الخ۔ یعنی جن روزوں میں حج کیا جاتا ہے اُس کے تین مہینے ہیں۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذالحجہ۔ لیکن ذالحجہ کی دسویں تاریخ تک تمام ارکان حج پورے ہوجاتے ہیں اور تیرہویں تک بقیہ واجبات ختم ہو کر حاجی فراغ پا جاتا ہے۔ منہ ۵۵ جملہ کام۔ یعنی جملہ ارکان حج کہ وہ وقوف اور طواف ہیں یہ دسویں تک ختم ہوجاتے ہیں اور پھر حج کا کوئی رکن باقی نہیں رہتا اور اسی وجہ سے فقہا نے ایام حج دس ذی الحجہ تک ہی شمار کئے ہیں ورنہ بقیہ واجبات بارہویں یا تیرہویں ذی الحجہ تک طے ہو پاتے ہیں۔ منہ ۵۵ پہنچے جب میقات پر الخ۔ اب یہاں سے ترکیب حج ادا کرنے کی شروع ہوئی کہ اوّل سے آخر تک اس طریق سے حج کیا جاوے اس میں فرائض و واجبات و سنن و مستحبات سب اپنی اپنی جگہ پر آجائیں گی۔ ناظرین اُس کو بغور سنیں اور یاد رکھیں تاکہ حج کے وقت کام آئے۔ میقات احرام باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں جیسا کہ اوپر کئی جگہ بیان کیا گیا ہے اور وہ اہل یمن کے واسطے یلملم ہے اور اہل ہند کے لئے اُس کی محاذات۔ پس اسے شخص جب تو میقات پر پہنچے تو وہاں پہنچکر اگر ممکن ہو تو غسل کر کیا معنی کہ اگر اطمینان کامل حاصل ہو اور کچھ تشویش و تردد یا کوئی مرض یا شکایت نہ ہو تو غسل کر کہ وہ سنت ہے اور اگر وہ کرنا ممکن نہو تو فقط وضو پر اکتفا کر۔ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۱۲۴ نمبر ۵ کوئی وحشی۔ الخ۔ یعنی احرام میں جنگل کے کسی وحشی جانور کا شکار کرنا مطلقاً حرام ہے جیسے حرم شریف کے جنگل کا شکار احرام وغیر احرام کسی حالت میں اصلاً حلال نہیں ہے یوں احرام کی حالت میں جس طرح خود شکار کرنا حرام ہے اسی طرح کسی دوسرے شکاری کو جنگل کے شکار کا پتہ دینا یا جوں وغیرہ مارنا یا بوسہ لینا یا مساس کرنا یا عورتوں کے ساتھ ایسا بیہودہ ہنسی یا مذاق کا کرنا کہ جس سے جماع کی باتیں پیدا ہوتی ہیں جسے رفث کہتے ہیں یا فحش بکنا یا کسی سے جنگ وجدال کرنا یا سر میں کنگھی یا سر یوں یا خطمی ڈالنا یا خوشبو لگانا یا سلے ہوئے کپڑا

خوشبودار استعمال کرنا یا بالوں کا یا ناخونوں کا کتروانا یا مردوں کو سر کا یا منہ کا کپڑے سے ڈھکنا یا عورتوں کو صرف منہ کا ڈھکنا یا مردوں کو سیا ہوا کپڑا پہننا یہ سب باتیں محرم یعنی احرام باندھنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۰ نمبر ۶ سعی حج کی۔ الخ۔ یعنی قارن و متمتع کو حج کی سعی اسی طواف کے بعد کرنا افضل و اولیٰ ہے اگرچہ قارن کو اس طواف سے پہلے بھی طوافِ قدوم خواہ کسی طواف نفل کے ساتھ اس کا کر لینا جائز ہے مگر افضلیت اسی میں ہے کہ بعد طواف رکن کے اس کو ادا کرے اور اسی طرح گو متمتع نے بھی عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھ کر کسی نفلی طواف کے بعد سعی کر لی تو اب وہ بھی نہ کرے اور اگر نہیں کی ہے تو اب کر لے اور یہی اصل ہے۔ ۱۲۔ منہ **۵۴** پھر منا میں لوٹ کر یعنی اس طواف رکن اور سعی صفا مروہ کے بعد تمام حجاج منا کو پھر واپس جائیں اور وہاں جا کر گیارہویں ذی الحجہ کو بعد از زوال آفتاب جمرۂ اولیٰ و جمرۂ وسطیٰ و جمرۂ کبریٰ جس کو جمرۂ عقبیٰ بھی کہتے ہیں سات سات کنکریاں ہر ایک جمرہ پر ماریں کہ تینوں جمروں کی کنکریوں کی مار کا شمار اکیس بار ہو جائے اور ہر ایک کنکری کی مار میں مثل سابق تکبیر پڑھتے جائیں اور جمرۂ اولیٰ کی رمی کو بعد کچھ دیر تک وہاں وقوف کریں اور اس میں تکبیر و تسبیح و تحمید و درود و دعائے خیر پڑھتے رہیں اور اسی طرح جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد بھی وقوف اور ذکر کو ورد کرے مگر جمرۂ کبریٰ کے بعد کچھ نہ کرے اور فوراً اپنی قیام گاہ کو چلا جاوے۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۲ نمبر ۷ پھر مدینہ طیبہ میں آن کر۔ الخ۔ یعنی اے زائر اس طریق سے درود شریف پڑھتا ہوا جب تو قطع سفر کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو وہاں آن کر سب سے پیشتر وضو کر کے روضۂ منورہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور اگر ممکن ہو تو وضو کے علاوہ غسل بھی کرنا اور کپڑے پاک صاف نئے یا دھوئے ہوئے بدلنا اور ان میں خوشبو ملنا کہ تیرے دربار میں تجھ کو حاضر ہونا ہے اور پھر وہاں حاضر ہو کر جالی شریف کے قریب دست بستہ مؤدب کھڑے ہو کر اس طرح صلوٰۃ و سلام پڑھنا کہ جو آگے مذکور ہے۔ اول مصرعہ کے قافیہ میں جو آخر نون معجمہ موجود ہے وہ صحیح ہے اور یہی فصیح ہے جیسا کہ استاد ذوق نے بھی لکھا ہے اور وہ اس سے پہلے طوافِ رکن کے بیان میں مذکور ہوا من شاعر علیہ الرحمۃ۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۵ نمبر ۹ من رآنی۔ الخ۔ یعنی اگر من رآنی فقد رای الحق کا خطاب با صواب تجھ کو حاصل ہو جائے تو جس قدر حجاب غفلت کے تیرے دل پر پڑے ہوں وہ سب یکبارگی تیرے دل سے اٹھ جائیں اور دور ہو جائیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا من رآنی فقد رای الحق ترجمہ یعنی جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے حق دیکھا کہ جس میں کچھ شبہ نہیں کیا معنی۔ درحقیقت مجھی کو دیکھا غیر میرے کو نہیں۔ پس اس خطاب سے مراد یہی قول رسول ہے کہ اس خطاب با ثواب کا مصداق کثرت درود خوانی کی برکت سے جو طہارت کے ساتھ ہو تو بن سکتا ہے اور اس وقت تمام حجاب غفلت نور نبوت کے پرتو سے تیرے سینہ بے کینہ سے رفع ہو جائیں گے اور ظاہر و باطن میں تو جمال باکمال محبوب ذوالجلال سے مشرف ہو جائیگا۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۷ نمبر ۸ کا بقیہ اور واضح ہو مصرع ثانی کے قافیہ میں جو دو نسخے لکھے گئے ہیں اس کی یہ حکمت ہے کہ اگر پڑھنے والا ان شعروں کو سوائے مدینہ کے کہیں باہر پڑھے تو خاص قافیہ جس میں اسم مبارک ہے وہ پڑھے تاکہ صریح دلالت آپ کی ذات بابرکات کی جانب ہو اور اگر مدینہ طیبہ میں روضۂ انور پر حاضر ہو کر رخصت کے وقت پڑھے تو دوسرا نسخہ پڑھے تاکہ حضور انور کے روبرو نام مبارک لیکر پڑھنے میں گستاخی نہ ہو۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۹ نمبر ۴ کا بقیہ اور اگر عاقدین میں کوئی نابالغ یا غیر عاقل ہے تو اس کی طرف سے ہی اس کا ولی جو ایجاب و قبول کرے یا وہ نابالغ سمجھدار ہو تو اس کا ولی اس کو اجازت دیکر اسی سے ایجاب و قبول کرائے یا اپنی طرف سے وہ کسی کو اس کے نکاح کا وکیل کر دے اور مرد و عورت میں جو عاقل و بالغ ہو اسے بھی اختیار ہے کہ اپنی طرف سے کسی دوسرے کو ایجاب و قبول کے واسطے وکیل مقرر کر دے یہ صورتیں نفاذ نکاح کے لئے شرط ہیں۔ اور نکاح فضولی یہ ہے کہ اگر دو راہ چلتے طریقوں نے بلا ولایت و بلا وکالت دو مرد و دو عورتوں کی طرف سے ایجاب و قبول کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا ولیکن وہ اس مرد و زن و شوہر زوجہ کی اجازت پر اور اگر وہ نابالغ یا فاتر العقل ہیں تو ان کے ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا اگر وہ اس عقد کو جائز و تسلیم کر لیں گے تو وہ نافذ ہو جائیگا اور اگر رد کر دیں گے تو باطل ہو جائیگا۔ ۱۲۔ منہ **۵۵** عقد۔ الخ۔ یعنی نکاح کے وقت ایجاب اور قبول سے پہلے نکاح کا خطبہ پڑھنا سنت ہے کہ بغیر اس کے نکاح میں برکت نہیں ہوتی۔ **۵۶** مہر سنت ہے۔ الخ۔ یعنی ایجاب اور قبول

میں اُسی وقت مہر کا مقرر کرنا سنت ہے کیا معنی کہ خاص نکاح کے وقت مہر کا تقرر کر لینا یہ تو سنت مؤکدہ ہے ورنہ در اصل وہ واجب ہے کہ اگر اسوقت
تقرر نہ ہوگا تو بعد کو وہ خود بخود مہر مثل واجب ہو جائیگا اور کم از کم اس کی تعداد دس درم نقرئی ہیں اور زیادہ کی کچھ حد نہیں۔ منہ ۵۵ جب نہ لیگا نام الخ
اگر کوئی شخص ایجاب و قبول کے وقت مہر کا تقرر نہ کریگا اور مہر کا کچھ ذکر بوقت عقد نہ آئے گا تو مہر مثل خود بخود واجب ہو جائیگا اور مہر مثل کہتے ہیں باپ کے خاندان کی بیٹیوں کے
مہر کو جن کا مہر اس سے پیشتر مقرر ہو چکا ہو مثلاً بہنیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یا بہنیں یا چچا کی لڑکیاں وغیرہم جو سن و سال و حسن و جمال و دولت و مال وغیرہ
باصفات میں جن کے سبب مہر مختلف ہوتا ہے اس عورت کے مشابہ ہوں منہ ۵۵ عاقل و بالغ ہوں۔ الخ یعنی جبکہ دونوں دولہا اور دلہن
عاقل و بالغ ہوں اس وقت ان کا ایجاب و قبول معتبر ہوگا اور اگر دونوں عاقل بالغ نہ ہوں یا ایک ان میں عاقل بالغ ہو اور ایک نابالغ ہو یا عقل
ہو تو اس وقت ان کے ولی مجاز کی طرف سے ایجاب و قبول ہوگا۔ ولی کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ ولی کو اختیار ہے کہ اس کی طرف سے خود قبول
کرے یا اس کو اجازت دے کر اسی سے قبول کرائے جیسا کہ اوپر کے حاشیہ پر مفصل بیان اس کا گذرا ۔۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۰ نمبر ۶ کا بقیہ

اور جو لوگ کہ فرائض میں عصبہ بنفسہ قرار دیئے گئے ہیں وہی لوگ نکاح میں ولی مانے گئے ہیں مثلاً بیٹا
پوتا یا باپ دادا بھائی و بھتیجا یا چچا یا چچا زاد بھائی۔ اور بکر میں بیٹا پوتا تو مفقود ہوتے ہیں مگر باپ
دادا۔ اور ان کی اولاد ذرینہ ولی ہوتی ہیں۔ عصبہ فرائض میں اس کو کہتے ہیں کہ جو ذوی الفروض کے حق مقررہ کے دیدینے کے بعد باقی سب خود لیلے
اور اگر ذوی فرض کوئی نہ ہو تو تنہا سب لیلے اور عصبہ بنفسہ بہت ہیں جن میں ایک دوسرے سے قوی تر ہیں جس کا مفصل بیان فرائض میں آئے گا
وہی ترتیب یہاں بھی ملحوظ رہے۔۱۲ منہ ۵۷ لیک ان میں باپ اور دادا تمام۔ الخ۔ دادا تمام سے مطلب یہ ہے کہ اوپر تک کے بعد دیگرے جسقدر
دادا پائے جائیں مثلاً باپ کی عدم موجودگی میں دادا اور وہ بھی نہ ہو تو پردادا اور وہ بھی نہ ہو تو نگر دادا غرضکہ باپ اور تمام دادا سلسلہ وار ولایت نکاح
میں بہ نسبت دیگر ولیوں کے عورت غیر عاقلہ بالغہ کے لئے بہت قوی ولی ہیں اور افضل ہیں یہ حکم ولایت جبریہ کا ہے جو غیر مکلف پر ہوتی ہے اور
مکلف یعنی عاقل بالغ لڑکا خواہ لڑکی اگرچہ شرعاً خود مختار ہیں مگر یہ اختیار نفس صحت نکاح کے لئے ہے ورنہ والدین کی رضامندی اولاد پر ان امورات
میں جو کہ خلاف حکم خدا و رسول کے ہوں فرض ہے اور انکی دل آزاری حرام ہے لہذا اس صورت میں بھی بلا رضامندی ماں باپ دادا کے نکاح کرنا جائز
نہیں ہے اگرچہ کفو کے اندر مرد کا مطلقاً اور عورت کا ایک قول پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ مگر ایسا کرنا اس کو شرعاً جائز نہیں ہے اور کفو کے باہر تو بلا رضاء
صریح ولی کے عورت کا نکاح ہی صحیح نہیں ہے جیسا اوپر گذر چکا منہ ۵۸ غیر کفو سے اور فاحش۔ الخ۔ یعنی باپ اور دادا ایسے قوی ولی ہیں کہ باپ یا وہ
نہ ہو تو دادا اگر نابالغہ کا نکاح دیدہ و دانستہ کسی غیر کفو سے کر دیں یا مہر مثل میں کمی فاحش کر دیں جب بھی وہ نکاح صحیح و نافذ ہو جاتا ہے جس پر اعتراض
کی کسی کو گنجایش نہیں ہوتی بشرطیکہ وہ اس نکاح کے وقت غصہ میں نہ ہوں اور اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی ایسا ہی ناقص نکاح کر چکے ہوں بخلاف اور دیگر
ولیوں کے کہ ان کا ایسا کیا ہوا نکاح بالکل باطل ہے۔ منہ ۵۹ جب ہو عصبات میں۔ الخ۔ یعنی جبکہ عصبات میں کوئی عصبہ مرد نہ ہو اور اگر ہو تو نابالغ
ہو یا مجنون ہو تو اس صورت میں ولایت نکاح والدہ کو پہنچتی ہے مصرع اول میں جو ولی ہے وہ بمعنی ولی سرپرست نکاح کے ہے اور مصرع ثانی میں جو ولی
ہے وہ بمعنی بزرگ و ستودہ صفات کے ہے لہذا قافیہ درست ہے۔ منہ ۶۰ اصل سے اور فرع سے۔ الخ۔ یعنی اصل باپ کی طرف ہو خواہ ماں کیطرف
سے مثلاً دادی پردادی نگردادی وغیرہ یا نانی وغیرہ کلہم اجمعین اور اپنی شاخیں مثلاً پوتی پرپوتی یا نواسی پرنواسی وغیرہ اور اسی طرح پر ماں باپ کی شاخیں
مثلاً پوتی پرپوتی یا نواسی پرنواسی وغیرہ اور اسی طرح پر ماں باپ کی شاخیں مثلاً بہن بھانجی اور بھتیجی وغیرہ سب حرام ہیں ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۱ نمبر ۶ کا بقیہ

پس ایسی طلاق سے عورت فوراً نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اگرچہ عدت نہ گذرے اور اگر عورت غیر
مدخولہ ہے کیا معنی کہ بعد نکاح کے ابھی اس سے خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہے تو اسے جس لفظ سے طلاق
دے گا اس سے ہی نکاح سے وہ باہر ہو جائے گی مگر ان سب صورتوں میں حلالہ کی حاجت نہیں دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔۱۲ منہ ۵۷ اور طلاقیں تین
الخ یعنی اگر تین طلاقیں ایک ساتھ خواہ متفرق اگرچہ بہت فاصلے سے ہوں دیدیں تو اب ان طلاقوں سے رجعت کرنا یا منحرف ہو کر مطلقہ کو پھر بی بی
بنا لینا جائز و درست نہیں ہے مگر اس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جبکہ وہ مطلقہ عورت۔ منہ ۵۸ بعد عدت الخ۔ یعنی وہ عورت کسی دوسرے
سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شخص بھی بعد صحبت اس کو طلاق دیدے یا مر جائے اور اس طلاق یا موت کی عدت گذر جائے تو اس کے بعد وہ
شوہر اول اب پھر اس سے نکاح کر کے بی بی بنا سکتا ہے اور اسی کا نام حلالہ ہے۔ منہ ۵۹ ہوش میں۔ الخ۔ یعنی طلاق خواہ ہوش میں دے خواہ
نشہ کی بیہوشی میں خواہ ہنسی ہنسی میں دے خواہ غصہ و رنج میں دے یا زبردستی دے اس طرح پر کہ کوئی آن کر اس کو دھمکائے کہ یا تو فلاں عورت

کو طلاق دے ورنہ ہم تجھ کو مار ڈالیں گے اور یہ اس ڈر سے طلاق دیدے خواہ باتفاق منکوحہ یعنی اس کی اور اپنی رضا مندی سے طلاق دے
غرض کہ ان سب باتوں سے طلاق پڑجاتی ہے جبکہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۶ نمبر ۲ کا بقیہ پس پہلی صورت میں جبکہ اتحاد جنس وقدر دونوں ہوں تو تفاضل یعنی نقد کم بیش دست بدست لینا دینا اور ادھار بھی یعنی بوعدہ آیندہ بیچنا دونوں حرام ہیں اور یہی ہے اصلی سود۔ اگر وہ کیلی ہے تو ناپ میں
اور وزنی ہے تو تول میں۔ اسی واسطے پانچ سیر گیہوں پانچ سیر گیہوں کے عوض میں دینا خواہ نقد ہو یا ادھار کسی طرح جائز نہیں کہ اگرچہ تول ان کی برابر
ہو مگر ممکن ہے کہ ناپ اور پیمانہ میں ان کے فرق پڑے کیونکہ شرع شریف نے اُن کو کیلی قرار دیا ہے تو ان کے ناپ میں برابری و مساوات شرط ہے
نہ وزن میں۔ اگرچہ وزن کم وبیش ہو۔ اور دوسری اور تیسری صورت میں جبکہ جنس مختلف ہو اور قدر متحد یا جنس متحد ہو اور قدر مختلف تو اس موقع پہ نقد
دست بدست تفاضل۔ کم وبیش لینا دینا تو حلال ہے اور نسیہ یعنی ادھار بیچنا حرام ہے اگرچہ برابر ہو اور چوتھی صورت میں جیسے کہ اتحاد جنس وقدر کچھ ہو
جیسے نوٹ اور روپیہ کہ نوٹ کاغذ متقوم ہے اور روپیہ چاندی ہے تو ان میں جنس یعنی مختلف ہوئی پھر نوٹ گنتی سے لیا دیا جاتا ہے اور روپیہ عرفاً وزنی
ہے تو قدر بھی ایک نہ ہوئی تو ایسی صورت میں تفاضل ونسیہ کیا معنی کہ نقد اور ادھار دونوں طرح لینا دینا مطلقاً حلال ہے سود کے مسائل کی یہ اصل کلی ہے
تمام مسائل اسی پر متفرع ہیں اور اگلے اشعار میں اسی کا بیان صاف صاف موجود ہے فتدبر وتامل کذا قال مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب فاضل
بریلوی مدظلہ العالی منہ ۵۳ خواہ بیچیں نقد۔ الخ۔ یعنی سود جسکا کہ اوپر ذکر کیا ہے کہ ایک چیز کو اس کے ہمجنس سے کم وبیش بیچنے کا نام سود ہے بشرطیکہ
ان میں ہمجنسیت کے ساتھ اتحاد وزن یا کیل بھی پایا جائے تو یہ دونوں صورت میں کیا معنی کہ نقد اور ادھار دونوں حالتوں میں سود کا حکم رکھتی ہے مثلاً
ایک روپیہ کے عوض میں سوا روپیہ خواہ سوا روپیہ بھر چاندی یا سیر بھر گیہوں کے عوض میں سوا سیر گیہوں یا تولہ بھر سونے کے عوض میں سوا تولہ سونا یا برعکس
اس کا خواہ کھرا ہو یا کھوٹا لینا دینا دونوں حرام ہیں اور سود میں داخل ہیں خواہ نقد ہو یا ادھار ہر طرح پر یہ سود میں شمار ہے اور نقد میں دست بدست برابر برابر
اس کا لینا دینا تو درست ہے لیکن ادھار میں برابر بھی حرام ہے۔ واضح ہو کہ اس صورت میں دراہم و دنانیر یعنی روپے و اشرفیوں کا مساوات
پر قرض لینا دینا بھی حرام ٹھہرتا ہے لیکن بعض فقہا نے ان کو نوٹ کے ساتھ قرض لینا دینا جائز رکھا ہے بسبب رفع حرج و ضرورت [illegible]
کے اور اسی کو مفتی بہ بتایا ہے وفیہ نظر۔ آ حل سب سے بہتر صورت قرض لینے کی یہ ہے کہ قرض میں نوٹ لے اور روپئے یا اشرفی
ادا کرے۔ ۱۲ منہ ۵۴ جنس ہو گر مختلف الخ۔ یعنی جو دو چیزیں کہ بدلی جائیں یا بیچی جائیں اُن کی جنس مختلف ہو مثلاً گیہوں بالعوض جو کے یا
چاندی بالعوض سونے کے لی یا دی جائے اور ان دونوں کی تول یا ناپ ایک ہو کیا معنی کہ ایک ہی قسم کے باٹوں سے تول کر سکتے ہوں یا ایک
ہی پیمانہ سے ناپ کر دیے جاتے ہوں جس طرح پر گیہوں و جو یا سونا و چاندی مذکورہ بالا کہ ان کی ناپ تول یکساں ہے یا اس کے بالعکس ہو یعنی جنس
متحد ہو اور قدر مختلف ہو تو ان ہر دو صورت میں یعنی بصورت مختلف ہونے جنس و متحد ہونے قدر یعنی وزن یا کیل کے یا بصورت متحد ہونے جنس
اور مختلف ہونے قدر کے قرض میں کم یا زیادہ لینا حرام ہے اور سود میں داخل ہے اور نقد میں دست بدست اسی وقت کم و بیش لینا یا دینا نیک
ہے یعنی درست و جائز ہے اور بیع صحیح میں داخل ہے جیسا کہ مشرح بیان اس کا اوپر گذرا۔ ۱۲ منہ ۵۵ جنس کی ہمجنس سے۔ الخ۔ یعنی ان امر
صورتوں میں جو اوپر ذکر ہوئیں ایک جنس کو اس کی ہمجنس پر ادھار بیچنا برابر برابر یا کمی بیشی کے یہ بھی حرام ہے۔ کیا معنی کہ
بصورت متحد ہونے جنس و مختلف ہونے قدر کے یا اس کے عکس میں نقد پر کمی بیشی کے ساتھ بیچنا خواہ برابر لینا دینا یہ تو حلال و درست ہے لیکن
ادھار میں کمی بیشی تو درکنار مساوات بھی جائز نہیں ہے اور بصورت متحد ہونے جنس وقدر دونوں باتوں کے نقد میں دست بدست مساوات تو جائز
ہے لیکن کمی بیشی جائز نہیں ہے اور قرض میں مساوات اسمیں بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ دیکھ چکے ہو شروع میں مفصل و مشرح بیان اس کا کر
کے گذرا ہے اس کو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ منہ ۵۶ مختلف ہو جنس گر اور قدر بھی۔ الخ۔ یعنی اگر جنس بھی مختلف ہو اور ناپ تول بھی مختلف ہو کیا معنی
کہ دو چیزیں کہ آپس میں بیچی جائیں وہ ایک جنس سے ہوں اور ان کی ناپ یا تول ایک ہو مثلاً گیہوں کو بالعوض چاندی کے یا سونے کے یا کپڑے وغیرہ
کے خریدے تو یہ سب طرح پر جائز و درست ہے کہ نہ اس کی جنس ایک ہے اور نہ تول اور ناپ ایک ہے اور اسی کا نام بیع صحیح ہے یعنی یہ بیع نقد اور
ادھار دونوں صورت میں کم و زیادہ نفع پر یا برابر پر ہر طرح لینا دینا درست ہے پس قرض میں نوٹوں کا لینا اور پھر روپے اور اشرفیوں کا اسکے
بالعوض ادا کرنا درست و جائز ہے۔ بلکہ یہی اولیٰ و افضل ہے کیونکہ ان میں جنس وقدر دونوں مختلف ہیں۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی احمد رضا خاں
صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی۔ ۱۲ منہ ۵۷ پھر یہ صحت۔ الخ۔ یعنی بیع اور سود کا فرق تو معلوم ہو گیا کہ بیع ان باتوں سے سود سے متمیز ہوتی ہے
مگر اس بیع کا صحیح ہونا بھی بہت ضروری امر ہے تاکہ بیع فاسد یا باطل نہ ہو۔ منہ ۵۸ یاد رکھنا۔ الخ۔ یعنی یہ بات خوب یاد رکھنا کہ بیع کی تین
قسمیں ہیں منجملہ ان تینوں کے ایک بیع نافذ ہے یعنی بیع وہ ہے جس کا حکم عقد ہوتے ہی نافذ پایا جاتا ہے اور کسی شے پر موقوف نہیں رہتا ہے جیسے

عاقدین بالغین کے باہم اکثر چیزوں کے مبادلے دوسری قسم. بیع موقوف ہے کہ اس میں ایجاب وقبول سے عقد تو ہو جاتا ہے مگر اس کا حکم نافذ نہیں ہوتا یعنی مبیع کا بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک میں داخل ہونا اور مشتری پر تسلیم ثمن اور بائع پر تسلیم مبیع لازم ہونا یہ باتیں ابھی نہیں ہوتیں بلکہ کسی شرط پر موقوف رہتی ہیں جیسے کسی شخص نے دوسرے کی کوئی شے بغیر اس کی اجازت کے بیچ کر دی لیں یہ بیع اس دوسرے کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر وہ جائز کر دیگا تو نافذ ہو جائے گی اور اگر رد کر دیگا وہ باطل ہو جائے گی یا کہ نابالغ بچہ سے جیسے اس کے ولی نے اجازت نہیں دی ہے وہ کوئی چیز بیچے تو یہ بیع ولی کی اجازت پر موقوف رہے گی تیسری قسم بیع فاسد ہے کہ اس کا حکم تو نافذ ہو جاتا ہے قبضہ کے بعد مگر عاقدین پر اس کا فسخ کرنا واجب ہوتا ہے اور وہ دونوں اس کے کرنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور اس سے جو ملک حاصل ہوتی وہ ملک ناحق بلکہ خبیث ہوتی ہے۔ اور بیع فاسد وہ ہے کہ جس میں مال کا مبادلہ مال سے تو ہو مگر کوئی شرط فاسد لگی ہو جس کا بیان آگے آتا ہے یا مبیع میں جہالت ہو یا ثمن مجہول ہو یا کوئی مجہول مدت ادا کے لئے قرار دی ہو اور بہت صورتیں ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے اور جس میں مال کا مال سے تبادلہ ہی نہ ہو جس کی بعض صورتوں کا بیان آگے آتا ہے وہ باطل ہے اور وہ سرے سے عقد ہی نہیں ہے تو اس کو بیع کے اقسام میں شمار ہی نہ کرنا چاہئے ۱۲۔منہ ۵۹ ہیں شرائط۔ الخ یعنی بیع صحیح کے منعقد ہونے کے واسطے شرائط اور رکن دونوں ہوتے ہیں جب وہ پائے جاتے ہیں تو اس وقت بیع صحیح ہوتی ہے ۱۲۔منہ

صفحہ ۱۴۷ کا حاشیہ نمبر ۴ کا بقیہ ایک ماہ تک مالک رہے گا اس کے بعد مکان خالی کرے گا یہ شرط فاسد ہے کیونکہ اس میں نفع بائع کا ہے یا کوئی شخص کپڑا خریدے اور اسمیں شرط کرے کہ بیچنے والا اس کو اسی قیمت میں سی بھی دے تو یہ شرط فاسد ہے کہ اس میں خریدار کو فائدہ ہے وقس علیٰ ہذا۔ اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگرچہ بیع فاسد حرام اور اس کا نفع سود میں داخل ہے مگر وہ شے بعد قبض مبیع کے ملک مشتری ہو جاتی ہے ولیکن فسخ کر دینا اس بیع کا واجب ہے ۱۲۔منہ ۵۵ جیسے بیچے باغ الخ یہ مثال ہو شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جانے کی۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنے آم کے باغ کو سو روپیہ میں فروخت کرے اور پھر اس میں یہ بھی شرط کرے کہ علاوہ ان روپیوں کے دو ہزار آم بھی مجھ کو یا میرے کسی دوست وعزیز کو دینا تو اس صورت میں بیع فاسد ہو جائے گی اور یہ جنس سود میں شمار ہوگی کیونکہ اسمیں بائع کو بلا معاوضہ نفع ہے پس اس منفعت کے سبب یہ شرط فاسد قرار پائے گی اور بیع حرام ہو جائیگی لہٰذا عاقدین کو واجب ہے کہ اس شرط کو نکال دیں تاکہ بیع صحیح ہو جائے ۱۲ منہ ۵۶ ہاں اگر کچھ۔ الخ۔ یعنی آم کے باغ فروخت کرنے میں اگر یہ شرط کرے کہ علاوہ قیمت مقررہ کے دو ہزار یا چار ہزار آم بھی خریدار بائع کو دے یہ شرط تو فاسد ہے اور بیع اس سے حرام ہو جاتی ہے مگر ہاں اگر اس باغ بیچے گئے ہوئے میں سے چند درخت نامزد کرکے علیحدہ کر لے کہ فلاں درخت کے پھل نہیں بیچوں گا تو یہ درست و جائز ہے۔ آم کی طرح ہر باغ کا حکم ہے مثل بیر انگور وغیرہ کے یہاں صرف آم کو ذکر بطور مثال کے کیا گیا ہے خاص کر آم کی ہی خصوصیت کچھ نہیں ہے۔منہ ۵۷ اور جو کوئی شرط لغو الخ۔ اس میں یعنی بیع میں اگر کوئی شخص لغو شرط کرے فاسد شرط نہ کرے اور لغو شرط وہ ہوتی ہے کہ فضول شرط ہو اس میں کچھ نفع کسی کو نہ ہو بائع کو ہو نہ مشتری کو نہ مبیع ذی استحقاق کو جس طرح پر کوئی شخص ایک گھوڑا بیچے اور اس میں یہ شرط کرے کہ اس کو تو اور جگہ نہ بیچنا اپنے ہی پاس رکھنا ایسی ایسی شرط لغو اور بیکار ہو جاتی ہے اور بیع صحیح منعقد ہوتی ہے کیا معنی کہ ایسی شرط اگرچہ بیع میں کرنا بیع کے مقتضائے عقد نہیں ہے مگر چونکہ اس شرط سے بائع ومشتری میں سے کسی کو کچھ نفع مقصود نہیں ہے اور نہ مبیع ذی استحقاق کو نفع ہے پس بیع ناجائز نہیں ہے کیونکہ اس میں شرط فاسد نہیں ہے جو باعث فساد بیع کی ہو واضح ہو کہ بیع فاسد میں سے اگر شرط فاسد نکال ڈالیگا تو وہ بیع بھی پھر صحیح ہو جائے گی۔منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۹ نمبر ۸ کا بقیہ نزاع وفساد پیدا کرے وہ بیع ہمیشہ ناجائز ہے اور بیع جائز جب ہو گی کہ معروف ہو اور جس کی کیفیت وحقیقت بخوبی معلوم ہو اور جس کے آخر میں کسی قسم کے نزاع وفساد کا اندیشہ نہ ہو وہ بیع مشروع اور درست ہے۔منہ ۵۹ بالیقین۔ الخ۔ یعنی بیع من یزید جس کو یہاں نیلام کہتے ہیں وہ بیع جائز ہے اور وہ مشہور ہے جس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم مختصر نیلام کی شرح یہ ہے کہ جو کوئی اس کی قیمت زائد دے وہ لے مثلاً کوئی مشتری کسی چیز کا ایک روپیہ دے کوئی ڈیڑھ دے کوئی دو دے تو وہ چیز دو والے کو دی جائے، اور اس کے ساتھ آواز بلند کی جاتی ہے کہ کون شخص اس سے زائد قیمت اور دیتا ہے اور پھر آخر کے خریدار کو وہ چیز دی جاتی ہے یہ بیع اس وقت جائز ہے کہ اس چیز کا مالک نیلام خود کرے یا اس کی اجازت سے ہو اور یہ جو کانجی ہاؤس کو جانور یا ریل میں جن لوگوں کا مال رہجاتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد نیلام کر دیا جاتا ہے یہ نیلام شرعاً جائز ہے اسمیں اذن ان کے خریدنے کی اجازت ہے اسی طرح مدیون کی جائداد جو کسی ڈگری میں نیلام کر دیجاتی ہے یہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ اور اسکے خریدنا اور تصرف میں لانا حلال نہیں مگر اس صورت میں کہ جب وہ جائداد ۔۔ ڈگری ۔۔ زائد کو نیلام ہوئی اور جس قدر روپیہ ڈگری دار سے بچا وہ مالک جائداد کو دیا گیا اور اس سے وہ لے لیا

تو اب یہ بیع جائز ہو جائے گی کہ اس روپیہ کا لے لینا بیع نیلام کو تسلیم کر لینا ہے۔ ۱۲ منہ ۵۵ کٹھی جائز ہے۔ الخ۔ یعنی کٹھی کسی چیز کی کر لینا جائز ہے مگر ذیل کی شرطوں کے ساتھ کٹھی کرنا جائز ہے بغیر شرائط ہذا کے جائز نہیں ہے اور پہلی شرط اس کی یہ ہے کہ جس چیز کی کٹھی کی جائے وہ چیز بازار میں موجود رہے جس کی تشریح اگلے شعر میں ہے۔ منہ ۵۶ یعنی وقت عقد سے۔ الخ۔ یعنی کٹھی کی جو پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جنس بازار میں بکتی رہے اس سے مقصود یہ ہے کہ کٹھی جس چیز کی کیجائے وہ چیز کٹھی کے کرنے کے وقت سے تا وقت وعدہ منقطع و مفقود نہ ہو جاتی ہو اگر کٹھی کرتے وقت وہ شے بازار میں نہ ہو یا اب تو ہے گر وعدہ کے وقت سے پہلے وہ بازار سے مفقود ہو جائے گی تو کٹھی اس کی ناجائز ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۰ نمبر ۶

ایک ماہ۔ الخ۔ یعنی کٹھی کی مدت کی میعاد کم سے کم ایک ماہ ہے اس سے کم دنوں کی کٹھی کرے گا تو ناجائز ہے اور بائع کو اس کا ادا کرنا ایک ہی مہینہ میں واجب ہوگا اور ایک ماہ سے زیادہ مدت جس قدر مقرر کرے وہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسقدر مدت کا طول نہ ہو جائے کہ جس میں وہ شے مسلم فیہ مفقود ہو جائے اگر اس قدر طویل مدت مقرر ہوگی کہ جس میں وہ چیز بہ سبب باقی نہ رہنے کے بازار میں ملنا موقوف ہو جائیگی تو کٹھی ناجائز ہو جائے گی۔ منہ ۵۷ یہ تعیین ثمن۔ الخ۔ یعنی نقد میں جنس ثمن کی بھی تشریح و تعیین ضرور کرے کہ وہ شے بالعوض روپیوں کے لیگا یا اشرفیوں کے لیگا یا موتیوں اور یاقوت کے بدلے لیگا یا پیسوں کے عوض لیگا اور اس نقد کا مدنی کرنے کے وقت دوسرے آدمی کو شمار کرکے دیدینا بھی لازم ہے اگر قرارداد بدنی کے وقت نقد نہ دیگا وعدہ آیندہ دینے کا کریگا تو وہ مدنی جائز نہ رہے گی کیونکہ مدنی میں نقد کا اسی وقت سپرد کرنا اور شمار کرکے دینا شرط ہے۔ منہ ۵۸ حلب ہے۔ الخ۔ حلب کہتے ہیں غلہ کو باہر سے خرید کر لانا اور شہر و قصبات میں لاکر فوراً بیچ ڈالنا اور احتکار غلہ کے بند کرنے کو کہتے ہیں یعنی وقت گرانی کے بند کرنا تاکہ زیادہ قیمت میں بیچا جاوے پس غلہ یا کہ بھوسہ جو کہ قوت و رزق انسانی و حیوانی ہے اس کو ایک جگہ سے خرید کرنا اور دوسری جگہ لیجا کر بیچ ڈالنا یہ صحیح بیع ہے اور جائز ہے اور اس کا بہت ثواب بھی ہے تاکہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے اور غلہ کا روک رکھنا اور بند کرنا تاکہ وقت گرانی بیچا جائے یہ سخت منع ہے اگرچہ بیع فاسد و باطل نہیں ہے مگر ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے اور اس کا بڑا گناہ ہے خاص کر جبکہ اس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں پر تنگی ہو جائے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔ ترجمہ۔ یعنی باہر سے لاکر شہر و قصبہ میں غلہ یا بھوسہ کا بیچنے والا رزق میں برکت دیا گیا ہے اور غلہ و بھوسہ کا بند کرنے والا ملعون ہے۔ یہ وعید سخت ہے غلہ کے بند کرنے والوں کو اور واضح ہو کہ اپنی زمین کا غلہ بند کر رکھنا یا ایک جگہ سے لاکر دوسری جگہ غلہ کا بند کرنا ممنوع نہیں ہے جس جگہ غلہ خریدے اسی جگہ غلہ کا بند کرنا اور گرانی کے وقت بیچنا حرام ہے کذا قال استادی و مولائی حافظ و قاری مولینا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ منہ ۵۹ رہن کا رکھنا۔ الخ۔ کسی چیز کا کسی کے پاس بالعوض قرضہ کے گروی رکھدینا جائز ہے مگر اس گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا مرتہن کو جائز نہیں ہے پس اگر مرتہن یعنی گروی کی چیز سے وہ کچھ فائدہ حاصل کریگا۔ تو وہ مفاد داخل سود ہوگا منہ ۱۲۔

حاشیہ صفحہ ۱۵۱ نمبر ۲ کا بقیہ

کہ ایک چیز بیع بھی ہو اور پھر وہ بطور رہن واپس بھی ہو سکے اور جب ایسا ہو تو وہی رہن ہے اور رہن ہے تو پھر اس سے نفع لینا حرام ہے اور داخل سود ہے اور اس کا اجارہ دینا بھی نادرست ہے اور اس کے رہن ہونے کو صحیح کہا ہے ظہیریہ اور خیریہ اور قاضی خاں وغیرہ نے اور بیع الوفا کے بیع ہونے میں اور اس کے نفع جائز ہونے میں اور درصورت رہن ہونے میں اور اس کے نفع ناجائز ہوتے میں محققین کے آٹھ قول باسند مروی ہیں جن میں احوط قول یہی ہے کہ اس کو رہن سمجھا جائے اور اور اس سے نفع نہ حاصل کیا جائے تاکہ سود کے شبہ سے بھی بچے اور اس میں کمال احتیاط ہے اور اگر بضرورت کوئی ایسی بیع کرے بھی تو اس کو لازم ہے کہ زمین یا مکان و دکان وغیرہ وغیرہ غیر منقول چیزوں میں بیع وفا کرے منقول چیزوں میں یہ ہرگز ہرگز نہ کرے۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۳ نمبر ۵

اس پہ ہے اجماع۔ الخ۔ یعنی بٹائی کرنے پر تمام مسلمان دیار و امصار کا اجماع ہے کہ سب اس کو کرتے آئے ہیں حتی کہ صحابہ و تابعین و اہل بیت نبوت سے بھی بٹائی کا کرنا ثابت ہے پس اس کو جائز تصور کرنا چاہیئے کہ بغیر اس کے چارہ نہیں ہے۔ منہ ۵۴ ہو زمین۔ الخ۔ یعنی بٹائی کے جو چار ارکان ہیں ایک محنت دوم ہل بیل سوم تخم چہارم زمین ان میں سے اگر زمین اور تخم مالک و زمیندار کا ہو تو محنت اور عمل اور ہل بیل عامل یعنی کاشتکار کے ہونا چاہئیں۔ منہ ۵۵ یا کہ مالک کی۔ الخ۔ یعنی جو صورت کہ اوپر بیان کی گئی اگر وہ نہ ہو تو پھر یہ ہو کہ مالک زمین کی فقط زمین ہی ہو اور عامل کی وہ بقیہ تین چیزیں منجملہ ارکان اربعہ کے ہوں۔ یعنی محنت ہل بیل تخم کاشت۔ عامل و کاسب کا ہو۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۴ نمبر ۸

اور ٹھیکہ۔ الخ۔ یعنی گانوں کی کھیت اور توفیر کا ٹھیکہ زمیندار کی طرف سے ٹھیکہ دار کو دینا اس طور پر کہ گاؤں کی زمینوں کا ٹھیکہ تو کاشتکاروں کے پاس ہو اور اس کی کھیت اور توفیر کا ٹھیکہ شخص ثالث کو دے مثلاً ایک گاؤں کی جمعبندی دو ہزار روپیہ کی ہے اس پر فیصدی پانچ یا دس روپیہ کم کرے یا اور ٹھیکہ دار کو گانوں کا ٹھیکہ دے کہ اس قدر روپیہ د

سالار زمیندار کو یا نواب صاحب بہادر کو دیا کرے اور باقی آپ لیا کرے تو یہ ٹھیکہ بادہوائی ہے اور باطل و حرام ہے کیونکہ اصل زمین جس کا کہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے وہ تو کاشتکاران کے ٹھیکے میں ہے پھر یہ فقط وصول یابی روپیہ کا ٹھیکہ کیا۔ روپیہ کے وصول کرنے پر روپیہ ٹھیرانا یا تو دلالی ہے یا سود۔ ٹھیکہ کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ دونوں حرام ہیں اور فی زمانہ اس ٹھیکہ کا رواج عام ہے خاصکر والیان ملک کے یہاں کہ ہر سال سینکڑوں گاؤں کا ٹھیکہ اسی طرح دیا جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی افتادہ یا بنجر زمین کا ٹھیکہ جا ہے جتنے میں کسی کو دیا جائے اور پھر وہ ٹھیکہ دار خواہ اس میں خود کاشت کرے خواہ دوسرے کو بطور ذیلی ٹھیکہ پر اٹھائے یہ سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں لیکن تمام گاؤں کا ٹھیکہ جبکہ اس گاؤں کی زمیں کاشتکاران پر اٹھی ہوئی ہوں تو محض روپیہ وصول کرنے پر دینا لینا کسی طرح جائز نہیں ہے بلکہ چاروں مذہب میں یہ باطل اور حرام ہے اور اس ٹھیکہ کے جواز کی یہ صورت البتہ ہو سکتی ہے کہ اگر کسی گاؤں یا محال کا ٹھیکہ کسی کو دیا جائے تو پیشتر تمام کاشتکاراں کے ٹھیکہ کو فسخ کرکے تمام آراضی سے ان کو بیدخل کر دے بشرطیکہ ان کی میعاد ٹیہ پوری ہو چکی ہو ورنہ قبل اختتام میعاد ان کو بحکم زمین سے بیدخل کرنا حق تلفی ہے اور یہ بھی حرام ہے پس کاشتکاروں کے بیدخل کرنے کے بعد آراضی بیدخل شدہ کا ٹھیکہ دوسرے ٹھیکہ دار کو رقم معینہ پر دے سکتا ہے اور پھر وہ ٹھیکے دار اپنی طرف سے ان زمینوں کو کاشتکاران وغیرہ کو اٹھا سکتا ہے اس طور پر گاؤں کا ٹھیکہ جائز ہے اور اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو دوسری ترکیب جواز یہ ہے کہ گاؤں میں جس قدر زمین کہ افتادہ اور بنجر اور کانٹی اور گونڈل اور بیتل وغیرہ کی ہو وہ سب اور گاؤں کے مکانات مملوکہ و مقبوضۂ زمیندار جو کسی دوسرے کے قبضہ میں ہوں وہ سب مستاجر کو سنین معینہ کے لئے اجرت معینہ پر (جتنا بھی زر ٹھیکہ کیوں نہ رکھنا منظور ہو) زراعت و سکونت و انتفاع جائز کے لئے ٹھیکے و اجارے پر دیا جائے اور آراضی مزروعہ و مقبوضہ کاشتکاران کی تو جو کا روپیہ نقد خواہ بٹائی جو کچھ ہو وہ مدت معینہ اجارہ تک مستاجر کو بطور مباح ہبہ کر دیا جائے تو اس صورت میں ٹھیکہ گاؤں کا بلا تامل درست و صحیح ہے اور مواخذہ شرعی سے بری۔ کیا خوب ہیں وہ لوگ جو کام بھی اپنا کریں اور مواخذہ و الزام عقبیٰ سے پاک و صاف رہیں اور اپنے مال کو حلال کرکے کھائیں اور کھلائیں نہ کہ ہر چہ آمد مہ ہاں آں خوردند۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی حاجی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی ۱۲۔ منہ

صفحہ ۱۵۶ کا حاشیہ نمبر ۳ کا بقیہ کاشت کرے خواہ بطور سکونت مع اپنے اہل و عیال کے اس میں رہے خواہ کوئی اور کام تجارت یا صنعت یا حرفت وغیرہ کا اس میں کرے اور زر معینہ مالک باغ کو برابر ادا کرتا رہے اور بہار باغ اس کے لئے ہبہ کر دی جائے کہ وہ کھائے کھلائے بیچے جو چاہے سو کرے کیا معنی کہ قرارداد عقد کے وقت بہار باغ کے بیچنے کا کچھ نام نہ لے بلکہ اس کو خریدار کو بطور ہبہ مفت دے اور باغ کی آراضی سے ہر جائز انتفاع حاصل کرنے کے بالعوض جسقدر روپیہ چاہے ٹھرائے اور جتنی مدت چاہے قرارداد کرلے یہ سب مباح ہے اور شرعاً اس میں کچھ وبال نہیں کوئی مشکل اور دشواری ایسی نہیں ہے کہ اللہ اور اسکے رسول نے اس شریعت مطہرہ غرا بیضا میں آسان نہ فرما دی ہو بندہ مطیع و فرماں بردار ہونا چاہئے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب فاضل و علامہ بریلوی مدظلہ العالی ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۸ نمبر ۷ منع ہیں مردوں کو۔ الخ۔ یعنی یہ امورات ۳ کو مردوں کو ممنوع ہیں اور عورتوں کو یہ ہر سہ امور جائز ہیں ہر سہ امور یعنی ایک تو کسم کے رنگ کا کپڑا۔ دوسرے زعفرانی رنگ کا کپڑا۔ تیسرے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننا یہ تینوں مردوں کو حرام اور عورتوں کو جائز ہیں بلکہ عورتوں کو غیر محرم سے ٹخنے چھپانا فرض ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ عورت اپنے پائنچے پاتہ بہ ٹخنوں سے ایک ہاتھ نیچے رکھے اور سونے چاندی کے زیور و ریشم کا حکم اس سے پہلے گذر چکا وہ ان تینوں امور سے علیحدہ ہے۔ منہ ۱۵۸ جامہ مسنون ہے۔ الخ۔ یعنی سبز اور سفید رنگ کا کپڑا پہننا مسنون ہے اور ان دونوں رنگ کا لباس اہل جنت کا ہوگا۔ منہ ۱۵۹ اور عمامہ۔ الخ یعنی عمامہ باندھنا سنت ہے اور اس کا شملہ جو پیچھے گردن پر لٹکتا ہے ایک ہاتھ رکھنا اس کے مستحب ہے اور کم از کم اس کا پاؤ گز یعنی ایک بالشت رکھنا اور زیادہ از زائد اس قدر رکھنا کہ اگر وہ شخص بیٹھے تو وہ شملہ اس کا ٹھیک زمین تک رہے اس سے زائد نہ ہو جاوے اور اس سے کم و بیش ہونے میں شرع ہے کیا معنی کہ کراہت ہے۔ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۰ نمبر ۹ نے ہو۔ الخ یعنی قے جو کہ غذائی فاسد اندرونی بلغم ہو تو منہ کی راہ سے خارج ہو اور پاخانہ جو کہ فضلہ غذائی ہو تو وہی راہ کا اس کے مقعد سے خارج اور پیشاب جو کہ فضلہ پانی غیری ہو کا اسکے قضیب وغیرہ سے بذریعہ ادرار خارج ہو اور منی جو کہ جوہر لطیف تمام بدن حیوانی وماء پیدائش ذی روح کا ہے اور خون جو کہ مادۂ حیات حیوانات کا ہے اور زرداب یعنی پیپ وغیرہ جو کہ مادہ ناقص حیوانات کی جراحات کا ہے یہ سب چیزیں ان کا حکم آگے مذکور ہے ۱۲۔ منہ ۱۶۰ کل لگنے کی چیزیں۔ الخ۔ یعنی کل نشہ پیدا

کرنے والی چیزیں جو کہ حواس کو مختل و پریشان کر دیں یا آدمی کو بالکل مست و مدہوش بنا دیں مثل شراب اور مدک اور چانڈو اور افیون اور اجوائن
خراسانی وغیرہ کے شراب خمر کو کہتے ہیں اور خمر کچا پانی انگور کا ہوتا ہے کہ جو رکھے رکھے اُبلنے لگتا ہے اور جھاگ مارنے لگتا ہے اور سخت
و تیز ہو کر جوش کھانے لگتا ہے اسی کو ام الخبائث کہتے ہیں اور وہ حرام قطعی ہے کہ جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور وہ نجس العین
ہے مثل لحم خنزیر کے اور منکر اُس کا کافر ہے اور خرید و فروخت اس کی حرام ہے اور ہمیشہ پینے والا اس کا قریب کفر کے پہنچ جاتا ہے اور عذاب
شدید کا مستحق ہوتا ہے اور اس کے پینے والے پر حد ماری جاتی ہے اور قیامت کے روز وہ شراب طہور سے محروم رکھا گیا ہے اسکا استعمال
دوا تو غذا ہر طرح ممنوع ہے لیکن اس کا سرکہ بنا لینا درست ہے اور جو شراب کہ انگور کے افشردہ کو آگ پر پکا کر بنائی جائے مثل طلاء
انگوری و سکر کھجوری کے وہ بھی مثل خمر کے ہے اور شراب انجیری و گندمی و سیری و عسلی وغیرہ بھی قریب قریب خمر ہیں حرام ہونے میں
اور دیگر منشیات مثل افیون اور چرس اور گانجہ وغیرہ کے اُس سے کم درجہ پر ہیں لیکن حرام یہ سب چیزیں ہیں بدلیل "کل مسکر حرام" کے
یعنی جو چیز کہ نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے مردار اُس کو کہتے ہیں کہ جو جانوران ماکول میں سے خود بخود مر جائے یا آنکہ گلا دبا کر مار ڈالا
جائے پس یہ سب چیزیں جن کا ذکر کیا گیا حرام ہیں اور استعمال اُن کا ناجائز ہے۔ منہ ۵۸ جانور جتنے کہ ہیں۔ الخ۔ یعنی جس قدر جانور
مردار خوار ہیں خواہ وہ پنجہ کش پرند ہوں مثل چیل اور گدھ وغیرہ کے خواہ وہ نیشدار درندہ ہوں مثل ریچھ اور گیدڑ اور لومڑی اور بجو
وغیرہ کے۔ منہ ۵۹ سب شکاری جانور۔ الخ۔ یعنی جسقدر جانور کہ شکار پکڑنے والے ہیں خواہ پرند پنجہ کش ہوں مثل باز جرہ و شکرہ
و شاہین اور بہری وغیرہ کے اور خواہ وہ درندہ نیشدار ہوں مثل شیر و گرگ اور چیتہ اور تیندوے اور سیاہ گوش اور بلی اور کتے وغیرہ
کے یہ سب مردار ہیں کیا معنی کہ مثل مرے ہوئے جانوروں کے حرام ہیں اور ان کا کھانا جائز نہیں ہے اور اسی طرح خچر ہاتھی اور گدھے
پالتو میکا رہیں کیا معنی کہ ان کا کھانا بھی درست نہیں ہے وہ خچر کہ جس کی ماں گدہیا ہو اور باپ گھوڑا ہو اس کا حکم مثل گدھے کے ہے
کہ حرام ہے اور جو خچر کہ ماں اُس کی گھوڑی ہو اور باپ گدھا ہو اس کا حکم مثل گھوڑے کے ہے کہ وہ ہمارے امام اعظم کے نزدیک مکروہ تحریمی
ہے اور ایک روایت پر مکروہ تنزیہی قریب حلال کے ہے اور ترک اُس کا اولیٰ ہے اگرچہ حلال جانوران میں اُس کا شمار ہے اور گدھا
جنگلی جس کو گورخر کہتے ہیں وہ حرام نہیں ہے پس مطلب یہ ہے کہ سب جانوران جن کا ذکر ہوا کیا معنی کہ جملہ پرند پنجہ کش خواہ مردار خوار
ہوں خواہ شکار مار اور تمام درندے نیشدار خواہ مردار ہوں خواہ شکار مار ہوں اُن کا گوشت اور دودہ اور انڈے وغیرہ سب حرام
ہیں اور ایسے ہی خچر اور گدھے اور ہاتھی کا گوشت اور دودہ وغیرہ سب ناجائز ہے۔ خچر اور گدھے کا دودہ بضرورت مریض کو استعمال کرانا
بعض کے نزدیک باکراہت جائز ہے اور بعض کے نزدیک منع ہے اور یہی صحیح ہے۔ منہ ۱۲ ۵۱۰ بندر اور لنگور۔ الخ۔ یعنی بندر اور لنگور
اور جملہ حشرات الارض مثل چوہا گونس گلہری نیولا سیہی مینڈک اور مثل سانڈا بسکھپرہ وغیرہ کے جس قدر چیزیں کہ زمین کے اندر رہتی ہیں
یہ سب اور جن و انسان کہ دونوں ذو العقول سے ہیں ان سب کا ترک کرنا فرض ہے کیا معنی کہ یہ سب چیزیں غیر ماکول ہیں اور مسلمانوں کو انکا
کھانا حرام ہے ۱۲۔ منہ ۵۱۱ ہے سور قطعی حرام۔ الخ۔ یعنی سور جس کو کہ خنزیر کہتے ہیں وہ قطعی حرام ہے مثل خمر کے اور اُس کی حرمت نص
قطعی آیۃ ولحم الخنزیر سے ثابت ہے اور منکر اُس کا کافر ہے۔ اور علاوہ ان چیزوں مذکور کے باقی سب چوپائے حلال ہیں مثل بھیڑ بکری
دنبہ گائے بھینس و اونٹ و ہرن و پاڑہی و چیتل و بارہ سنگھا و نیل گاؤ و سانبر و گون و گورخر و خرگوش وغیرہ کے فافہم۔ منہ
ماکول کے کھانے کے واسطے ان کا ذبح کرنا شرط ہے۔ منہ ۵۷ ذبح کرتے۔ الخ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۱ نمبر ۶ کا بقیہ یہ ترکیب جانور مذبوح کے ذبح کرنے کی ہے یعنی ذابح بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر
ذبح کرے اور اگر ذبح کرنے میں دو شخص شریک ہوں تو اُن دونوں کو بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا شرط ہے کیا معنی کہ اگر جانور بڑا ہو مثل
اونٹ یا بیل گاؤ یا بھینسے وغیرہ کے اور اُن کے ذبح کرنے کے واسطے آلۂ ذبح کو دو مسلمان اپنے ہاتھوں میں لیکر اُس جانور کو ذبح کریں
تو اُن دونوں کا تکبیر مذکور پڑھ کر ذبح کرنا شرط ہے اگر ان میں سے ایک پڑھیگا اور ایک نہ پڑھیگا تو وہ جانور ذبح نہ ہوگا مُردار ہو جائیگا۔ منہ
۵۸ چھوڑ دے قصداً۔ الخ۔ یعنی اگر کوئی شخص ذبح کرنے والا ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کو عمداً ترک کر دے اور بغیر تکبیر مذکور
پڑھے جانور کا گلا کاٹ ڈالے تو وہ جانور مردار ہو جائے گا کیا معنی کہ اگر بمقتضائے بشریت ذبح کے وقت بھول کر تسمیہ مذکور کو چھوڑ
دیگا تو وہ ذبیحہ مردار نہ ہوگا بلکہ حلال قرار پائے گا بسبب اس کے کہ خطا و نسیان انسان سے اُٹھا لیا گیا ہے لیکن اگر کوئی شخص قصداً
بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چھوڑ دیگا تو پھر ذبیحہ قرار نہ پاسکے گا اور جانور مذکور مردار حرام ہو جائیگا۔ قنیہ منہ ۵۹ معتبر ہے ذبح اہل کتاب

الخ - یعنی جو لوگ کہ مسلمانوں کے سوا اور اہل کتاب بھی ہیں خواہ وہ نصاریٰ ہوں خواہ یہود ہوں اُن سب کا ذبیحہ بھی معتبر و حلال ہے اور سوائے اہل کتاب کے دیگر کافروں کا ذبح کیا ہوا مردار و حرام ہے - منہ - ۵۶ قبلہ رخ کو - الخ یعنی جانور کو قبلہ کی سمت لٹا کر ذبح کرنا چاہئے اور خلاف سمت قبلہ بلا وجہ ذبح کرنا مکروہ ہے کیا معنی کہ اگر کوئی گھبراہٹ و جلدی ہو کہ جس سے قبلہ کی سمت ذبح نہ کر سکے تو کچھ مضایقہ نہیں ہے لیکن اگر کوئی وجہ مانع نہ ہو اور پھر قبلہ کی سمت ذبح نہ کرے تو یہ البتہ مکروہ ہے - منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶۲ نمبر ۷ کا بقیہ

کیا معنی کہ اگر پکڑ کر اور زخمی کرکے مار ڈالا ہے تو اُس کو کھا کہ وہ حلال ہے (اور اسی کا نام ذبح اضطراری ہے) اور اگر وہ ابھی تک ہنوز زندہ ہے اور تو اُس پر پہنچ گیا تو اب اس کو بموجب قاعدہ معینہ ذبح کر اور پھر اس کو تناول کر کہ وہ ذبیحہ ہے اور اگر اب باوجود زندہ پانے کے اس کو ذبح نہ کرے گا تو وہ مردار ہو جائیگا - واضح ہو کہ اگر سگ تعلیم یافتہ کے ساتھ دوسرا کتا غیر تعلیم یافتہ مار ڈالنے میں شریک ہو جائیگا تب بھی وہ شکار مردار ہو جائیگا اور باز کے حکم میں ہر پرند شکار کرنے والا داخل ہے جن میں کہ تعلیم پانے کی قابلیت ہو مثل شکرہ اور شیاہیں اور بہری اور ترمتی اور رگڑ و چرغ وغیرہ کے - اور کتے کے حکم میں ہر درندہ چوپایہ شکار مارنے والا شامل ہے جن میں تعلیم یافتہ ہونے کی قابلیت ہو مثل چیتہ اور سیاہ گوش وغیرہ کے فافہم - منہ ۵۷ تیر پرّاں کا الخ - یعنی جس طرح پر کتے و باز وغیرہ کا مارا ہوا شکار حلال ہے اسیطرح پر تیر پرّاں سے شکار مارا ہوا حلال ہے کیا معنی کہ اگر تیر کو بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا جاے اور وہ تیر نوک کی طرف سے شکار کو زخمی کرکے مار ڈالے جس سے کہ خون جاری و نجس نکل جائے تو وہ شکار حلال ہے تیر پرّاں اُس کو کہتے ہیں کہ جس میں پر لگے ہوتے ہیں کہ اُن کے ذریعے سے تیر سیدھا جا کر شکار میں لگتا ہے ٹیڑھا ہو کر چوڑاں کی طرف میں لگتا ہے اور اگر تیر چوڑان کی طرف سے شکار میں جا کر لگے اور زخم نہ کرے بلکہ اپنی ضرب کے صدمہ و دباؤ سے شکار کو مار ڈالے تو وہ شکار مردار ہے - کیونکہ خون نجس و جاری اس سے خارج نہیں ہوتا اور ایسے مردار جانور کو موقوذ و قیذ بولتے ہیں - منہ ۵۸ جا کے زندہ اگر پائے - الخ - یعنی جبکہ تو اسے صیاد باز و شکرے یا کتے و چیتے وغیرہ کے پکڑے ہوئے شکار کو یا آنکہ تیر و تلوار وغیرہ سے مارے ہوئے شکار کو زندہ جا کر پائے تو پھر فوراً اس کو بطریق معمول ذبح کرے اور دیر مت کرنا کہ اس وقت اُس کا ذبح کرنا شرط ہے اور واجب ہے کیونکہ اب بغیر ذبح اختیاری کے وہ ذبح نہ ہوگا - منہ ۶۰ ذبح کرکے زندہ کرنا اسے مسیح - الخ - یعنی اسے شکاری اب تو اُس شکار نیم بسمل کو خدا کے نام پر ذبح کرکے ہمیشہ کے واسطے زندہ کر دے کیونکہ جو مذبوح جانور خدا کے نام پر ذبح کیا گیا وہ درحقیقت مرا نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے جنت کی خاک ہو کر زندہ ہو گیا اور جو جانور کہ بغیر ذبح کے مر گیا وہ ہمیشہ کے لئے مر کر مٹ گیا چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام زندہ کرنے کا تھا اس لئے مخاطب کے لئے شکار مارنے کے موقع پر مسیح کا لفظ پُر لطف ہے - منہ -

حاشیہ صفحہ ۱۶۳ نمبر ۷

مولوی ملہور کے خرم علی - الخ - اب یہاں سے اُن علمائے سابق و حال کا ذکر شروع ہوا کہ جو بندوق کے مارے ہوئے شکار کو مُردار کہتے ہیں یعنی مولوی خرم علی صاحب مرحوم بلہوری اور مولانا شاہ اہل اللہ صاحب مرحوم دہلوی برادر مولانا شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم یہ دونوں صاحب - منہ ۵۸ دونوں نے لکھا ہے - الخ - یعنی مولوی خرم علی صاحب مولوی شاہ اہل اللہ صاحب رحمہما اللہ یہ دونوں گولی سے مارے ہوئے شکار کو ناجائز بتلاتے ہیں مولوی خرم علی صاحب غایۃ الاوطار ترجمہ اُردو درمختار میں اور شاہ اہل اللہ صاحب ترجمہ فارسی کنز الدقایق میں لکھتے ہیں کہ گولی کا شکار اندفاع عنیف سے مرتا ہے بدیں وجہ وہ ناجائز ہے اندفاع عنف سے مرنے کے جوابات آگے چل کر مذکور ہوں گے - منہ ۵۹ اور میرے استاد - الخ - یعنی جس طرح پر کہ وہ دونوں حضرات گولی کے مارے ہوئے شکار کو منع کرتے ہیں اسی طرح میرے استاد مولانا مولوی امیر حسن یعنی مولوی امیر حسن صاحب مرحوم ساکن سہسوان ضلع بدایوں وہ بھی گولی کے شکار کو منع فرماتے تھے اور وہ اس بارہ میں اساتذہ متاخرین کے قول کو پسند فرماتے تھے اور وہ اپنے اُستاد مولانا مولوی تراب علی صاحب لکھنوی کا بھی یہی مقولہ بتلاتے تھے - واضح ہو کہ قصبہ سہسوان میں مولوی امیر حسن دو عالم ایک وقت میں ہوئے ہیں ایک تو مولوی سید امیر حسن غیر مقلد جو یک چشم تھے اور قاضی محلہ میں رہتے تھے - اور دوسرے میرے استاد مولانا مولوی امیر حسن انصاری - یہ بزرگ مقلد تھے اور بہت بڑے فقیہ تھے نیز حافظ کلام اللہ شریف تھے اور کلام اللہ شریف کے پڑھنے سے اُن کو نہایت عشق تھا طلباء کے درس سے جس وقت فارغ ہوتے تھے اس کے بعد برابر کلام اللہ پڑھتے رہتے تھے اور اکثر روزانہ ایک ختم کر لیا کرتے تھے علاوہ ازیں فرائض کے بہت بڑے جاننے والے تھے اتنا بڑا فرائضی دوسرا کوئی نہیں دیکھا گیا بڑے بڑے پیچیدہ مسائل فرائض کے بہت آسانی سے حل فرماتے تھے ذوی الارحام کے اصناف سے خوب واقف تھے غرض کہ فرائض میں اُن کا درجہ ان کے دیگر علوم سے بالاتر تھا قوم کے

شیخ انصاری تھے اور ملاں ٹولہ کے رہنے والے تھے پس جہاں کہیں اس کتاب میں ان کا نام آیا ہے اس سے یہی بزرگ آخر الذکر مراد ہیں
اور اُن کو امیر حسن ثانی بھی کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ مائۃ الف الف مرۃ۔ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ نمبر ۳ میں محدث بھی تھے۔ الخ۔ یعنی مولانا موصوف علاوہ فقیہہ کامل ہونے کے محدث بھی بڑے ہیں جنہوں نے ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں رہکر محدثین حجاز سے صحاح ستہ کی سند حاصل فرمائی ہے اور نیز مولانا صاحب موصوف کو جزئیات کی تحقیق بلیغ حاصل ہے بدیں وجہ میرے نزدیک اُن کو بھی مجتہد معتمد کا درجہ حاصل ہے پس مولانا موصوف بندوق کی گولی کے شکار کو جو بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر مارا جائے جائز و درست قرار دیتے ہیں ۴ ہو گیا پس وہ حلال و معتبر الخ۔ یعنی تکبیر پڑھکر بندوق سے جو شکار مارا جائے اور وہ فوراً مر بھی جائے تو وہ حلال و ماکول ہے اور وہ شکار خواہ گولی سے خواہ گراب سے خواہ چھرے سے مارا جائے سب سے حلال ہو جائے گا مولانا موصوف کا یہی فتویٰ ہے اور مولانا صاحب نہایت شکار دوست بزرگ ہیں ۱۲ منہ **۵** ذبح ہو۔ الخ۔ یعنی جس وقت کہ شکاری کو شکار زندہ ملے تو اُس کو چاہئے کہ فوراً اُس کو بہ طریق معمول ذبح کرے اگر اس وقت زندہ پانے پر ذبح نہ کرے گا تو پھر وہ شکار مردار ہو جائے گا اور بغیر ذبح اختیاری کے حلال نہ سمجھا جائیگا۔ قاعدہ شریعت اس بارہ میں قدیم سے یہی ہے کہ آلہ جارحہ کے حربہ سے جو شکار دفعۃً مر جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے اور جو زندہ و بسمل رہے تو حلال کیا جاتا ہے فقط منہ **۵** شیخ عبد اللہ۔ الخ۔ یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم جو کہ وہ بھی بہت بڑے فقیہہ و محدث تھے اور گذشتہ زمانہ میں دار الاسلام بلدۂ بھوپال کے مفتی تھے وہ بھی۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۶ نمبر ۵ جبکہ شرط ذبح قائم ہے سدا۔ الخ۔ یعنی جبکہ شریعت میں مذبوح جانور کے ذبح کرنے کے واسطے یہ شرط لازم و دائم کر دی گئی ہے کہ جب وحشی جانور کے بدن میں کسی جگہ زخم لگایا جائے اور خون اُس سے بہا دیا جائے اور وہ جانور قبضہ میں آنے سے پہلے مر جائے تو وہ حلال ہے جیسا کہ کتب فقہ میں بالصراحۃ موجود ہے فی الدر المختار۔ ذکوۃ الضرورۃ جرحٌ وطعنٌ وانہارُ دمٍ فی ایّ موضعٍ وقع من البدن۔ ترجمہ یعنی ضرورت کے وقت یہی ذبح ہے کہ جانور کو زخمی کر دینا اور کونچ دینا اور خون بہا دینا بدن میں سے جہاں ممکن ہو۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے زخم ہوتا ہے یا نہیں اور اُس سے خون نکلتا ہے یا نہیں اور جب زخم و خون دونوں اس میں کما ینبغی ہوتے ہیں تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ بندوق کا شکار اُس کی جراحت و خونریزی سے نہیں ہے بلکہ اندفاع عنیف و احراق سے ہے جو کہ فقہیہ کے مضمون کے صریح خلاف ہے علاوہ ازیں حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امرر الدم بما شئت واذکر اسم اللہ۔ ترجمہ یعنی بہا تو خون جانور کا جس چیز سے کہ ملتی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر پس وہ حلال ہے۔ حدیث شریف کے مضمون سے بھی صاف روشن ہے کہ جس آلۂ خون ریز سے کہ خون بہانا ممکن ہو اُس سے جانور کا خون بہا دیا جائے تو وہ حلال و معتبر ہے لہذا غور کا مقام ہے کہ آیا بندوق اُس چیز میں داخل ہے یا نہیں کہ جس سے خون بہانا ممکن ہو جیسا کہ حدیث کے جملہ بما شئت میں موجود ہے ہاں وہ ضرور داخل ہے۔ پس جبکہ فقہ و حدیث کے مضمون سے بخوبی یہ بات ثابت ہے کہ جو چیز زخم کرنے والی اور خون بہانے والی ہو اُس سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر شکار مارنا جائز و حلال ہے تو پھر فقہائے ماجد کو اس کی ضد کیوں ہے کہ بندوق کا شکار اس میں داخل نہیں ہے بعض فقہا کا مثل شاہ اہل اللہ و مولوی خرم علی وغیرہ کے یہ کہنا کہ بندوق کا شکار جرح و طعن سے نہیں مرتا بلکہ اندفاع عنیف سے مرتا ہے اس لئے وہ ناجائز ہے۔ یہ مقولہ بہت ضعیف و کمزور ہے۔ کیونکہ اندفاع عنیف کسی چیز کو دور سے پھینکنے کو کہتے ہیں۔ پس وہ کونسی چیز ایسی ہے کہ بغیر اندفاع عنیف کے ذبح کر دے گی۔ کیا تیر کو یا چھری کو اگر جانور کے بدن پر رکھدیا جائے تو وہ جانور محض اُس کے رکھنے سے ہی ذبح ہو جائیگا یا آنہہ ہاتھ کی قوت سے بھی کچھ کام لیا جائے گا اور اگر ہاتھ کی قوت سے بھی کام لیا جائے گا تو وہی اندفاع عنیف ہوگا۔ اسی طرح گولی و بارود کا بھی حال ہے کہ اگر اُس کو لیکر جانور کے بدن پر ڈال دیں تو کیا وہ اُس کو اندفاع عنیف سے ہلاک کر دے گی جب تک کہ اُس کو بندوق میں بھر کر نہ چلایا جائے۔ اگر اُس میں مخصوص یہ قوت ہے تو یوں ہی جانور کو ہلاک کر دینا چاہئے اور یہ ناممکن ہے پس اندفاع عنیف گولی کیلئے کچھ مخصوص نہیں ہے کوئی بھی آلہ بغیر اندفاع عنیف کے خود بخود ذبح نہیں کر سکتا ہے پھر یہ بات کہ گولی کا شکار اندفاع عنیف سے مرتا ہے جرح و طعن سے نہیں مرتا ہے بالکل بے بنیاد ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جیسا زخم یا جرح و طعن کہ بندوق کی گولی سے ہوتا ہے اور جسقدر خون کہ اُس سے نکلتا ہے کسی دوسرے

شیخ انصاری تھے اور ٹانڈہ ٹولے کے رہنے والے تھے پس جہاں کہیں اس کتاب میں ان کا نام آیا ہے اس سے یہی بزرگ آخر الذکر مراد ہیں اور اُن کو امیر حسن ثانی بھی کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ مائۃ الف الف مرۃ ۔ منہ ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ نمبر ۳ ہیں محدث بھی بڑے ۔ الخ ۔ یعنی مولانا موصوف علاوہ فقیہہ کامل ہونے کے محدث بھی بڑے ہیں جنہوں نے ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں رہکر محدثین حجاز سے صحاح ستہ کی سند حاصل فرمائی ہے اور نیز مولانا صاحب موصوف کو جزئیات کی تحقیق بلیغ حاصل ہے بدیں وجہ میرے نزدیک اُن کو بھی مجتہد معتید کا درجہ حاصل ہے پس مولانا موصوف بندوق کی گولی کے شکار کو جو بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر مارا جائے جائز و درست قرار دیتے ہیں ۔ ۵ ہوگیا پس وہ حلال و معتبر الخ ۔ یعنی تکبیر پڑھکر بندوق سے جو شکار مارا جائے اور وہ فوراً مر بھی جائے تو وہ حلال و ماکول ہے اور وہ شکار خواہ گولی سے خواہ گراب سے خواہ چھرے سے مارا جائے سب سے حلال ہو جائے گا مولانا موصوف کا یہی فتویٰ ہے اور مولانا صاحب نہایت شکار دوست بزرگ ہیں ۱۲ ۔ منہ ۵ ذبح بن ۔ الخ ۔ یعنی جس وقت کہ شکاری کو شکار زندہ ملے تو اُس کو چاہئے کہ فوراً اُس کو بہ طریق معمول ذبح کرے اگر اس وقت زندہ پانے پر ذبح نہ کرے گا تو پھر وہ شکار مردار ہو جائے گا اور بغیر ذبح اختیاری کے حلال نہ سمجھا جائیگا ۔ قاعدہ شریعت اس بارہ میں قدیم سے یہی ہے کہ آلہ جارحہ کے حربہ سے جو شکار دفعۃً مر جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے اور جو زندہ و بسمل رہے تو حلال کیا جاتا ہے فلینتبہ منہ ۵ شیخ عبد اللہ ۔ الخ ۔ یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم جو کہ وہ بھی بہت بڑے فقیہہ و محدث تھے اور گذشتہ زمانہ میں دار الاسلام بلدۂ بھوپال کے مفتی تھے وہ بھی ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۶ نمبر ۵ جبکہ شرط ذبح قائم ہے سدا ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ شریعت میں مذبوح جانور کے ذبح کرنے کے واسطے یہ شرط لازم و قائم کردی گئی ہے کہ جس وحشی جانور کے بدن میں کسی جگہ زخم لگایا جائے اور خون اُس سے بہا دیا جائے اور وہ جانور قبضہ میں آنے سے پہلے مر جائے تو وہ حلال ہے جیسا کہ کتب فقہ میں بالصراحۃ موجود ہے فی الدر المختار ۔ ذکاۃ الضرورۃ جرح وطعن وانهار دم فی ای موضع وقع من البدن ۔ ترجمہ یعنی ضرورت کے وقت یہی ذبح ہے کہ جانور کو زخمی کر دینا اور کونچ دینا اور خون بہا دینا بدن میں سے جہاں ممکن ہو ۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے زخم ہوتا ہے یا نہیں اور اُس سے خون نکلتا ہے یا نہیں اور جب زخم و خون دونوں اُس میں کما ینبغی ہوتے ہیں تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ بندوق کا شکار اُس کی جراحت و خونریزی سے نہیں ہے بلکہ اندفاع عنیف و احراق سے ہے جو کہ فقیہہ کے مضمون کے صریح خلاف ہے علاوہ ازیں حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امر الدم بما شئت واذکر اسم اللہ ۔ ترجمہ یعنی بہا تو خون جانور کا جس چیز سے کہ ممکن ہو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر پس وہ حلال ہے ۔ حدیث شریف کے مضمون سے بھی صاف روشن ہے کہ جس آلۂ خوں ریز سے کہ خون بہانا ممکن ہو اُس سے جانور کا خون بہا دیا جائے تو وہ حلال و معتبر ہے لہذا غور کا مقام ہے کہ آیا بندوق اُس چیز میں داخل ہے یا نہیں کہ جس سے خون بہانا ممکن ہو جیسا کہ حدیث کے جملہ بما شئت میں موجود ہے ہاں وہ ضرور داخل ہے ۔ پس جبکہ فقہ و حدیث کے مضمون سے بخوبی یہ بات ثابت ہے کہ جو چیز زخم کرنے والی اور خون بہانے والی ہو اُس سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر شکار مارنا جائز و حلال ہے تو پھر فقہائے ماجد کو اس کی ضد کیوں ہے کہ بندوق کا شکار اُس میں داخل نہیں ہے بعض فقہا کا مثل شاہ اہل اللہ و مولوی خرم علی وغیرہ کے یہ کہنا کہ بندوق کا شکار جرح و طعن سے نہیں مرتا بلکہ اندفاع عنیف سے مرتا ہے اس لئے وہ ناجائز ہے ۔ یہ مقولہ بہت ضعیف و کمزور ہے ۔ کیونکہ اندفاع عنیف کسی چیز کو دور سے پھینکنے کو کہتے ہیں ۔ پس وہ کونسی چیز ایسی ہے کہ بغیر اندفاع عنیف کے ذبح کر دے گی ۔ کیا تیر کو یا چھری کو اگر جانور کے بدن پر رکھدیا جائے تو وہ جانور محض اُس کے رکھنے سے ہی ذبح ہو جائیگا یا آنکھ یا ہاتھ کی قوت سے بھی کچھ کام لیا جائے گا اور اگر ہاتھ کی قوت سے بھی کام لیا جائے گا تو وہی اندفاع عنیف ہوگا ۔ اسی طرح گولی و بارود کا بھی حال ہے کہ اگر اُس کو لیکر جانور کے بدن پر ڈال دیں تو کیا وہ اُس کو اندفاع عنیف سے ہلاک کر دے گی جب تک کہ اُس کو بندوق میں بھر کر نہ چلایا جائے ۔ اگر اُس میں مخصوص یہ قوت ہے تو یوں بھی جانور کو ہلاک کر دینا چاہئے اور یہ ناممکن ہے پس اندفاع عنیف گولی کیلئے کچھ مخصوص نہیں ہے کوئی بھی بغیر اندفاع عنیف کے خود بخود ذبح نہیں کر سکتا ہے پھر یہ بات کہ گولی کا شکار اندفاع عنیف سے مرتا ہے جرح و طعن سے نہیں مرتا ہے بالکل بے بنیاد ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جیسا زخم یا جرح و طعن کہ بندوق کی گولی سے ہوتا ہے اور جسقدر خون کہ اُس سے نکلتا ہے کسی دوسرے

جیسا تیر و غیرہ سے ممکن نہیں ہے اور بندوق کی جراحت و خون ریزی اظہر من الشمس ہے جو شکار کھیلتا ہے وہ جانتا ہے کہ بعض اوقات بلکہ اب اوقات اُس کا زخم تلوار کے زخم کے مشابہ ہوتا ہے جب کبھی ذبح گاہ پر گولی لگتی ہے تو بعض اوقات یہ تمیز کسی طرح پر نہیں ہوتی کہ آیا اس کے گولی لگی ہے یا کہ تلوار یا چھری سے ذبح کر دیا ہے اسی طرح پر کمر یا گردن کے قفا پر جب گولی لگتی ہوئی نکل جاتی ہے تو بالکل تلوار کا ساخط اس کی پشت و گردن پر ہو جاتا ہے اور اُس کی کھال اس طرح کٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ گویا تلوار سے یا کسی دھاردار چیز سے کاٹی ہے اور خون کا فوارہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس اگر بندوق میں جراحت نہیں ہے تو پھر کیا ہے اصل یہ ہے کہ جس چیز میں اندفاع عنیف کے ساتھ جراحت و خون ریزی نہ پائی جاوے تو وہ البتہ ناجائز ہے اور قید مذکور میں داخل ہے اور جس کہ جراحت و خون ریزی اس میں لازمی و دائمی ہے تو پھر اندفاع عنیف کا کیا ذکر ہے۔ جن لوگوں نے محض اندفاع عنیف کو اُس کی حرمت کا سبب قرار دیا ہے وہ ان کی ناتجربہ کاری پر مبنی ہے کہ وہ درحقیقت بندوق کی اصل کیفیت و ماہیت سے ناواقف ہیں ورنہ حقیقتاً بندوق کی جراحت و خونریزی و تیزی امر رالدم کم شئت کے بالکل مطابق و موافق ہے اور ایک مفتی صاحب کا اس کے عدم جواز میں قاضی خاں کی یہ عبارت پیش کرنا کہ ولایحل صید البندقۃ والحجر والمعراض والعصا وما اشبہ ذالک وان جرح ذالک انتھی قولہ۔ ترجمہ۔ یعنی حلال نہیں ہے شکار بندقہ کا اور پتھر کا اور تیر کے چوڑان سے مارے ہوئے کا اور لاٹھی کا اور مثل اُن کے کا اگرچہ وہ زخم کر دیں واضح ہو کہ صید البندقہ سے بندوق کی گولی کا شکار مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ بندقہ لغت میں مٹی کے غلہ کو کہتے ہیں جس کو کہ غلیل میں رکھ کر چلاتے ہیں اور جسمیں خونریزی بالکل نہیں ہوتی ہے اور جو کہ ایک پرانا آلہ مثل گوفن کے ہے اُسکو بندوق مروجہ حال سے کچھ مناسبت نہیں ہے اور اب جو بندوق کو بندقہ کہنے لگے ہیں وہ مجازاً ہے نہ حقیقتاً کیونکہ قاضی خاں کا زمانہ بہت سابق ہے اور بندوق کی ایجاد اُس کے بہت بعد ہے پھر قاضی خاں کی عبارت صید البندقہ سے بندوق کا شکار مراد لینا کس معنی کر صحیح ہو سکتا ہے جبکہ اُن کے وقت میں اس آلہ کا نام و نشان تک نہ تھا پس عبارت فتاوی مذکور میں اُس کے اصلی معنی مقصود ہو کر غلیل کا شکار غلہ گلی سے حاصل رہیگا جس کے نہ حلال ہونے میں کسیکو کلام نہیں ہے اور جس کا مراد ہونا خود ہم نے آگے بیان کیا ہے یہ شکار غلہ وغیرہ کا مردار مردار ہے کیونکہ وہ محض اندفاع عنیف سے مرتا ہے اور جراحت و خون ریزی اس میں بالکل نہیں ہے اور اسی طرح پتھر و لاٹھی وغیرہ کا حال ہے کہ ان میں بھی اندفاع عنیف موجود و جراحت و خون ریزی مفقود ہے اور اگر اتفاقیہ ہو پڑ گا ہے یہ چیزیں جراحت کر بھی دیں تو اسکا مطلق اعتبار نہیں ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے بدیں سبب اُن کی جراحت اتفاقیہ ساقط الاعتبار ہے جیسا کہ فتاوی مذکور کے آخری فقرہ و ان جرح ذالک سے مترشح ہے حاصل کلام یہ کہ صید البندقہ مٹی کے غلہ کا شکار ہے بندوق مروجہ حال کا ہرگز نہیں ہے اور نہ غلہ و پتھر و لاٹھی وغیرہ پر اس کا قیاس صحیح ہے پس بندوق کے شکار کے عدم جواز میں قاضی خاں کی عبارت مذکور پیش کرنا بے سود ہے اور نتیجہ لاحاصل۔

اگر کوئی شخص غلیل کے شکار کی نسبت فتویٰ طلب کرے تو اس کی تطہیر میں یہ عبارت ضرور کار آمد ہے اور شامی کی عبارت ولایخفیٰ ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل۔ ترجمہ۔ یعنی پوشیدہ نہیں ہے کہ گولی کا زخم احراق اور اس کے ثقل سے ہوتا ہے بواسطہ اندفاع عنیف کے کیونکہ اُس میں تیزی نہیں ہے بدیں وجہ اُس کا شکار حلال نہیں ہے شامی کا اس شکار کو حلال کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ دیگر فقہائے متاخرین کا مثل شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی و مفتی لطف اللہ صاحب علیگڈھی و مولانا حافظ امیر حسن صاحب ثانی سہسوانی وغیرہم کے پس اُس کا یہ کہنا جملہ فقہائے صاحب الرائے کے واسطے حجت نہیں ہے شامی نے جو اس کے عدم جواز میں ثقل و اندفاع عنیف کی قید لگائی ہے سو اُس کے جوابات تو ہم اوپر دے چکے ہیں جن سے اندفاع عنیف کی اصلیت ظاہر ہو گئی ہے اب رہا احراق سو وہ اور بھی زیادہ کمزور و ضعیف حجت ہے جس کی شرح میں کچھ حقیقت نہیں ہے۔ یہ بات تو پہلے ہی بتا دی گئی ہے کہ جو جراحت اتفاقیہ ہو مثل غلیل کے غلہ و پتھر و لاٹھی وغیرہ کی ضرب کے تو وہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے اور جو جراحت و خون ریزی کہ لازمی و دائمی ہو مثل تیر و تلوار و نیزہ و بلم دھاردار و بندوق وغیرہ کے تو وہ یقیناً معتبر ہے بدلیل امر رالدم کم شئت واذکر اسم اللہ۔ کے پس اگر بندوق کی گولی میں جراحت و خونریزی کے ساتھ یہ بھی صفت احتراق موجود ہو تو کیا حرج۔ ایک صفت فاصلہ کے ہونے سے اُس کے اصلی صفات جراحت و خونریزی کی کیونکر باطل ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں علامہ شامی کو در مختار کے حاشیہ لکھنے کے وقت شاید اُس کی یہ عبارت یاد نہیں رہی جو کہ در مختار کے کتاب الذبائح میں موجود ہے کہ حل الذبح بکل ما افری الاوداج وانہر الدم ولو بنار۔ الیٰ آخرہ ترجمہ یعنی حلال ہے ذبح کرنا جانور کا ہر ایک چیز سے جو کہ اس کی رگوں کو کاٹ دے اور خون کو بہا دے اگرچہ قطع و خون ریزی آگ سے ہو آخر تک پس جانئے غور و انصاف ہے کہ جبکہ محض آگ کے جلا دینے سے اگر خون ریزی ہو جائے تو وہ ذبیحہ جائز و حلال ہے جیسا کہ فتاوائے معتبر و مستند در مختار کا

یہ قوی ہے کہ وہ ہونہار۔ نہ کہ وہ چیز کہ جو یقیناً جانور کو زخمی کرے اور خون کثیر بہائے وہ بہ سبب ایک صفت زائدہ احراقیہ کے پائے جانے سے
آلۂ ذبح نہ تسلیم کیا جائے یہ شامی کی کیا تحقیق ہے اور شکار بندوق کے عدم جواز کی کیا حجت قاطع ہے کیا معنی کہ آگ کے جلانے سے
خون ریزی نہیں ہوتی ہے محض سوختگی ہوتی ہے کہ جس سے گوشت پوست وغیرہ جلکر کباب ہو جاتا ہے اس صورت میں صاحب
درمختار کا یہ مطلب ہے کہ اگر بوجہ من الوجوہ آگ سے بھی ایسا عمل ہو کہ رگوں وغیرہ کو کاٹ کر خون بہا دے تو وہ ذبیحہ درست و
حلال ہے۔ پھر اس پر شامی کی یہ حاشیہ نگاری کہ بندوق کی گولی کا شکار احراق سے ہے تیزی دھار سے نہیں ہے پس وہ
حلال نہیں ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے۔ اور بندوق کے شکار کے عدم جواز پر کہاں تک سند ہو سکتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ
دوسرے فاضل کا یہ کہنا کہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں ہے پس بغیر ذبح کے جائز نہیں ہے۔ اب تحقیق طلب یہ بات
ہے کہ آیا توڑ اور چیز ہے اور کاٹ اور چیز یا وہ دونوں ایک ہیں۔ اگر وہ دونوں ایک ہیں تو توڑ میں کیا بات ہوتی ہے اور کاٹ
میں کیا ہوتا ہے۔ توڑ میں یہ بات ضرور ہے کہ ایک چیز اپنی قوت سے دور تک اُڑتی چلی جاتی ہے کاٹ میں یہ بات ہے کہ کسی چیز
کو تراش دے بیشک یہ دونوں صفات باہم توام ہیں اور ایک دوسرے سے انفکاک نہیں ہے اگرچہ استعمال اُن کا ہر ایک
شے کے ساتھ مخصوص ہو مگر وہ دونوں متحد المعنی ضرور ہیں مثلاً تیر یا نیزہ یا بلم کہ اُنھیں بھی جراحت کے ساتھ توڑ موجود ہے
پس اگر تیر کو کسی نشانہ پر مارا جائیگا تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ تیر نے نشانہ کاٹ ڈالا بلکہ یہی کہا جائیگا کہ تیر نے نشانہ توڑ دیا اور جیسا
کہ فردوسی نے بھی اس کو بیان کیا ہے شعر چو پیکاں بوسید انگشت او ✤ گذر کرد از مہرۂ پشت او پس تیر کا مہرۂ پشت سے گذر جانا اُسکو تراشنے
پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ اسکے توڑ دینے پر شہادت دیتا ہے حالانکہ تیر میں جراحت یقینی ہے۔ گو اُس کا استعمال توڑ کے ساتھ مخصوص ہے
اور جیسا کہ ایک اُردو کے شاعر نے بھی کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے شعر سخت جانی نے کیا تن کو حصار آہنی ✤ آج تیرے تیر کا دیکھیں
اے خونخوار توڑ۔ تو اب یہاں ہمارے مانعین فقہا تیر میں کاٹ ثابت کریں گے یا توڑ اور اسی طرح تلوار اور چھری کا استعمال
کاٹ کے ساتھ مخصوص ہے جس طرح نظامی کا یہ مقولہ کہ ہر جا کہ شمشیر او کار کرد ✤ یکے را دو کرد و دو را چار کرد۔ کہ یہاں پر ایک
کا دو اور دو کے چار کر دینے سے یقینی تراش دینا مقصود ہے کہ جس کو کاٹ ڈالنا کہتے ہیں حالانکہ تلوار اور چھری میں بھی توڑ موجود
ہے کہ جب اُن میں سے کسی کو نوک کی جانب سے سینہ میں پیوست کیا جائے گا تو وہ وار پار ہو جائیں گی اور اُس وقت اُسکو
تراشنا نہ کہیں گے۔ بلکہ توڑ دینا بولیں گے۔ لیکن تلوار کے ساتھ استعمال مخصوص کاٹ کا ہی ہوتا ہے اس سے یہ غرض
ہے کہ توڑ اور کاٹ یہ دونوں بالکل علیحدہ نہیں ہیں اگرچہ استعمال اُن کا اپنے اپنے موقع پر آتا ہے پس یہی حال بندوق کا
بھی ہے کہ اس میں بہ سبب دور اندازی و راست بازی کے اُس کے نشانہ کا نام توڑ رکھا گیا ہے اور اس کی زد کو توڑ دینا کہتے
ہیں ورنہ اس میں جراحت بھی ضرور ہے جیسے کہ تیر و بلم وغیرہ میں پائی جاتی ہے پس اگر توڑ اور کاٹ دونوں ایک چیز ہیں تب اور اگر وہ دونوں
مختلف ہیں تب۔ اس میں شک نہیں کہ بندوق میں توڑ کے ساتھ کچھ نہ کچھ کاٹ بھی ضرور ہوتا ہے اوّل وہ بدن کو کاٹے گی اُس کے بعد
توڑے گی اور اُس کے کاٹ اور توڑ میں ایک گونہ احتراق بھی ہوگا پس یہ توڑ اور کاٹ اور احتراق اُس کے مارے ہوئے شکار کے
ذبیحہ ہونے میں کچھ مضر نہیں ہیں جبکہ اُس میں پوری صفت زخم و خون ریزی کی موجود و لازمی ہے کذا قال مولانا و مقتدانا شاہ عبدالقادر خاں
صاحب نقشبندی شاہجہانپوری مدظلہ العالی۔ منہ ۵۴ اور یہی یہ بندوق میں۔ الخ۔ یعنی زخم کر دینا اور خون بہانا جو کہ ذبح اختیاری و
ذبح اضطراری دونوں کے واسطے مشروط ہیں وہ بندوق میں بخوبی موجود ہیں جیسا کہ اوپر حاشیہ میں ثابت کر دیا ہے پھر اُس کا مارا
ہوا شکار حرام کیوں کہا جاتا ہے کہ اس میں اجتماع ضدین لازم آتا ہے۔ منہ ۵۵ کیا یہی انصاف ہے۔ الخ۔ یعنی کیا یہی انصاف ہے
کہ کتے یا چیتے کا پکڑا ہوا جانور جو کہ گلا گھونٹ کر شکار کو مار ڈالتا ہے وہ تو ذبح قرار دیا جائے اور ذبیحہ تسلیم کیا جائے جس میں صریح
انزفاع عفونت موجود ہے اور بندوق کا شکار جو کہ سخت تر زخم کرتا ہے اور خون بہت کثیر بہا دیتا ہے وہ جائز نہ ہو اُس میں انزفاع
عفونت کی قید بلا ضرورت لا کر شامل کر دی جائے یہ کیا انصاف ہے مطلب یہ ہے کہ جبکہ کتے یا چیتے کی گرفت میں محض اُس کے دندان کی
نیش خون ریزی کی وجہ سے وہ شکار ذبیحہ و حلال قطعی رکھا گیا ہے اور اُس کے گلا گھونٹنے کو جو کہ یقیناً انزفاع عفونت میں داخل ہے
کچھ لحاظ نہیں کیا گیا تو پھر یہاں بندوق کے شکار میں اُس کی جراحت خون ریزی کثیر کو چھوڑ کر انزفاع عفونت کا حیلہ کیوں کیا جاتا ہے منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶۷ نمبر ۵ کا بقیہ

الآلۃ محدد ولا یحصل بہا تسییل الدم انتہی طحطاوی علی الدر میں ہے۔ المشترط فی الذکاۃ
فری الاوداج وانہار الدم وعند الا یحصل لا یحل۔ ان سب اقوال سے
ثابت ہے کہ ذکوۃ حیوان کے واسطے دہاردار آلہ کی شرط ہے اور یہ ہر کچھ جانتا ہے کہ گولی میں دہار نہیں ہوتی اور اُس سے ہلاکت محض اُسکے
اندفاع عنیف سے ہی ہوتی ہے لہذا جب وہ قوت قویہ اُس کی ختم ہو جاتی ہے تو وہی گولی ٹھنڈی ہو کر کپڑوں بالوں میں اُلجھ کر رہ جاتی ہے لڑائی کے
موقع پر اکثر سپاہی کے بدن اور وردی سے جھڑتی ہے پس اگر اُس میں دہار ہوتی تو اُس پر بھی وردی اور بدن سے رگڑ کھا کر کچھ نہ کچھ کاٹ کرتی
چونکہ اُس میں دہار نہیں لہذا اُس کے مارے ہوئے صید میں حلت ناممکن۔ گولی سے کہئے کہ شعر شکار کی جو ہوس ہے تو دہار پیدا کرے وگرنہ دل
کے پھپولوں کو اپنے پھوڑا کر۔ لٹ وگرنہ دل کے جلے آبلوں کو توڑا کر۔ اصل بات یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں ضارب۔ مضروب آلہ۔ ضارب
کے فعل سے کسی آلہ کو مفر نہیں تلوار ہو یا لاٹھی سر پر رکھ دینے سے کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ضرور ہے کہ ضارب اُسی مضروب کی طرف دفع کرتا ہو
کہ آلہ حرکت ارادی نہیں رکھتا نہ مضروب کی طرف اُس کا میل طبعی تو قسر قاسر اور اُس کے سبب نفس اندفاع سے کسی آلہ کو چارہ نہیں یہ تو
جانب ضارب سے ہوا مضروب سے ضرور ہے کہ اُسے تاثر و انفعال ہو ورنہ بار ہا لاٹھی اور تلوار ماری جاتی ہے اور کچھ اثر نہیں ہوتا اسقدر میں
جمیع آلات مشترک ہیں فرق نفس آلہ کی ایک ہیأت و صفت میں ہے جو سرعت نفاذ کا باعث ہوتی ہے جیسے حد یا حدت اور فارسی میں دم
اور اردو میں دہار کہتے ہیں جس چیز میں دہار ہو خفیف دفع سے پیر جاتی ہے بے دہار کی چیز دفع عنیف چاہتی ہے کہ وہ اپنی لطافت و حدت کے
باعث جلد تفریق اتصال کر کے تھوڑی قوت سے نفاذ کرے گی اور موٹی چیز لاٹھی پتھر گولی وغیرہ فی نفسہ کوئی ایسی صفت نہیں۔ کہتی کہ نفاذ پر
معین ہو بلکہ وہ قوت دافعہ کے سبب جسم مضروب سے معاومت کرتی ہے پھر اگر دافعہ کم ہے کہ جسم مضروب پر غالب نہ پڑے تو گیند کی طرح
ٹپا کھا کر جدا ہو جاتی ہے اور اگر قوی ہے تو جسم مقابل کو دباتی ہے اُس میں تاب مقاومت نہ ہونے کے سبب وہ دبتا ہے اور ہر اتصال کے لئے ایک حد
رکھی گئی ہے کہ اُس حد تک دباؤ قبول کر سکتا ہے مصادم کو جگہ دیگا اور ٹوٹے گا نہیں مگر جب اُس حد سے تجاوز ہوگا ناچار ٹوٹ جائے گا اور اب
تفرق اتصال ہوگا اسی کا نام زخم ہے اور جبکہ وہاں دم موجود ہے کہ حجاب عروق و جلد سے محبوس تھا اُس حجاب کے ارتفاع سے خواہی
نخواہی خروج کرے گا تو زخم بھی ہوگا انہار دم بھی ہوگا مگر کاٹ نہ ہوگا توڑ ہوگا کاٹ کے لئے دہاردار ہونا شرط ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ
ربڑ کی ایک طویل رسی مجوف خون بھر کر دو طرف باندھ کر سیدھی تان دی جائے اور اُسے بیچ میں سے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچئے جہاں تک اسمیں
دبنے کی صلاحیت ہے دبیگی اور سلامت رہیگی مگر جب حد سے متجاوز ہوگا ٹوٹ جائے گی خون بہ جائے گا اس پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہاتھ آلہ
قاطعہ ہے جو زخم اور انہار دم کر دیتا ہے اسی رسی پر تلوار مار دیکھئے اپنے تناؤ سے اسے شاید ہی جھکنا پڑے کہ کٹ جائے گی اور لاٹھی
مار کر دیکھئے اُسکے دبائے گی جھکائے گی یہانتک کہ توڑ دے گی یہ معنی اندفاع عنیف کے ہیں یعنی اُس میں فی نفسہ کوئی صفت معین نفاذ
نہ ہو بلکہ دفع کی قوت و شدت و سطوت ہی جسم مقابل کو اُس سے اتنا دبائے کہ تفرق اتصال ہو جائے اور یوں نفاذ پیدا ہو یہ نفاذ
اندفاع عنیف سے ہوگا اور ذکوۃ اختیاری اضطراری کسی میں ہرگز شرعاً مورث حلت نہیں جنگل میں ہرن بھاگا ہوا جاتا ہے اُس کے
سر پر لوہے کا ڈنڈا زور سے مارے سر پھٹ جائے گا ہرن مر جائے گا زخم ہو جائے گا خون بہ جائیگا سب کچھ ہوگا مگر ہرن بالاجماع حرام ہو
اس لئے کہ یہ زخم و انہار دہار سے نہ ہوا بلکہ اندفاع عنیف سے یقیناً ہدایہ بعینہ یہی حالت گولی کی ہے تو جو اُس سے حلال کہے گا
اُس کو اُس ڈنڈے سے بھی کہیگا اور اجماع کا خلاف کرے گا خلاصہ یہ ہے کہ جرح و انہار تو ہر قسم کے آلہ سے ہوتا ہے مگر جو آلہ اپنی
صفت سے نفوذ والا ہو اُس کے زخم کو کاٹ کہیں گے اور اُسے آلہ قاطعہ اور جس میں فی نفسہ وہ صفت نہ ہو بلکہ قوت دفع فاعل و
انتہائے تہدد قابل کے باعث تفرق اتصال ہو کر نفوذ ہو تو اُس کے زخم کو توڑ کہیں گے اور اسی آلہ فاسخہ۔ اب دیکھ لیجئے کہ گولی
اور تلوار میں کیا فرق ہے تلوار بکری کے گلے پر جتنا ہلکا ہاتھ چاہیے ہے اُس سے دو چند بلکہ دہ چند قوت سے گولی اُس کے گلے پر رگڑئیے
سے نفوذ تو درکنار اصلاً خط بھی نہ آئیگا تو معلوم ہوا کہ گولی میں کوئی صفات مقتضی نفاذ نہیں بلکہ وہ تو وہی شدید عنیف نفاذ دم چاہتی ہے جس کے
سبب جسم کو توڑ کر اندر داخل ہو لہذا آئمہ و علماء نے تصریح فرمائی ہے قطع وہی آلہ کرے گا جو دہاردار ہو اجناس و امام اتقانی و علامہ
طحطاوی کی عبارات اوپر گذریں اور محیط امام شمس الائمہ سرخسی و فتاوی عالمگیریہ میں ہے الآلۃ علی ضربین قاطعۃ و فاسخۃ فالقاطعۃ علی ضربین حادۃ و
کلیلۃ دہاردار تیز ہو تو حادہ کہتے ہیں اور کند ہو تو کلیلہ ہ طبح قاطع کے لئے دہاردار ہونا لازم ہوا اُس کے غیر کو فاسخہ کہا یعنی شکستہ اُس کا حکم
یہ بتایا کہ لا یجوز الا ذبح بہا بالاجماع آلہ ذکوۃ نہیں او اس کا مارا ہوا مردار ہے یہ شرط ہے آلہ کی۔ اور یہ معنی ہیں کاٹ اور توڑ اور اندفاع

عیب سکے یہ ہے بحمد اللہ تعالیٰ وہ تقریر منیر کہ بنظر انصاف ملاحظہ کرنے سے تمام شبہات کے دفع کو کافی ہے اور حدیث امرر الدم بما شئت
وذکر اسم اللہ میں تو آلہ خونریزی کی تخصیص ہی نہیں بلکہ بما شئت ہے یعنی جس سے چاہے خون بہا دے پھر وہ آہنی ڈنڈے کا مارا ہوا کیوں
حرام ہوا امرار دم تو قطعی ہو گیا معہذا احدیت ذکوٰۃ اختیاری میں ہے کیا گائے بکری کے گلے پر بندوق مارے جس سے تین رگیں کٹ جائیں تو
ذبح ہو جائے گی۔ اور اونٹ کا حالہ تو اور آسان ہے کہ اس کے منحر پر نیزہ مارا جاتا ہے جب بندوق ہی ویسا ہی آلہ ہے تو نیزہ نہ سہی گولی سے نحر کر دیں
حلال ہو گیا جس نے عقد کی کچھ بھی خدمت کی ہے وہ اسے جائز نہ کہے گا تو روشن ہو گیا کہ گولی فی نفسہٖ جارحہ نہیں ورنہ تبدیل محل سے تبدیل نہ ہو جاتی
بلکہ ساری کرامات بندوق بارود کی ہے پھر آخر یہ کیوں۔ تو اس کا کھلا ہوا جواب یہی ہوگا کہ غلیل اسے اس زور سے نہیں پھینکتی جس شدید طاقت سے
بارود دفع کرتی ہے وہی اندفاع عیث آگیا اور یہ بات پہلے بتا دی گئی ہے کہ یہاں مدار رد اس پر ہے اور یہ بھی کہ سنگ فلاخن کی اکثریت بندوق سے
بھی زائد ہے اور یہ بھی کہ بندوق کی گولی کی اکثریت گولی کی ذات سے نہیں بندوق و بارود کے دفع عیث سے ہے پوری قوت کی لاٹھی بھی مزید
زخم کرتی ہے گو دشمن کے مقابل اس کا پوری قوت سے پڑنا ہے کار سے وار دبخلاف بندوق کہ اس کا دافع اگرچہ تیر تھراتے ہاتھوں سے ہو اپنا کام پورا
کرتا ہے اور یہ بھی کہ میل میں جا کر وہی گولی اکثری نہیں رہتی اور یہ بھی کہ بما شئت میں اکثری وغیرہ کسی کی قید نہیں علامہ شامی قدس سرہ السامی
کی تحقیق سرسری نظر سے نہیں سمجھی جاتی آگ سے ذبح ہو جائے گا ہو جانے کو مسئلہ مختلف فیہ ہے اگر جواز ہی مانئے تو کل وہی کہلے گا جو تحقیق کر دیا
گیا آگ فی نفسہٖ قوت نفوذ دہار سے ہی زائد رکھتی ہے اپنے نفوذ میں کسی دفع عیث بلکہ خفیف کی بھی محتاج نہیں دہار کی تعریف میں جب کمال
مبالغہ چاہتے ہیں کہتے ہیں دہار کیا ہے ہوا ہے اور آگ ہوا سے بھی لطیف تر ہے تو دہار بدرجہا الطف ہے گولی گرم ہو کر اپنی بھدی جسامت کہاں
لیجائے گی۔ ۱۲ منہ ؁ توڑ اور کاٹ کی تحقیق تو اس جلیل پایہ پر ہو چکی جس کا توڑنا کاٹ ناممکن ہے یہ جو بیان مجوز نے توڑ کے محاورہ کا کیا وہ یہاں
سے مس نہیں رکھتا وہ توڑ بمعنی شکستن نہیں بلکہ بمعنی پر تاب ہے یعنی پلہ بریدن و شکستن کا فرق وہ ہے جو محیط امام اجل شمس الائمہ سرخسی بدائع
امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی و فتاوی عالمگیریہ میں ہے اور جس کی نقل گذری۔ اس پر بھی اگر کوئی صاحب نہ سمجھیں اور توڑ اور کاٹ کو ایک چیز
قرار دیں تو یہ ان کی اپنی سمجھ ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۹ نمبر ۶ کا بقیہ

جس طرح ماں باپ زوج زوجہ وغیرہم کو سب سے پہلے حصہ فرض ذوی الفروض کو دیا جاتا ہے ان کے فرض دے دینے کے بعد اگر کچھ بچے تو پھر عصبات نسبی کو دیا جاتا ہے۔ عصبہ اس کو
کہتے ہیں کہ بعد دینے فرض ذوی الفروض کے باقی سب مال کا مستحق ہو اور اگر عصبہ چند کس ہوں تو وہ سب بحصہ مساوی آپس میں بانٹ لیں اور اگر
عصبہ ایک ہو تو وہی ایک باقی سب مال لے لے۔ اور اگر ذوی الفرض کوئی نہ ہو تو بھی وہ عصبہ سب مال خود لے لے یا چند ہوں تو برابر بانٹ لیں عصبہ
کی دو قسمیں ہیں اول عصبہ نسبی دوم عصبہ سببی۔ عصبہ نسبی وہ ہے جس کا سلسلہ نسب کی وجہ سے ہو جیسے بیٹا اور باپ اور بھائی اور عصبہ سببی وہ ہے
جس کا سلسلہ ایک سبب ظاہر سے ہے یعنی آزاد شدہ غلام کا آقا پس عصبہ نسبی کے نہ ہونے کی صورت میں سببی ان کے قائم مقام ہو جاتا ہے ۱۲
؁ ہوں نہ عصبات سبب موجود۔ الخ۔ یعنی اگر عصبہ سببی بھی کوئی نہ ہو تو اس عصبہ سببی کے وارثوں میں جو عصبہ نر موجود ہو وہ وارث میت قرار
دیا جاتا ہے ۱۲ منہ ؁ ہوں نہ وہ بھی۔ الخ۔ یعنی اگر عصبہ سببی کے عصبات نر میں سے بھی کوئی پایا نہ جائے تو اس حالت میں اصحاب فرائض
یعنی ذوی الفروض اہل رد پر باقی ترکہ رد کر دیا جائے اور اس کا بیان مفصل رد کے بیان میں آئیگا۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۰ نمبر ۵

ہے دوم ممنوع۔ الخ۔ یعنی دوسری بات جو ترکہ مورث سے وارث کو ممنوع کر دیتی ہے کسی وارث کا غلام ہونا ہے کیا معنی کہ اگر کوئی وارث کسی کا غلام ہوگا تو وہ مورث کے ترکہ سے محروم و ممنوع ہوگا
اس کو کچھ نہ ملے گا اسیطرح اگر غلام مرے گا تو اس کا مال متروکہ سوا اس کے آقا کے کسی کو نہ ملے گا کیونکہ عبدیت مانع وراثت ہے۔ ۱۲۔ منہ
؁ اختلاف دین سوم ہے۔ الخ۔ یعنی تیسری چیز مانع وراثت اختلاف دین مورث اور وارث کے درمیان میں ہے کیا معنی کہ اگر کسی مورث مسلمان کا
وارث کافر ہوگا تو اس کافر وارث کو کچھ نہ ملے گا۔ ۱۲۔ منہ ؁ ہے چہارم اختلاف ملک و دار۔ الخ۔ چوتھی چیز مانع وراثت اختلاف ولایت ہے کافروں
میں۔ کیا معنی جبکہ کافروں میں ایک کافر کسی ملک میں رہتا ہو اور اس کا وارث یا مورث کسی دوسری ولایت میں رہتا ہو جہاں بادشاہ جدا گانہ ہو اور
ان دونوں سلطنتوں میں میل نہ ہو تو بھی ان دونوں میں میراث ایک دوسرے کو نہ ملے گی یہ حکم اختلاف دار کا کافروں کے لئے مخصوص ہے مسلمانوں
کے لئے نہیں ہے۔ منہ ؁ جہل ترتیب اجل پنجم۔ الخ۔ یعنی پانچویں چیز مانع وراثت جہل ترتیب موت ہے وارثوں میں کیا معنی کہ اگرچہ تین مورثوں
اور وارثوں میں سے باہم ایک ساتھ کہیں پر مر جائیں مثلاً کسی لڑائی میں ایک ساتھ سب کے سب مارے جائیں یا کسی دریا میں ڈوب جائیں یا

کہیں آگ سے جل جائیں یا کسی مکان میں دب کر مر جائیں یا دریا کے ڈوب جانے سے ایک گاڑی کے آدمی سب کے سب مر جائیں جیسا فی زماننا اکثر ہندوستان میں ہوا کرتا ہے اور انمیں سے کسی وارث
یا مورث کا آگے پیچھے مرنا معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ سب ورثا باہم ایک دوسرے کے وارث قرار نہیں پائیں گے اور ان کے دیگر ورثا جو زندہ ہوں گے
وہی لوگ براہ راست ان کے وارث بنیں گے اور ترکہ پائیں گے جہل ترتیب اسی کا نام ہے کہ مورث و وارث کے آگے پیچھے مرنے کا حال نہ معلوم ہو کہ
کون پہلے مرا ہے ۱۲ منہ ۵۵ جو کہ ہے ممنوع - الخ - یعنی جو شخص کسی وجہ سے اپنے مورث کے ترکہ و میراث پانے سے منع کیا گیا جیسا ابھی اوپر بتایا
جا چکا ایسا ممنوع شخص دیگر ورثا کا مانع میراث نہیں ہوتا - کیا معنی کہ اگر وہ شخص بسبب موانع ارث کے اپنے مورث کا ترکہ خود نہیں پا سکتا ہے تو
یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی کسی دوسرے بھائی یا بھتیجے وغیرہ کو بھی جو اس ممنوع کے وارث ہونے کی صورت میں میراث نہ پا سکتے ہوں - اب بھی انکو
میراث پانے سے منع کرے یا روکے یہ بات نہیں ہے - مثلاً ایک شخص کافر ہے یا کسی کا غلام ہے اور مورث مومن و آزاد ہے تو یہ کافر یا غلام
بسبب پائے جانے مانع کفر و عبدیت کے خود تو ترکہ مورث کے پانے سے ممنوع و محروم ہوا ہے لیکن دوسرے وارث کو جس کو کہ اس کے میراث
پانے کی حالت میں کچھ نہ ملتا مثلاً اس کے بھتیجے کو - تو وہ اب اپنے اس بھتیجے کا مانع نہیں ہو سکتا کیا معنی کہ اس کا بھتیجا اپنے دادا کے ترکہ میں سے
یا چچا کے ترکہ میں سے اب میراث پا سکتا ہے ممنوع کا تو یہ حال ہے مگر محجوب کا یہ حال نہیں اسکا حکم دوسرا ہے کیا معنی کہ جو شخص خود کسی وارث کے ترکہ پانے سے محجوب کیا گیا ہو تو
دیگر وارثان کا بھی حاجب ہو جاتا ہے حجب کی دو قسمیں ہیں ایک حجب حرمان دوسرا حجب نقصان حجب حرمان وہ ہے کہ ایک قوی وارث کی وجہ سے ضعیف وارث کو کچھ نہ ملے جس طرح بیٹے کے
سامنے پوتے کو اور ماں کے روبرو جدہ کو کچھ نہیں ملتا اور حجب نقصان وہ کہ ایک وارث کی وجہ سے دوسرے وارث کا حصہ کم
ہو جائے جس طرح اولاد کے سامنے بی بی کا بجائے چہارم کے آٹھواں حصہ شوہر کا بجائے نصف کے چوتھائی رہ جاتا ہے پس وارث
محجوب خواہ حجب حرمان ہو - خواہ حجب نقصان ہو بعض صورتوں میں دیگر وارثان کو بھی محجوب کر دیتا ہے مثلاً ایک شخص مرے اور وارث
اپنے ایک باپ اور ایک دادی اور ایک نانی کی ماں یعنی پرنانی چھوڑے تو صورت مذکورہ میں دادی بسبب باپ کے محجوب ہے اور نانی کی ماں
باپ سے محجوب نہیں ہے مگر وہ دادی سے کہ جدہ قریبہ ہے محجوب ہے پس اس صورت میں نانی کی ماں کو بھی کچھ نہ ملے گا محجوب الارث
دادی نے نانی کی ماں کو بھی کچھ نہ ملنے دیا اور محجوب رکھا منہ

حاشیہ صفحہ ۲۷ البقیہ نمبر ۷ للذکر مثل حظ الانثیین ۔ ترجمہ یعنی جبکہ میراث میں بہن بھائی شامل ہوں تو ان میں ایک
بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ دیا جائے یہ حکم لڑکوں اور پوتیوں اور پرپوتیوں کو یکے بعد
دیگرے نیچے تک سب کو شامل ہے ۱۲ منہ ۵۸ ساتھ ایک ان کے گر ہوں پچھلیاں الخ - یعنی اگر فرائض میں ایک اوپر والی لڑکی کے ساتھ
نیچے کے درجہ کی لڑکی ایک خواہ زائد موجود ہوں مثلاً ایک صلبی لڑکی کے ساتھ دو پوتیاں یا ایک پوتی ہو یا ایک پوتی کے ساتھ اس سے
نیچے کی ایک پرپوتی یا دو تین پرپوتیاں موجود ہوں اسی طرح نیچے تک سمجھنا چاہئے تو ایسی صورت میں ان نیچے والی لڑکیوں کو خواہ ایک
ہو خواہ زائد ہوں چھٹا حصہ دیا جائیگا - منہ ۵۹ ہوں یہ سب محجوب - الخ - یعنی یہ نیچے کی درجہ کی لڑکیاں محجوب ہو جاتی ہیں جبکہ اوپر کے
درجہ میں بجائے ایک کے دو یا زائد لڑکیاں موجود ہوں مثلاً اگر فرائض میں دو یا زائد لڑکیاں ہوں تو نیچے والی پوتیاں کچھ نہ پائیں گی یا
دو یا زائد پوتیاں ہوں تو ان سے نیچے کی پرپوتیاں سب محجوب ہو جائیں گی اور پھر ان کو کچھ نہ ملے گا ہاں اگر ان نیچے والی لڑکیوں کے
ساتھ میں کوئی ان کا بھائی بھی شامل ہو تب الخ - ۱۲ - منہ ۶۰ یا کہ ان سے بھی ہو نیچے - الخ - اگر نیچے والی لڑکیوں کے ساتھ کوئی لڑکا
نہ ہو بلکہ ان سے بھی نیچے کے درجہ میں کوئی لڑکا پایا جاوے مثلاً دو لڑکیوں کی موجودگی میں ایک پوتی یا دو پوتیاں ہوں اور ایک
پوتا ہو اور اگر پوتا نہ ہو تو ان سے نیچے کے درجہ میں پرپوتا یا پرپوتے کا بیٹا پوتا ہو تو ایسی صورت میں پھر یہ نیچے کے درجہ کی لڑکیاں
اوپر کے درجہ کی دو یا زائد لڑکیوں سے محجوب نہ ہوں گی اور بعد دینے فرض اوپر والیوں کے نیچے والیاں باقی ترکہ میں سے اپنے بھائی
یا بھتیجے کے ساتھ شامل ہو کر بطور عصوبت حصہ پائیں گی کیا معنی کہ مادہ کو اکہرا اور نر کو دوہرا بانٹا جائے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ پوتیاں یا
پرپوتیاں زائد لڑکیوں سے محجوب و بے بہرہ ہیں مگر جبکہ ان کے ساتھ ان کا بھائی اور وہ نہ ہو تو ان کا بھتیجا یا بھتیجے کا بیٹا پوتا پایا جائے
تو اس حالت میں یہ محجوب نہ رہیں گی اور بسبب اپنے بھائی یا بھتیجے کے یہ بھی ترکہ پانے میں شریک ہو جائیں گی اور باقیماندہ ترکہ میں
بحساب للذکر مثل حظ الانثیین ترکہ پائیں گی -

مثال اگلے صفحہ میں ہے

مسئلہ ۱۸/۳ زید

میت

سعیدہ	حمیدہ	مجیدہ	رشیدہ	وحیدہ	شہیدہ	احمد سعید
بنت	بنت	بنت الابن	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن الابن	ابن ابن الابن
۶	۶	۱	۱	۱	۱	۲

صورت مذکورہ میں زید فوت ہوا اور اس نے دو لڑکیاں صلبی سعیدہ و حمیدہ اور دو پوتیاں مجیدہ و رشیدہ اور دو پرپوتیاں وحیدہ و شہیدہ اور ایک پرپوتا احمد سعید چھوڑے چونکہ لڑکیوں سے پوتیاں پرپوتیاں اور پوتیوں سے پرپوتیاں لڑکے کے نہ ہونے کی صورت میں محجوب ہیں مگر چونکہ پرپوتیوں کے ساتھ ایک ان کا بھائی احمد سعید بھی موجود ہے بدیں وجہ اب وہ سب پوتیاں پرپوتیاں ترکہ پانے میں شریک ہوں گی یہاں بہ سبب پائے جانے دو ثلث فرض بنات کے مسئلہ تین سے ہوا تین کی دو تہائی بنات کو دی گئیں وہ دو سہام ہوئے اور ان پر منقسم ہیں باقی رہا ایک سہام وہ فریق دوم پر غیر منقسم ہے چونکہ فریق دوم میں احمد سعید مثل دو بنات کے ہے بدیں وجہ وہ سب نفر چھ ہوئے پس ۶ میں اور ایک میں تباین ہے لہذا بموجب قواعد تصحیح ۶ عدد رؤس کو اصل مسئلہ تین میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوئے اب ان سے سب کو حصہ رسد ٹھیک تقسیم ہوتے ہیں مقصود یہ ہے کہ بہ سبب ہونے احمد سعید پرپوتے کے سب پوتیاں پرپوتیاں بہرہ مند ہو گئیں فقط۔ منہ ۵۱ جبکہ نیچے تک۔ الخ۔ یعنی میت کے لڑکیاں نیچے تک جب کچھ نہ ہوں کیا معنی کہ نہ لڑکیاں صلبی ہوں نہ پوتیاں نہ پرپوتیاں ہوں کہ یہ سب نیچے تک یکے بعد دیگرے لڑکیوں کے حکم میں داخل ہیں تو پھر اس وقت میت کی بہنیں گر ہوں تو وہ بجائے ان لڑکیوں کے انکا فرض معین حاصل کرتی ہیں کہ ایک بہن کو نصف اور دو یا زیادہ کو دو ثلث ملتے ہیں۔ منہ ۱۲۔

حاشیہ صفحہ ۳۷ نمبر ۳ جبکہ ہوں یہ ساتھ بھائی کے۔ الخ۔ یعنی یہ بہنیں اگر اپنے مثل بھائیوں کے ساتھ فرائض میں ہوں گی تو پھر ان کا یہ حصہ نہیں رہیگا جو مذکور ہوا بلکہ ان کی میت میں اسی قاعدہ کے بموجب حصہ پائیں گی جو بہن بھائیوں کا دستور ہے اور جس کا ذکر کلام اللہ میں آیۃ للذکر مثل حظ الانثیین مذکور ہے یعنی نر کو دو حصے اور مادہ کو ایک حصہ تقسیم ہوگا۔ منہ ۵۴ ماں کا حصہ ہے چھٹا۔ یعنی ماں جس کے پیٹ سے کہ یہ میت پیدا ہوا ہے اس کا حصہ فرض چھٹا ہے میت کی اولاد کے ساتھ میں اولاد میں لڑکا لڑکی پوتا پوتی پرپوتا پرپوتی نسباً نیچے تک نر و مادہ سب شامل ہیں کیونکہ یہ سب فرع و جزو اسی میت کے ہیں لیکن لڑکیوں کی اولاد نواسہ و نواسی وغیرہ داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ لوگ ذوی الفروض و عصبات کسی میں شمار نہیں ہیں بلکہ وہ ذوی الارحام میں ہیں جن کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر میت کے اولاد کچھ نہ ہو بلکہ دو بھائی یا دو بہنیں خواہ ایک بھائی ایک بہن غرض کہ بہن بھائیوں میں دو نفر کوئی کیوں نہوں اور دو ہوں خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلے خواہ اخیافی ہوں تب بھی ماں کو چھٹا حصہ ہی ملیگا۔ منہ ۵۵ ہو نہ گر الخ۔ یعنی میت کے اگر اولاد نسباً نیچے تک کچھ نہو۔۔ دو بھائی بہن کسی قسم کے پائے جائیں تو اس صورت میں ماں کو تہائی حصہ کل ترکہ میت میں سے ملے گا کیا معنی کہ موجودگی میں اور دو بہن بھائیوں کی ہمراہی میں تو ماں کو چھٹا حصہ بطور حجب نقصان کے ملتا ہے اور اگر اولاد میں نر و مادہ کوئی نہ ہو اور نہ ایک سے زیادہ بہن بھائی کسی قسم کا کوئی ہو تو اس وقت کل ترکہ میت میں تہائی حصہ ماں کو ملیگا اور یہ حصہ اس کے واسطے پورا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اخیافی بہن بھائیوں کا حصہ ماں کے ہونے سے کچھ کم نہیں ہوتا ہے وہ ماں کے سامنے بھی بدستور اپنا فرض معین پاتے ہیں اگرچہ سلسلہ ان کا میت کے ساتھ محض ماں کے سامنے بھی بدستور اپنا فرض معین پاتے ہیں اگرچہ سلسلہ ان کا میت کے ساتھ محض ماں کے سبب سے ہے مگر پھر بھی وہ ماں سے محجوب نہیں ہوتے ہیں لیکن تعجب یہ ہے کہ ان میں کے بھی دو نفر ملکر ماں کو حجب نقصان پہنچا دیتے ہیں مگر اصول نر و فروع میت سے یہ قطعی ساقط ہیں فقط۔ ۱۲۔ ۵۶ شوہر و زوجہ میں سے۔ الخ۔ یعنی میت کے شوہر و زوجہ میں سے جب میت کے باپ کے ساتھ فرائض میں پایا جائے مطلب یہ ہے کہ اگر میت عورت ہو اور اس کے شوہر اور ماں باپ دونوں فرائض میں موجود ہوں یا میت مرد ہو تو اس کی جورو اور ماں باپ شریک فرائض ہوں تب ایسی صورت میں میت کی ماں کو زوجہ یا شوہر کا حصہ فرض نکال کر باقی مال کی تہائی دیجائے گی کل مال کی تہائی نہ دی جائے گی۔ ثلث ما بقی جو قافیہ میں ہے اس سے یہی غرض ہے کہ احد الزوجین کا فرض نکال کر جو باقی بچے اس میں کی ایک تہائی ماں کا فرض ہے جبکہ باپ بھی میت کا موجود ہو۔ منہ ۵۷ ہو نہ گر ماں۔ الخ۔ یعنی اگر میت کے ماں نہ ہو بلکہ جدہ صحیحہ موجود ہو تو ماں کے بجائے وہ جدہ صحیحہ حقدار ہوتی ہے۔ اور ماں کے بعد وہ ذوی الفرض قرار پاتی ہے ۱۲ منہ ۵۸ ایک ہو یا دو ہوں یا ہوں جس قدر۔ الخ۔ یعنی ایک جدہ صحیحہ میت کے ہو یا دو جدہ ہوں یا اس سے بھی زائد ہوں ان سب کو

چھٹا حصّہ ملیگا اُس سے زیادہ کبھی نہ ملے گا کیا معنی کہ جس طرح بعض صورتوں میں ماں کو تہائی حصّہ بھی مل جاتا ہے اس طرح جدہ کو تہائی کبھی نہیں ملیگا جدہ کو ہر حالت میں چھٹا حصّہ دیا جاتا ہے خواہ جدہ ایک ہو خواہ زائد ہوں۔ اور واضح ہو کہ جسقدر جدات زیادہ اوپر کی ہوں گی اسی قدر اُن کی تعداد زیادہ ہو سکتی ہے جو شمار سے بھی باہر ہے مگر متعدد جدات کی صورت میں یہ بات ملحوظ خاطر مبارک رہے کہ ۔۱۲ منہ **۴۹** سلسلہ میت سے ہو۔ الخ یعنی جس جدہ صحیحہ کا سلسلۂ نسب میت سے قریب ہوگا اُس جدہ سے اوپر کی جدات جن کا سلسلہ کچھ بعید ہوگا وہ بے نصیب و بے بہرہ و محجوب ہو جائینگی اور پھر اُن کو یعنی اوپر والیوں کو کچھ نہ ملیگا۔ **۵۰** ہوں برابر کی۔ الخ۔ یعنی اگر متعدد جدات کی صورت میں کوئی جدہ قریب و بعید نہ ہوگی۔ بلکہ سب کا سلسلۂ قرابت برابر برابر ہوگا تو اُس وقت اُن سب کو چھٹے حصّہ میں سے برابر برابر حصّہ تقسیم ہوگا مثلاً اگر میت کے نانی دادی دونوں موجود ہوں تو اُن دونوں کا سلسلۂ قرابت میت سے مساوی ہے کہ ایک میت کی ماں کی ماں ہے اور دوسری میت کے باپ کے ماں ہو تو اُن دونوں کو برابر حصّہ ملیگا اسی طرح اوپر والیوں کا حال ہے مثلاً میت کے ماں باپ نانی دادی ہوں اور نانی کی ماں اور دادی کی ماں اور دادا کی ماں یہ تینوں موجود ہوں تو اسی ایک سدس میں وہ سب شریک و سہیم رہیں گی اور اگر کسی کا سلسلہ بعید ہوگا تو وہ محجوب ہوگی مثلاً اگر نانی کی موجودگی میں پردادی یا نانی کی ماں پرنانی ہوگی تو وہ محجوب ہو جائیں گی۔ فتدبر۔ منہ **۵۱** ایک جدہ سے دو ہوں۔ الخ۔ یعنی اگر میت کا سلسلہ قرابت ایک جدہ سے دوہرا ہو اور ایک جدہ سے اکہرا ہو مثلاً اگر ایک عورت میت کے باپ کی بھی نانی ہے اور ماں کی بھی نانی ہے تو اس صورت میں اس عورت سے میت کا دوہرا سلسلہ ثابت ہوا اور ایک عورت میت کے صرف باپ کی دادی ہے اور اس صورت میں اس عورت سے میت کا اکہرا سلسلہ رہا پس ایسی صورت میں یہ دونوں جدات دو سلسلہ والی اور ایک سلسلہ والی برابر برابر حصّہ پائیں گی یہ نہیں ہے کہ دو سلسلے والی کو دوہرا اور ایک سلسلہ والی کو اکہرا دیا جائے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۴ نمبر ۶ یعنی لڑکے الخ۔ یہ میت کی اولاد میں عصبہ ہونے کی تفصیل ہے کہ میت کی اولاد میں سب سے اول میت کے صلبی لڑکے عصبہ بنفسہٖ ہوتے ہیں اور اگر وہ نہوں تو اُن کے بعد میت کے لڑکوں کے لڑکے جن کو پوتے کہتے ہیں وہ عصبہ بنائے جاتے ہیں اسی طرح نیچے تک برابر یہ امر بخوبی مدنظر رہے کہ جہاں تک میت کی اولاد میں کوئی مرد پایا جائے تو وہ عصبہ مقرر کیا جائے کیا معنی کہ پوتوں کے بعد پرپوتے اور اُن کے بعد نگرپوتے اور اُن کے بعد سگرپوتے یکے بعد دیگرے عصبہ مقرر ہوں الیٰ غیر النہایۃ۔ منہ **۵۷** قسم ثانی۔ الخ۔ یعنی عصبات نسبی کی دوسری قسم میں میت کے وہ تمام اصول نرینہ داخل ہیں جن کی اولاد میں میت ہو جسکی تفصیل یہ ہے کہ اس قسم دوم میں سب سے پہلے میت کا باپ ہے اور اگر وہ نہ ہو تو میت کا دادا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو میت کے باپ کا دادا اور یکے بعد دیگرے عصبہ مقرر ہوگا کیا معنی کہ یہی التزام بے نہایت اوپر تک چلا جائیگا کہ دادا کے بعد پردادا اور اُس کے بعد نگردادا اور اُس کے بعد سگردادا اگر زندہ ہوگا تو عصبہ بنے گا۔ منہ **۵۸** ہو گر جد صحیح۔ الخ۔ یہ دادا کی تعریف ہے کہ قسم دوم میں جو باپ کے بعد دادا پردادا وغیرہم عصبہ مقرر کئے گئے ہیں وہ۔ وہ دادا کہ جد صحیح کے نام سے موسوم ہیں اور جد صحیح کی صفت یہ ہے کہ اُس کے سلسلۂ نسب میں کسی ماں کا واسطہ نہو۔ کیا معنی کہ ماں کا باپ جسکو ہندی میں نانا کہتے ہیں وہ نہو اور اسی طرح نہ نانی کا باپ ہو نہ دادی کا باپ ہو کیونکہ ان سب میں ماؤں کے واسطے موجود ہیں اور یہ لوگ جد فاسد کہلاتے ہیں غرض کہ باپ کا باپ اور اُس کے باپ کا باپ جد اور یہی سلسلہ باپ در باپ سیدھا اوپر تک چلا جائے دوسری طرف منتقل نہ ہو وہ جد صحیح ہے اور وہی عصبات میں داخل ہے اور جد فاسد ذوی الارحام میں شامل ہے۔ منہ **۵۹** قسم ثالث۔ الخ۔ یعنی عصبات نسبی کی تیسری قسم میں میت کے باپ کی اولاد ذکور ہے جس میں سب سے پہلے میت کے بھائی عصبہ ہیں اور وہ نہوں تو بھائیوں کے اولاد نرینہ نیچے تک عصبہ ہوتی ہے یعنی بھتیجے اور اُن کے بعد اُن کے لڑکے نیچے تک ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۵ نمبر ۸ کچھ نہیں ملتا الخ۔ یعنی میت کی بھتیجی جو کہ اُسکے بھائی کی دختر ہے یا میت کی پھپھی جو اُسکے دادا کی دختر اور باپ کی خواہر ہے ان دونوں کو اور نیز اوپر کی نسبتی بھتیجیوں اور پھپھیوں کو عصبات نہ کیا اسلئے کچھ نہیں ملتا ہے کیا معنی کہ یہ عورتیں اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتیں ہیں اور ان کے بھیروت بھائی نرینہ اسے ترکہ خود ہضم کر جاتے ہیں البتہ تنہا عصبہ بن کر مالک کل ہوتے ہیں اور نیچے اور اوپر تک کی بھتیجیوں اور پھپھیوں سے یہ مطلب ہے کہ نہ باپ کی بھتیجی پھپھی نہ دادا پردادا کی بھتیجی پھپھی کچھ حصّہ پاتی ہیں۔ منہ **۵۹** کیونکہ یہ ذوالفرض نہیں۔ الخ۔ یعنی ان بھتیجیوں پھپھیوں کے محروم ہونے کا اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہ بننے کا یہ باعث ہے کہ یہ عورتیں ذوی الفروض میں شمار نہیں کی گئیں کیا معنی کہ ان عورتوں کا کوئی فرض حصّہ قرآن مجید میں خداوند عزاسمہٗ نے بیان نہیں فرمایا جیسا لڑکیوں کا اور بہنوں کا حصّہ مقرر کر کے فرما دیا ہے اس سلئے یہ عورتیں اس موقع پر بھی اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بنتی ہیں عصبہ بالغیر وہی عورتیں ہوتی ہیں

جو ذوی الفروض میں شمار ہوتی ہیں ۔ منہ **ش۱۰** یں ذوی الارحام ہیں ۔ الخ ۔ یعنی یہ عورتیں جو اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہیں یہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اگر تو چاہے تو اُن کا حصہ ذوی الارحام کے بیان میں معلوم کر لینا ۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۶۷ نمبر ۶ کا بقیہ پس جہاں کہیں فرائض میں نری نرا ایک یا دو ثلث لینا منظور ہوں گے وہاں تین کے عدد مخرج بنائیں گے ۔ اور جہاں کہیں ایک سدس یعنی چھٹا حصہ فقط لینا ہوگا وہاں چھ عدد سے مخرج مقرر کریں گے ۔ چھٹوں فرضوں سے ہر دو قسم کے مخارج کا علیحدہ علیحدہ بیان ہو چکا ۔ **ش۵** پھر اگر اک قسم کے ۔ الخ ۔ یعنی اوپر جو بیان ہوا وہ چھوں فرضوں سے تنہا حصوں کے مخرج کا بیان تھا کہ جب فرائض میں ایک ایک قسم کا ایک ایک فرض علیحدہ علیحدہ آئے اور کوئی دوسرا فرض اُس کے ساتھ شریک نہ ہو تو اُس وقت اُس قاعدہ کے موافق مخرج بنایا جائے جو مذکور ہوا ۔ اب مؤلف کہتا ہے کہ اگر ہر دو قسم مذکورہ میں سے ایک قسم کے دو فرض خواہ سب فرض تینوں کے تینوں ایک جگہ آکر جمع ہو جائیں تو اُس وقت اُن سب میں جو چھوٹا و کمتر فرض ہوگا اُس کے ہمنام عدد سے مخرج مقرر کیا جائیگا ۔ مثلاً اگر کہیں فرائض میں قسم اول کے دو فرض آدھا اور چوتھائی شریک ہوں گے تو چونکہ اُن دونوں میں چوتھائی کمتر ہے لہذا اسی کے ہمنام چار کے عدد سے مخرج مقرر کیا جائے گا اور اسی طرح اگر کہیں آدھا اور آٹھواں مشترک ہوں گے تو چونکہ آٹھواں فرض اُن دونوں میں چھوٹا ہے پس ایسے موقع پر اُس کے ہمنام آٹھ عدد سے مخرج مسئلہ بنالیں گے وعلی ہذا اگر قسم دوم کے تینوں فرض ایک تہائی ۔ دو تہائی اور چھٹا ۔ جمع ہوں تو چونکہ چھٹا سب میں چھوٹا فرض ہے لہذا یہاں چھٹے فرض کے ہمنام چھ عدد سے مخرج مسئلہ تیار کیا جائیگا اور اُس سے تقسیم فرائض عمل پذیر ہوگی ۱۲ ۔ منہ ۔

حاشیہ صفحہ ۷۷ نمبر ۶ ۔ عول ہے ۔ الخ ۔ یہ عول کی تعریف ہے کہ عول جسکا ذکر بار بار اوپر کیا گیا وہ کیا چیز ہے وہ یہ ہے کہ جب فرائض میں جملہ حصہ داروں کو مخرج سے پورا حصہ نہ مل سکے اور وہ بہ سبب زیادتی حصص کے تنگ ہو جائے تو مخرج کو بڑھا لیا جائے اور صورت اُس کی یہ ہے کہ جملہ حصہ داروں کے سہام کو مخرج سے نکال کر اگر ایک جگہ جمع کریں تو وہ سہام مجتمع ۔ اصل مخرج سے بڑھ جائیں پس جسقدر اضافہ حاصل ہوگا وہی عدد عول کہلائیگا ۔ مثلاً چھ کے فرض کا عول طاق و جفت دس تک آتا ہے پس اگر ایک مسئلہ میں کہیں میت کا شوہر اور دو بہنیں پائی جائیں تو بہ سبب جمع ہونے فرض نصف قسم اول کے ساتھ دو ثلث فرض قسم دوم کے بموجب قواعد مذکورہ مسئلہ کا مخرج چھ ہوگا پس چھ کا نصف ۳ عدد شوہر کا حصہ ہوا اور بہنوں کے دو ثلث چھ میں سے چار ہوئے اب ان دونوں کو جمع کیا تو سات عدد ہوئے چونکہ اصلی مخرج چھ عدد تھا اور سہام اُس سے متجاوز ہو کر سات عدد ہو گئے ۔ اسی کا نام عول ہے پس ایسی صورت میں مخرج سات ہی مقرر کیا جائیگا اور وہ مسئلہ عائلہ کہلائیگا ۔ یہ مثال طاق عول کی ہوئی ۔ اور جبکہ صورت مسئلہ مذکورہ میں شوہر اور بہنوں کے ساتھ جدہ صحیحہ بھی اور موجود ہو تو اُس صورت میں اصل مخرج چھ میں سے چھٹے حصہ کا ایک سہم جدہ صحیحہ کو بھی دیا جائیگا اور اُس کے شامل کرنے سے جملہ سہام آٹھ ہو جائیں گے چونکہ اصل مخرج چھ سے تھا اور سہام کا مجموعہ آٹھ ہو گئے لہذا بہ سبب تنگ ہو جانے اصل مخرج کے اُس کو بڑھا کر آٹھ ہی کر لیا گیا اور یہی عول ہے یہ مثال عول جفت کی ہوئی اور اسی طرح ۹ و ۱۰ کو سمجھنا چاہیے اور علی ہذا بارہ اور چوبیس کی مخرجوں کے عول کو سمجھنا چاہیے مثال اُن کی بھی لکھی جائے گی بارہ کے مخرج میں عول ہونے کی یہ مثال ہے کہ اگر کہیں فرائض میں ایک زوجہ اور ایک جدہ صحیحہ اور دو حقیقی بہنیں موجود ہوں تو بموجب قواعد مذکورہ مخرج بارہ سے مقرر ہوگا بارہ میں سے چہارم کے تین سہام زوجہ کے اور چھٹے کے دو سہام جدہ کے اور دو ثلث کے آٹھ سہام دونوں بہنوں کے ہوئے اب اُن سب کو جمع کیا تو تیرہ سہام ہو گئے چونکہ مخرج بارہ سے تھا اور سہام کا مجموعہ تیرہ ہو گیا لہذا یہی عول ہے اور اسی طرح پندرہ اور سترہ تک کے عول کی مثال یہ ہے کہ اگر کہیں فرائض میں ایک زوجہ اور ماں اور باپ اور دو لڑکیاں پائی جائیں تو بموجب قواعد مذکورہ اصل مخرج مسئلہ چوبیس سے ہوگا چوبیس میں سے آٹھویں کے تین سہام زوجہ کو اور چھٹے کے چار چار سہام ماں اور باپ کو اور دو ثلث کے سولہ سہام دونوں لڑکیوں کو دیئے گئے تو اُنکا مجموعہ ستائیس ہوتا ہے چونکہ اصل مخرج ۲۴ سے تھا اور مجموعہ سہام ۲۷ ہوتا ہے لہذا تین کا عول ہے پس اب مخرج بجائے ۲۴ کے ۲۷ قرار پائے گا اور مسئلہ عائلہ کہلائیگا اس مخرج میں صرف یہی ایک عول ستائیس کا آتا ہے اُس سے کم و بیش نہیں آتا عول میں سب ذوی الفروض کے حصے کچھ کم ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی عصبہ بھی ایسے موقع پر ہوتا ہے تو وہ بھی محروم ہو جاتا ہے جس طرح اسی صورت میں باپ ہے کہ اُس نے بحیثیت ذوی الفرض ہونے کے تو حصہ پایا ہے لیکن بحیثیت عصبہ ہونے کے کچھ نہیں پایا ۔ اگر مخرج تنگ نہ ہوتا اور اُسمیں سے کچھ باقی رہ جاتا تو اُس کو بھی بطور عصوبت لے لیتا فتفہم ۔ منہ **ش۵** دو عدد متجانس ۔ الخ ۔ یعنی جب کبھی کہیں پر دو عدد متجانس نظر آئیں تو اُن کی باہمی نسبت جو ہوگی اُس کا

تماثل نام ہوگا جس طرح ۱۲ و ۱۲ یا ۸ و ۸ اور ان دونوں عددوں کو متماثل کہیں گے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۹ نمبر ۳ کا بقیہ یہ تصحیح قدرے مشکل و دشوار ہے لیکن مؤلف نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کو شروع میں بیان کیا ہے جس کے سمجھنے میں چنداں شرح کی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم بہ نظر سہولت مختصراً اس کی شرح بھی کیجاتی ہے۔ یعنی اگر چند فرقوں کے سہام مقبوضہ اُن کے عدد ہائے رؤس پر منکسر ہوں اور کسی پر صحیح نہ بٹ سکتے ہوں تو اس وقت۔ منہ ۵۴ پیشتر ہر ایک کے سہم و راس ہیں۔ الخ۔ یعنی اس وقت سب سے پہلے ہر ایک فریق کے سہام و عدد رؤس میں نسبت ہائے مذکورۂ بالا کا غور و ملاحظہ کریں کہ اُن میں باہم کیا کیا نسبتیں ہیں ۱۱ منہ ۵۵ آئے جو جو نسبت اُن کے راس کی الخ۔ یعنی ہر فریق کے عدد رؤس و سہام مقبوضہ میں غور کرنے سے جو جو نسبت کہ اُن کے عدد رؤس کی پیدا ہو پس وہی نسبت بجائے اس عدد رؤس کے مان لی جائے اور اُسی کو اصل فرقہ قائم کرلیا جائے مثلاً اگر کسی فریق کے عدد رؤس چھ نفر ہوں اور اُن کے سہام چار عدد ہوں تو اُن میں نسبت کا غور کرنے سے توافق پایا گیا لہذا عدد رؤس کا وفق تین عدد نکلا۔ پس اب وہی تین عدد بجائے کل عدد رؤس چھ کے فرض کرلئے گئے اب دوسرے فریق کے عدد رؤس میں اور سہام میں غور کیا گیا تو فرض کرو کہ اُن میں باہم نسبت تباین پائی گئی مثلاً اگر عدد رؤس کسی فریق کے تین نفر ہوں اور سہام چار عدد ہوں تو ان تین اور چار کے باہم نسبت تباین ظاہر ہے لہذا یہاں کل عدد رؤس معتبر ہوکر بدستور وہی سب رکھ لئے جاینگے کذا و کذا منہ ۵۶ اب جاں۔ الخ۔ یعنی اب اس کارروائی کے بعد جو فریق نسبتی کر تیار کئے گئے ہیں اُن کے باہم اب پھر نسبت کا غور کرکہ اُن میں آپس میں کیا کیا نسبتیں پائی جاتی ہیں مثلاً مثال مذکورۂ بالا میں فریق اوّل کے چھ نفر میں سے بعد ملاحظہ نسبت توافق۔ تین نفر تسلیم کئے گئے تھے اور فریق دوم میں بہ سبب ظاہر ہونے نسبت تباین کے کل عدد رؤس یعنی کے تین برقرار رہے تھے پس اب ان دونوں نسبتی فرقوں میں پھر باہم نسبت کا خیال کریں کہ کیا ہے -------------------- - پس اگر اُن کے باہم نسبت تماثل نظر آئے جیسا کہ حال ہذا میں موجود ہے تو اس صورت میں۔ منہ ۵۷ ایک فرقہ کے۔ الخ۔ یعنی۔ ایسی حالت میں جبکہ اُن فرقوں میں باہم تماثل ہو تو صرف ایک فرقہ کے عدد رؤس کو لیکر اصل مخرج مسئلہ میں ضرب کرنا چاہئے حاصل ضرب اس کا مخرج ہوگا اور اس جدید مخرج بالا سے ہر فریق کے ہر نفر کو صحیح حصہ تقسیم ہوگا۔ منہ ۵۸ اور جو ہوں اُن میں تداخل۔ الخ۔ یعنی اگر اعداد رؤس کے باہم نسبت تداخل بطریق معمول و مذکور ثابت ہو تو اس وقت اُن میں جو فریق کہ سب فریقوں میں بڑا ہو اس کے عدد رؤس کو اصل مخرج میں ضرب دینا چاہئے حاصل ضرب اس کا مخرج تیار ہوگا۔ منہ ۵۹ اور جو فرقوں میں۔ الخ۔ یعنی اگر بجائے تماثل و تداخل کے نسبتی فرقوں میں باہم توافق ہو تو ایک فرقہ کے وفق کو دوسرے فرقہ میں ضرب کرنا چاہئے مثلاً ایک فریق کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کرکے بارہ عدد رؤس فرض کئے گئے تھے اور دوسرے فریق کے عدد رؤس و سہام میں غور کرکے ۱۶ عدد رؤس رکھے گئے تھے اب ان بارہ اور سولہ میں جو نسبت کا غور کیا تو توافق بالربع پایا گیا ---- لہذا ایک کے وفق کو دوسرے میں مثلاً بارہ کا وفق تین لیکر سولہ میں یا سولہ کا وفق چار لیکر بارہ میں ضرب کردینا چاہئے کہ حاصل ایک ہے اس کا نتیجہ آگے چلکر نکلے گا۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸۱ نمبر ۴ کا بقیہ مخرج ایک یا تین یا سات جیسی صورت ہو فرقہ ہائے اہل رد پر تقسیم کیا جائے یہ نہ کیا جائے کہ بموجب قواعد تصحیح قسم اوّل کے فرض کو قسم دوم کے فرض سے ملاکر مخرج مسئلہ چھ سے یا بارہ سے یا چوبیس سے کیا جائے یہاں رد کے موقع پر ایسا عمل نہیں ہوتا ہے یہاں میاں بی بی کے مخرج اقل سے مخرج مسئلہ مقرر کیا جاتا ہے اور جب اس سے سہام منقسم نہیں ہوتے تو اس کی تصحیح کیجاتی ہے اور اسی کو مخرج خورد و مخرج کمتر و مخرج اقل کہتے ہیں فتدبر۔ منہ ۵۵ ساتھ اُس کے جنس۔ الخ۔ اب یہ ترکیب میاں بیوی کے ساتھ اہل رد کی تقسیم کی شروع ہوئی کہ جب فرائض میں اہل رد کے ساتھ میت کا جفت حلال بھی موجود ہو تو اس وقت اس کا فرض حصہ اس کے مخرج اقل میں سے نکال کر باقی مخرج مذکور کو فریق واحد کے اعداد رؤس پر بانٹ دینا چاہئے۔ منہ ۵۶ منقسم ہوجائیں۔ الخ۔ یعنی اگر وہ سہام جو میاں بیوی کے باقی ماندہ مخرج اقل سے اہل رد کو دیئے گئے ہیں ہر فرد پر صحیح تقسیم ہوجائیں تو سب سے بہتر ہے کہ پھر کسی اور بات کی ضرورت نہیں ہے اور یہی مقصود اصلی ہے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۴

دختران ۳ نفر	شوہر
۳ سہام	۱ سہم

صورت مسئولہ میں ایک شوہر اور تین لڑکیاں وارث ہیں چونکہ ذوالفروض میں کوئی عصبہ نہیں ہے لہذا مسئلہ ردیہ ہے پس پاس شوہر کو اس کے اقل مخرج میں کہ چار میں ایک دیا تو باقی تین رہ گئے - چونکہ لڑکیاں بھی تین ہی ہیں لہذا وہ تینوں سہام ان پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر دمیت تحریر ہے - پس اب یہاں کسی نحو کارروائی کی ضرورت نہیں ہے - اور جو بقیہ سہام مخرج جهت فریق واحد اہل رد پر تقسیم نہ ہوں تو اُس وقت الخ - ۵۵ چھوڑ کر سب کام - الخ - یعنی بصورت نہ منقسم ہونے مابقی مخرج مذکور کے فریق واحد کے عدد رؤس پر اُس کے سہام حاصلہ اور عدد رؤس کے درمیان نسبت کا غور کرنا چاہیئے کہ دونوں میں کیا نسبت ہے - منہ ۵۵ انہیں نسبت - الخ - یعنی عدد رؤس فریق واحد اور اُن کے سہام حاصلہ میں نسبت توافق معلوم ہو تو عدد رؤس کے وفق کو لیکر ضرب کر - منہ ۵۹ ضرب اقل مخرج میں - الخ - یعنی جهت کے مخرج خورد میں وفق فریق کو ضرب کر اور در صورت پیدا ہونے نسبت تداخل کے اُس کا بھی وفق نکال کر مخرج مذکور میں ضرب کر کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ تداخل فیمابین عدد رؤس و سہام معقود منہ جبکہ سہام کمتر ہوں تو نسبت توافق قرار پاتا ہے - پس ایسی صورت میں اُس کا بھی وفق نکال کر مخرج مذکور میں ضرب دینا تاکہ تصحیح درست ہو جاوے جیسا کہ مثال ہذا سے روشن ہے فانظر الیہ -

مسئلہ ۴/۸

دختران چھ نفر	شوہر
۶ سہام	۲ سہام

صورت مسطورہ میں جبکہ شوہر کو اُس کے کمتر مخرج چار سے ایک ادا کیا تو تین باقی بچے وہ چھ نفر دختران پر غیر منقسم ہیں پس نسبت کا غور کیا تو اس میں تداخل پایا پس ایسے موقع پر عدد رؤس کا وفق تین دُونے چھ کے حساب سے دو نکال کر مخرج اقل جهت میں ضرب دیا تو آٹھ ہو گئے - اب وہ آٹھ ان سب پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر دمیت تحریر ہے یہ مثال توافق و تداخل دونوں کی ہوئی - فتنبہ منہ ۵۱ اور تباین ان میں گر ہوا ی عروس الخ - عروس دولہا دولہن دونوں کو کہتے ہیں اور یہاں اہل رد کے ساتھ انہیں کے ہونے کا ذکر ہے لہذا نذا برمحل ہے - مطلب شعر یہ ہے کہ اگر فیمابین عدد رؤس و سہام حاصلہ فریق واحد کے توافق یا تداخل نہ ہو بلکہ تباین ہو تو اس وقت کل عدد رؤس فریق واحد کو مخرج اقل احد الزوجین میں ضرب دینا چاہیئے کہ اس سے تصحیح ہو جائیگی مثال اسکی یہ ہے -

مسئلہ ۸/۳۲

دختران ۷ نفر	زوجہ یک
۲۸ سہام	۴ سہام

مثال مسطورہ میں جبکہ زوجہ کو اُس کے اقل مخرج سے کہ آٹھ ہیں ایک دیا گیا تو باقی سات سہام لڑکیوں کے حق کے ہیں مگر چونکہ لڑکیاں ۷ نفر ہیں بدیں وجہ وہ ان پر غیر منقسم ہیں اب انہیں نسبت کا غور کیا تو تباین پایا گیا پس بموجب قواعد تصحیح کل عدد رؤس لڑکیوں کو کہ چار ہیں کمتر مخرج زوجہ میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو بتیس ہو گئے اُن سے مخرج بالا تیار کر کے ہر ایک فرد کو تقسیم کر دیا گیا جیسا کہ زیر دمیت تحریر ہے - اگر کسی موقع پر زوجات متعدد ہوں تو وہاں اُن کا سہم حاصل بھی اُن پر منقسم نہ ہوگا اُس وقت اُن کے عدد رؤس سہم حاصل میں بھی تناسب کا خیال کر کے اُنکے عدد کی نسبت معتبرہ کو فریق واحد کے رؤس کی نسبت مذکورہ سے موازنہ کر کے کمتر مخرج زوجات میں ضرب دی جائیگی اور اس سے تصحیح مسئلہ ہوگی مثال اس کی بھی ملاحظہ طلب ہے -

مسئلہ ۸/۱۶

دختران ۲ دو نفر	زوجہ ۲ نفر
۱۴ سہام	۲ سہام

مثال مسطورہ میں دو زوجہ اور دو لڑکیاں ہیں چونکہ مسئلہ ردیہ ہے لہذا اوّل زوجات کو اُن کے کمتر مخرج سے کہ آٹھ ہیں ایک سہم اُنکے آٹھویں حصہ کا دیا گیا تو باقی سہام سات رہے اور وہ ہر دو لڑکیوں کو دیدیے گئے اب جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ زوجات کا سہم اُن پر اور لڑکیوں کے سہام لڑکیوں پر غیر منقسم ہیں لہذا پیشتر دونوں کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کیا تو دونوں میں تباین پایا گیا بدیں وجہ دونوں کے عدد رؤس معتبر ہوئے اب دونوں نسبتی فریقوں میں پھر نسبت کا غور کیا تو تماثل نظر آیا لہذا بموجب قواعد تصحیح اُن دونوں میں سے ایک کے عدد رؤس کو لیکر کمتر مخرج زوجات میں ضرب دیدیا تو سولہ ہو گئے پس اب اِن سولہ سے مخرج

بالاتیار کرکے ہر فریق کو اُس کے سہام دیدیے گئے تو وہ اُن کے ہر فرد پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر میت تحریر ہے کہ فی زوجہ یک یک سہم اور فی دختر سات سات سہام پہونچتے ہیں منہ ۱۲۔ ۵۵ اور اگر ہوں ساتھ الخ۔ اب یہاں سے احد الزوجین کے ساتھ دو فریق اہل رد کی تصحیح شروع ہوئی یعنی جبکہ میراث میں جورو خاوند دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بجائے فریق واحد کے دو فریق اہل رد کے پائے جائیں تب وہاں یہ دوسری ترکیب عمل میں لانا چاہئے جس کا ذکر اگلے شعر میں ہے۔

واضح ہو کہ شعر میں جو دو فریق کی خصوصیت قافیہ میں بیان کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤلف شریفیہ شارح سراجیہ کو تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے ساتھ اہل رد کے دو فریق سے زائد جمع نہیں ہوتے پس اُسی کے بموجب یہ تخصیص نظم میں عرض کی گئی لیکن مؤلف رسالہ لذا کا تجربہ اس کے خلاف ہے بہرحال فریق خواہ دو ہوں خواہ زائد طریق عمل اُن سب کا یکساں ہے جیسا کہ آگے مذکور ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸۲ نمبر ۴ شہر سے جو جو قدر۔ الخ۔ یعنی اُن میں غور کرنے سے جو جو مقادیر ہر دو فریق کے عدد رؤس کے قائم ہوں پس اُن مقداروں میں باہم پھر کر غور کیا جائے کہ اُن میں کیا نسبت ہے ۱۲۔ منہ ۵۵ گر توافق ہو تو وفق یک فریق۔ الخ۔ اب اگر اُن نسبتی فرقوں میں باہم نسبت توافق ہو تو ایک کے وفق کو لیکر دوسرے فریق کے اعداد میں اور اگر نسبت تباین ہو تو ایک کے کل اعداد رؤس کو دوسرے فریق کے کل اعداد میں بطریق معمول ضرب دے اور اُن دونوں مضروب کے حاصل ضرب کو لیکر ۱۲۔ منہ ۵۶ جنت کے مخرج۔ الخ۔ یعنی حاصل ضرب مذکور کو مخرج خورد جنت میت میں ضرب دے اور اُس کے حاصل ضرب سے مخرج بالاتیار کرلے تاکہ اُس سے ہر دو فریقین کو صحیح تقسیم ہو جائے مثال اُس کی یہ ہے

مسئلہ ۴۸/۴

میت

زوجہ یک	جدات چار نفر	برادران اخیافی ۶ نفر
۱۲ سہام	۱۲ سہام	۲۴ سہام

صورت مسئولہ میں ایک زوجہ اور چار جدات صحیحہ اور چھ نفر برادران اخیافی وارث ہیں چونکہ فرائض میں کوئی عصبہ نہیں ہے لہٰذا مسئلہ ردیہ ہے پس بموجب قواعد رد۔ اول زوجہ کو اُس کے مخرج خورد چار سے ایک دیا گیا تو تین باقی بچے وہ تینوں ہر دو فریق اہل رد کے حق کے ہیں اور چونکہ اُن دونوں فریق کے مجموع سہام بھی ۳ ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے لہٰذا اُسی کے مطابق اُن میں سے ایک جدات کو اور دو سہام برادران اخیافی کو دیے گئے اب جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ چار نفر جدات پر ایک سہم اور چھ نفر برادران اخیافی پر دو سہام اُن کے منقسم نہیں ہیں پس ہر دو فریق مذکور کے عدد رؤس و سہام مقبوضہ میں نسبت کا غور کیا تو جدات کے سہام و رؤس میں تباین پایا گیا بدیں وجہ جدات کے کل عدد رؤس یعنی چار معتبر ہوئے اور برادران اخیافی کے سہام و رؤس میں غور کرنے سے نسبت توافق ظاہر ہوئی لہٰذا اُن کے عدد رؤس کا وفق کہ تین ہے لے لیا اب اِن چار اور تین میں جو نسبتی فریق ہیں پھر نسبت کا غور کیا تو تباین ثابت ہوا ایک کو دوسرے میں ضرب دیا تو بارہ ہوئے اب اِن بارہ کو مخرج اقل میں ضرب دیا تو ۴۸ ہوگئے اب ان ۴۸ سے مخرج بالاقائم کرکے ہر ایک فریق کو اُن کے حصے دیدیے گئے وہ اُن کے ہر فرد پر ٹھیک تقسیم ہیں جیسا کہ زیر میت تحریر ہے یہ مثال تباین کی ہوئی اسی طریق پر توافق میں ایک کا وفق دوسرے میں ضرب ہو کر حاصل ضرب مخرج اقل احد الزوجین میں ضرب پائیگا اور اُس سے مخرج بالاتیار ہوگا جیسا کہ چند بار مکرر اوپر بتا دیا گیا ہے فتنبہ منہ ۵۷ گر تماثل ہو۔ الخ۔ یعنی ہر دو فریق نسبتی مذکور میں توافق یا تباین نہو بلکہ تماثل ہو تو اس وقت اُن دونوں میں سے کسی ایک کے عدد رؤس کو لیکر مخرج اقل مذکور میں ضرب دیکر مخرج بالاتیار کر لینا چاہئے اگر ان میں نسبت تداخل ہو تو --- دونوں میں سے بڑے فریق کے عدد رؤس لیکر مخرج مذکور میں ضرب کرکے تصحیح کرنا چاہئے کہ اُس سے ہر فرد کو صحیح تقسیم ہو جائیگا مثال دونوں کی مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ ۱۲/۴

میت

زوجہ یک	جدات ۳ نفر	اخوات مادری ۲ نفر	یہ مثال تماثل کی ہے
۳ سہام	۳ سہام	۶ سہام	

کہ جب ہر سہ جدات وہر سہ اخوات اخیافی کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کر کے اُن کے عدد رؤس بجنسہٖ معتبر رکھے گئے تو اُن میں باہم تماثل پیدا ہوا لہٰذا بموجب قواعد تصحیح ان میں سے ایک کے عدد رؤس یعنی تین کو زوجہ کے مخرج اقل چار میں ضرب دیا تو بارہ ہو گئے اب وہ ہر دو فریق کے ہر فرد پر ٹھیک منقسم ہیں جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے مثال تداخل کی یہ ہے۔

مسئلہ ۳۶/۴

زوجہ یک نفر	جدات ۳ نفر	اخوات اخیافی ۹ نفر
۹ سہام	۹ سہام	۱۸ سہام

جبکہ کسی جگہ فرائض ایک زوجہ اور تین جدات صحیحہ اور ۹ اخوات اخیافی پائے جاویں تو اس وقت جدات و اخوات کے عدد رؤس معتبر ہو کر اُنکے باہم تداخل ثابت ہوگا لہٰذا ان میں سے بڑے فریق کے عدد رؤس کو کہ نو عدد ہیں زوجہ کے اقل مخرج میں کہ چار ہیں ضرب دیکا تیگی تو حاصل ضرب چھتیس ہو جائیں گے اس سے مخرج بالااتیار کر کے ہر ایک فریق کے ہر فرد کو صحیح تقسیم کر دیا جائیگا جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے۔ منہ ۵۸ جب ہو باقی زوجین۔ الخ۔ یہاں تک جو بیان ہوا وہ ہر دو فریق اہل رد کے مجموع سہام پر بالقی زوجین مستقیم ہو کر ہر فرد پر جدا جدا تقسیم ہو سکتا تھا جیسا کہ گذر چکا اور اس کی مثالیں علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دی گئیں۔ اب یہاں سے اس بات کا بیان شروع ہوا کہ اگر وہ ما بقی احد الزوجین مجموع حصص ہر دو فریق پر مستقیم ہی ہوں کیا معنی کہ مجموع حصص اور کچھ ہوں اور ما بقی احد الزوجین کچھ اور ہوں مثلاً مجموع سہام پانچ ہوں اور ما بقی جنت سات عدد ہوں تو ایسی صورت میں وہ فرقوں پر بھی مستقیم و راست نہیں ہوں گے یہ فرداً فرداً ہر ایک پر کیونکر تقسیم ہوں اس کی نسبت مؤلف کہتا ہے کہ اگر ما بقی احد الزوجین فرقہ ہائے اہل رد پر راست و مستقیم نہوں تو اس صورت میں۔ منہ ۵۹ اُن کے حصص لیکے۔ الخ۔ یعنی بصورت مذکور فریقین اہل رد کی مجموع حصص کو لیکر اُن میں مخرج اقل احد الزوجین کو ضرب دیکر راست کر لینا چاہیے کیا معنی کہ اگر مجموع حصص کو مخرج خورد مذکور میں ضرب دیجائے اگر وہ ہر فریق پر مستقیم ہو جائیں کہ جس فریق کے جسقدر سہام ہوں اسی فریق کو اسی قدر اس سے مل جائیں تو تصحیح کامل ہو جائیگی مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۴۰/۸

زوجہ یک کس	دختران ۴ نفر	جدات ۷ نفر
۵ سہام	۲۸ سہام	۷ سہام

کہ اگر کسی جگہ فرائض میں ایک زوجہ اور ۴ لڑکیاں اور ۷ جدات صحیحہ پائے جائیں تو اس صورت میں مجموع سہام دختران و جدات کے پانچ ہوں گے اور چونکہ زوجہ کو یہاں آٹھواں حصہ ملیگا لہٰذا اس کے مخرج اقل ۸ میں سے زوجہ کو ایک دیا گیا تو باقی سات رہے وہ سات عدد مجموع سہام پانچ پر مستقیم نہیں بلکہ کچھ ہیں لہٰذا اُن پانچوں مجموع سہام کو مخرج اقل زوجہ میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو چالیس ہو گئے اب وہ چالیسوں اُن سب پر مستقیم ہیں اور اُن میں کچھ باقی نہیں رہی کیونکہ جب اس میں سے آٹھویں حصہ کے پانچ سہام زوجہ کو دیے گئے تو ۳۵ سہام باقی رہے وہ پینتیسوں سہام بنات و جدات کے ہیں اور چونکہ اُن دونوں فریق کے مجموع سہام پانچ تھے اس لئے وہ پینتیسوں سہام اب ان پانچوں مجموع سہام پر مستقیم و درست ہیں کہ جدات کو پانچویں کے ۷ سہام پہونچے اور باقی ۲۸ سہام بنات کو رہ گئے جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے اور مجموع سہام بنات و جدات کے پانچ اس لئے ہیں کہ اگر کہیں صرف یہی دو فریق بنات و جدات پائے جاویں تو اس صورت میں مخرج بموجب قواعد تصحیح چھ سے ہوگا چھٹے کا ایک جدات کو اور اس کے دو ثلث کے چار بنات کو ملیں گے جب اُن دونوں سہام کو جمع کریں گے تو مجموع سہام پانچ ہو جائیں گے۔ پس انہیں پر ما بقی جنت راست کئے جاویں گے جیسا کہ مثال میں ظاہر ہو چکا فتفہم منہ

حاشیہ صفحہ ۴۳ نمبر ۱۸ کا بقیہ۔ ملاحظہ نسبت بشمول دیگر فرقہ ہائے اہل رد کی تصحیح کی جائے گی جیسا کہ ابھی فصل کے باب میں شروع کی شرح میں بتا دیا گیا ہے اور اب پھر مکرر بغرض وضاحت بیان کیا جاتا ہے مثلاً اگر مثال مذکور بجائے یک زوجہ کے چار نفر زوجات ہوں تو مخرج مستقیم چالیس ہیں سے جو پانچ سہام زوجات کے ہیں وہ اُن پر منکسر ہیں لہٰذا اُن میں نسبت کا جو غور کیا تو... اس صورت میں اُن کے سہام و رؤس میں بھی نسبت کا غور کیا جائیگا اور بعد غور و

تباین پایا پس اُن کے عدد رؤس چاروں معتبر ہوئے چونکہ فریقین اہل رد کے عدد رؤس وسہام حاصلہ میں بھی نسبت کا ملاحظہ ہو کر دونوں کے عدد رؤس اصلی بدستور معتبر ہو چکے ہیں بدیں وجہ اب تینوں کی عدد رؤس چار و ۹ و ۶ میں پھر نسبت کا غور کیا تو ۹ و ۶ میں توافق بالثلث ثابت ہوا لہٰذا ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوگئے۔ اب ان اٹھارہ میں اور چار میں نسبت کا غور کیا تو توافق بالنصف پایا لہٰذا ان میں بھی ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو ۳۶ ہوگئے اب ان ۳۶ کو ۴۰ میں ضرب دیا تو ۱۴۴۰ ہوئے اور اگر ۹ و ۶ کی جگہ پیشتر ۴ و ۹ میں ہی نسبت کا ملان کیا جائیگا تو ان میں تباین ثابت ہوگا پس ۹ کو چار میں ضرب دی جائے گی تو ۳۶ ہو جائیں گے پھر ۳۶ میں اور ۶ میں نسبت کا غور ہوگا تو تداخل ثابت ہوگا بدیں صورت فریق کلاں ۳۶ معتبر ہو کر بدستور سابق ۴۰ میں ضرب پائینگے وہ ۱۴۴۰ حاصل رہیں گے غرضکہ ہر طریق سے نتیجہ واحد ہوگا اب ۱۴۴۰ ہر سہ فریق کے ہر فرد پر ٹھیک منقسم ہیں جیسا کہ میت مندرجہ ذیل سے بخوبی ظاہر و روشن ہے۔

مسئلہ ۸ تصحیح ۱۴۴۰

میت

زوجات ۴ نفر	دختران ۹ نفر	جدات صحیحہ ۶ نفر
۱۸۰ سہام	۱۰۰۸ سہام	۲۵۲ سہام

زوجات کے سہام ۱۸۰ میں سے ہر زوجہ کو ۴۵۔ اور دختران کے سہام ۱۰۰۸ میں سے ہر دختر کو ۱۱۲۔ اور جدات کے سہام ۲۵۲ میں سے ہر جدہ کو ۴۲ ملتے ہیں جب ان سب کو جمع کریں گے تو وہی ۱۴۴۰ ہو جائیں گے لہٰذا تصحیح کامل ہے فتبنہ۔ منہ

۵۲ (الف) رد ہے ضد عول۔ الخ۔ یعنی اب یہ رد کی تعریف کرتا ہے کہ رد جس کا اس قدر ذکر ہوا کیا چیز ہے وہ ضد عول ہے کہ عول میں حصہ داروں کے حصے تنگ ہو کر گھٹ جاتے ہیں اور رد میں حصہ داروں کے حصے زائد ہو کر بڑھ جاتے ہیں جیسا کہ ملاحظہ میں آچکا منہ

۵۳ (ب) ہیں ذوی الارحام۔ الخ۔ اب یہ بیان ذوی الارحام کا شروع ہوا۔

یعنی ذوی الارحام میت کے قریب رشتہ دار ہیں غیر نہیں ہیں لیکن وہ لوگ بیچارے نہ تو ذوی الفروض میں شمار ہیں اور نہ عصبات میں داخل ہیں کیونکہ کلام اللہ میں آیات و حدیث میں ان کا حق بیان نہیں فرمایا بدیں وجہ وہ لوگ ذوی الفروض و عصبات کی موجودگی میں محروم رکھے گئے اور اُن کا لقب ذوی الارحام دیا گیا پس جبکہ عصبات و ذوی الفروض اہل رد نہ ہوں گے اُس وقت ان لوگوں کو میراث ملے گی جیسا کہ آگے شعر میں بیان ہے فتبنہ۔ منہ **۵۳** مثل عصبہ۔ الخ۔ یعنی ذوی الارحام کی قسمیں مثل عصبات کے چار ہیں کہ قسم اعلیٰ کے ہوتے ہوئے قسم ادنیٰ کو کچھ نہیں ملتا ہے اور جس طرح عصبات کو باقی ماندہ ذوی الفروض دیا جاتا ہے اسی طرح اُن باقی ماندہ احد الزوجین تقسیم ہوتا ہے اور جیسا وہ نہوں تو سب ترکہ ملتا ہے پس قسم اول میں لڑکی کی اولاد اور وہ نہ ہو تو پوتی کی اولاد اسی طرح نیچے تک یکے بعد دیگرے شامل ہیں۔ منہ **۵۴** دوسرے اجداد۔ الخ۔ یعنی قسم دوسری میں اجداد فاسد و امہات فاسدہ داخل ہیں جد فاسد و جدہ فاسدہ کی صفت پیشتر بیان ہو چکی ہے فتبنہ۔ منہ **۵۵** تیسرے اُس کی برادر زادیاں۔ الخ۔ یعنی تیسری قسم ذوی الارحام میں میت کی بھتیجیاں جو اُس کی برادر زادیاں اناث ہیں، شامل ہیں اور اسی طرح اُس کے بھانجے اور بھانجیاں جو بہن کی اولاد ہیں وہ بھی شامل ہیں۔

واضح ہو کہ بھتیجیاں اور بھانجے اور بھانجیاں خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلے ہوں خواہ اخیافی ہوں وہ سب حق دار ہیں۔ منہ **۵۶** چوتھے الخ۔ یعنی قسم چہارم ذوی الارحام میں میت کی پھپھیاں اور ماموں اور خالائیں اور چچا زاد بہنیں اور ان کے بعد ان کی اولاد شامل ہیں غرض کہ اس قسم کے اندر جد صحیح و جدّ فاسد دونوں کے کل فروعات جو کہ عصبات و ذوی الفروض میں شمار نہ ہوں وہ سب داخل ہیں۔ منہ **۵۷** بعد ہم۔ الخ۔ یعنی میت کی پھپھی ماموں خالہ چچا زاد بہن اور ان کے بعد ان کی بھی اولاد نہ ہونے کی صورت میں میت کے ماں اور باپ دونوں کی پھپھیاں اور ماموں اور خالائیں اور چچا زاد بہنیں بھی شامل ہیں جیسا کہ اوپر حاشیہ میں جتا دیا گیا کہ جدین میں اوپر تک سب اجداد کی فروعات یکے بعد دیگرے شامل ہیں بشرطیکہ سلسلہ صحیح ثابت ہو جائے۔ ۱۲۔ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۱۸۴ نمبر ۵ اور جو ہوں سب عورتیں۔ الخ۔ یعنی مساوات اصل و سلسلۂ قرابت کی صورت میں اگر کہیں نری عورتیں ہوں یا نرے مرد ہوں تو اُن سب کو برابر برابر حصہ دینا چاہیئے بشرطیکہ اون میں سے ایک ہی طرف کے وہ سب ہوں اور اگر دونوں طرف کے ہوں تب ۱۲۔ منہ۔ **۵۶** باپ کی قرابت الخ۔ یعنی باپ کی قرابت بہ نسبت ماں

کی قرابت کے ذوی الارحام میں قوی ہے کیا معنی کہ فائدہ حاصل کرنے میں باپ کی قرابت والے ماں کی قرابت والوں سے ذو رحم میں بہتر ہیں اور اس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ ۱۲ منہ **۵۱** باپ والوں کو ہیں دو۔ الخ۔ یعنی ذوی الارحام میں جو لوگ میت کے باپ کی جانب سے رشتہ دار ہیں اُن کو دوہرا حصہ دیا جائے اور جو لوگ ماں کی طرف والے ہیں یعنی ماں کی طرف سے ذو رحم میں میت کے ساتھ قرابت رکھتے ہیں اُن کو اکہرا حصہ دیا جائے اور یہ حصہ مردوں کو مردوں کے بالمقابل اور عورتوں کو عورتوں کے بالمقابل دوگنا دیا جائے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۳

میت

خالہ یک	عمہ یک
۱	۲

جبکہ عمہ اور خالہ ذوی الارحام میں پائی جائیں گی تو عمہ کو دو اور خالہ کو ایک دیا جائے گا اگرچہ عمہ علاتی ہو اور خالہ عینی ہو کیونکہ دو قرابتیں باعث نقصان ایک قرابت والے کی ہیں کہ وہ ایک ہی جانب میں ہوں مثلاً ایک عمہ عینی ہو اور ایک عمہ علاتی یا ایک خالہ عینی ہو اور ایک خالہ علاتی تو البتہ وہ دونوں عینی کے مقابلہ میں محروم ہو جائیں گے اور یہی لحاظ نیچے تک اُن کی اولاد میں رکھنا چاہئے۔ منہ واضح ہو کہ ذوی الارحام کی تطبیق و تقسیم نہایت دشوار ہے اگر سلسلہ بعیدہ میں دونوں ماں باپ کی طرف ذوی الارحام لئے جائیں تو بے حد و شمار ذوی الارحام پیدا ہو سکتے ہیں اور نیز اُن کی تقسیم میں باہم صاحبین رح کا بہت بڑا اختلاف ہے جس کا بیان موجب خلجان و طوالت ہے اگر کبھی ایسا موقع پیش آئے تو دونوں اماموں میں سے جس کی تقسیم اس صنف کے واسطے آسان تر ہو اُسی کے بموجب عمل کیا جائے۔ فتنبہ۔ منہ **۵۲** وارثوں میں حمل ہی۔ الخ۔ یعنی اگر کوئی شخص مرے اور اس کے وارثوں کے منجملہ حمل بھی ہو تو اُس کا حصہ جس قدر فرائض کے بموجب ہوتا ہو اسکو بطور امانت کے اٹھا رکھیں اور جب وہ پیدا ہو جائے اس وقت اُس کے ولی مال کو سپرد کر دیں اور حمل کے حصہ کا بیان آگے ہے۔ منہ

صفحہ حاشیہ ۱۸۵ نمبر ۲۔

حمل میت۔ الخ۔ یعنی اگر حمل مذکور خود میت کا ہو تو وہ انتہائے مدت حمل تک پیدا ہونے میں وارث ہو سکتا ہے اور انتہائے مدت حمل دو برس ہیں۔ اور اگر وہ حمل میت کا نہو غیر شخص کا ہو کیا معنی کہ میت کے کسی عزیز کا مثل باپ یا بھائی وغیرہ کے ہو تو اُس صورت میں چھ ماہ کے اندر اگر پیدا ہو جائیگا تو اس میت کا وارث بنے گا اور اگر زیادہ میں پیدا ہوگا مثلاً چھ مہینے سے ایک ساعت زیادہ میں تو وارث نہ ہوگا۔ منہ **۵۳** دوسرے کا حمل ہو۔ الخ۔ یعنی اگر وہ حمل کسی اور شخص کا جو میت کے وارثوں میں ہو پایا جاوے اور خاص میت کا نہو تو اس صورت میں اگر وہ حمل اُس میت کے مرنے سے چھ مہینے کے اندر اندر پیدا ہو جاوے تب تو اُس میت کا وہ وارث ہو سکے گا اور اُس کے ترکہ سے فرض حصہ پائیگا اور اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوگا تو اُس کا ترکہ اُس کو نہ ملے گا۔ منہ **۵۴** یعنی اسی طرح جو حمل کہ نصف بدن کی پیدائش تک زندہ رہے خواہ سر کی طرف سے پیدا ہو خواہ پیروں کی طرف سے پیدا ہو کیا معنی کہ اگر سر کی طرف سے پیدا ہو تو سینہ اور ہر دو بغل تک اُس کا زندہ رہنا شرط ہے اور اگر پیروں کی طرف سے پیدا ہو تو ناف تک اُس کا زندہ رہنا مشروط ہے کہ یہی دونوں مقام نصف حصہ بدن قرار دیئے گئے ہیں تو وہ مولود اس میت کا وارث بن کر اپنا حصہ فرض پائیگا اور پھر اپنے مرنے پر اپنے دیگر وارثوں کا مورث قرار دیا جاوے گا اور پھر اُس کا ترکہ اُس کے وارثوں میں از سر نو تقسیم ہوگا اور اگر وہ دونوں حالتوں میں دونوں مقامات مذکور کے پیدا ہونے سے پہلے مر جائیگا تو وہ پھر وارث نہ ہوگا اور پھر ان صورتوں میں حصہ موقوفہ پہلے میت کے وارثوں میں مسترد کیا جائیگا کیا معنی کہ اگر میت کا خاص حمل دو برس کے بعد پیدا ہوا اور اُس کے کسی دوسرے عزیز وارث کا حمل چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا۔ یا کوئی مولود نصف پیدائش سے پہلے پہلے مر گیا تو ان سب صورتوں میں وہ وارث نہیں ہے اور اُن کا حصہ موقوفہ میت اول کے دیگر وارثان کو واپس دیا جائے گا۔ ۱۲۔ منہ **۵۵** مرد و زن میں ہے۔ الخ یعنی مرد اور عورت کی شناخت و تمیز اُن کی علامات بول سے ہوتی ہے کہ اگر کسی کے مبال پر آلۂ تناسل علامت مردی ہوگا تو اُس کو مرد کہتے ہیں اور اگر سوراخ بشکل مخصوص علامت زنی ہوگا تو اُس کو عورت کہیں گے اگرچہ وہ علامات ضعیف صغیر اور اپنی خلقت اصلی سے کمتر ہوں۔ لیکن جس انسان میں کہ یہ دونوں علامات مردی و زنی کی موجود ہوں تو اُس شخص کو خنثیٰ کہتے ہیں پس اگر کسی موقع پر ایسا شخص وارثوں میں پایا جائے تو اُس وقت یہ دیکھیں گے کہ وہ شخص ہر دو علامات مذکورہ میں سے کس علامت سے پیشاب کیا کرتا ہے اگر وہ علامت مردی سے پیشاب کرتا ہو تو اُس کو مرد کا حصہ دیں اور اگر علامات زنی سے پیشاب کرتا ہو تو عورت

کا حصّہ دیں۔ منہ ف بول کرتا۔ الخ۔ یعنی اگر وہ خنثی دونوں علامات مردی و زنی سے پیشاب کیا کرتا ہو تو اب یہ دیکھیں کہ سب میں پہلے اُسے پیشاب کدھر سے آیا تھا اگر پہلے علامت مردی سے پیشاب آتا ہو تو وہ مرد ہے اگرچہ اُس کے بعد پھر علامت زنی سے بھی پیشاب آئے اور اگر اُس کو پہلے علامت زنی سے پیشاب آئے تو وہ عورت ہے اگرچہ بعد کو علامت مردی سے بھی بول کرے۔ اور اگر اُس کے پیشاب میں بھی تقدیم و تاخیر نہ ہو بلکہ ہر دو علامات سے ایک ساتھ پیشاب آتا ہو تو ایسی حالت میں اُس کو اُس کے بالغ ہونے تک خنثی مشکل بولیں گے اس طرح اگر اُس میں کوئی علامت مردی اور زنی کی نہ ہو اور ناف کے مقام سے وہ پیشاب کیا کرتا ہو یا کسی اور خالی سوراخ سے جو ناف کے سوراخ کے مشابہ ہو اور عضو مخصوص علامت زنی کے ہمشکل نہ ہو۔ اُس سے پیشاب کرتا ہو تو وہ بھی خنثی مشکل ہے یہ اسوقت تک ہے کہ وہ جوان ہوا ہو اگر جوان ہونے پر مردوں کی سی ڈاڑھی نکلی یا علامت مردی سے اُسے احتلام ہوا یا کوئی عورت اُس سے حاملہ ہوئی تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ مرد ہے اور مردوں کا حصّہ پائے گا اور اگر اُس کے عورتوں کی سی چھاتیاں اُبھریں یا علامت زنی سے ماہواری خون آیا یا اُسے کسی مرد سے حمل رہا تو کھل جائیگا کہ وہ عورت ہے اور اُس کو عورت کا حصّہ ملیگا اور اگر جوان ہونے پر یہ دونوں علامات ظاہر ہوئیں مثلاً ڈاڑھی بھی نکلی اور چھاتیاں بھی اُبھریں تو اب وہ پُورا خنثیٰ مشکل ہے۔ اور اُس کے فرائض مشکل ہیں اس سے مطلب یہ ہے کہ اُس کا نام جو خنثیٰ مشکل رکھا گیا ہے اُس کا باعث یہ ہے کہ اُس کے فرائض شکل سے تقسیم ہوتے ہیں اور اُس کی مردی و زنی کی دریافت کیفیت میں مشکل واقع ہوتی ہے اور اُس کے فرائض جو مشکل ہیں وہ کیا ہیں اُس کا بیان اگلے شعر میں موجود ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸۶ نمبر ۵ اُس کی پیدائش سے الخ۔ یعنی مفقود الخبر کی پیدائش کے وقت سے لیکر ستر سال آیندہ تک اسکے پس غیب جس قدر مورث مریں اُن میں سے ہر ایک کے ترکہ میں سے جسقدر حصّہ اس مفقود کو پہنچتا ہو وہ حصّہ لیکر رکھتے جائیں اور اسی طرح اُس کا وہ ذاتی مال بھی اسی مدت ستر سال تک امانتہً علیحدہ رکھا رہے واضح ہو کہ اشاعت اول کنز الآخرۃ میں جو ہم نے مفقود کی پیدائش سے نوّے سال تک اُس کا انتظار کرنے کے واسطے لکھا تھا اور اب اس اشاعت ثانی میں فقط ستر سال تک تحریر ہوا اُس کی وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف کثیر ہے بعض کے نزدیک یہ مدت ستر سال ہے اور بعض کے نزدیک نوّے سال اور بعض کے نزدیک اس سے بھی کم و بیش ہے ان میں فرائض شریفی جو فرائض میں ایک بہت بڑا مستند و معتبر فتاویٰ ہے اُسکا فتویٰ نوّے سال گزرنے ہی پر ہے اور دیگر فتاووں میں بھی یہی ہے لیکن صاحب ہدایہ کا فتویٰ ہو ستر سال گزرنے پر ہے اور یہی فتح القدیر اور جواہر اخلاطی وغیرہ کتب معتبرہ فقہ میں ہے اور یہی بات موید بالحدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین۔ ترجمہ یعنی میری امت کی عمریں اکثر ساٹھ برس سے لیکر ستر برس تک ہونگی اور چونکہ اکثر کیواسطے ... حکم کل کا ہے پس جبکہ اکثر عمر اس امت کی ستر برس تک شرعی تو اُسی کا اعتبار ہوگا اور ستر برس کے بعد یہ سمجھا جائیگا کہ اب وہ زندہ نہیں ہے اور چونکہ اس زمانہ میں ویسے بھی عمریں بہت کم ہوتی ہیں اس لئے اس لحاظ سے بھی یہی ضروری ہے کہ قول سبعین پر فتویٰ ہو کہ یہی فقہاے متقدمین کا مفتی بہ ہے اور فی زماننا بھی اکثر مفتی مثل علامہ بریلوی کے اسی پر فتویٰ دیتے ہیں لہذا ہم نے بھی ضرورت زمانہ پر لحاظ کرکے اسی کو اختیار کیا واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔ منہ ف پھر ہو آجائے۔ الخ۔ یعنی پھر اگر وہ مفقود اس مدت موعود کے اندر واپس آجائے کیا معنی کہ اُس کی پیدائش سے ستر سال کے اندر وہ اپنے گھر لوٹ کر آجائے مثلاً اگر ایک شخص بیس برس کی عمر میں روپوش ہو کر لاپتا ہو گیا ہو تو اُس کے جانے کے وقت سے پچاس سال کے اندر اور اگر تیس برس کی عمر میں مفقود ہوا تو چالیس سال کے بیچ اور اگر چالیس برس کی عمر میں غائب ہوا ہو تو تیس سال کے اندر غرض کہ اسی طرح کم و بیش کو بھی سمجھنا چاہئے جب وہ اس مدت مذکور میں واپس آجائے تو اُس وقت اُس کو دونوں مال (ایک تو وہ جو اپنا ذاتی مال چھوڑ کر گیا تھا اور اُس کو امانتاً کسی معتبر شخص کے پاس رکھدیا گیا تھا اور دوسرا وہ مال جو ترکہ میں اُس کو اس کے مورثان سے ملتا رہے) وہ دونوں مال اب اس کو تمام و کمال دیدیے جائیں کہ اسی کے واسطے ہیں ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸۷ نمبر ۵ ہوں جو مسلم قید۔ الخ۔ یعنی جو مسلمان دار الحرب میں قید ہوں اور پھر اُن کے موت و زیست کی کچھ خبر نہ ملے تو اُن کا حکم بھی مثل مفقود کے حکم کے ہے ۱۲۔ منہ ف سب ہے یہ۔ الخ۔ یعنی مسلمان قیدیوں کا حکم مفقود کا سا اُس وقت ہے جبکہ اُن کا کچھ پتہ نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے ۱۲۔ منہ ف ورنہ۔ الخ۔ یعنی اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ اُن کی موت و حیات کا بخوبی حال معلوم ہو تو وہ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کی طرح وارث بھی ہوں گے اُن کے کہ جو مورث اُن سے پہلے

مرے اگرچہ وہ مورث دارالاسلام میں مرے ہوں اور وہ مقیدیں مورث بھی ہوں گے اُن وارثوں کے جو اُن مقیدین کے مرنے کے بعد باقی رہے اگرچہ یہ سب وارث دارالاسلام میں ہوں کہ اختلاف ملک مسلمانوں میں مانع میراث نہیں اور یہ حکم اُس وقت تک ہے جبتک کہ انہوں نے اپنی حالت اسلام کو تبدیل نہ کر دیا ہو۔ ۱۲ منہ **۵۵** ہاں بدل دیں الخ۔ یعنی معاذ اللہ۔ اگر انہوں نے اپنا دین بدل دیا تو ایسی صورت میں البتہ وہ مرتد سمجھے جائینگے اور مرتد کا حکم اگلی فصل میں آتا ہے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۸ نمبر ۴ کا بقیہ اسی طرح اگر ایک شخص مرے اور وارث اپنے ایک زوجہ اور ماں اور بیٹا چھوڑے اور تقسیم ترکہ سے پہلے زوجہ مرجائے اور اس زوجہ کا وارث بھی ایک بیٹا رہے یا ماں مرجائے اور اس کا وارث بھی یہی پوتا رہے تو یہاں بھی طرز تقسیم بدستور وہی رہا کہ ہر صورت میں وہ باقی بعد الفرض کا مستحق ہوا لہٰذا ایسی صورتوں میں ۱۲ منہ

۵۵ پس اُسے تو چھوڑ کر۔ الخ۔ یعنی صورت مذکورہ میں میت ثانی کو چھوڑ کر باقی ماندہ وارثوں پر ترکہ تقسیم کرے اور میت ثانی کو کالعدم سمجھکر اس کے نام کے نیچے کان لم یکن تحریر کرے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۲ زید مورث اعلیٰ

(پسر) عمر متوفی کان لم یکن	(پسر) بکر موجود	(پسر) خالد موجود
	۱	۱

صورت مذکورہ میں زید مرا اور اس نے اپنے تین لڑکے عمرو بکر و خالد ایک بطن سے وارث چھوڑے اس کے بعد عمرو قبل تقسیم ترکہ مرگیا اور اس نے بھی اپنے وہی دونوں بھائی حقیقی چھوڑے پس اس صورت میں عمرو کو داخل فرائض کرکے اس کے نام کے نیچے کان لم یکن لکھدیا اور ترکہ باقیماندہ دونوں بھائیوں میں نصفا نصف کر دیا دوسری مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۶ زید

زوجہ متوفیہ (سعیدہ) کان لم یکن	حمیدہ (مادر)	عمرو (پسر)
	۱	۵

تیسری مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۸ زید

زوجہ (سعیدہ)	مادر متوفیہ (حمیدہ) کان لم یکن	عمرو (پسر)
۱		۷

ان دونوں مثالوں کا حال بیان سابق سے واضح ہے چوتھی مثال

مسئلہ ۴ زید

(زوجہ) سعیدہ	(مادر) حمیدہ	(بکر) برادر کان لم یکن
۱	۳	

اس مثال چہارم کی صورت یہ ہے کہ زید متوفی نے ایک زوجہ اور ایک ماں اور ایک حقیقی بھائی چھوڑے پھر قبل تقسیم ترکہ اس بھائی نے انتقال کیا اور اس کی وارث بھی یہی ماں رہی تو از انجا کہ اس کی موت وحیات سے صورت تقسیم کچھ نہیں بدلتی کہ جس سے ماں کے لئے دو مرا بطن قائم کریں اگر ایسا کریں تو بھی نتیجہ وہی ہوگا کہ زوجہ کو ایک ربع اور ماں کو ثلث پہلے میت سے اور باقی دوسرے میت سے ملیگا۔ اور اگر میرے سے میت ثانی کو کان لم یکن مانیں جب بھی حاصل یہی ہوگا اور دقت کچھ اٹھانا پڑے گی اسلئے کہ زوجہ تو اہل رد سے نہیں ہے اس کا حصہ ربع سے نہ بڑھے گا لہٰذا اس موقع پر میت ثانی کو کان لم یکن ہی کرنا اولیٰ و انسب ہے۔

پانچویں مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۲ ہندہ

زوج زید	ام لیلےٰ	اخ عمرو	اخت سلےٰ	اخت سعاد
۱	۱			

کلہم کان لم یکونوا

اس کی صورت یہ ہے کہ اوّل مساۃ ہندہ نے اپنے شوہر زید اور ماں لیلےٰ اور بھائی حقیقی عمرو اور دو بہنیں حقیقی سلےٰ وسعاد کو چھوڑ کر وفات پائی پھر قبل از تقسیم ترکہ عمر مرا اور اس کے وَرثہ یہی ماں اور دو بہنیں رہیں پھر سلےٰ مری اور اس کے وارث بھی یہی ماں اور بہن ہوئی پھر سعاد بھی مرگئی اور اس کی وارث بھی یہی ایک خانہ خراب سیہ تاب مادر مساۃ لیلائے ابتر باقی رہی اب اگر اس طریق پر مناسخہ کریں جیسا کہ مروج ہے تو اس کی صورت یہ ہوگی جو ذیل میں درج ہے اور جس کے قواعد کا بیان آگے چلکر مفصل ظاہر ہوگا۔

مسئلہ ۱۲/۹ × ۵ ٪ ۶۰ × ۵ ٪ ۳۰۰ ہندہ میت اولےٰ

زوج زید	ام لیلےٰ	اخ عمرو	اخت سلمی	اخت سعاد
۳ / ۳۰ / ۱۵۰	۲ / ۱۰ / ۵۰	(۲)	۱ (۵)	۱ / ۵ / (۲۵)

مسئلہ ۶ تروالی ۵ عمرو میت ثانی تباین فی یدہ ۲

ام لیلےٰ	اخت سلےٰ	اخت سعاد
۱ / ۱۰	۲ (۲۰)	۲ / ۲۰ / (۳۰)

مسئلہ ۶ تردالے ۵ ۔ سلےٰ میت ثالث ۔ تباین سعد ۹

ام لیلےٰ	اخت سعاد
۲ / ۱۸	۳ (۳۶)

سعاد میت رابع فی یدہا ۷۲

ام لیلےٰ
۱ / ۷۲

الاحیاء

زید	لیلےٰ
۱۵۰	۱۵۰

اس مناسخہ میں کسقدر طول ہوگیا اور مآل وہی ہوا کہ نصف زوج کو ملا اور نصف ماں کا رہا لہذا اوّل ہی سے بھائی اور بہنوں کو کان لم یکن کر دینا چاہیئے تاکہ اتنی دقت وطوالت نہ ہو۔ اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اکثر کتابوں میں جو کان لم یکن کے لئے یہ قید لگائی ہے کہ جو وارث مرا اس کے سب وارث وہی لوگ ہوں جو مورث اوّل کے تھے اور نیز یہ کہ وہ ورثہ سب ایک ہی جنس بھی ہوں اسوقت اس میت دوم کو کان لم یکن قرار دیکر باقی پر تقسیم کر دینا چاہیئے سو یہ قید ضروری ولازمی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دو باتیں درکار ہیں ایک تو یہ کہ وارث کا وارث ---- مورث کے وارثوں کے سوا اور کوئی غیر ہو۔ دوم یہ کہ طرز تقسیم نہ بدلے بلکہ درحقیقت صرف یہی ایک پچھلی شرط لازمی ہے۔ پہلی شرط بھی ہر جگہ لازم نہیں مثلاً مثال ثالث میں ام مری اور اپنی ایک دختر اور چھوڑی کہ وہ ورثۂ مورث اوّل کے سوا ہے لیکن پھر بنت مری اور اس نے بھی اسی ابن الاخ اخیافی مذکور کے سوا اور کوئی وارث نہ چھوڑا تو بھی حاصل وہی ہوا کہ ثمن زوجہ کے بعد باقی سب اس کے ابن عمرو کو ملیگا اور اس کا مناسخہ یوں ہوگا

مسئلہ ۲۴ زید

زوجہ	ام	ابن
سعیدہ	حمیدہ	عمرو
۳	(۴)	۱۷

مسئلہ ۱ حمیدہ فی یدہا ۴

بنت (رشیدہ)	ابن الابن (عمرو)
۱ (۱)	۱ / ۲

مسئلہ ۱ رشیدہ فی یدہا ۲

ابن الاخ

عمرو ۱ / ۲

مبلغ ۲۴ ۱

الاحیاء

سعیدہ	عمرو
۳	۲۱

الاختصار

سعیدہ	عمرو
۱	۷

اس مناسخہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ اس میں کسقدر دقت وطوالت ہے اگر یہاں ام کو کان لم یکن کردیا جائے تو مال وہی نکلے اور دقت کچھ نہ رہے جیسا کہ مذیل سے ثابت ہو۔

مسئلہ ۸ زید

زوجہ	ام	ابن
سعیدہ	حمیدہ	عمرو
۱		۷

کان لم تکن لانها خلقت ابن ابنها عمرو واذ منتها رشید ودی ماتت ولم تخلف الا ابن اخیها عمرو۔ اوکان الحاصل واحدا۔

یہ بیان فتاوی رضویہ جلد نہم کتاب الفرائض میں خوب مشرح ہے اس میں کان لم یکن کی صورت میں عجیب عجیب تصرفات بدیعہ فرمائے ہیں ایسے کسی اور کتاب میں نہیں من شاء فلیرجع الیہا اس میں سے ایک صورت فرائض کے شائقوں کے واسطے لکھی جاتی ہے وہ یہ کہ مسمی احمد یار فوت ہوا اور اس نے ایک زوجہ حافظہ جان اور پانچ بیٹے۔ نیاز علی۔ محمد علی۔ کلن۔ محمد حسین۔ امیر علی اور چار بیٹیاں۔ احمدی بی جان۔ نبی جان۔ جبیبن۔ وارث چھوڑے پھر حافظہ جان مری اور یہی بیٹے بیٹیاں وارث رہے پھر نیاز علی مرا اور یہی بہن بھائی وارث ہوئے پھر محمد علی مرا واس نے ایک زوجہ محبوبن اور دو بیٹے وزیر علی واحمد علی وارث چھوڑے ان میں سے پھر محبوبن بھی مری اور یہی دو بیٹے اس نے وارث چھوڑے پھر انہیں میں سے وزیر علی بھی مرا اور یہی بھائی وارث رہا پھر متقدمین میں سے امیر علی نے دو بھائی اور چاروں بہنیں وارث رہیں پھر جبیبن پھر نبی جان نے انتقال کیا اور یہی بقیہ بہن بھائی وارث ہوئے پھر ان ہی سے بنیات پانچ اور ایک شوہر حامد علی اور ایک لڑکا محمود علی اور ایک لڑکی محمدی وارث چھوڑی پھر ان میں سے حامد علی شوہر نے بھی بیٹا بیٹی چھوڑ کر انتقال کیا پھر محمود علی مرا اور یہی ہمشیرہ محمدی وارث ہوئی پھر متقدمین میں سے محمد حسین مرا اور اس نے ایک زوجہ آسودہ بیگم اور ایک بیٹا علی حسین اور دو بیٹیاں ایک ننھی اور دوم تبولن چھوڑیں پھر بی جان مری اور صرف کلن اسکا وارث ہوا پھر کلن مرا اور اس نے ایک زوجہ مونگا اور دو لڑکے واحد یار وحامد یار اور ایک لڑکی بسم اللہ چھوڑی۔ پس اس مسئلہ کو جس میں ۱۵ میت ہیں فتاوی مذکور میں صرف پانچ بطن سے تقسیم کیا ہے اس کی تصحیح اخیر ۳۶ ہے اور بطن اول یوں تقسیم کیا ہے

مسئلہ ۳۶ محمد یار

ابن محمد علی	ابن کلن	ابن محمد حسین	بنت احمدی
۶	۱۵	۱۰	۵

اسمیں باقی سب کان لم یکن کردیئے گئے ہیں۔ فرائض داں حضرات اسپر غور فرمائیں۔ والسلام ومیراث الکل لمالک العلام۔

حاشیہ صفحہ ۸۹ نمبر ۱۰ کا بقیہ

مسئلہ ۱۲ زید میت اول

زوجہ (ہندہ)	مادر (زبیدہ)	عم (عمرو)
۳	۴	۵

مسئلہ ۳ ہندہ میت دوم فی ید ۳|۱

خواہر (سلمیٰ)	برادر (سلیم)
۱	۲

مسماۃ ہندہ کہ ایک وارث زید کی تھی وہ قبل تقسیم ترکہ مرگئی اور اس نے ایک خواہر اور ایک برادر مساوی درجہ کے اپنے وارث چھوڑے اور ان وارثوں کی تقسیم بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تین کی تصحیح سے ہوتی ہے چونکہ میت اول زید کی تصحیح سے بھی اس کے ہاتھ تین ہی آئے تھے پس اب یہاں کچھ اور مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے انہیں تین کو میت دوم کی تصحیح قرار دیکر ایک بہن کو اور دو بھائی کو دیدیے جائینگے ۱۲ منہ

۵۱ وارثوں پر۔ الخ۔ یعنی جبکہ میت دوم کے وارثوں پر سہام مافی الیہ میت دوم صحیح منقسم ہوں کیا معنی کہ تصحیح میت دوم کا مخرج مسئلہ دوسرا اور مافی الیہ میت دوم کچھ اور ہوں و بالفاظ دیگر تصحیح میت دوم کے اعداد اس کے مافی الیہ سے مماثل ہوں بلکہ مخالف ہوں تب ۱۲۔ منہ **۵۲** غور کر نسبت کا الخ۔ یعنی جبکہ تصحیح و مافی الیہ میت دوم باہم متفق و متحد ہوں تو اس وقت میت ثانی کے مخرج مسئلہ اور مافی الیہ سہام حاصلہ میں نسبت کا ملاحظہ کریں کہ ان میں کیا نسبت ہے۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۹۰ نمبر ۴ کا بقیہ اس مثال کی تشریح بخوبی اوپر کردی گئی اور دونوں میتوں کے ورثا کے سہام ٹھیک کرکے دکھا دیے گئے۔ فتبنہ۔ منہ **۵۵** اور مرے ہوں۔ الخ۔ یعنی اور اگر مورث و وارث دو کس سے زائد یکے بعد دیگرے قبل تقسیم ترکہ مرگئے ہوں کیا معنی کہ تین نفر یا چار نفر یا اس سے بھی زائد مرے ہوں۔ تب۔ منہ **۵۶** پھر یہاں بھی۔ الخ۔ یعنی متعدد اموات کی صورت میں بھی سابق کی مانند پیشتر میت اول و دوم کی مسئلہ کی تصحیح کریں۔ منہ **۵۷** کرکے پھر۔ الخ یعنی میت اول و دوم کی تصحیح کرکے ان دونوں تصحیح کو ایک سمجھ لینا چاہئے منہ **۵۸** پھر سوم کو مثل۔ الخ۔ یعنی پھر تیسرے میت کی تصحیح کرکے اس کو بجائے تصحیح میت دوم کے سمجھ کر وہی قاعدہ عمل میں لائے جیسا کہ میت اول و دوم کی تصحیح میں اختیار کیا تھا۔ منہ **۵۹** جتنے میت ہوں۔ الخ یعنی تین اور چار پر کچھ منحصر نہیں ہے چاہے جسقدر میت کیوں ہوں ان سب میں اسی طریق مذکورہ کے موافق عمل کرتا چلے اور پھر بعد اس عمل کے ان سب اموات کے پیچھے مداحیائی کھینچکر جملہ اموات کے ورثا موجودین کو اس مد کے تلے لکھ کر ان کے سہام جہاں جہاں جس جس نے جتنے پائے ہوں سب جمع کرکے ہر ایک کے نام کے نیچے درج کرے۔ منہ **۶۰** مبلغ مخرج جو آخر۔ الخ۔ یعنی ترکیب مذکورہ کے بعد آخر کار جو مخرج کلاں نسب کا نکلیگا اُسے مبلغ کہتے ہیں یعنی انتہائے کار تصحیح یہاں تک پہنچی پس اسی مبلغ یا مخرج بالا سے ہر میت کے ورثہ اپنے اپنے سہام پالیں گے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۷۲ / ۲۴ / ۸ — زید میت اول

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت
ہندہ	خالد از بطن ہندہ	بکر از بطن حبیبہ	ولید از بطن حبیبہ	سلمیٰ از بطن حبیبہ
۱ / ۳ / ۹	۲ / ۶ / ۱۸	(۲)	(۳ / ۹)	۱ / ۳ / ۹

مسئلہ ۳ — تباین — بکر میت دوم — فی یدہ ۲

برادر حقیقی	خواہر حقیقی
ولید	سلمیٰ
(۲ / ۱۲)	۱ / ۲ / ۶

مسئلہ ۶ — توافق بالنصف — ولید میت سوم — فی یدہ ۱۰

دختر	دختر	دختر	دختر	خواہر
حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ	سلمیٰ
۱ / ۵	۱ / ۵	۱ / ۵	۱ / ۵	۲ / ۱۰

المبلغ ۷۲

الاحیاء

ہندہ	خالد	سلمیٰ	حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ
۹	۱۸	۲۵	۵	۵	۵	۵

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ زید مورث اعلیٰ میت اوّل ہے اُس نے ایک زوجہ ہندہ اور تین لڑکے مسمیان خالد و بکر و ولید اور ایک لڑکی مساۃ سلمیٰ دو بیبیوں سے وارث چھوڑے ان میں مسمی خالد ایک بی بی سے ہے اور باقی تین دوسری متوفیہ یا مطلقہ بی بی سے ہیں تو اس صورت میں مسئلہ آٹھ سے ہوا جن میں سے ایک سہم ہندہ کو جو خالد کی ماں ہے پہنچا باقی سات میں سے دو دو سہم تینوں لڑکوں کو اور ایک سہم لڑکی کو پہنچے یہ ترکہ تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ مسمی بکر فوت ہوگیا اور اُس نے ولید برادر حقیقی و سلمیٰ خواہر حقیقی کو وارث چھوڑا یہ مسئلہ تین کے مخرج سے صحیح ہوا اُن میں سے دو سہام بھائی کو اور ایک سہم بہن کو پہنچا چونکہ بکر متوفی کے مافی الید از ترکہ میت اول صرف دو سہام ہیں اور اُس میں اور تین میں جو مخرج ثانی کے اعداد ہیں تباین ہے لہذا موجب قاعدہ مذکورہ مخرج مسئلہ ثانی کے تین عدد کو مسئلہ اولیٰ کی تصحیح میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو حاصل ضرب چوبیس ہوئے اور یہ اُنہیں تین کو ہندہ و خالد و ولید و سلمیٰ وارثان موجود مورث اعلیٰ کے سہاموں میں ضرب دیا تو مساۃ ہندہ و سلمیٰ کے ایک ایک کے تین تین اور خالد و ولید کے دو دو کے چھ چھ ہوگئے اور پھر میت دوم کے وارثوں کے سہام میں اُس کے مافی الید کو ضرب کیا تو سلمیٰ کے دو ہوئے اور ولید کے چار ہوگئے اب یہ ترکہ بھی تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ ولید بھی مرگیا اور اس نے چار لڑکیاں اور ایک بہن وارث چھوڑی لہذا اس کا مخرج مسئلہ چھ سے ہوا چھ میں سے دو ثلث کے چار سہام چاروں لڑکیوں کو اور باقی کے دو سہام بطور تعصیب حقیقی بہن کو پہنچے اور ولید کے مافی الید ہر دو مسئلہ سے دس سہام ہیں اور اُن میں اور اس کے مخرج مسئلہ میں توافق بالنصف ہے پس وفق مسئلہ سوم کو کہ تین ہوتا ہے مسئلہ اولیٰ کی تصحیح میں کہ ۲۴ ہیں ضرب دیا تو حاصل ضرب بہتر ہوگئے اور اب وہی بہتر مسئلہ [illegible] کا مخرج ۷۲ قرار پایا۔ اس کے بعد اُنہیں تین کو جملہ سہام وارثان موجود میت اول و میت دوم میں بھی ضرب دیا تو میت اوّل کے وارثان میں ہندہ کے تین کے نو سہام اور خالد کے چھ کے اٹھارہ سہام ہوگئے اور سلمیٰ کے تین کے نو سہام ہوگئے اور میت دوم کے وارثان میں سلمیٰ کے دو کی جگہ چھ ہوگئے اب میت سوم کے وفق مافی الید کو کہ پانچ ہوتے ہیں اس کے وارثوں کے سہام میں ضرب کیا تو چاروں لڑکیوں میں سے ہر ایک لڑکی کے ایک ایک کے پانچ پانچ ہوگئے اور خواہر حقیقی سلمیٰ کے دو سہام کے دس سہام ہوگئے اور تقسیم تمام ہوئی اس کے بعد جملہ ورثا موجودین میت اول و دوم و سیوم کو ایک مدالاحیا کے نیچے لاکر ہر ایک کے سہام حاصلہ اُن کو دیئے گئے اس طرح پر کہ سلمیٰ جو تینوں بطن میں وارث ہوئی تھی اس نے بطن اول میں ۹ پائے تھے دوم میں ۶ سوم میں ۱۰ جن کا مجموعہ ۲۵ ہوا یہی ۲۵ زیر نام سلمیٰ لکھے اور باقی ورثہ نے ایک ایک ہر جگہ پایا تھا اُن کے وہی سہام اُتار لئے اُن سب کو جوڑا تو مجموعہ ۷۲ ہوتا ہے اور وہ شرح بالا مورث اعلیٰ کے مطابق ہے جیسا کہ مثال مدات مذکورہ سے ظاہر و روشن ہے۔ فتامنہ۔

واضح ہو کہ طریقہ تحریر فرائض کا یہ ہے کہ ایک مد طویل میت کی کھینچ کر اس کے وسط میں میت کا نام لکھیں اور اس مد کے نیچے اس کے جملہ ورثا کے نام تحریر کریں اور ان وارثوں میں مد میت کے شروع میں سب سے پہلے زوجین میں سے ایک کو بعدہ دیگر ذوی الفروض کو لکھیں ان کے بعد میت میں پیچھے عصبات کو درج کریں اس کے بعد میت کے شروع عنوان پر مسئلہ کا لفظ تحریر کرکے اسپر اعداد مخرج تحریر کریں اگر اس مخرج میں تصحیح ہو کر اعداد بڑھ جائیں تو مخرج کے اوپر ایک خط کھینچ کر اعداد صحیح کو لکھیں اسی کو مخرج بالا کہتے ہیں اس مخرج سے جس جس وارث کو جس قدر سہام پہنچیں وہ سہام ہر وارث کے نام کے تلے لکھ دیں اور مناسخہ میں جسقدر میت مری ہوں اسی قدر مدات اُن کے نام بتا دستے اور لکھتے چلے جائیں اور بطون بالا میں میت دوم و سیوم و زیادہ کے ناموں کے نیچے ایک قوسی لکیر جس میں اُن کے سہام بھی آجائیں کھینچیں تاکہ اُس سے انکا میت ہونا ثابت ہوا اور ان کے سہام میں اُن کے مخرج مسئلہ کی ضرب نہ ہونے پائے اور آخر میت دوم و سیوم وغیرہ میں فی یدہ اور عورت کو فی یدہا دعوتکو فی الیدیا مافی الیدیا اُس کا مخفف مف لکھکر اس پر اُن کے مافی الید سہام تحریر کردیں اگر فی یدہ یا یدہا کے بجائے اُسکا مخفف کرکے یوں تحریر کریں مف تو نفی پر نقطہ نہ لگائیں تاکہ صفر کا شبہ نہ دے مثلاً مافی الید ہوں اور یوں لکھا کہ مف ۵ تو ۵۰ کا احتمال ہوگا لہذا بے نقط تحریر کریں۔ اس کے بعد جملہ ورثا موجودین کو ایک مد الاحیاء کے نیچے لاکر اُن کے سہام متفرقہ جمع کرکے اُن کے تلے لکھیں اور الاحیاء کے بیچ میں المبلغ لکھکر مخرج بالا مورث اعلیٰ کے اعداد تحریر کریں۔ فتامنہ۔ منہ۔۱۲

تنبیہ۔ بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ بطون میں تقسیم سہام جسطرح کی گئی اُن سے کمی ناممکن تھی مگر جب زیر مدالاحیاء ہر ایک کے سہام متفرقہ جمع کرکے لکھے تو ان میں باہم توافق ہوگیا کہ ہر ایک کو ہر ایک عدد کاٹ سکتا ہے اس عدد کو مابہ التوافق کہتے ہیں اور فرائض میں حتی الامکان عدد اقل لیا جاتا ہے ایسی صورت میں مداحیاء کے بعد مد اختصار کھینچے اور سہام ورثا ثبت کرکے ہر ایک کے سہام کو بہ مد احیاء اس مابہ التوافق مشترک پر تقسیم کرکے درج کرے یونہی مبلغ کو اس پر تقسیم کرکے یہ مبلغ دوم بالائے مد اختصار رکھے اور آخر کی معمولی عبارت جو لکھی جاتی ہے کہ حسب شرائط فرائض ترکہ فلاں اتنے سہام پر منقسم ہوکر ہر وارث کو اسقدر سہم کہ مد احیاء میں ہے

نام لکھے ہیں ملیں گے اس میں بجائے سہام مخرج بالا سہام مبلغ ودم تحریر کیے اور مداحیا رکے عوض مداختصار کا نام لے اس کی مختصر مثال کہ جن بطون میں اختصار کی ضرورت ہو یہ ہے ۔ منہ

مسئلہ ۲۴×۴=۹۶ — زید

زوجہ	ام	بنت	اخت عینیہ
حسینی	اسما	شیرین	نسرین
۳/۱۲	۴/۱۶	۱۲/۴۸	(۵)

مسئلہ ۶ — نسرین — تمائین — معتقہ

ام اسما	بنت یاسمین
۱/۵	۳/۱۵

الاحیاء — المبلغ ۹۶

حسینی	اسما	شیرین	یاسمین
۱۲	۲۱	۴۸	۱۵

ان کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ تمام اعداد توافق بالثلث رکھتے ہیں لہٰذا مبلغ و سہام سب کو تین پر تقسیم کرکے مداختصار یوں لکھے ۔

الاختصار — المبلغ ۳۲

حسینی	اسما	شیرین	یاسمین
۴	۷	۱۶	۵

حسب شرائط ترکہ بتیس ۳۲ سہام پر منقسم ہو کر ہر وارث کو اس قدر سہم کہ بمداختصار اس کے نام لکھے ہیں ۔ ملیں گے حسب شرائط فرائض سے مقصود یہ ہے کہ بر تقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وصحت ترتیب اموات وتقدیم امور مقدمہ علی المیراث مثل ادائے مہر ودیگر دیون والفاذ وصایا من ثلث الباقی بعد الدین ترکہ زید ۔ الخ ۔ اور ہمارے استاد مرحوم ومغفور اسکو اسطرح لکھا کرتے تھے ۔ بعد وجوب تقدیمہ علی الارث وبشرط خلو از جمیع موانع آں وبشرط انحصار وارثان درصورت مسئولہ (اور اگر مناسخہ ہو تو یہ عبارت اور زیادہ) وبشرط ترتیب صحت اموات ۔ ترکہ متوفی مذکور ۔ مثلاً بر سی ۳۲ دو سہام انقسام خواہد یافت مثلاً چار سہام مسماۃ حسینی را وہفت سہام مسماۃ اسما را وشانزدہ سہام مسماۃ شیریں را پنج سہام مسماۃ یاسمین را خواہند رسید واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب ۔ ۱۲ منہ ۔

حاشیہ صفحہ ۱۹۲ نمبر ۹ نر کو دو دو حصے دیں ۔ الخ ۔ یعنی اس وقت نر کو دو حصے دیے جائیں گے اور مادہ کو ایک یا جائیگا کیا معنی کہ بھائیوں کو دو دو اور بہنوں کو اکہرا حصہ بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور بہن بھائی اور دادا سب عصبہ بنائے جائیں گے لیکن یہ تقسیم مساوی برادران اس وقت تک نافذ ہوگی جبتک کہ دادا کو جملہ ترکہ کے چھٹے حصہ سے کم نہ ہونے پائے ۔ ۱۲ منہ ۵ افضل الامرین ۔ الخ ۔ یعنی دادا کو جملہ ترکہ کے چھٹے حصہ سے کم ۔ افضل الامرین کے یہ معنی ہیں کہ دو چیزوں میں سے ایک چیز کا افضل اور بہتر ہونا ۔ پس مطلب یہ ہے کہ ایسی تقسیم کے موقع پر دو چیزوں میں سے جو چیز کہ افضل و اکمل ہوگی وہ دادا کو ملے گی اس کی تشریح آگے مذکور ہے ۔ ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۹۳ نمبر ۷ ثلث سے کمتر نہیں ۔ الخ ۔ یعنی تقسیم مذکورہ بالا میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زید بن ثابت کا اختلاف یہ ہے کہ دادا کا حصہ تہائی حصہ سے کم کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ خلیفہ چہارم کے نزدیک چھٹے سے کم نہیں ہوتا ہے اسی طرح پر ان کے نزدیک تہائی سے کم نہیں ہونے پاتا ۔ واضح ہو کہ حضرت علی مرتضیٰ و زید بن ثابت وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین ہر سہ کے نزدیک دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کا وارث ہونا تو متفق علیہ ہے ولیکن ان کی تقسیم میں ہر ایک کا اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقسیم کی کیفیت تو مفصل اوپر بیان کر دی گئی اب زید بن ثابت کی تقسیم کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے ان کے نزدیک افضل الامرین میں تہائی سے کم دادا کو نہیں ہونا چاہیے پس ان کے اجتہاد کے موافق جبکہ فرائض میں بہن بھائی مل کر دو سے زائد ہوں کیا معنی کہ دو بھائی اور ایک بہن یا ایک بھائی اور تین بہنیں یا کہ ان سے بھی زائد جمع ہوں تب منہ ۵۵ ثلث کل دادا کو دیکر ۔ الخ ۔ یعنی بصورت مذکورہ دادا کو ایک تہائی مال کی دیکر باقی ترکہ بہن بھائیوں کو بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر دینا چاہیے کیا معنی کہ جبتک فرائض میں ایک بھائی اور ایک بہن یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا صرف دو بھائی میت کے پائے جائیں گے اس وقت تک تو نسبت کے دادا کو ان کے ساتھ شامل کرکے نر کو دوہرا اور مادہ کو اکہرا زید بن ثابت کے نزدیک بھی دیا جائیگا کیونکہ ایسی صورت میں دادا کے لئے افضل و بہتر

ہوگی یا اُسکے مساوی ثلث ہوگی اور اگر بہن بھائیوں کی تعداد مل کردو بھائی سے زائد ہوجائے تو اس وقت دادا کو کل مال کی تہائی دیکر علیحدہ کردیا جائے اور مابقے ترکہ بہن بھائیوں کو مطابق اُن کے حصص کے دیدیا جائے کہ اس صورت میں ایک تہائی مال متروکہ کی دادا کے لئے مقاسمہ سے افضل و بہتر ہے۔ فتبنہ۔ منہ ۹ ہوں جو سوتیلے۔ الخ۔ یعنی اگر حقیقی بھائی اور سوتیلے بھائی میت کے دونوں موجود ہوں تو اُس وقت حضرت زید بن ثابت رضہ کے نزدیک اُن دونوں قسم کے بھائیوں کے شامل دادا کی تقسیم ہوگی۔ منہ ۱۰ داخل تقسیم۔ الخ۔ یعنی سوتیلے بھائی دادا کی تقسیم میں سب داخل کرلئے جائیں گے۔ لیکن سوتیلے بھائی حصہ پانے سے علیحدہ و بے بہرہ رہیں گے کیونکہ حقیقی بھائیوں سے وہ محروم ہیں۔ منہ ۱۱ وہ ملے تھے۔ الخ۔ یعنی سوتیلے بھائی دادا کے مزید نقصان پہنچانے کے لئے تقسیم میں داخل کئے گئے ہیں لیکن وہ خود اپنی ذات کے واسطے خائب و خاسر ہیں کیا معنی کہ بے بہرہ و نامراد ہیں۔ واضح ہو کہ سوتیلے بھائیوں کا اس تقسیم میں اضرار اً للجد داخل ہونا حضرت زید رضہ کے نزدیک ثابت ہے مگر حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ثابت نہیں جیسا کہ حضرت علی رضہ کے اختلاف اجتہاد میں جتا دیا گیا ہے کہ داخل تقسیم علاتی نہیں اُس سے یہی مراد ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضہ کے نزدیک علاتی اضراراً للجد تقسیم میں داخل نہیں کئے جاتے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۹۴ نمبر ۸ کا بقیہ مثال مسطورہ میں جبکہ شوہر کو چار میں سے نصف کے دو سہام دیئے گئے تو دو باقی بچے اُن میں سے ایک ایک بھائی اور دادا کو برابر برابر دیدیا گیا۔ پس اس موقع پر حصہ دادا کو کل ترکہ کے چھٹے حصہ سے اور باقی ترکہ کے تیسرے حصہ سے افضل ہے کیونکہ مقاسمت میں یہ حصہ اُس کو ترکہ کا چہارم ہاتھ آیا ہے اور وہ کل ترکہ کے چھٹے حصہ سے بہت زائد ہے اور اسی طرح بر بقیہ فرض دو باقی رہتی ہیں اور دو کا ثلث ایک سے کم ہوتا ہے اور مقاسمت میں اُس کو پورا ایک حاصل ہوا ہے لہٰذا یہ ایک عدد ثلث مابقی سے افضل ہے پس اس موقع پر مقاسمہ ہی اُس کے لئے ہر صورت سے فائدہ بخش ہے جو عمل میں لائی گئی اور اگر فرائض میں کہیں ایک دادا اور ایک جدہ صحیحہ اور دو بھائی اور ایک بہن پائی جائیں تو اُس جگہ دادا کے واسطے ثلث مابقی۔ مقاسمہ اور سدس کل سے بہتر ہوگی اس طرح

مسئلہ ۱۸

جدہ یک	ہمشیرہ یک	برادر یک	برادر یک	جد صحیح
۳ سہام	۲ سہام	۴ سہام	۴ سہام	۵ سہام

صورت مسئولہ میں مسئلہ ۱۸ سے تقسیم ہوا منجملہ جس کے چھٹے حصہ کے تین سہام جدہ کو اور مابقی پندرہ میں سے تہائی کے ۵ سہام جد صحیح کو دیئے گئے تو دس بچ رہے وہ دسوں بہن بھائیوں پر بموجب اُن کے حصوں کے بانٹ دیئے گئے اب جو دادا کو یہ پانچ سہام ملے ہیں اُن کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ پانچ کل ترکہ کے چھٹے سے بہت زائد ہیں اور مقاسمہ میں اُس کو چار سہام سے کسر زائد ملتے لیکن یہ پانچ ان سے بھی زائد ہیں پس اس موقع پر ثلث مابقے اُس کے واسطے سدس کل اور مقاسمت برادران سے زائد مفید ہے جو اُس کو عطا کی گئی یہ مثال ثلث مابقے کی افضل ہونے کی تھی اور اگر فرائض میں کہیں ایک جدہ صحیحہ اور ایک جد صحیح اور ایک لڑکی اور دو بھائی پائے جائیں تو اس جگہ کل ترکہ چھٹا حصہ مقاسمت اور ثلث مابقے سے افضل ہوگا۔ اس طرح

مسئلہ ۱۲

جدہ صحیحہ یک	جد صحیح یک	دختر یک	برادر	برادر
۲ سہام	۱۲	۶ سہام	۱	۱

صورت مسئلہ مذکورہ میں بارہ کے مخرج سے تصحیح کی گئی منجملہ جس کے نصف کے چھ سہام لڑکی کو دیئے گئے اور چھٹے کے دو سہام جدہ کو اور چھٹے کے دو سہام دادا صاحب کو بھی مرحمت ہوئے باقی رہے دو سہام وہ دونوں بھائیوں کو ایک ایک دیدیا گیا اب جو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ کل ترکہ کا چھٹا حصہ جو دو سہام ہیں وہ مابقے کے ثلث سے کہ ایک سہم اور دو ثلث سہم ہوتا ہے۔ زائد ہیں اور اسیطرح مقاسمت سے وہ بہتر ہے کہ اس میں بھی ایک سہم سے ثلث سہم زائد دادا کو ملتا ہے پس یہاں کل ترکہ کا چھٹا حصہ دادا کو دیا گیا کہ وہ دونوں سے افضل و بہتر ہے جیسا کہ زیر دمیت تحریر ہے یہ تینوں مثالیں تینوں امور مذکورہ میں سے اپنے اپنے موقع پر ہر ایک کے افضل ہونے کے ہوگئیں۔ فتبنہ۔ منہ۔

۵۹ ہے اسی صورت سے۔ الخ۔ یعنی جد صحیح کی فرائض میں اسی صورت سے جا بجا ردوبدل ہے اور اس مقاسمت میں ایک طریق پر دارومدار
ہیں ہے اور امام شافعی نے بھی اسی مقاسمت زید بن ثابت کے طریق پر عمل کیا ہے۔ منہ **۶۰** شافعی ومالک۔ الخ۔ یعنی امام شافعی اور
امام مالک دونوں صاحب اسی مقاسمت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پیرو وتبع ہیں۔ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۱۹۵ نمبر ۴ کا بقیہ

تو ایسی صورت میں مفتی کو مناسب ہے کہ دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کو شریک کرکے
بموجب فتویٰ صاحبین کے مقاسمت پر عمل کرے تاکہ میت کے بہن بھائی اس کے
ترکے سے ہمیشہ کے لئے محروم نہ ہو جائیں اور اگر ایسے وارث قوی دادا کے موجود ہوں جن سے میت کے بہن بھائی محجوب ہوتے ہیں بلکہ دادا
کے بعد اس کے ترکہ میں میت ہذا کے یہ بہن بھائی بھی وارث ہو سکتے ہوں تو پھر اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ دادا کے ساتھ ان کو شریک
کیا جائے بلکہ ایسے موقع پر سب ترکہ بموجب مذہب حنفی دادا کو دیدینا چاہئے کیونکہ یہ لوگ بعد وفات دادا کے خود اس کو پالیں گے پھر اس
بات کی یہ ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ بھائیوں کو بھی اس وقت شریک کیا جائے کس لئے کہ اگر اس وقت سب ترکہ دادا کو دیا جائیگا تو وہ
بھی مال آخر پھر انہیں کو مل رہے گا پس یہ کیا خوب موقعہ ہے ان دونوں باتوں پر وقتاً فوقتاً عمل کرنے کا اور اس موقع کا کسی فتاویٰ میں
ذکر نہیں ہے صرف میرے استاد مولانا مرحوم ومغفور کا اجتہاد ہے۔ منہ۔

۶۱ بر تحقیق ہے وہی۔ الخ۔ یعنی اگرچہ مفتی کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی موقع پر دادا کے ساتھ بھائیوں کو شریک کرکے تقسیم عمل میں لائے
تو صاحبین کے قول مذکور کے موافق وہ فتوے دے سکتا ہے لیکن محقق یہی بات ہے کہ تا بامکان قول امام ہی پر فتویٰ دے جیسا کہ ہم نے
اوپر حاشیہ میں اور نیز متن میں جتا دیا ہے کہ اصل ومفتی بہ مذہب امام ہی کا ہے اور اس پر اتفاق فقہا وائمہ افتا کا ہے۔ **۲** القول ما قالت
حذام۔ یہ عرب کی ایک مثل ہے جیسا کہ عرب کے شاعر نے کہا ہے اذا قالت حذام فصدقوها فان القول ما قالت حذام
حذام محبوبہ کا نام ہے۔ یعنی جب محبوبہ کوئی بات کہے تو تم اُسے سچ جانو کہ در اصل بات وہی ہے جو محبوبہ نے کہی۔ اسی طرح ہم بھی کہتے
ہیں **۵** اذا قال الامام فصدقوہ۔ فان القول ما قال الامام۔ یعنی جب امام کوئی بات ارشاد فرمائیں تو تم اس کی
تصدیق کرو کہ اصل قول وہی ہے جو امام ارشاد فرمائیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ میں بھی قول امام ہی کی تقویت فرمائی ہے
اور مقاسمہ کی صورت میں یہ مواقع اس میں تجویز کئے ہیں کہ اگر دادا غنی اور بھائی مفلس ہوں تو مقاسمہ کرے اور اگر بھائی بدچلن
ہوں کہ انہیں مال دینا ان کی بدچلنی پر اعانت کرتا ہے تو دادا نیک بخت وصالح ہو تو قول امام پر فتویٰ دے اور اگر عکس ہو تو
فتویٰ بھی بالعکس ہو۔ اور اگر دادا سخی ہو کہ اکثر مال اس کا امور خیر میں صرف ہوتا ہو اور بھائی بخیل ہوں تو قول امام پر فتویٰ دے
اور اگر بھائی سخی ہوں اور دادا بخیل ہو تو مقاسمہ کرے۔ ۱۲۔ منہ

مناجات از مؤلف

کے بود یارب کہ صورت را بمعنے آورم
جان بر طیبہ برم رو سوئے بطحا آورم

کے زشوقِ رویتِ بیت اللہ و بیت الرسول
سر برہنہ پا برہنہ عزم صحرا آورم

چوں بسم لبیک گویان در حریم کبریا
آہ و درد و سوز دل را نذرِ مولا آورم

ایں باہ و آں باشک و ایں بعد زو آں بخاک
سینہ و چشم و لب و سر را بسودا آورم

چشم افتد چوں ببامِ کعبہ از سودائے دل
نعرۂ اللہ اکبر بے تحاشا آورم

باز در تسبیح و در تہلیل رب ذوالجلال
وجد سازم نغمہ ہا گویم سخنہا آورم

بشکنم زنار نفس و بر حلقوم و سرش
خنجرِ لا آورم منشارِ الا آورم

گہ بطوفِ کعبہ پروانہ کنم شیدائی شمع
گہ بوسِ سنگ مجنوں را بلیلے آورم

در مقامِ پاک ابراہیم گہ سازم قیام
سجدہ ہا گاہے بخاکِ آں مصلے آورم

گاہ در مسعے دوم از خود رماں دیوانہ وار
در نشیب آیم گہے۔ گہ رو ببالا آورم

گاہ بزم نم بردم ولے کشم با زمزمہ
مردہ دل را جان و جاں را نور افزا آورم

گہ درونِ خانہ کعبہ شوم دلدار جو
ہمچو بلبل در ہوائے گل طلبہا آورم

گہ جبیں سایم بخاکِ آستانش از نیاز
گہ دلِ پرشور را قربان و شیدا آورم

گاہ بر دامانِ کعبہ چشم در و مالم بشوق
سر بزیر پرچم اِنّا فتحنا آورم

گہ زبیم و خوف عصیاں خوں بگریم زار زار
گاہ واویلا و آہ و شور و غوغا آورم

گاہ بر باب السلام آیم زحق زنہار خواہ
گہ بباب رحمت استغفار و توبہ آورم

باز از کہ بپائے سر روم سوئے حبیب
سر بفرشش راہ و پا بر چرخ اعلے آورم

تا رسم در کوئے او یا جان وہم بر بوئے او
بر سر ناقہ حدی خواں رو بعذرا آورم

چوں بیابم نکہت زلفِ معنبر در دماغ
رقص سازم جب سایم و اخلیلا آورم

یا رسول اللہ تو خود بخوان ایں بندہ را
تا سر لطف نذرِ سگِ دربان والا آورم

یا حبیب اللہ وصفت من چہ گویم ناقصم
در بیانِ وصف تو لیٰسین و طٰہٰ آورم

چوں رسیدی در شب معراج بر اوج کمال
گفت حق قرب تو او ادنیٰ حبیبا آورم

صد ہزاراں رحمت و برکات و صلوات و سلام
بر بیان پاکت است آرام جانہا آورم

پیش اعمال گر روز جزا شد اے حمید
من شفیع خود جناب مصطفےٰ را آورم

تاریخ طبع ثانی کنز الآخرۃ عرف شریعت نامہ از جناب صاحبزادہ محمد عبد القدوس خانصاحب متخلص بہ فرحت

خلف ارجمند افسر جنگ بہادر ریاست ٹونک دام لطفہٗ

دوبارہ ہوا طبع شریعت نامہ
مضمونوں کی لطافت دیتی خود لکھو شہر

ہے آرزو مقبول کرے رب مجید
معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہے گلشن جاوید

ہر صفحہ میں دریا ہے معانی کا رواں
از سال مسیحی ہے تو اے فرحت

ہر سطر میں ہیں دُر مضامین پدید
کیا فیض کا چشمہ ہے یہ تالیف حمید

۱۹۱۳

نمقہ عبدہ المذنب محمد عبد الحمید عفی عنہ بماہ دسمبر ۱۹۱۳ء

هٰذا ما کتبہ علی کنز الآخرۃ العبد المذنب الراجی الی رحمۃ ربّہ الغفار

محمد اعظم بن محمد یار الحنفی مذہباً والقادری مشرباً غفر اللہ لہ ولجمیع

وما سواہ واوصلہ الی مایتمنّاہ ساکن البلدۃ التی تسمّٰی بمیروال صانہا

اللہ عن التقلّب والزّوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشہدک یا ربّ علیٰ اخلاصی وحبّی لمصنّف ہذا الکتاب ولم اظہرہ اذ ہو من جملۃ المخلصین المحبّین لحبیبک محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم فقلبی لدیہ ولم ارہ۔ اللّٰہمّ زد فزد ولا تنقص شیئاً فممّا یلیق لمن یحبّ حبیبک۔ روحی فداک یا مدّاح المصطفیٰ بکمال الشوق فل اللہ اخلاصک وکمّل نصیبک۔ انت الذی فار ماء بحر عشقک فسقیت منہ مزارع قلوب العاشقین فروت۔ وابردت بہ نار اکباد العاشقین فخمدت۔ فزت بمرامک ووصلت الی مقامک فی حضور النبیّ علیہ والہ التحیّۃ والثناء۔ اذ صلّیت وسلّمت علیہ فی کتابک نداء العاشقین کما ہو دابہم فی الاٰداب بحرف الیاء۔ یا محبّ حبیب اللہ بارک اللہ فیما لک واوصلک الی ما ترید۔ اعلی اللہ شأنک واذل شانئک واصانک من کلّ شیطان مرید۔ حفظ مالک واٰلک من کلّ عاقّ منکبر ومن کلّ حاسد عنید۔ ادام اللہ نجم اقبالک طالعۃ بکرمہ المخصوص للعبید۔ فانت من عبادہ المؤثرین فی سبیلہ لا زال شمس طالعک بازغۃ علیٰ افق العلٰی یا عبد الحمید۔ املأ اللہ قلبک بنور وجہہ واقرّ عینک بجمال حبیبہ اذ انت قریب اللہ لانّ النبیّ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم یحبّ محبّیہ فیکون حبیبہ حبیب اللہ۔ کیف لا وامر اللہ جلّ جلالہ لحبیبہ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتّبعونی یحببکم اللہ۔ فانت حینئذٍ یا مدّاح النبیّ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم تکون محبوب الافئدۃ وممدوح الافواہ لان جبرائیل ینادی ان فلاناً احبّہ اللہ فاحبّوہ یا اہل الدنیا لحدیث المسلم کما رواہ۔ فبشرٰی للمؤمنین اذ منّ علیہم المصنّف بتصنیف الکتاب المسمّٰی بکنز الآخرۃ۔ واطباعہ بصرف المال ووقفہ بطیب الخاطر بطبع الحاضرۃ

(ساکن تحصیل رعیہ۔ ضلع سیالکوٹ)

جآء بحمد الله هو کاسمه فیه خیر کثیر و برکة وافرة۔ فویل للقاسیة قلوبهم لذکره و للعامیة عیونهم عن ادراک نوره و لمن تکون همته الی وصول الیه قاصرة۔ یستبشر بحفظ مالک و نیل مناک کل وجه ناضرة۔ و بنظر بنظر الایقان و نور الایمان کل عین ناظرة۔ سمعت مقام الزیارة منه لما سمعت اوّل مرّة۔ فاخذ لی ما یاخذ الکرماء عند ذکر الحبیب و وجدت ما وجدت (ولی هذا وان اسمع کرّة بعد کرّة۔ الله الله اخلاص لمصنف و ذوقه وهو الفاضل الشریف الفقیه النبیه۔ و کل اناء یترشح بما فیه۔ قوله مقبول و اجره مامول۔ کتاب کاف المسائل الدینیه۔ حاو لوما ثل الشرعیه۔ لم یر مثله عین و لم یسمع عدله اذن۔ نظمه نظم الجواهر و نثره نثر الدرر یحبه کل مرب لئیم۔ و یعلم به کل لبیب حکیم۔ صنفه الحبر النحریر۔ الرئیس الامیر۔ مالی وله و انا الفقیر الحقیر۔ این الارض و طلقها۔ و این السماء و برقها۔ و فی لمثل الهندیة فالجواد و ما فوقها۔ احب کل محب لله من غیر نکیر و لا نور لا دیر لی و لا دور لا انا رئیس و لا (بحمد الله) مرؤس۔ عافانی الله من کل غبی عبوس۔ حبی له والله لیست لدنیاه بل لدینه۔ و حسن یقینه۔ و خدمته للاسلام۔ و ثناء ه علی خیر الانام۔ صلوة الله علیه و اله ما دام اللیالی والایام۔ فانها خیر الاعمال من الرجال۔ و احسن الاشغال لاهل الفضل و الکمال۔ و لو لا انی علیل کسیل لزرته۔ و باخلاصی له طفته۔ ارضیت جنانه۔ و قبلت لسانه۔ کما فعل السهل بابی داؤد۔ حیث سافر الیه بالجهد المجهود۔ و لکن البعد مانع و قلبی له بالدعاء قانع۔ جزاه الله خیر الجزاء۔ و صلوة الله علی خیر الانبیاء۔

انی اطلعت علی کتاب باهر	فی خدمة للشرع و هو مبجل
حسن الهمام حبیبنا عبد الحمید به	حاز الثنا ان اجملوا او فصلوا
لا غرو فهو العلم العلم الذی	همت لمدحته الفحول و طولوا
هذا المؤلف فیه حث نافع	و به یری اهل الکلام تحمل
همت منافعه الوری بالطبع اذ	قد تم تالیفا و فضلا اکمل
لما انتهی طبعا فقلت الفین به	تم الکتاب و راح منه لاعلل

تم الکتاب و راح منه الاعلال
۱۳۲۵ ۱۰۵ ۱۲۱۵ ۵۵۳ ۴۴۰